

دیوان حسن مخمبلی ہلوی

پیدائش ۶۵۳ ہجری وفات ۷۳۸ ہجری

(بسرپرستی)

عاجیناب جاجایان راجہ کرن پشاور ہمارے جہاد میں اسط
کے سی۔ سی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ صد عظم باب مت
سرکار آصفیہ آباد دکن

(باہتمام)

اقل العباد سعود علی محمدی بی۔ اے (علیگ) سابق شن جج کراچی صفیہ

مکتبہ ابراہیمیہ مشین پریس حیدرآباد دکن

طبع ۵۲ ۱۳۰۳



ALLAMA IQBAL LIBRARY



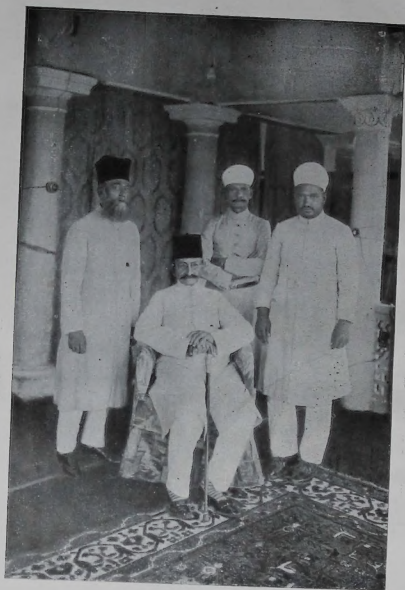
38536



فہرست مضامین

کلیات حضرت امیر حسن سجری دہلوی

- ۱- تمہید از عاقلیناراجہ جانی سرہاراجہ بہادرین السلطنتہ بالقاء
- ۲- اہرین ان کا زمانہ از مولوی مسعود علی حسنا محوی۔ بی اے (علیگ) ۱ تا ۱۰۶
- ۳- ضمیمہ بیاجہ " " " ۱۰۷ تا ۱۱۳
- ۴- غزلیات حضرت امیر حسن سجری دہلوی ۱ تا ۳۹۹
- ۵- رباعیات متفرقات " " ۴۰۰ تا ۴۳۲
- ۶- قصائد " " ۴۳۳ تا ۵۵۹
- ۷- شہنویات " " ۵۵۹ تا ۶۳۳



راجہ راجایان سرمہا راجہ بہادر کشن پڑ شاد یمین آ اساطنتہ
 سید یعقوب بزمی بی۔ اے مسعود علی مہروی بی۔ اے
 مرزا نظام شاہ لبیب تیموری
 ملاحظہ ہو ضمیمہ ن پید چہ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹

تہیہ چکیہ خامیہ شامیہ الخیاہ راجایاں سہ ہمارا مین اسلطانہ
 کے سی۔ آئی۔ ای۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ صدام سرکارہ

حید آباد دکن نام اقبالہ و جلالتہ

مست توام ازادہ و جام آزادم صید توام ازدانہ و دام آزادم
 مقصود من از کعبہ و تخانہ توئی ورنہ من ازین ہر دو مقام آزادم
 بندہ آزاد نشا و نے آنکھ کھل کر اپنے ولی نعمتوں اور اپنے بزرگوں کی
 علم نوازی اور معارف پروری کے اکثر روح پرور سماں دیکھے اور بے شمار
 ہمت افزا داستانیں سنی ہیں اور ایسی فضا میں پرورش پائی ہے جو
 اہل دل اور ارباب علم و فضل کی عقیدت اور عظمت سے ملو تھی یہی وجہ
 ہے کہ وہ ابتداً سن شعور سے حضرات صوفیہ اور ارباب علم و فضل
 کا خواہ وہ کسی مذہب یا فرقہ کے ہوں دل و جان سے شیفتہ اور
 فریفتہ رہا ہے اور ان کی تعظیم و تکریم اور خدمت و عظمت جس طرح
 اور جس حد تک ہو سکے اپنے لیے سعادت و ارین کا ذریعہ تصور کرتا ہی
 حضرت امیر حسن سجزی علیہ الرحمۃ سے عقیدت اور ارادتمندی کے
 چند در چند سلسلے موجود ہیں۔ ان کا گراں مایہ اور بلند پایہ تصوف
 ان کی دلکش اور درد انگیز شاعری ان کا دکن کا توطن اور مدفن
 ان سب تعلقات نے مل جل کر ان کی ذات مجمع الصفات اور ان کے

کلام بلاغت نظام سے ایک خاص انس اور ربط پیدا کر دیا ہے۔ ان کے
 دیوان جو امتداد زمانہ سے روز بروز کم یاب ہوتے جاتے ہیں۔ ذاتی کتب خانہ
 کے علاوہ دوست احباب کے کتب خانوں سے عاریتہ منگائے اور بعض نسخے
 خرید کر معائنہ کیے۔ مختلف نسخوں کو دیکھنے اور مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا
 کہ وہ سب ایک دوسرے سے مختلف اور نامتام ہیں۔ اب تک کوئی ایسا نسخہ
 نظر سے نہیں گزرا جو ان کے تمام موجودہ کلام پر حاوی ہو۔ علاوہ اس کے
 جتنے نسخے دیکھے گئے ان میں سے اکثر چند روز کے مہمان نظر آئے، بعضوں
 کی سیاہی اڑ رہی ہے، بعضوں کے کاغذ جواب دے رہے ہیں اور بعضوں
 کو کیرے کھا رہے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر چند روز ان پر
 اسی طرح اور گزرے تو حضرت امیر حسن علیہ الرحمۃ کی تمام عمر کی
 جگر کاوی برباد ہو جائیگی اور ہندوستان کے ایک نام آور شاعر کا
 کلام صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا۔ اس خیال نے بے چین
 اور اس پر آمادہ کر دیا کہ جس طرح بن پڑے ان کا متفرق کلام جہاں تک
 دستیاب ہو سکے ایک جگہ جمع کر کے چھپو ادیا جائے تاکہ وہ ایک فریدت
 کے لیے غارتگر زمانہ کی دست برو سے محفوظ ہو جائے۔ اس کے لیے
 مصارف، امداد، تلاش و تالیف کی ضرورت تھی۔ اس کا پہلا جز اس خادم الشعرا
 کے ذمے رہا۔ اور دوسرا جز مولوی مسعود علی محوی بی۔ اے (علیگ)
 سابق سٹنچ سرکار عالی نے جو فقیر شاد کے مخلص محبان قدیم سے ہیں
 براہِ علم دوستی اپنے ذمے لیا۔ الحمد للہ کہ دو ڈھائی سال کی لگاتار محنت

کے بعد یہ کلیات موجودہ شکل میں مرتب ہو کر چھپ گیا ہے اور ان علی یادگاروں
 میں سے ایک یادگار ہے جو ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیٰ حضرت قدس سرہ قدرت
 نواب میر عثمان علی خاں ادام اللہ سلطنت کی مساجدی سے از سر نو ذرہ
 ہو رہی ہیں اور جن کی روشن خیالی اور علم پروری کی روشنی سے سر زمین
 دکن کا ذرہ ذرہ منور ہوتا جاتا ہے۔ محوی صاحب نے خوب کہا ہے۔
 از نیر توجہ گیتی فروزاو شمع علوم زندگی از سر گرفته است
 آراستہ ہم معاش از ازل ہم معاود بنگریک کرشمہ دو کشور گرفته است

کشن پرشاد عفی اللہ عنہ
 حیدر آباد دکن
 ۱۳۲۲ھ

امیر حسن

احصا اُن کا زمانہ

امیر حسن علاء بھڑی کے حالات زندگی پر ہمارے دوسرے مشابہ شعرا کی طرح ایک حد تک گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔ تھوڑے بہت جو کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں اُس کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہ شعرائے عظام اور صوفیہ کرام کے طبقہ میں داخل ہیں اور اس لیے شعرا کے تذکرہ نویسوں اور سیر الاولیاء کے مولفوں کو ان کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے اور بد قسمتی سے یہ دونوں گروہ اپنی اجمال نویسی میں مشہور اور معروف ہیں۔ امیر موصوف کی زندگی کا خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کرنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر کوئی اور تجویز نہیں معلوم ہوتی کہ پہلے اُن معتبر مولفین کے اقتباسات جنہوں نے اس معاملہ میں قلم اٹھایا ہے خود اُن کے الفاظ میں میٹ کر دیں اور بعدہ جو کچھ ہیں امیر حسن اور اُن کے عہد اور معاصر بادشاہوں کے متعلق عرض کرنا ہے وہ عرض کریں۔

مولانا ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی (جو شہزاد بھڑی میں ختم ہوئی)

صرف امیر حسن کے معاصر بلکہ ان کے ہم صحبت اور دلی دوست ہیں اس لئے ہم انھیں کی تایخ سے ابتداء کرتے ہیں، مولانا مصوف سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے شعراء کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

اقتباس (۱) ”عصر علانیٰ شعر لے بودند کہ بعد از ایشاں بلکہ پیش از

”ایشاں ختم روزگار مثل ایشاں ندیدہ است لایتما۔ امیر خسرو.....“

”دوم شاعرے از شعر لے یگانہ دے عصر علانیٰ امیر حسن سنجری بودہ است

”و اور اتالیفات نظم و نثر بسیار است و بسلامتی ترکیب و روانی سخن

”آیت بودہ است۔ و از بسکہ غزلہا لے وجدانی در غایت روانی بسیار

”گفتہ است اور سعدی ہندوستان خطاب شدہ بود۔ امیر حسن مذکور

”باوصاف و اخلاق مرضیہ متصف بودہ است۔ و بغزت خداوندان

”مکارم اخلاق کہ در لطائف و ظرائف و مجلسہا و استحضار اخبار

”سلطین و اکابر و علمائے بزرگ دہلی و استقامت عقل و زہدیت

”صوفیہ و لزوم قناعت و اعتقاد پاکیزہ و خوش بودن و خوش گزرائین

”بے اسباب دنیا و تجرد و لغو از علایق دنیا بچوں او کسی را کمتر دیدہ ام

”و ماہا مرا با امیر خسرو و امیر حسن مذکور تردد و یگانگی بودہ است۔

”و نہ ایشاں بے صحبت من تو انتہ سے بود نہ من تو انتہ سے کہ محالست

”ایشاں را گزرا نم۔ و از محبت من میان ایشاں ہر دو استاد قرا بتے شد

”و در غاہن لے یکدیگر آمد و شد کردن گرفتند۔ و از نہایت اعتقادے کہ

”امیر حسن بخدمت شیخ (سلطان المشائخ حضرت نظام الدین علیہ الرحمہ) داشت

”انچہ در مدت ارادت خود در مجالس شیخ شنیدہ است عین ملفوظ شیخ در چند
 ”جلد جمع کردہ است و آرا ”فوائد الفوائد“ نام نہادہ۔ و اس فوائد الفوائد
 ”دستور صادقان ارادت شدہ است و امیر حسن را نیز چند دیوان است
 ”وصحائف بہ نثر و ثنویات بسیار است و چنان شیریں مجلس و ظریف و
 ”خوشباش و مزاجدان و مؤدب و مہذب بود کہ مارا راحتے و انسے کہ
 ”بمجالست او می شد از محاسن غیر او نیا فہم۔“

دوسرا اقتباس محمد مبارک العلوی الکرمانی المدعو بامین خور و کی کتاب ”سیر الاولیاء“
 سے دیا جاتا ہے۔ امیر خور و اور ان کے والد اور نانا بھی سلطان الشایخ حضرت
 نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے معاصر اور مرید ہیں اور اس لحاظ سے مولانا ضیاء الدین
 برنی کی طرح انہیں بھی امیر حسن سے ذاتی واقفیت کا موقع حاصل تھا۔ انہوں نے
 امیر موصوف کا ذکر اپنی لاجواب کتاب میں جا بجا کیا ہے۔ ایک جگہ تو مولانا
 ضیاء الدین برنی کی وہ عبارت جسے ہم اوپر دسے چکے ہیں بجنسہ نقل کر دی ہے
 دوسری جگہ حضرت سلطان الشایخ کے خلفائے ذکر میں فرماتے ہیں۔

اقتباس (۲) ”منہم۔ آں ملک الملوک فضلا۔ آں بلطافت طبع“
 ”دلربا۔ یعنی امیر حسن علما و سنجری کہ غلیات جگہ سوز او از حقین بہائے عاشقان
 ”آتش محبت پیروں می آرد“ و اشعار دل پذیر اور راحتے بہائے سخنوار
 ”میرساند و لطائف روح افزائے او مایہ اہل ذوق است و سخن آید برگ
 ”چاشنی شیخ سعدی دلدادہ و بیتیہ دریں گفتہ است۔“

حسن گلے ز گلستان سعدی آورده است کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است

”وایں بزرگ پرستہ میان شعرانگن و متجمل بود۔ و هیچ کس لطیفہ و نظمے
 بہ بدیہ بہتر از او نگفت۔ و بادشاہان و بادشاہ زادگان گوش بر سر لطاف
 اومی داشتند۔ و سترہمہ سعادہا آں بود کہ در سلک بندگان حضرت
 سلطان المشایخ فسلک شد۔ و بنظر خاص سلطان المشایخ مخصوص
 گشت۔ و قتی ایں بزرگ بخدمت سلطان المشایخ آمدہ چند عزیز
 حاضر بودند۔ سلطان المشایخ روئے بسوئے ایں بزرگ کرد و فرمود
 کہ ایں ساعت ذکر فضلہ داشتہم کہ تو در آمدی۔ و از موقوفات روح افزا
 سلطان المشایخ فواید سے نوشت و عین تقریر سلطان المشایخ بقدر
 امکان رعایت کرد کہ امروز آں فوائد القواد مقبول اہل دلاں عالم
 شدہ است و دستور عاشقان گشتہ و شرق و غرب عالم گرفتہ سلطان الشہداء
 امیر خیر و علیہ الرحمہ کرات گفتے کاشکے تمامی کتب کہ عمر در اں صرف کردہ ام
 برادر امیر حسن را بودے و موقوفات سلطان المشایخ کہ جمع کردہ اوست
 مرا بودے تا من ہاں در دنیا و آخرت فخر و مباہلات کردہ۔ و ایں بزرگ
 دریں عالم مجرذ زیست۔ در آخر عمر در دیو گیر رفت و ہماںجا مدفن یافت حرر علیہ
 ہندوستان غلاموں، خلیجیوں اور تغلقوں کے ابتدائی دور حکومت تک
 علمی اور ادبی لحاظ سے ممتاز نظر آتا ہے۔ علما، فضلا، شعراء، اور متصوفین کے
 طبقہ اور زمرہ میں سربراہ اور رہنمائی موجود ہیں، مگر فیروز شاہ تغلق کے انتقال
 (۹۰ھ ہجری) کے بعد سے تغلقوں کی سلطنت میں ضعف آنا شروع ہو گیا اور
 اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد تیموری طوفان نے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام

اسلامی دنیا کو تہ وبالاکر دیا۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ ہر شخص بجائے خود لرزاں اور ترساں تھا علم و فن کی خدمت کرنے والا کون تھا۔ امر یہ درخت جو امنِ اطمینان کی سرزمین اور قدردانِ پادشاہوں اور امیروں کے سایہ عاطفت میں پرورش پاتا ہے کس طرح سرسبز اور بار آور ہو سکتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ اس زمانہ کے بعد سے سلطنت تیموریہ کے قیام (۹۳۲ھ ہجری) تک ہندوستان اور خصوصاً شمالی ہندوستان کا علمی اور ادبی چمنستان ویران اور سُنسان نظر آتا ہے۔ نہ علمِ عظام کے حلقے میں اور نہ صوفیائے کرام کے جلسے۔ اگر کچھ لوگ کہیں میں بھی تو وہ قعر گمنامی میں پڑے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو انہیں اس قعر سے نکال کر روشن عالم کرے۔ ایسے کس میرسی کے زمانہ میں بیچا یے حسن کے حُسن صورت اور سیرت کی داستان سنانے والا کہاں سے آئے۔ سلطنت مغلیہ کے قدم آتے ہی ہندستان نے پھر ایک گونہ امن و امان کی صورت دیکھی اور اس کے علمی اور ادبی چمن میں جو اوقات تک خشک پڑا تھا پھر بہار کے آثار نظر آنے لگے۔ اور ان خوش و اقبالوں نے جو اس وقت تک دم بخود تھیں پھر چھپنا شروع کیا۔ بہاؤن کے عہد میں حامد بن فضل الخاٹب بہ جلال خاں و المعروف بہ شیخ جمالی نے جو بادشاہ کے نزامیں داخل اور مشہور شاعر صوفی، اور بڑے سیاح تھے اور اثنائے سیاحت میں مولانا عبد الرحمن جامی اور مولانا جلال الدین محمد دوانی سے ہم صحبت رہ چکے تھے ”سیر العارفین“ لکھ کر اہل دل کی بھٹی ہوئی داستان از سر نو یاد دلائی۔ چونکہ حسن اس ممتاز طبقہ کے ایک رکن تھے اس لیے ان کا ذکر اگر مستقل عنوان سے نہیں تو ضمنی طور سے بخیر آئے نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا علیہ

کے حالات کے ضمن میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

”اقتباس (۳)۔“ نقل است از مولانا شہاب الدین امام کہ روزے
 ”حضرت ایشاں (حضرت سلطان الشیخ نظام الدین علیہ الرحمہ)
 ”زیارت فرما رہے تھے کہ حضرت سلطان الشیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس
 ”رفقہ بودند من و خدمت مولانا برہان الدین برکات ایشاں بودیم۔ بعد
 ”زیارت حضرت شیخ را بر حوض شمس گزر افتاد تا بر سر سفر بعضے بندگوار
 ”کہ بالائے آں حوض آسودہ اند فائزہ بخواند ناگاہ خواجہ علاء حسن سجزی جمع
 ”یاران خود در کنارہ حوض شرب میخورد۔ و اورا با حضرت شیخ در مباحث
 ”در بدایون اشانی صحبت بودہ است پیدا گشت و این دو بیت بر زبان
 ”راند۔“

”ساہبا باشد کہ ما ہم صحبتیم گرز صحبتہا اثر بودے کجاست
 ”زہد تاں فق از دل ماکم نکود فسق مایاں بہتر از زہد شماست
 ”چوں حضرت شیخ این ابیات از او شنید بغور فرمود ”در صحبت اثر شاست“
 ”ایں سخن در دل او چنان اثر کرد کہ فی الحال سر بر ہنہ تاخت و خود را
 ”ہپائے حضرت شیخ انداخت و تائب شد و بشرف ارادت مشرف
 ”گشت۔ و ایں خواجہ حسن در آن وقت کہ توبہ کرد ہفتاد و سہ سالہ عمر
 ”داشت و یکے از مقبولان و محبوبان حضرت شیخ شد..... و ایں غزل
 ”بعد از توبہ در قلم آورده است کہ مقطع آں اینست۔
 ”اے حسن توبہ انگھے کردی کہ ترا قوت گناہ مناسد“

اس کے بعد کا زمانہ ہندوستان کے علمی اور ادبی عروج کا زمانہ ہے جس میں ہندو
تذکرے اور تاریخیں لکھی گئیں۔ ان میں سے بعض کا انتخاب ہم اور دینا چاہتے ہیں۔ اکبر
کے معاصر مورخین میں سے محمد قاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ ہند کے اخیر میں بعض صفیر
کا ذکر کیا ہے۔ سلطان الشاہ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ اور حضرت امیر خسرو کے
حالات کے ضمن میں کئی جگہ امیر حسن کا بھی ذکر آگیا ہے۔ ایک جگہ تو تقریباً وہی عبارت
نقل کر دی ہے جو شیخ جامی نے سیر العارفین میں لکھی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ توہ کے وقت
خواجہ امیر حسن کی عمر پچاس سال کے پچاس سال سے زائد بتائی ہے۔ دوسری

جگہ جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے۔
”اقتباس (۴)۔“ روزے شیخ نظام الدین اولیا با اصحاب خود از بازار میگز
”وامیر خسرو کہ در غفوان جلانی بود نیز ہمراہ بود۔ خواجہ حسن شاعر
”حسن جمال وافر و فضل دانش کامل داشت در دکان خبازے
”نشستہ بود۔ چہل چشم امیر خسرو بروے افتاد منظرے دید زیبا
”و حرکات موزوں و دلربا، مرغ دلش گرفتار گشتہ نزدیک دکان
”رفتہ پرسید نان چگونہ میفروشی۔ حسن گفت نان در پلہ ترا زومی نهم
”و خریدار را میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارد۔ ہر گاہ زر گراں تر آید
”مشتری را راہی می نمایم۔ امیر خسرو گفت اگر مشتری مفلس باشد
”مصلحت چیست گفت درد و نیاز ہم عوض زری ستانم۔ امیر
”از حسن کلام خواجہ حسن حیران ماندہ کیفیت حال بہ شیخ حضرت
”نظام الدین اولیا عرض کرد۔ و خواجہ حسن را نیز درو طلب دانگشتہ

"دوران زودی ترک دکان کردہ۔ اگرچہ آل وقت مرید شیخ نشد اما بیشتر
 "از اول بکسب علوم و کمالات ظاہری مشغول گشتہ بخانقاہ شیخ متروک
 "گردید و میان او و امیر خسرو الفت تمام بهم رسید۔ ہر دو نوکری شاہنشاہ
 "محمد سلطان خاں شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن وقت حکومت
 "ملتان اختیار نمودند امیر خسرو مصحف دار شدہ و خواجہ حسن
 "دوات دار گردید۔ و چون محمد سلطان خاں شہید بدہلی می آمد
 "ہر وہ عزیز از خدمت شہزادہ فراغ می یافتند اکثر اوقات ملازمت شیخ
 "بسر می بردند۔ و رفتہ رفتہ عاشقی و معشوقی ایشان شہرت یافتہ بجائے
 "رسید کہ صاحب غرضال بوض شہزادہ رسانیدند کہ ہمہ خلعت ایشان را
 "بزبان گرفتہ از اہل ملامت میدانند قابل خدمت نزدیک نیند۔
 "امیر خسرو دوران وقت غزلے کہ مطلعش این است گفت
 "زین دل خود کلام کارین برکئی کشید خسرو افزان دن میں بار آور
 "بعدہ محمد سلطان خاں شہید از روی مصلحت خواجہ حسن را از
 "مصاحبت و اختلاط امیر خسرو منع فرمود۔ اما چون سرزشتہ محبت
 "میان ایشان استحکام داشت براں منع سودے مترتب نشد۔
 "وال غرض باز این معنی بمحمد سلطان خاں شہید عرض کردند۔ و دریں
 "کرت محمد سلطان اعراضی شدہ تا زیانہ چند بر خواجہ حسن زد۔ و خواجہ حسن
 "چون از انجا بیرون آمد راست بخانہ امیر خسرو رفت۔ و بمحمد سلطان
 "شہید ہاندم این خبر رسید تعجب نمود و یکے از حضار مجلس کہ بر حقیقت حال

”مطلع بود معروف داشت که محبت مجازی ایشان بزرگواری آراستہ شد“
 ”و حال حال اینہا بہ پردہ عفت و صلاح پیراستہ۔ محمد سلطان خان شہید“
 ”کس فرستادہ امیر خسر و را طلب نمودہ پیرسد کہ محبت شما از شائبہ ہوا میرا“
 ”است یا نہ۔ او جواب داد کہ دوئی از میان ما رخت بر بستہ۔ محمد سلطان خان“
 ”تشہید گواہ طلبید۔ امیر خسر و دست از آستین بر آورده گفت۔“
 ”مصرع۔ گواہ عاشق صادق در آستین باشد پس محمد سلطان خان شہید“
 ”دید کہ اثر تازیانہ بر ہاں موضع کہ بر خواجہ حسن رسیدہ بود بردست امیر خسر“
 ”ظاہر است پس سکوت اختیار نمود۔ و امیر خسر و فی الفور این باعی خواند۔“

”عشق آمد و شد چو غم اندر رگ و پوست“

”تا کرد مرا تہی و پُر کرد ز دوست“

”اجزائے وجودم ہسگی دوست گرفت“

”نامیت مرا بر من باقی ہمہ دوست“

عہد جہانگیری کے تصنیفات میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب
 ”اخبار الاخیار“ (سنۃ ہجری) مشہور و معروف ہے اور علامہ مولف نے ایک حد
 تک روایات کی تنقید فرمائی ہے جس سے اس سے قبل کی اکثر تصانیفات بالکل معرا
 نظر آتی ہیں۔ علامہ موصوف نے امیر حسن کا ذکر ایک مستقل عنوان میں کیا ہے۔ جو کچھ وہ
 تحریر فرماتے ہیں وہ حسب ذیل ہے۔

”اقتباس (۵)۔“ امیر حسن بن علاء بخاری دہلوی۔ اور درمیان فضلاء عصر
 ”عزت و مکلف دیگر بود و درمیان مریدان شیخ نظام الدین بقربت و عنایت“

”شیخ اقبازے داشت و در حسن معاملات و صفائے سریرت و سائر صفات“
 ”حمیدہ یگانہ عصر بود، و باوصاف تصوف موصوف۔ اور امیر خسرو“
 ”تقدم گوئے بہت اگرچہ ہر دو مصاحب و معاصر یکدیگر بودند، اور اقصائیہ“
 ”در مدح سلطان غیاث الدین بلبن و در کلام امیر خسرو و در مدح این سلطان“
 ”کمتر چیز ہے تو اں یافت۔ و اکثر اشعار امیر خسرو و در زمان سلطان غیاث الدین“
 ”بلبن در مدح خان شہید است کہ پسر اوست و حاکم ملتان بود و امیر خسرو“
 ”در ملازمت او مے بود۔ و ایں خان شہید التماس قدوم شیخ مصلح الدین“
 ”سعدی شیرازی از شیراز نموده، شیخ التماس اورا مہذول نہ داشتہ فرمود“
 ”پیر شمیم و میل سیر بندوستان نامہ۔ و آنکہ در باب ملاقات امیر خسرو“
 ”با شیخ سعدی سخنان گویند اصلے ندارد۔ و میر حسن را کتابے است مسمی“
 ”بنوا ائد الفواد در آنجا ملفوظات شیخ راجع کردہ در غایت متانت الفاظ“
 ”و لطافت معانی، آن کتاب در میان خلفاء و مریدان شیخ نظام الدین“
 ”دستورے است۔ گویند کہ امیر خسرو گفتے کاٹکے تمام تصنیفات میں“
 ”بنام میر حسن بودے و ایں کتاب از من بودے و ایں سخن ناشی از“
 ”غایت مجتہے است کہ امیر خسرو را نسبت بہ پیر خود بود“
 ”.....“
 ”مولد و منشا امیر حسن مقام دہلی است و در مدت حیات خود مجروحانہ“
 ”زیست و در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہماںجا مدفن یافت روضہ او“
 ”ہمدراںجا است رحمۃ اللہ علیہ وفات او در سنہ است۔“

اس کے بعد جس قدر تذکرے اولیا یا شعراء کے لکھے گئے ان میں ہفت اوقات
الٹ پلٹ کے لکھے جاتے رہے جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اور اس لحاظ سے
ناقابل توجہ ہیں۔ البتہ عبدالرزاق المخاطب بہ شاہ نواز خاں
کا تذکرۃ الشعراء موسوم بہ "بہارستان" جس میں قابل مآلوف نے ایک حد تک
تفہید اور تقریظ سے کام لیا ہے۔ اس قابل ہے کہ اس کے اقتباس کے بعد یہ
سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

اقتباس (۶)۔ "خواجہ حسن دہلوی لقب مے نجم الدین بن علاء سجزی است
مولد و متائے او دہلی است۔ میان فضلاء عصر غرتے و مکتانے
داشت و در مریدان شیخ (نظام الدین علیہ الرحمہ) نیز بالتفات خاص
مخصوص بود و حسن معاملت و صفائے سریت و سایر صفات حسنہ
یگانہ زمانہ بودہ۔ انچہ گویند در ابتدائے حال خواجہ کہ حسن و جمال وافر
و فضل و دانش کامل داشت بروکان خبازے نشست۔ روزے
سلطان الشایخ باصحاب خود ازاں راہ میگوشت۔ امیر خسرو کہ در غفران
شباب بود چنین حسن و لبا دیدہ شفقہ گردید و نزدیک دکان رفتہ پرسید
کہ نان چگونہ میفروشی۔ حسن گفت نان در پلہ ترازوی ہم و خریدار را
میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارد۔ ہر گاہ زر گراں برآید مشتری را
راہی مینمایم۔ امیر خسرو گفت اگر خریدار مفلس باشد مصلحت چیست
گفت درد و نیاز عوض مینایم۔ امیر خسرو از حسن کلام حسن حیران
ماند۔ و کیفیت حال شیخ عرض نمود۔ بحسب اتفاق در اں زودی

"حسن ترک دکان کردہ بیشتر از اول بجسب کمالات صوری اشتغال نمود"
 "اگرچہ در اں وقت بخدمت شیخ مرید نشد، اما آمد و رفت میسکرد۔"
 "ایں حکایت از اکاذیب است - شیخ (عبدالحق) در اخبار الاخیار"
 "آورده کہ بقیاس چنان در می آید کہ امیر حسن را نسبت با خیر خسرو"
 "تقدم کرده باشد، چه امیر حسن را در مدح غیاث الدین بلبن قصاصد غر است"
 "و از امیر خسرو در مدح سلطان موصوف کتر چیزے تو اں یافت، اگرچہ"
 "ہر دو معاصر و مصاحب یکدیگر بودند۔ چوں میانہ وے و امیر خسرو"
 "افت و محبت تمام بیم رسیده بود ہر دو نوری سلطان محمد بن غیاث الدین"
 "اختیار فرودہ بملتان رفتند۔ امیر خسرو پ مصحف داری شہزادہ و خواجہ حسن"
 "بدوات داری اختصاص یافتند۔ و بعد از شہادت شاہزادہ بدلی آمدند"
 "و امیر خسرو در مرثیہ او نثرے نوشتہ و بیاراں دہلی فرستادہ۔ گویند خواجہ حسن"
 "وقتیکہ شش از پنجہ متجاوز بود بر حوض شمسى با جمعی بہ تفریح مشغول بود۔"
 "ناگاہ سلطان المشایخ از اں راہ میگزشت۔ خواجہ ایں دو بیت خواند"
 "ساہبا باشد کہ ما ہم صحبتیم گرز صحبتہا اثر ہوئے کجا است
 "زہد تاں فسق از دل ما کم نکرد فسق مایاں بہتر از زہد تھا است"
 "شیخ فرمود صحبت را اثر ہا است انشاء اللہ تعالیٰ روزی باد۔"
 "چوں وقت اقتباہ رسیدہ بود غوراً بیائے شیخ افتادہ از جمیع مناہی"
 "توبہ نمود و مرید گشت و غزلے در سلک نظم کشید کہ مقطع اش ایں است"
 "اے حسن توبہ آنکسے کوئی کہ ترا طاقت گناہ نہاند"

”کتاب فوائد الفواد کہ مشعل براحوال و اقوال شیخ است تصنیف اوست
”در غایت متانت الفاظ و لطافت معانی۔ گویند امیر خسرو کہنے کا

”تمام تصانیف میں بنام حسن ہوئے و ایں کتاب از من۔ و ایں سخن
از غایت مجتہد است کہ نسبت پیر داشت۔ در شعر بسیار مقتصد شیخ سعدی
”بودہ و ہمیشہ تلاش آں روش میکرد چنانکہ خود گوید

حسن گلے گلستان سعدی آورده است

کہ اہل معنی گل چین از اں گلستانند

”لہذا اور سعدی ہندوستان می گفتہ اند و مولانا عبد الرحمن جامی

”در بہارستان آورده کہ خواجہ حسن را در غزل طرز خاص است اکثر قافیہ ہا

”تنگ و ردیف ہائے غریب اختیار نموده لاجرم از اجتماع آہن ہا

”شعر ہائے اگرچہ در بادی الرائے آسان می نماید اما در گفتن دشوار است بنابر

”اشعار و سہ را سہل متنع گفتہ اند۔ صاحب تالیخ فیروز شاہی آورده

”کہ من کہے را در لطافت و سلامت عقل و تہذیب اخلاق مثل خواجہ حسن

”نزدہ ام سلاطین و اخیایا بویے توجہ خاص داشتند۔ در آخر عمر وقتیکہ

”سلطان محمد تغلق شاہ دہلی را خراب نموده دیوگیر و کن راپائے تخت

”خود قرار دادہ موسوم بدولت آباد ساخت و سہ نیز بدانجا شافت

”و در ہماں اوان بدار الجناں منزل گردید ”مخدوم اولیا“ تالیخ است۔

”در اخبار الاعصیا سال رحلت سہ ہفتصد و سی و ہفت نوشتہ کہ

”یک سال از اں تالیخ کم است و در بالا گھاٹ دولت آباد کہ اکثر

”شُلخ چشت مثل شاہ مُتجَب الدین معروف بہ زری زرنجش و برادرش
 ”شاہ بران الدین غریب و شیخ زین الدین قدس اللہ اسرارہم و انجا آسودہ
 ”مذون گردید و دریاں دیا ر مشہور بہ حسن شیر گشتہ - اشعار خواجہ مشہور است“

ان اقتباسات کے بعد ہم عنوانات مندرجہ حاشیہ مختصر بحث کرنا چاہتے ہیں۔

امیر حسن اور انکے والد کا نام | بعض مؤلفین نے حسن کا نام جلال الدین بھی لکھا ہے مگر اجماع اسی پر ہے کہ ان کا نام نجم الدین حسن تھا، اسی کا آخری جزو لے کر خود انہوں نے یا ان کے اساتذہ نے ان کا تخلص قرار دیا اور وہ ان کے حسن انتخاب اور حسن نیت سے ایسا چمکا کہ صدیوں گزر جانے اور زمانے کے سیکڑوں پلٹے لھانے کے بعد بھی فارسی کی ادبی دنیا میں ابھی تک نہایت آب و تاب کے ساتھ روشن ہے۔
 فوائد الخواد کے دیباچہ میں انہوں نے خود اپنے آپ کو ”حسن علاء بجزری“ لکھا ہے۔ یہاں غور طلب یہ امر ہے کہ ”علا“ سے کیا مراد ہے۔ اور دوسرے لفظ ”سنجری“ ہے جیسا کہ عوام میں مشہور ہے یا ”بجزری“ ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق صاحب اخبار الاخبار اور شاہ نوازاں صاحب تذکرہ بہارستان نے ”علا“ کو ان کے والد کا نام قرار دے کر اس بحث کو مختصر کر دیا ہے، لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ لفظ علاء الدین یا کسی دوسرے لفظ کا امالیہ اختصار ہے یا ان کا نام صرف اسی قدر تھا۔ اسپرنگر جس نے اودہ کے کتب خانہ شاہی کی کتابوں کی فہرست نہایت محنت سے مرتب کی ہے، ان کے والد کا نام صاف طور سے

علاء الدین لکھا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے پاس اس کی کوئی سنبھی تھی یا محض "علا" کو علاء الدین کا اختصار سمجھ کر ایسا لکھ دیا ہے۔ یہ امر کہ اس سے سلطان علاء الدین خلجی سے انتساب مقصود ہے جس کے زمانہ میں انہیں ایک حد تک عروج ہوا بظاہر قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس بادشاہ کی دوسری انتسابی اشیاء کی طرح وہ بھی لفظ "علائی" سے ظاہر کیا جاتا۔ محض لفظ "علا" سے۔

دولت آباد جو ممالک محروسہ سرکار آصفیہ حیدر آباد وکن کا ایک مشہور قصبہ اور امیر حسن کا مدفن ہے وہاں کے عوام الناس میں وہ "حسن شیر" کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک غزل میں وہ خود بھی فرماتے ہیں۔

شیر دل خواندن حسن را، لطف بود
نے سب خود خواں کہ جاہ دیگر است

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا اپنے مخصوص اور چیتے مریدوں کو بعض اوقات بعض پیار کے ناموں سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ امیر خسرو کو "ترک اللہ" فرماتے تھے۔ امیر موصوف خود ایک شعر میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

برزبانت چوں خطاب بندہ ترک اللہ رفت

دست ترک اللہ گیر و ہم بہ آہش سپار

ممکن ہے کہ امیر حسن کو بھی سلطان المشائخ نے کسی وقت ان کے ترک و تجرد کی بنا پر "شیر دل" فرمایا ہو جیسا کہ ان کے شعر مذکورہ بالا سے مترشح ہوتا ہے۔

اور وہ مختصر ہو کر صرف شیر رک گیا ہو، لیکن زیادہ تر رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے لفظ "شاعر" کو بگاڑ کر "شیر" کر دیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کی صحبت میں کئی بزرگ تھے جو حسن کے نام سے موسوم تھے۔ ان میں تمیز کرنے کے لیے ہر شخص کے نام کے ساتھ اس کی صفت بڑھا دیا جاتی تھی بمثلًا ایک حسن شاعر کہلاتے تھے دوسرے حسن قوال کے نام سے مشہور تھے۔ یہ قوال سلطان المشائخ کے پسندیدہ اور مقبول قوالوں میں تھے اور اس قافلہ میں شریک تھے جسے دہلی چھڑوا کر قسمت دولت آباد بھیج لائی تھی۔ اور اس لیے ان امتیازی الفاظ کا قایم رکھنا اور زیادہ ضروری ہو گیا ہوگا۔

لفظ "سجری" کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ کاتبوں کی غلطی سے اس لفظ نے یہ صورت اختیار کر لی ہے، ورنہ فی الحقیقت وہ "سجری" ہے، جو "سگری" کی معرب شکل ہے "فوائد الفوائد" جو انہی سال قبل دہلی کے فخر المطالع میں چھپی ہے اور جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس میں صاف طور سے حسن علاء سجری لکھا ہے۔ ہندوستان کے شرفاء کے خاندانوں کی تاریخوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اور بیشتر خاندان عرب نے کل کر ایران، افغانستان اور دوسرے قریب جوار کے ممالک میں آباد ہوئے اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً ہندوستان آتے رہے ہیں۔ ایسے خاندان شاذ ہی ہونگے جو براہ راست عرب سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے ہوں۔ اس بناء پر قوی قیاس یہی ہے کہ حسن کا خاندان بھی عرب سے نکل کر پہلے سیستان یا سمطمان میں آکر آباد ہوا اور اس کے بعد ہندوستان آیا۔ اس لحاظ سے انہیں "سجری" نہیں بلکہ "سجری" کہنا صحیح ہوگا۔ اس قیاس کی تائید

اس سے بھی ہوتی ہے کہ دنیا کے اسلام میں کوئی شہر یا قصبہ ”سنجر“ کے نام سے موسوم نہیں ہے۔ سنجار البتہ ایک شہر ہے جس کی نسبت ”صاحب معجم البلدان“ لکھتے ہیں کہ وہ ”جزیرہ (عراق عرب) کا ایک مشہور اور آباد شہر ہے۔ موصل سے تین روز کی مسافت پر ایک بلند پہاڑ کے دامن میں واقع ہے..... یہ شہر اکثر اہل علم و ادب اور شعراء کا مولد اور مسکن رہا ہے۔ منجلان کے ہمارے زمانہ میں اسعد ابن یحییٰ بن منصور شاعر ہیں جو بہائے سجاری کے خطاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اگر حسن کے خاندان کا تعلق اس شہر سے ہوتا تو وہ بھی وہاں کے دوسرے باشندوں کی طرح ”سنجری“ نہیں بلکہ ”سجاری“ کہلاتے۔ ”صاحب معجم البلدان“ سیستان یا سجنستان کے متعلق کچھ لکھتے ہیں وہ بھی سن لیجئے :-

سجستان یا (سینان) اقلیم سوم میں واقع ہے۔ اس کا صد مقام زرخ
ہے جو ہرات سے جانب جنوب انہی فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے یہ ریگستانی حصہ
ہے جس میں کھجور کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے باشندے مضبوط قوی
اور بہادر ہوتے ہیں۔ رستم وہیں کا رہنے والا تھا۔ وہاں کے اہل علم جو مشہور ہوئے ہیں مثلاً
بو احمد خلف، ابی بکر اشافعی و علیج عبداللہ بن سلیمان وغیرہ وہ سب "سجری" کہلاتے ہیں۔
اب صرف ایک صورت باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر حسن کے خاندان
کا کوئی تعلق سلطان سنجری سنجوٹی یا اس نام کے کسی دوسرے شخص سے ہو اور اس نسبت سے
اس خاندان کے لوگ اپنے آپ کو "سجری" کہتے ہوں۔ لیکن اس کا پتا نہ کسی تاریخ
سے چلتا ہے اور نہ کہیں انھوں نے اپنی کسی نظم یا نثر میں اس کی طرف اشارہ کیا
ہے، اس لیے جب تک مزید اختلاف نہ ہو انھیں "سجری" ہی کہنا مناسب ہوگا۔

امیر حسن کا مولد و منشا | تمام تذکرہ نویسوں نے ان کا مولد دہلی بتایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ انھوں نے خاقانی کے قصیدہ پر ایک قصیدہ لکھا ہے۔ ”مجرأ داشته وینا داشتہ“ جس میں اپنی نسبت فرماتے ہیں :-

پروردہ فضل ایزدش ارشاد غیبی مرشدش

بودہ بدایوں مولدش دہلی است منشا داشتہ

پورا قصیدہ کلیات میں موجود ہے جو ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا مولد دہلی نہیں بلکہ بدایوں تھا۔ بدایوں اس زمانہ میں قبیۃ الاسلام کہلاتا تھا اور ایک صوبہ کا صدر مقام اور مہتمم باشان شہر تھا۔ یہ بتانا کہ ان کے والد وہاں کے مستقل باشندے تھے، یا کسی کاروبار کے سلسلے میں وہاں مقیم تھے اور امیر حسن کس عمر تک وہاں رہے، بغیر کسی مزید مواد کے محال ہے۔ شیخ جالی نے اپنی کتاب سیر العارفین میں یہ فقرہ لکھا ہے۔

خواجہ علاء سجزی باجمع یاران خود در کنارہ حوض شراب منخورد و اورا با حضرت شیخ (حضرت نظام الدین اولیا، علیہ الرحمہ) در مہربہ رحال در بدایوں آشنائی و صحبت بودہ است پیدا گشت۔“

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسن بدایوں میں اتنی عمر تک رہے کہ ان پر بدایوں میں حضرت شیخ سے آشنائی اور ہم صحبتی کا اطلاق ہو سکتا ہے، لیکن یہ بالکل لغو ہے۔ حضرت سلطان المشایخ ۶۳۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور (۱۱۶) سال کی عمر یعنی ۷۴۹ھ ہجری میں دہلی تشریف لے آئے۔ اس سے دو تین سال بعد امیر حسن پیدا ہوئے جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کرینگے۔ پس حسن کا مہدار

حال میں بایقون میں حضرت شیخ سے آشنا اور ہم صحبت ہونا صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ
 بھی شراب خواری کے واقعہ کی طرح جس سے ہم آئندہ بحث کرینگے بنیاد معلوم ہوتا
 ہے۔ دہلی میں ان کا نشو و نما ہونا مسلم ہے جیسا کہ خود ان کے بیان سے ظاہر ہے۔
 سال پیدائش اور امیر حسن کا سال پیدائش کسی تذکرہ یا کتاب میں
 سے عسر کا مقابلہ نہیں ملتا۔ ہمارے اکثر تذکرہ نویس حضرات اسے ایک
 غیر ضروری امر خیال فرماتے رہے ہیں حالانکہ کسی شخص کی سیرۃ یا تذکرہ میں اس کا
 ظاہر کرنا لازم اور ضروری ہے۔ ہم نے اس بارہ میں جو کاوش کی تھی وہ بھی قابل
 ذکر ہے۔ ہمارا سلسلہ استدلال اس طرح تھا کہ امیر حسن حضرت نظام الدین اولیا کے
 ملفوظات موسومہ ”فوائد النواذ“ میں جو سنہ ہجری سے شروع ہوتی ہے تحریر فرماتے ہیں
 کہ ایک سال قبل جب سے میں مرید ہوا میں نے شیخ کے ملفوظات لکھنے شروع کیے ہیں۔
 اس سے بلا شک شبہ مرید اور شاہ ہونے کا سال سنہ ہجری قرار پاتا ہے
 شاہ نواز خاں صاحب تذکرہ ”بہارستان“ جو ہماری رائے میں تمام متاخر
 تذکرہ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر اور مستند ہیں مرید ہونے کے وقت ان کی
 عمر ۵۶ سال اور وفات کی تاریخ ”مخدوم الاولیا“ یعنی سنہ ۸۳۵ ہجری قرار دیتے ہیں۔
 گویا سنہ ۸۳۵ ہجری یعنی مرید ہونے کے بعد سنہ ۸۳۵ ہجری تک امیر موصوف ۳۲ سال
 بقید حیات رہے۔ اس حساب سے ان کی عمر $۵۶ + ۳۲ = ۸۸$ سال قرار پاتی
 ہے۔ اتنا معلوم ہو جانے کے بعد ان کے سال پیدائش کا دریافت کر لینا کچھ مشکل تھا
 اگر ۸۸ کا عدد ۷۳۸ سے مہیا کر دیا جائے تو سال پیدائش سنہ ۷۳۸ نکل آتا ہے۔
 لیکن ہمارے اس حساب میں دو سال کی کمی رہ گئی تھی جیسا کہ ہمیں بعد کو معلوم ہوا۔

انڈیا آفس کے کتب خانہ کی فہرست کتب فارسی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے 'امیر حسن کے دیوان کا جو قلمی نسخہ وہاں موجود ہے اس کا دیباچہ خود انہوں نے نشر میں لکھا ہے جس میں بھلہ دوسرے امور کے تحریر فرماتے ہیں کہ "سلسلہ ہجری میں جبکہ میری عمر ۶۳ سال کی تھی میں نے یہ دیوان مرتب کیا۔ اس حساب سے ۶۳ کے عدد کو ۱۵ء سے خارج کر دیا جائے تو سلسلہ ہجری مطابق ۱۲۵۴ء نکل آتا ہے جو ان کی پیدائش کا صحیح سال ہے۔ حضرت امیر خسرو کا سال پیدائش مسلم طور سے سلسلہ ہجری ہے جیسا کہ وہ خود ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

کنوں کہ شصہ ہشتاد و چار شد تاریخ

مرازیسی و سہ آمد نوید سی و چہار

یعنی سلسلہ ہجری میں میراجو تیسواں سال شروع ہوتا ہے۔ اس لیے مولانا شیخ عبدالحق صاحب اخبار الاخبار کا یہ فرمانا کہ "امیر حسن را برامیر خسرو گونہ تقدم است" (ملاحظہ ہو انتخاب نشان ۵) صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے بلحاظ عمر امیر حسن، امیر خسرو سے ایک سال چھوٹے تھے۔ شیخ صاحب جس دلیل سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہے شیخ صاحب کا استدلال یہ ہے کہ "امیر حسن کے قصیدے غیاث الدین بلبن کی تعریف میں ہیں مگر امیر خسرو کے کلام میں انکا کہیں پتا نہیں چلتا۔ شیخ صاحب کا یہ استدلال مختلف وجوہ سے کمزور اور محل نظر ہے۔"

اول تو محض کسی بادشاہ کی مدح کرنے سے لازمی طور سے عمر یا زمانہ کا تخمینہ انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ امر آسانی ممکن ہے کہ دو شاعر ایک ہی وقت اور زمانہ میں

ہوں اور ایک نے بادشاہ وقت کی مدح میں قصائد لکھے ہوں اور دوسرے نے نہ لکھے ہوں۔ محض تقدم اور تاخر کا معیار یہ نہیں قرار پاسکتا۔

دوسرے یہ کہ امیر حسن کے جتنے کلیات ہماری نظر سے گذرے اور جن کی تعداد نو دس سے کم نہیں، اور جن میں سے اکثر مختلف شاہی کتب خانوں کے نسخے تھے ان میں سے کسی ایک نسخہ میں بھی غیاث الدین بلبن کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا گیا، نہ بحیثیت سلطان ناصر الدین کے وزیر اور مختار کل کے اور نہ بحیثیت بادشاہ کے تیسرے۔ اور سب سے اہم امر یہ ہے کہ غیاث بلبن ۶۶۳ ہجری میں بادشاہ ہوا۔ اس وقت امیر خسرو کی عمر تقریباً ۱۳ سال اور امیر حسن کی تقریباً ۱۲ سال

کی تھی۔ امیر حسن اپنے اس دیوان کے دیباچہ میں جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اس لیے یہ کس طرح ممکن ہے کہ انھوں نے ۶۶۳ ہجری سے پہلے جبکہ غیاث الدین بلبن صرف الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی مدح میں کچھ لکھا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ امیر حسن کے کسی دیوان میں بھی جو ہماری نظر سے گزرے ہیں بجز سلطان علاء الدین اور اس کے خاندان کے کسی بادشاہ یا امیر کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ خود ان کے مرتبہ کلیات میں جو انڈیا امن میں ہے، غیاث الدین بلبن کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں پایا گیا۔ مولانا شیخ عبدالحق ان لوگوں میں نہیں ہیں جن کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ انھوں نے بغیر کسی بنیاد کے یوں ہی ایک لغوات لکھ دی ہوگی۔ اس غفلت کو دور کرنے اور اس معصی کو حل کرنے کے لیے ہمیں بہت زحمت اٹھانی پڑی، مختلف تاریخوں اور تذکروں کی ورق گردانی کے بعد جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ”الغ خاں“

کے خطاب نے مولانا موصوف کو غلطی میں ڈال دیا ہے۔ سلطان ناصر الدین محمود جو سلطان شمس الدین التمش کا چھوٹا بیٹا تھا۔ ۶۴۳ ہجری میں ۱۲۴۳ء میں اپنے بھتیجے سلطان علاء الدین مسعود کی جگہ پادشاہ ہوا۔ ناصر الدین ہندوستان کے ان مسلمان بادشاہوں میں تھا جن کی زندگی خلفائے راشدین کی زندگی کا نمونہ تھی۔ شجاع العابد زاد اور سید خداترس تھا۔ تخت نشینی کے دن اس نے ملک غیاث الدین بلبن کو جو سلطان شمس الدین التمش کے "بندگان چیل گانی" میں اور اس کا داماد تھا اور مختلف پادشاہوں کے زمانہ میں بازدار خاصہ، امیر شکار اور امیر حاجب رہ چکا تھا اپنا وزیر بنایا اور خان اعظم "الغ خاں" کا خطاب دیکر تمام سلطنت کا کاروبار اس کے سپرد کر دیا۔ سلطان ناصر الدین کی میں سال حکومت میں تمام سلطنت کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں تھا اور وہی مختار کل تھا۔ اور عام طور سے "الغ خاں" کے خطاب سے پکارا جاتا تھا۔ سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد خود پادشاہ ہوا۔ غیاث الدین بلبن کے پوتے سلطان معز الدین کی سہ سالہ پادشاہی کے بعد "خاندان غلامان" کا خاتمہ ہو گیا۔ اور خلجیوں کا ستارہ اقبال چمکا۔ ان میں پہلا پادشاہ سلطان جلال الدین خلجی تھا۔ اسے قریب اور دغا سے اس کے بھتیجے اور داماد علاء الدین نے مار ڈالا۔ علاء الدین نے ۱۹۵ ہجری میں ملک کو دوسرے دعویداروں سے پاکہ و صاف کر کے سر سلطنت پر قدم رکھا اور اپنے چھوٹے بھائی الماس بیگ کو جس کا جلال الدین کے قتل میں بڑا حصہ تھا "الغ خاں" کا خطاب دیا اسے سلطنت کے انتظام میں بڑا دخل تھا۔ اسی محتاط سے بچا رہے شعرا کو اس کی خوشامد بھی کرنی پڑتی تھی۔ یہی خطاب ہے جس سے مولانا شیخ عبدالحق کو غلط فہمی واقع ہوئی۔ امیر حسن کے متعدد قصائد اور

قطعات اسی "الغ خان" یعنی الماس بیگ کی مدح میں ہیں نہ کہ غیاث الدین بلبن کی مدح میں۔ اس دعوے کی تائید میں بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ "الغ خان" کی مدح کے چند اشعار پیش کر دیے جائیں جس سے یہ معاملہ صاف ہو جائے۔ پہلی نظم جام حیران کے دیوان میں "الغ خان" کی مدح میں ملتی ہے وہ اس طرح شروع ہوتی ہے۔

مدار ملک کشور گیر عالم معز الحق "الغ خان" معظم
گرا می گوہر الماس کو کب ورا نصرت من الله نقش خاتم
"الماس" کا لفظ صاف طور سے "الماس بیگ" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

معز الحق والد نیا "الغ خان" زمان اور کہ دار واد فرما ید ازل از لاسکاں دولت
فلک سر برد این خانہ می مالہ چومی داند کہ ہرگز سر نہ سجد زیں مبارک خاندان دولت
"خانہ" اور "خاندان" دونوں الفاظ بتا رہے ہیں کہ شاعر کا ممدوح یعنی "الغ خان" اور بادشاہ وقت دونوں ایک ہی خاندان کے ارکان تھے۔ کیفیت اگر پائی جاتی تھی تو علاء الدین اور الماس بیگ میں پائی جاتی تھی۔ سلطان ناصر الدین اور غیاث الدین بلبن گورشتہ دار ہوں مگر نسلاً ایک خاندان کے ارکان نہ تھے۔
تیسرا انتخاب اور زیادہ صحیح اور صاف ہے۔

خلق در سایہ اقبال الغ خانی باد سایہ دولت شدہ بر سرش ازانی باد
شدہ ز تاریخ ازل ثانی اسکندر شدہ شاہ اقبال تو تاحشر مہم ثانی باد
اس میں "ثانی اسکندر" کے الفاظ اس خطاب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو سلطان علاء الدین نے متواتر کامیابیوں کے نشہ سے مست ہو کر اپنے لیے مقرر کیا تھا اگر مزید ثبوت کی ضرورت رہ گئی ہو تو یہاں اشعار ملاحظہ ہوں۔ ۵

بزرگواروں عالم کشادی
ازیں اقبال بر خور واریادی
مقرر بر تو ہر چہ از بازو ست خات
آلغ خان معظم بازوئے راست
نخضر خان مبارک شمع گلشن
دو چشم ملک ملک از ہر دور روشن
نخضر خان اور مبارک خان سلطان علاء الدین کے بیٹے تھے۔ ان کے
علاوہ اور بہت سے اشعار ہیں جو صاف بتا رہے ہیں کہ امیر حسن کا مدح
"آلغ خان" الماس بیگ تھا نہ کہ غیاث الدین بلبن اور مولانا شیخ عبدالحق
جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ غلط ہے۔

نسب و مذہب | ہمارے کرم اور معظم دوست مولانا مولوی عبدالقدیر صاحب دہلوی
یہ سنکر بہت خوش ہوئے تھے کہ امیر حسن کا مولد بآیون تھا اور فرمایا تھا کہ
ان کا نسب معلوم ہو جائے تو شاید ہم لوگ اس کا پتا چلا سکیں کہ آیا ان کا
خاندان وہاں کا باشندہ تھا یا ان کے بزرگ یہ سلسلہ ملازمت و غفر وہاں مقیم تھے
جویندہ یا بندہ ان کے کلیات کو بنظر امعان دیکھنے سے بعض اشعار ایسے مل گئے جن میں
انہوں نے اپنے نسب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ایک فخریہ قطعہ میں جس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے اعتراض کا جواب ہے۔ فرماتے ہیں۔

بکرا مایہ از چمن ابریت
بہترین دُر و کہترین مطم
از سخن آہم از تواضع خاک
لاجرم ہر بان و ہر ورم
شکم از غصہ پارہ کرد صدف
چون شنید آبداری گہرم
باز بعضے خسان و بد دہناں
زیں دُر منکر اندوز غدم
طعن ایں درخن کنند مباد
ضرب شاں چیت یک شبہ سپم

چار مادر کنت و ہفت پدر من زیک مادر و زیک پدر
دست در شاخ من زند مباد کہ پنج کے رسد تبم
در دنیا سرے بولہبیت من بہ عزت ازیں سرا بدرم
خانہ بولہب چہ جائے قرار چوں در مصطفیٰ است مستقرم
قرشی الاصل، ہاشمی نسبم کز ہوایش برآمد ایں شجرم
اس سے ان کا ہاشمی النسب ہونا ظاہر ہے۔ امید ہے کہ جناب مولانا عبد القدیر دینا
بہاؤن کے سادات کے شجرے ملاحظہ فرما کر اس مسئلہ پر کوئی مزید روشنی ڈال سکیں گے
ان کا زمانہ ان کا کلام، ان کی صحبت، اور ان کی اداوت صاف بتا رہی ہے
کہ وہ صوفی اور خفی المذہب تھے۔

تعلیم | سلطان غیاث الدین بلبن کا عہد جو ۶۶۲ ہجری ۱۲۶۶ء سے
شروع ہو کر ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء میں ختم ہوتا ہے، امیر حسن اور امیر خسرو دونوں
کی تحصیل علم کا زمانہ تھا۔ امیر خسرو کی تعلیم کے متعلق باوجود خود ان کی شاد رہائی
اور باوجود ان کے حالات سے طبقہ شعراء اور صوفیہ کو اس قدر دلچسپی کے آج تک
یہ نہ معلوم ہو سکا کہ انہوں نے کیا کیا علوم پڑھے اور کن کن استادوں سے پڑھے تھے تو
بیچارے حسن سے بشت زبان اور بتا بل اپنے دوست امیر خسرو کے غیر معروف شخص کی
تعلیم کے متعلق یہ بتانا کہ ان کی تعلیم میں کن کن بزرگوں نے حصہ لیا اور وہ کس حد
تھی تقریباً محال ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ یہ زمانہ علمی اور ادبی ترقی کے لحاظ
سے ایک غیر معمولی زمانہ تھا۔ غیاث الدین بلبن کی خوش قسمتی اور اقبال مندی تھی
کہ اس کے عہد حکومت میں آیشاکے تیس چالیس ایسے حکمران جنہیں تاتاری مغلوں کے

قیامت خیز طوفان نے اپنے ممالک سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا دہلی میں مقیم اور اس کی دربار کی زیبائش اور رونق تھے۔ لیکن ان سب کی تعظیم و تکریم میں سجدہ مبالغہ کرتا تھا، اور سب کے لیے معقول وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ ان میں سے بعض حکمران خود ذی علم تھے اور اکثروں کے ساتھ ایسے لوگ تھے جس کا شمار علماء اور فضلاء میں ہوتا تھا۔ انھوں نے خود دہلی کے اہل فضل و کمال کے ساتھ ملکر ایک ایسا علمی مجمع قائم کر دیا تھا جس کی نظیر ملنی مشکل تھی۔ مولانا ضیاء الدین برنی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ”اس عاصر کو خیر الامصار کہیں تو کچھ بیجا نہیں کیونکہ وہ بڑے بڑے مقبرہ سادات شہور علماء اور ذی ہمت امراء کی ذات بابرکات سے مزین تھا۔ سادات میں قطب الدین شیخ الاسلام شہر (جد بزرگوار قاضیان بدایون) اور سید نجم الدین و سید جلال الدین پیر سید مبارک و سید عزیز و سید معین الدین سامانہ و سادات کر دینز و سادات عظام کھیل۔ سادات جلیجیر و سادات بیانہ و سادات بدایون وغیرہ صحت اور بزرگی حسب میں عدیم المثال تھے۔ طبقہ علماء اور صوفیہ میں مولانا برہان الدین بلخ مولانا برہان الدین بزاز، مولانا نجم الدین دشتی شاگرد مولانا فخر الدین رازی، مولانا سراج الدین سجزی، مولانا شرف الدین دیوبانجی، صد جہاں منہاج الدین جرجانی قاضی رفیع الدین کاندونی، قاضی شمس الدین مزاحی و قاضی رکن الدین سامانہ سے بزرگ شریک تھے۔“

اس علمی فضا اور اس ماحول میں امیر حسن، امیر خسرو اور شاہنشاہ سلطان محمد (جس کے حالات سے ہم آئندہ بحث کریں گے) نے پرورش اور تعلیم پائی تھی۔ گو ہم امیر حسن کے اساتذہ کے نام اور ان کی تحصیل علم کی حد نہ بتا سکیں مگر جو کچھ ان کی

تصنیفات اور تالیفات سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فارسی کی نظم و نثر پر وہ بدرجہا
 قدرت رکھتے تھے فارسی اس زمانہ کے مسلمانوں کی تقریباً مادری زبان تھی۔ عربی میں
 اگرچہ ان کی کوئی معتد بہ نظم یا نثر ہماری نظر سے نہیں گذری مگر جس طرح وہ عربی کے
 فقرے جا بجا اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں عربی
 زبان پر بھی عبور تھا۔ میرے والد مرحوم مولانا احمد علی سابق سررشتہ دار کشتری
 و رزیدنسی دہلی صاحب "قصر عارفان" جو سلاسل اور حالات صوفیہ میں نمایاں
 کتاب ہے تحریر فرماتے ہیں کہ امیر حسن کی "قواعد النسخ" نسخ عربی میں ایک مشہور
 اور معروف کتاب تھی۔ اس سے ان کی عربی دانی کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ مولانا
 ضیاء برنی ان کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ انہیں اخبار سلاطین و اکابر علمائے بزرگ
 دہلی کے حالات سے بڑی واقفیت تھی جس کے معنی یہ ہوئے کہ انہیں تاریخ پر بھی نظر
 تھی اس سے زیادہ ان کی تعلیم کے متعلق ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے۔

امیر حسن اور امیر خسرو | اقتباس نشان (۴) ملاحظہ فرمائے تو آپ کو معلوم ہوگا
 کی ملاقات کہ صاحب "تاریخ فرشتہ" کی روایت کے مطابق ایک

حضرت سلطان المشائخ مع اپنے ساتھیوں کے بازار سے گزر رہے تھے۔ امیر خسرو کی جوانی
 کا زمانہ تھا وہ بھی ہمراہ تھے۔ خواجہ حسن شاعر جو بڑے صاحب حسن جمال تھے ایک نان فروش
 کی دکان پر بیٹھے تھے امیر خسرو انکا حسن جمال دیکھ کر فریقتہ ہو گئے دکان کے پاس جا کر بچھا
 روٹی کس انداز سے جیتے ہو حسن نے کہا کہ ترازو کے ایک پلٹے میں روٹی رکھتا ہوں
 اور خریدار سے کہتا ہوں کہ دوسرے پلٹے میں نقد رکھے جب نقد کا پلٹا جھکا جاتا
 ہے تو خریدار کو چلتا کر دیتا ہوں۔ امیر خسرو نے کہا اگر خریدار نادار ہو تو کیا کرتے ہو

کہا نقد کی جگہ درو نیاز بھی قبول کر لیتا ہوں۔ امیر خسرو خواجہ حسن کا یہ انداز بیان اور حسن کلام سنکر حیران رہ گئے اور یہ کل کیفیت شیخ کی خدمت میں عرض کی۔ ادھر حسن کو درو طلب دامنگیر ہوا، اسی زمانہ میں دکان بند کر کے علوم اور کمالات ظاہری کے حصول میں کوشش کرنے لگے اگرچہ اس وقت مرید نہیں ہوئے مگر شیخ کی خانقاہ میں آنے جانے لگے اور ان میں اور امیر خسرو میں گہری دوستی ہو گئی۔

جہاں تک ہم واقف ہیں اس افسانہ کو سب سے پہلے ابو القاسم فرشتہ ہی نے شروع کیا اور وہ ایسا عام ہو گیا کہ اس سے ہمارے زمانہ کے ایسے اصحاب بھی جن سے تنقید کی بہت کچھ امید ہو سکتی تھی نہ بچ سکے۔ شاہ نواز خاں صاحب ”تذکرہ بہارستان“ نے البتہ اس حکایت کو ”اکاذیب“ میں شمار کیا ہے لیکن اس کے وجوہ نہیں بتائے۔ ہمیں اس معاملہ میں شاہ نواز خاں کی رائے سے پورا اتفاق ہے اور اس کے جو وجوہ ہمارے ذہن میں آتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں۔

اول۔ فرشتہ نے مطلق یہ نہیں بتایا کہ اسے یہ حکایت کہاں سے ملی اور اس کے پاس اس کی صحت کی کیا سند ہے۔ یہ صحیح ہے کہ فارسی مورخ اور تذکرہ نویس اور خصوصاً سیر الاولیاء کے مؤلفین ماخذ یا سلسلہ روایت کی مطلق پروا نہیں کرتے مگر ان کی اس عادت کی بناء پر ان کی ہر لکھی ہوئی حکایت قابل اعتبار نہیں تصور ہو سکتی۔

دوسرے۔ یہ حکایت ایسی دلچسپ ہے کہ اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خوررجیوں نے امیر حسن کے چشم دید حالات لکھے ہیں کبھی اسے چھوڑ نہ سکتے تھے۔ امیر خوررجی نے سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشائخ کی کرامتوں کا

ایک عنوان قائم کیا ہے اگر فی الحقیقت اس روایت کی کوئی تحقیق ہوتی تو امیر خور و ضرور اسکا ذکر کرتے۔ ایک نان پز کے دل میں ایک نگاہ سے دروطلب کا پیدا کر دینا کیا کم کرامت ہو سکتی ہے۔

تیسرے۔ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن اور امیر خسر میں ملاقات کا یہ پہلا موقع تھا۔ حالانکہ مولانا ضیاء الدین برنی جوان دونوں حضرات کے معاصر اور ہم صحبت دوست تھے فرماتے ہیں کہ ان دونوں استادوں میں میل جول اور آمد و رفت اور دوستی کا سبب میں ہوا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ باہم تعارف کا سبب مولانا ضیاء الدین تھے نہ کہ وہ بازاری ملاقات جس کا ذکر فرشتہ کرتا ہے۔ چوتھے۔ امیر حسن کے حسن و جمال کا تذکرہ کسی معاصر مورخ نے نہیں کیا، اگر ایسا ہوتا تو ان میں سے کوئی شخص ضرور اس کی طرف اشارہ کرتا جیسا کہ ان کے حسن اخلاق، عمدہ عادات یا ترک و تجرد کا ذکر کیا گیا ہے۔

پانچویں۔ فرشتہ نے یہ حکایت جن الفاظ میں کی ہے، اس سے خود اس کی خامی اور عدم صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ”خواجہ حسن..... دروکان خبازے نشستہ بود“ اس سے ہرگز یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ وہ ”نان فروشی“ کرتے تھے اور جب وہ نان فروش نہ تھے تو امیر خسر و کان سے مزاحاً بھی یہ سوال کرنا کہ ”نان چگونہ میفروشی“ کس قدر بے موقع خلاف تہذیب اور غیر قرین قیاس ہے۔

چھٹے۔ جو لوگ سلطان المشایخ حضرت نظام الدین اولیا، علیہ الرحمہ کے مریدوں کے اعتقاد اور طریقہ عمل سے واقف ہیں اور جس کی شہادت مختلف

کتابوں سے ملتی ہے وہ ایک محلہ کے لیے بھی یہ باور کرنے کے واسطے آمادہ نہ ہونگے کہ سلطان المشایخ مع اپنے خاص مریدوں کے بازار سے گذر رہے ہوں اور ان میں کوئی بھی اس کی جرات کر سکے کہ ایک نوجوان لڑکے کو نان بانی کی دکان پر بیٹھا دیکھ کر اس سے چہل اور مذاق کرنے کے لیے حضرت کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے۔ اور وہ بھی خیمہ سے مرید جو ابتداء ارادت سے آخر دم تک سلطان المشایخ کے شمع جلال کے پروانے تھے اور خلوت و جلوت میں سایہ کی طرح ساتھ رہتے تھے۔ ان مریدوں اور معتقدوں کی ارادت اور ان کا ادب ان ابتدائی عربوں سے بالکل مختلف تھا جو حضرت سرور کائنات کو کھڑا چھوڑ کر خرید و فروخت کرنے اور کھیل تماشا دیکھنے کے لیے چلے جاتے تھے جس کی طرف کلام پاک میں ان الفاظ سے اشارہ فرمایا گیا۔
وَإِذَا سَأَلَ عَنْ تَجَارَةً أَوْ لَهْوًا اتَّخَذُوا إِلَٰهًا ذَرْوًا قَائِمًا۔ ان وجوہ سے ہم فرشتہ کی اس روایت کو بھی اس کی دوسری روایت تازیانہ کی طرح جس سے ہم آگے بحث کریں گے بالکل مہمل اور لغو سمجھتے ہیں۔

ملازمت غیاث الدین بلبن کی اولاد میں سلطان محمد اس کا بڑا بیٹا ان لوگوں میں ہے جنہیں تاریخ کبھی نہیں بھلا سکتی۔ اس نے جس آب و ہوا میں پرورش پائی تھی اس کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے وہ خود تعلیم یافتہ اور علم و فضل کا دلدادہ تھا۔ پادشاہ سے جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ ۶۹۸ھ میں غیاث الدین بلبن کا چچا زاد بھائی شیر خاں جو سلطنت کا رکن اعظم اور ملتان کا گورنر تھا فوت ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان تا ماری مغلوں کا جولا نگاہ بنا ہوا تھا۔ ان کی روک تھام کے لیے سرحد پر ایسے شخص کی ضرورت تھی جو جری، شجاع، مدبر اور قابل اعتبار ہو۔

سلطان بلبن نے تمام امور پر غور کر کے بالآخر شہزادہ سلطان محمد کو اس خدمت کے لیے منتخب کیا، اور اسے "قآن الملک" کا خطاب اور ویبھدی کا چتر و تاج و کپڑے کثیر اتباع اور بہت سی فوج کے ساتھ ملتان روانہ کیا۔ سلطان محمد نے ملتان پہنچ کر سرحد کا انتظام شروع کیا۔ مغلوں کی ایک کثیر جماعت کو قتل کیا اور بہت سے اقطاع ان کے ہاتھ سے نکال لیے۔

سلطان محمد کا قاعدہ تھا کہ ہر دو سرے تیسرے سال اپنے باپ کی زیارت اور قدنبوسی کے لیے ملتان سے دہلی آتا رہتا تھا۔ ۸۷۰ھ ہجری کے دورہ میں وہ امیر خسرو اور امیر حسن کو جو اس وقت شاعری اور نام آوری کی اُفق پر روشن ستاروں کی طرح چمکنے لگے تھے، علی الترتیب مصحف داری اور دوات داری کی معزز خدمات پر مامور کر کے اپنے ساتھ لے گیا یہ لوگ پانچ سال یعنی ۸۷۴ھ ہجری سے ۸۷۹ھ ہجری تک سلطان محمد کے ساتھ رہے اس شہزادہ کے عادات اور اطوار کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی جو اس شہزادہ کے معاصر اور دربار رس لوگوں سے ہم صحبت تھے جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی قابل ذکر ہے۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ "یہ شہزادہ سید مودب اور ہند تھا اس کی صحبت ہمیشہ دانشمندوں، معبروں، فاضلوں اور ہنرمندوں سے ملور ہوتی تھی اور اس میں شاہنامہ، دیوان سنائی، دیوان خاقانی، خمسہ نظامی پڑھے جلتے تھے اور ان پر بحثیں ہوتی تھیں اور امیر خسرو اور امیر حسن اس کے دربار کے ملازم تھے ان لوگوں نے پانچ سال ملتان میں رہ کر اس شہزادہ کی خدمت کی ہے اسکے مذاکی حیثیت سے خواہیں اور انعامات پائے ہیں۔ اس شہزادہ کی دانشمندی کا اندازہ اس کی جو سکتا ہے کہ اس نے چند صحبتوں میں ان دو شاعروں کے لطائف و فضائل

اور دانش و ہنر دریافت کر کے انہیں اپنے تمام ندما میں منتخب کر لیا۔ انکے کلام کو پسند کرتا، اور ان کے ساتھ دوسرے مادیوں سے زیادہ مہربانی کرتا تھا اور انہیں زیادہ انعام اور بہتر خدمت دیتا تھا۔ میں نے خود امیر خسرو اور امیر حسن کو پہلے سنا ہے کہ خان شہید سا مودب اور مہذب شہزادہ بہت کم دیکھنے میں آیا ہے وہ بار میں تمام تمام دن ایک نشست سے مودب بیٹھا رہتا اور زانو نہ بدلتا تھا ایسے مواقع پر ہم نے کبھی اسے چار زانو بیٹھے نہیں دیکھا اور نہ کسی مجلس میں اس کے منہ سے کوئی لغو بیہودہ یا فحش بات سُنی۔ قسم بھی اگر کبھی کھاتا تو وہ "حقا" کے لفظ سے زیادہ نہ ہوتی تھی..... ملتان کے قیام کے زمانہ میں ایک مرتبہ اس نے شیخ عثمان اور شیخ قدوہ فرزند حضرت شیخ بہاء الدین ذکر کیا کہ ہمارے عربی غزلوں کا سماع کرایا۔ ان بزرگوں اور ان کے ساتھی درویشوں کو خوب وجد ہوا جس وقت تک ان کی یہ حالت رہی شہزادہ برابر ہاتھ باندھے کھڑا رہتا اور اس کی مجلس میں اگر شعرائے قدیم کا وعظ اور نصیحت کا کوئی شعر پڑھا جاتا تھا تو اسے بچہ توجہ سے سنتا تھا اور اس طرح روتا تھا کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ علم کا شوق اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ملتان سے دو مرتبہ آدمی اور خرچ بھیج کر شیخ سعدی کو شیراز سے بلایا مگر ضعف پیری کی وجہ سے خود نہ آ سکے اور ہر مرتبہ اپنا کلام اپنے قلم سے لکھ کر بھیجوا یا اور معذرت کی۔

انتخاب نشان (۴) کے ملاحظہ سے آپ کو معلوم ہو گا کہ حسب روایت فرشتہ امیر خسرو امیر حسن پر عاشق تھے اور ان کے ان تعلقات کی نسبت لوگوں کے خیالات بُرے تھے۔ اگر عرش کے معنی دوستی اور محبت کے لیے جائیں تو یہ عاشقی

اور معشوقی اور حسن کو کوڑوں سے پٹوانے کا افسانہ بھی فرشتہ کی نان پزی یا نان فروشی کی روایت کی طرح بالکل بے سرو پا نظر آتا ہے۔ اہل ہوس کے وہ تعلقات جن پر لوگوں کو نکتہ چینی اور ملامت کا موقع ملتا ہے عموماً زیادہ عمر والوں کی طرف سے کم عمری کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہاں یہ معاملہ مطلق نہیں دونوں حضرات تقریباً ساوی العمر تھے۔ اور سلطان محمد کی ملازمت میں داخل ہونے کے وقت تقریباً ۲۸، ۲۷ سال کے تھے۔ دونوں کے ڈاڑھی مچھیں نکل آئی ہونگی۔ پڑھے لکھے، معزز خدمتوں پر مامور تھے۔ محمد سلطان کا جس کی تہذیب اور متانت کا حال آپ سُن چکے ہیں ان حضرات کے باہمی تعلقات کو قابل ملامت و سرزنش باور کر کے امیر حسن کو امیر خسرو سے نہ ملنے کا حکم دینا اور امیر حسن کے نہ ماننے پر انہیں کوڑوں سے پٹوانا اور ان کوڑوں کے نشانات کا امیر خسرو کے ہاتھ پر نمایاں ہونا ایسے امور میں جنہیں کوئی ذی عقل انسان ماننے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ اگر فرشتہ نے ان دونوں حضرات کی عمروں ان کے علم و فضل، تعلیم و تربیت اور سلطان محمد کے عادات و اطوار اور تہذیب و اخلاق پر تھوڑا سا بھی غور کیا ہوتا تو یہ لغو اور مہمل روایت اس کی تاریخ میں جگہ نہ پاسکتی تھی۔

شہزادہ سلطان محمد کی اس علمی اور ادبی مجلس کو قائم ہوئے چودہ پندرہ سال (از ۷۹۹ تا ۸۰۳ھ) بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ زمانہ نے اپنے قاعدہ کے مطابق کروٹ لی، اور چشم زدن میں اس پُرطلعت اور دلچسپ صحبت کو درجہ و برہم کر دیا۔ سلطان محمد نے جو شکستیں تاتاریوں کو وقتاً فوقتاً دی تھیں ان کا داغ ان کے دلوں پر تھا۔ جب ارغون خاں ہلاکو کا پوتا ایران کا فرمانروا ہوا

تو تیمو خاں نامی ایک چنگیز خانی امیر جو افغانستان کا حاکم تھا لوٹ مار اور اپنے قوم کے
 دامن سے شکستوں کی بنیادی کا داغ مٹانے کے لیے میں ہزار سواروں کے ساتھ
 دیبال پور اور لاہور کے علاقہ جات پر حملہ آور ہوا اور انہیں تاخت و تاراج کرتا ہوا
 ملتان کی طرف بڑھا۔ سلطان محمد نے نہایت جرات اور مردانگی سے اس کا مقابلہ
 کیا اور ایک گھسان لڑائی کے بعد اسے شکست دیدی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ
 تاتاریوں کی اس شکست کے بعد شہزادہ سلطان محمد اپنی فوج کے پاس فتح مند
 سپاہیوں کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے نہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک
 تاتاری مغل جو دو ہزار سواروں کو لیے کہیں میں بیٹھا تھا باہر نکل آیا اور اس
 موقع کو غنیمت سمجھ کر اس مختصر اور باخدا جماعت پر حملہ آور ہوا۔ کچھ لوگ نماز
 ختم کر چکے کچھ لوگ نماز میں تھے۔ یہ ناگہانی حملہ بھی سلطان محمد کو حواس باختہ
 نہ کر سکا۔ وہ سمجھلا اور اپنی مختصر جمیعت کو مرتب کر کے تاتاریوں کے حملوں کا
 جواب دینے لگا۔ اور اس نے کئی مرتبہ غنیم کے پیروں کو توڑ دیا۔ مگر امیر حسن نے
 جوتان میں موجود اور غالباً اس معرکہ میں شریک تھے اپنے مرثیہ میں نماز کے واقعہ
 کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے وہ اپنے مرثیہ میں لکھتے ہیں کہ

”عزات اسلام از ملوک ترک و خلیج و معارف ہندوستان و سائر سپاہی و
 نماز گاہ معرکہ ازاں جہت کہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را با صلوة نسبت
 فرمود کہ دجنا من الجہاد الا صغریٰ الجہاد الا کبر“ تکیہ گویان دست بر آوردند
 ”عجب نہیں کہ“ نماز گاہ معرکہ“ کے الفاظ نے بعد کے مورخین کو اس روایت
 کے بنالینے پر مائل کیا ہو۔ امیر خسرو کے مرثیوں میں اور مولانا ضیاء الدین بنی کی تاریخ میں

کہیں نسا کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو ایسے مضمون کو نہ امیر حسن چھوڑ سکتے تھے اور نہ امیر خسرو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس معرکہ میں صبح سے شام تک قایم رہا ایک تیر سلطان محمد کے سینہ پر ایسا لگا کہ وہ اس سے جانبر نہ ہو سکا اور اس طرح اس ہو نہار اور بے مثل شہزادہ کا عین شبہا میں خاتمہ ہو گیا۔ اسی واقعہ کی بناء پر سلطان محمد تاریخوں اور تذکروں میں "خان شہید" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معرکہ میں خان شہید کے ساتھ دہلی کی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور بہت سے لوگوں کو تاتاری گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس معرکہ میں امیر خسرو کا شریک اور ان کا ایک منہل کے ہاتھ پڑ جانا اور دو سال کے بعد اس کی قید سے رہا ہو کر دہلی پہنچنا مسلم ہے، لیکن امیر حسن کے متعلق ہیں اب تک کوئی ایسا مواد نہیں ملا جس بناء پر ہم یہ کہیں کہ وہ بھی قطعاً شریک معرکہ اور گرفتاری اور قید میں امیر خسرو کے ساتھی تھے۔ ہمارے کرم استاد مولانا شبلی مرحوم نے "حیات خسرو" میں ایک فقرہ تحریر فرمایا ہے جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حسن کو بھی تاتاری گرفتار کر کے بلیج لے گئے تھے۔ وہ فقرہ یہ ہے کہ "امیر صاحب اور خواجہ حسن دہلوی بھی اس معرکہ میں شریک تھے چنانچہ تاتاری ان کو گرفتار کر کے بلیج لے گئے" اگر مولانا مرحوم کا مقصد دونوں حضرات کی گرفتاری سے ہے تو غالباً مولانا نے موصوف نے کسی سند کی بنیاد پر ایسا تحریر فرمایا ہو گا جس سے ہم ناواقف ہیں۔ امیر خسرو نے اپنی گرفتاری کا ذکر بعض نظموں میں کیا ہے مگر حسن کے کلام میں کہیں اس کی طرف اشارہ نہیں پایا جاتا۔ اس حادثہ جانکاہ سے مسلمانوں کو مختلف حیثیتوں سے سخت صدمہ

اٹھنا پڑا۔ اس پر امیر خسرو نے نظم میں اور امیر حسن نے نثر میں نوحہ خوانی کی ہے۔ امیر خسرو کے ترکیب بند کے ہر بند کے پانچ پانچ شعر اور امیر حسن کی نثر تمامہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ترکیب بند امیر خسرو

| | |
|--|--|
| واقع است ایں یا بلا از آساں آمدید مجلس یاراں پریشان شد چو برگ گل ز باد بسکہ آب چشم غلغله شد رواں از چار سو خو اتم تاز آتش دل بر زباں آرم سخن جمع شد سیارہ در چشم مگر طوفاں شود | آفت است ایں یا قیامت در جہاں آمدید برگ ریزے گوئی اندر بوستاں آمدید تیغ آب دیگر اندر مولتاں آمدید صد زبان آتشینم در دہاں آمدید چوں برج آبی انجم را قراں آمدید |
|--|--|

من خواہم جز ہاں جمعیت ایں کے شود
خود محالست ایں بنات النعش پرویں کے شود

| | |
|--|---|
| آچہ طلح بد کہ شاہ از مولتاں لشکر کشید چل خبر کردندش از دشمن بدان قوت کشید انچہ حاضر بود لشکر لشکرے دیگر بخت آپنہاں ز گلیں کھم امسال خاک انہو نشاں او دریں تدبیر واگہ نہ کہ تقدیر فلک | تیغ کافر کش برائے کشتن کافر کشید بے محابا خشم در سر کرد و رایت بر کشید زانکہ رستم را نہاد منت لشکر کشید کز زمیں بایں شفق را گوئے احر کشید صفحہ تدبیر را خط مشیت در کشید |
|--|---|

آں چہ ساعت بد کہ کافر بر سر لشکر رسید

| | | |
|--|---|---|
| | <p>جوق جوق از آب بگذشتند و ناگه در رسید</p> | |
| <p>باد پا بر کافران خاکسار انگینتن زلزله در عالم از سیر سوار انگینتن شعله آتش ز تیغ آبدار انگینتن ملک گیری را فرس خورشید و آرا انگینتن آفتاب اندر تیمم زان غبار انگینتن</p> | | <p>جنگ شده دیدی و برگردون غبار انگینتن غلفه در انجم از جوش سپاه انداختن ضربت مردانه در پهلوی نامردان زون دیو بندی را علم جمشید و آرا افراختن آسمان اندر تضح زان فرغ برداشتن</p> |
| | <p>اندر آن وقتی که فرق از مرد تا نامرد بود اے بساکس را که بهیشتک و آزار بود</p> | |
| <p>ز روشد خورشید چون خجریه خجریه یافتند آسمان بر سر خورشید لشکر یافتند گلستان شد دست چل اسپر اسپر یافتند همچو صورتها که در دیبائے احضرا یافتند کز فلک آن نطع را بر شکل دیگر یافتند</p> | | <p>روز را تاریکی آمد چوین بهم بر یافتند روز نزدیک فرو رفتن شده از رزم تیغ آبگون شد خاک چوین جوشن جوشن یافتند کشته گان افتاده در صحرائے اطراف یافتند خواست شته تا نطع نصرت گستره لیکن چو</p> |
| | <p>یک زمان شمشیر قناش نیاسود از قتال از زوال روز تا شب اندران روز زوال</p> | |
| <p>یا بسوئے تشنگان موجه ز دریای دودید در گلوش موج می زد خون بالامی دودید</p> | | <p>یارب آن خوں بود کاندروئے صحرا میدید کشته اندر خاک جاں میکند و بر خود می طپید</p> |

| | |
|--------------------------------------|--------------------------------------|
| ایں جہ فرخ بدو آبش کنایت دہج | کریم خون گہر و مومن بر سر کجائی صوبہ |
| شمار غلغلہ کش پیر تیرب صفت تیریں جنگ | مید و مانو شیبہ جمال دانی صوبہ |
| چلتے ہیں یہ وہ کہ جس پر اگر فتح را | فتح پر چند دہ میں جانب دانی صوبہ |

کھڑا نہ تھا ایک کتا صوبہ کتا صوبہ کتا صوبہ
 نامکمل میریں ناما پڑو کر کوں نام

| | |
|------------------------------------|--------------------------------|
| اچھ لب بدلتی کلا پہنچتے تھا پہنچتے | ہو تاش میریں کتا صوبہ کتا صوبہ |
| دوڑ میں بالی تیرے آں تیرے تیرے | دوڑ میں بالی تیرے آں تیرے تیرے |
| کر تیریں کر جا آوہ جہ آئی تیرا | کر تیریں کر جا آوہ جہ آئی تیرا |
| کلا صوبہ کلا صوبہ کلا صوبہ | کلا صوبہ کلا صوبہ کلا صوبہ |
| کلا صوبہ کلا صوبہ کلا صوبہ | کلا صوبہ کلا صوبہ کلا صوبہ |

جہ فرخ بدو آبش کنایت دہج
 کر تیریں کر جا آوہ جہ آئی تیرا

| | |
|--------------------------------|--------------------------------|
| دوڑ میں بالی تیرے آں تیرے تیرے | دوڑ میں بالی تیرے آں تیرے تیرے |
| کر تیریں کر جا آوہ جہ آئی تیرا | کر تیریں کر جا آوہ جہ آئی تیرا |
| کلا صوبہ کلا صوبہ کلا صوبہ | کلا صوبہ کلا صوبہ کلا صوبہ |
| کلا صوبہ کلا صوبہ کلا صوبہ | کلا صوبہ کلا صوبہ کلا صوبہ |
| کلا صوبہ کلا صوبہ کلا صوبہ | کلا صوبہ کلا صوبہ کلا صوبہ |

جمعہ بود و سلخ ذی حجہ کہ بود آں کارزار

آخر ہشتاد و سہ آغاز ہشتاد و چہار

ہر دمہ بر روی آں فرخ تھا بگریستند
بس کہ اندر عہد او ماہی و مرغ آسودہ بو
خلق تماں مرد و زن مویہ کنان موکناں
از خروش گریہ و بانگ دہل شب گشت
وہ را زان بند بلاناگہ اسیرے باز گشت

روز و شب بر سال آں نمک تھا بگریستند
ماہیاں و آب مرغاں در ہوا بگریستند
کو کبوتر و سوسو و جاجبہ بگریستند
بس کہ در ہر خانہ اہل غزا بگریستند
روی او دیدند ہر کس بے ریا بگریستند

گریہ چندان شد کہ موج دیدہ از چہول گزشت
حال من ایں بود حال دیگران تا چہول گزشت

دست مالم یا خود از دندان کھم بازو کبود
ہم سیاہے شد ز ہندو ہم سفیدی شد ز تر
نیلگر را خود عروے خد بخانہ بس کہ شد
خوبرویاں را کہ پیشانی ز دند و خول گزشت
بس کہ می کنند مو از فرق نازک سر سیر

یا ہوشم جامہ زیں مینائے چہل مینو کبود
بس کہ می پوشد کنوں ہم ترک ہم ہند کبود
بر مثال نوع و سے در عزائے شو کبود
زیر ابرو سخی شد بالا ترازا برو کبود
شد ز آزار چہاں کنند تہ ہر مو کبود

موسے ستر تا چند ایں غم زار و گریاں بر کھم
ایں تن چوں موسے بایسے از سر جاں بر کھم

وہ کہ دل کی بارگی غل شد برائے دوستاں

آہ ازاں جمعیت راحت فرائے دوستاں

| | |
|---|---|
| بسکھن بے بہا خورده است خاک از دوستاں خسروا ہر بار میگونی فخر خواہم دید جاں کہ صد جا پارہ شد از غم کجا باشد روا دوستاں رفتند از بہر کہ میگونی سخن | واجب است از خاک جستن غل بہا دوستاں جامہ جاں تا بدامن در غزلے دوستاں پارہ را پارہ کردن از برائے دوستاں ختم مطلق کن سخن را از برائے دوستاں |
|---|---|

یاد میکن رفتگان را خاصہ در حال دعا
کت بر حمت یاد نمساید مگر دال دعا

| | |
|--|---|
| یارب آں خورشید رحمت نور در جاں بادشاں بودشاں در روز ہیجا خان اعظم پیشوا تشنگانے را کہ جاہنشاں بے آبی برفت بستگانے را کہ دشواری برایشاں دیر ماند وانچہ باقی ماندہ اند وزاں بلا باز آمدہ | جاں ز فیض نور چیں خورشید تاباں بادشاں پیشوائے جنت الفردوس ہم خاں بادشاں بر سر از ابر کرم ہر لحظہ باراں بادشاں یارب امید رہائی زود آساں بادشاں فصل یزداں بادشاں احسان سلطان بادشاں |
|--|---|

چوں محمد رفت شدہ را قبت محمود باد
کیقبادش اسعد و کینخسروش مسعود باد

مثنوی امیر حسن

دیبا از است تا سپہر تمگر اگر چہ مدتے عقد موافقت می بندد و عہد مصادقت می پیوندد
بری گردد و روزگار ناسازگار اگر چہ رسم رضای نہد و وعدہ وفا می دہد و میسر گردد

آسمان شیخ چشم کہ مردک مردمی اونچس خاست معیوب است اگرچہ اول چوں متاں بے آکشیج
 کرے باعث باشد چہرے می بخشد ولیکن آخر چوں طفلان بے آکشیج خیانتے مانع آید
 بازی ستارہ عادات و معبودات زمانہ جلنے ہمیں منوال چہ تجارب و چہ تقاسم و
 و شنیدہ آمدہ است کہ ہر کراچوں ماہ برآمدہ می بیند میخواید کہ روے کمال اورا باغ
 نقصان سیاہ کند و ہر کراچوں ابر بر سر آمدہ می یابد در اس می کوشد کہ جہر اورا پارہ
 پارہ در اطراف آفاق پراگندہ کند و میں باغ حیرت و بتان حسرت چنانکہ ہیج
 گلے بے خار نرست ہیج دے از خار خار نرست لے بسا سنبہ نرستہ کہ از خزال آفت
 در مقام لطافت زرد روئے ماندہ و لے بسا نہال نو خاستہ کہ از تند باد اجل در خاک
 زمین پہلو نہادہ

در باد خزاں میں کہ چہ حد سزی کرد
 یکے از امثال این تمیش واقعہ خسرو ماضی قاتان ملک غازیست انار شدہ بر
 و نقل با محنت میزانی روز آدینہ سلخ ماہ ذی الحجہ سنہ ثمانین و ستائیمہ (۶۸۳)
 کہ ماہ چوں ہر در دل کافر ہیج جا پدید نہو آفتاب بمصاحبت لشکر اسلام تیغ زنا
 برآمد و شہزادہ اعظم کہ آفتاب آسمان ملک بود نورانیت غذا و غرہ غلے او
 لایح و جہد افراط جہاد و ضمیر غیر ادا ثابت پائے مبارک در رکاب آور دشانہ بر را
 مشکل کشائے عرصہ آشتند کہ ایتمہ با تمامی لشکر بسہ فرسنگی فرود آمدہ است چوں
 بامداد شد بر غریمت کوچ از اس مقام نہضت فرمود و بیک فرسنگی آں ملاعین پیش
 باز آمدہ بموضع مصاف در حدود باغ سر بر کرد آں آب لاہور اختیار کرد چنانچہ
 متصل آب دیہی بزرگ بود آرا حصن حصین ساخت و صورت بست کہ چوں کفار

مقابل شوند هر دو آب در عقب لشکر باشد تا نه ازین جگه که رو بفرار تواند نهاد و نه از آن
مخافیل ساقه لشکر را آفتی تواند رسید و الحق آن اختیار از غایت خرم و نهایت
کار دانی آن خان جهان ستا بود اما چون قضائے بد میرسد سر رشته همه مصالح دست
میرود و مسلک همه تدبیر را از انتظام می شود

هر که از بخت بد ره او افتد کار او در کام بد خواهد افتد
بخت چو دیوانه از ره گم شود عقل چو شب کور در چاه او افتد

قضای آن روز ماه و آفتاب که نسبت به ملوک دارند نشانه ماهی آویخته بودند
و مرغ که در مرغی او همه از خون اعیان ملک است همه از ترکش آن برج خدنگ
خدا لان طعانه فنیان می کشاد خان جزا کر را که اسد بود از برج آبی خانه خوف
و قرانی و دلائل فتن و محایل فتور برین نوع ظاهر و باهر و منزه اشارات جاء القضاء
ضاق القضاء در سیاق اوراق تحریر افتاد

الفقهه نیروز است که سوار چرخ در ولایت نیروز رسید و روز آن شاه گیتی فوز
را وقت زوال نزدیک شد ناگاه گروهی از سمت آل کفره پدید آمد خان غازی
همان زمان سوار شد و مشال داد که تمامی خیل و خدم و حاشیه و خشم او بر قضیه
أَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً صنفی صدارت قوی تراز سد سکندر بر کشیدند بعد از
ترتیب میمنه و ترکیب میسر به ذات عالی صفات در قلب گاه چو در جمع گویا
بجها و ایستاد و کفار تتار علیهم الخذلان و الخسران از آب هماره عبور کردند و مقابل
صف اسلامیان در آمدند ازین و خشیان خرابی دوست بیابان زاده پرانے بوم
بر سر پائے شوم خود نهاده و غزوات اسلام از ملوک ترک و خلیج و معارف هندوستان

وسایر سپاہی در نماز گاہ معرکہ از ان جہت کہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را
 باصلوٰۃ نسبت فرمود کہ رجعنا من الجہاد الا صغیرا الجہاد الا کبر تکبیر گویان
 درست بر آوردند و در اول حملہ چندین زبردستان را از خیل مغل زیر تیغ گزارانیدند
 و نیزہ ملوک در گاہ در اعضائے اعدا چناں می نشست کہ نیزہ وار از بالائے ہر یک خون
 برینجاست و شست ترکان خاص در تیر تافتن چناں می بود کہ جامہ بود بر اہل تار
 تار تار می شد۔ ۵

در اول تنگ خدنگ شہرت گشتند تاریاں ہمہ پست
 خدایگان شیر دل شمشیر زن باشمشیرے چون عقیدت خود صاف از میان مصفا
 ہر بار کہ حملی آورد شمشیر گوی در اس حر گاہ بر شمایں آں شاہ می لرزید و ہمہ تن
 زباں شدہ باومی گفت کہ امر فر دغ ایں ملاعین بہ ہندگان دولت واکن و نفس
 نفیس خود حرکت مفرائے کہ شمشیر دورویہ است تیغ اجل راز خیمے محابا نتوان داشت
 کہ از تقدیر قادر بر کمال کہ رسد من از عین الکمال چشم می زخم۔ ۵

مرو تا خاک تو بر چشم بندم مکن کر چشم بد اندیشہ بندم
 فلک روئے چناں روشن ندیدہ من از دیدہ بر آں آتش سیندم
 آزانے کہ در میدان سیر غزا و رسوم ہیجا با قامت میرسانید ہر یک از اسلحہ
 بزبان حال در مقال آمدہ نیزہ می گفت کہ شاہا امر فر دست از من کوتاہ کن کہ زبان
 من از بیاری جہال و قتال کند شدہ و مرا در روئے خصم مجال طعن نماندہ
 مبادا کہ بر جہم و حرکت پریشان از من بظہور آید و تیری گفت اے عقد شرت تو
 عقدہ جو زار کشادہ بقصد ایں فسدہ پیش مرو من خود در رفتن جہلکہ خاک بر سر

میکنم نباید تنگ چشم فلک کہ بر بام پنجم است و بر در خانہ ہشتم در گوشہ مکین از کمان
کید و کین بر سیل جسارت و جفا بر تو خدنگ خطار و اں کند و کمندی گفت کہ امروز
سر نشہ تدبیر از دست تفکری باید داد کہ من ازیں جنگ بے دنگ و رزم بے حزم
تو بر خودی پیچم ساعتی توقف کن کہ اسلام و اسلامیان چوں طناب بر بستہ
خیمہ نعم تواند اللہ اللہ با ایں طائفہ رسم طناب اندازی را چندیں طناب وہ
من بر غبت پیش تو سر بر طناب آورده ام

تو کمند از زلف اندازی کمند انداز من

فی الجملہ اں شاہ دیں پناہ کفر کاہ بہمہ قلب سپاہ بایں گروہ گمراہ از نیر
آشامگاہ غزوے بے اجبار و اکراہ میگرد و غوغائے غالبان و غایان طالبان
غزاگو شش گیتی و اصماغ سما کر کردہ زبانہ ہائے آتشیں کہ از سر نیزہ غزا مغر
می خاست و زباں ہائے تیغ کہ در گذاردن پیغام اجل یک حرف خطا نمیکرد
در اں قیامت ہمہ بدیں آیہ رواں بود کہ یوم یفتر المکرء من آخینہ پشت زمیں
چوں چشم پیران بصر بباد دادہ پر خوں و روئے آسمان چوں فرق سپران پد رشتہ گرد
آہن شمشیر چوں آتش چہ تابانی اے پدر
یا مراد اغ یتی بر جبگر خواہی نہاد

ہم دین ایں عدا و اثنائے ایں آشوب و بلا ناگاہ تیرے ازشت قضا بر بال آں
شہباز فضا ئے غزار سید و مرغ روح از نفس قالب آنحضرت بجانب گلشن
و روضہ رضوان نقل کرد انا للہ و انا الیہ راجعون ہاں مان پشت دین محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم چوں دل قیماں زار شکست و سہمت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم

چو گورِ غریباں پست بیفتاد و اعتضادے کہ بازوے ملک را بود از دست بشد و اعتمادے
 کہ بیضہ اسلام داشت از جائے برفت راست وقت غروب آفتاب عمر آں شاہ
 کہ آفتابش زرد شدہ بود بمغرب فنا فرود رفت و گردوں بر شعار سوگواراں جامہ
 در نیل زدہ و اشک سیارہ بر اطراف رخسارہ رواں گردیدن گرفت زحل بر تو
 قضائے وفا و شتر طغرا کسوت سیاہ گردانید و از مرگ او بر اہل ہندوستان فوجہ
 می کرد و مشتری بر در بیخ آں اندام گرد اندود قبائے خون آلود و راحہ چاک میکرد
 و دستار بر خاک می زد و مریخ کہ دست قوت او چوں چشم ترکاں روئے معیشت
 او چوں جعد زنگیاں تنگ و تاریک باد از تاسف آں خار خار کہ در دل غول نگینت
 چوں حوت در پیش آفتاب و چوں حمل در قبضہ قصاب می لپیڈ و آفتاب از شرم آنکہ
 چرا در دفع ایں حادثہ وقع ایں واقعہ نکو شید بر نیامد و در زمین فرو شد و زہرہ چوں
 دید کہ اجرام از چنگ ایام چہ زحمت یافتند زاد فی الطہور نغمہ دف را ورق بگردانید
 و سماع در پردہ دیگر آغاز کرد و بروفات آں شاہ بندہ نواز خود بجائے ساز نالیدن
 گرفت و عطارد کہ در غزوات و فتوحات بر موافقت کاتب فتحناہار قلم می آرد و
 در غفلتسم از سواد دوات خود روئے سیاہ می کرد و از اوراق دفتر خویش پیراں کاغذ
 می پرداخت و ماہ حالے در صورت ہلالے با قامت منحنی در اں قیامت زمین سر
 بردیوار و در افق میزد و مراتب مراثنی نگاہ می داشت. نظم
 روئے بنجاک می نہی وہ کہ چنیں نخواہست ماہ زمانہ مرا زیر زمین نخواہست
 گر بشکار میروی جان مست خاک تو خلوت خاک خوش بود جان بکنایں خواہست
 حق تعالی و تبارک روح مہر و مطہب آں شاہنژادہ غازی را بدراج علی

و مراتب والا برساناد و ددم جام الما مال تجلی جلال و جلال خورش بخشاد و ہر
شفقت و مرحمت و عاطفت و تربیت کہ در حق این شکستہ میکس داشت
سبب فرید درجات و مخوطیات او گرداناد۔ آمین یارب العالمین۔“

یہ نظم و نثر دونوں مدتوں اس زمانہ کے اہل علم کی صحبتوں میں پڑھی جاتی
اور متقویٰ کے عزیزوں کو رلاتی رہی ہیں۔

امیر خسرو کی نظم خواجہ حسن کی نثر سے صاف اور واضح تر ہے۔ ہر زمانہ کا
ایک خاص طرز تحریر ہوتا ہے جس کی پابندی ایک حد تک ہر شخص کو کرنی پڑتی
ہے۔ امیر حسن کی نثر میں بجائے واقعات کے زیادہ تر زور عبارت آرائی پر
دیگیا ہے جو اس زمانہ کے مذاق کے مطابق نہیں ہے۔ امیر حسن کی نظم کی صفائی
اور سادگی اور فوائد الفاظ کی نثر کی روانی دیکھ کر یہی سمجھیں آتا ہے کہ انہوں نے
یہ طرز تحریر اوائل عمر میں اختیار کیا تھا اور آگے چل کر اسے ترک کر دیا۔ سلطان محمد
کی شہادت اور اس کی علمی اور ادبی مجلس کے درہم برہم ہوجانے کے بعد ملتان میں
قیام کی کوئی وجہ نہ تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن دونوں دہلی چلے آئے سلطان محمد
کے حادثہ نے سلطان غیاث الدین کو زندہ درگور کر دیا تھا اگرچہ پادشاہ اپنی شکستہ دلی
اور رنج و غم کو چھپانے کی بہت کوشش کرتا تھا مگر اندر ہی اندر اس غم میں گھلتا
جاتا تھا۔ دہلی پر مردہ دلی اور افسردگی کی ایک گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ یہ فضا
عموماً شعر و شاعری کے مناسب و موافق نہیں ہوتی چنانچہ ملتان سے آکر امیر خسرو اپنے
وطن پٹیالی اور امیر حسن دہلی میں گوشہ نشین ہو گئے۔ سلطان محمد کے حادثہ پر
پورے تین سال بھی نہ گزرے تھے کہ سلطان غیاث الدین کا ملتان میں انتقال ہو گیا۔

اگرچہ سلطان غیاث الدین کی وصیت یہ تھی کہ اس کے بعد "خان شہید" کا بڑا بیٹا کینخسرو پادشاہ ہو، مگر امراء دولت اور اعیان سلطنت نے سلطان کے دوسرے فرزند بغرا خاں کے بیٹے کیتقاد کو جس کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی تھی پادشاہ بنایا۔

یہ شہزادہ بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے طبعاً سنجیدہ، خوش اخلاق اور خوبصورت تھا، شعر و سخن سے اسے مناسبت تھی۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے اس کی تعلیم و تربیت کا بڑا اہتمام کیا تھا۔ رات دن استاد اہل لائق اسے گھیرے رہتے تھے۔ شراب اور عورتوں کی صحبت سے سختی کے ساتھ روکا جاتا تھا۔ بعض طبیعتوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے جتنا زیادہ روکے جاتے ہیں اسی قدر اس کے دلدادہ اور فریفتہ ہوتے جاتے ہیں۔ کیتقاد انہیں لوگوں میں تھا۔ ایک وسیع اور بنی بنائی سلطنت کا مالک ہو کر ایسا بدست اور سرشار ہوا، اور اس طرح عیش و عشرت میں پڑ گیا کہ اسے دین و دنیا کا ہوش نہ رہا۔ اس کے دیکھا دیکھی وہ امراء دولت اور اعیان سلطنت جو اب تک سطوت بلبنی کے ڈر سے اس قسم کے جذبات کو روکے ہوئے تھے کھل کھیلے۔ اور ہر طرف خوبرویوں کے جھگمگنے اور شراب و کباب کی صحبتیں قائم ہو گئیں۔ شہر میں ایسے جلسے خاطر خواہ نہ ہوتے تھے۔ اس لیے پادشاہ نے "نعل کو شک" چھوڑ کر "کیلو کھری" میں جہنم کے کنارے ایک عالی شان قصر اور باغ تیار کرایا، اور اپنے مصاحبوں، خواصوں اور ملازمین کے ساتھ وہاں رہنا شروع کیا، اور تمام ملک کے چیدہ اور برگزیہ مطرب اور تقویٰ و توبہ شکن شاہد آکر اس پرستان میں جمع ہو گئے۔ مسجدیں ویراں اور میخانے

آباد ہو گئے۔ اس عیش و کامرانی میں جہانداری اور جہانبانی کا کسے خیال تھا۔ ملک کا تمام نظم و نسق ملک نظام الدین نامے ایک امیر کے ہاتھ میں تھا۔ نظام الدین کا خسر اور چچا ملک الامراء، فخر الدین دہلی کا کوتوال اور اس کی بیوی پادشاہ کی منہ بولی ماں تھی۔ غرض کہ اندر باہر کل کا مختار ملک نظام الدین تھا۔ ملک نظام الدین کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا عالی ہمت، قدردان علم و ہنر، مردم شناس اور فیر تھا۔ مگر دنیا کی طمع نے اسے اندھا اور بہرا کر دیا تھا۔ اور وہ اس وقت اس فکر میں تھا کہ کسی طرح معزز الدین کا کام تمام کر کے خود پادشاہ ہو جائے۔ اس منصوبہ سے خاندان بلبنی کے ارکان اور اس خاندان کے ہوا خواہ منتشر و متفرق اور نیست و نابود کیے جا رہے تھے۔ کیخسرو خان شہید کا بڑا بیٹا جسے سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا مع اپنے ساتھیوں کے ملتان سے آتے ہوئے رہتک میں جافوروں کی طرح ذبح کر دیا گیا۔ خواجہ خلیفہ سانیک نام وزیر اور امرائے دولت کی ایک بڑی جماعت معزول، معطل اور منتشر ہو گئی۔ اس اثر اور قوت کے زمانہ میں ایسے لوگوں کے لیے جو ”خان شہید“ کے نمک خوار رہ چکے تھے اور اس کے خاندان کی ہوا خواہی کا دم بھرتے تھے کیا گنجائش تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن اسی زمرہ کے لوگوں میں تھے جن سے ملک نظام الدین کھٹکتا رہتا تھا۔ اس لیے مغزی دربار کے ابتدائی نقشہ سے یہ دونوں درخشاں تصویریں غائب ہیں۔ اس زمانہ میں امیر خسرو نے ”خان جہاں“ نامی ایک امیر کی ملازمت اختیار کر لی، اور امیر حسن بھی ممکن ہے کہ کسی امیر کے مصاحب ہو گئے ہوں لیکن

وہ خود اس بارہ میں کچھ کہتے ہیں اور نہ کسی تاریخ یا تذکرہ سے اس کا پتا چلتا ہے۔ سلطان معز الدین کی غفلت اور ملک نظام الدین کی بے اعتدالیوں اور امراء ملک کی تباہی کا حال جب سلطان معز الدین کے باپ بغرا خاں کو جو پہلے لکھنؤ کی کاگورنر اور معز الدین کے بادشاہ ہو جانے کے بعد وہاں کا خود مختار فرمانروا ہو گیا تھا۔ معلوم ہوا تو وہ ایک طویل خط و کتابت کے بعد ایک کثیر جمعیت کے ساتھ بیٹے سے ملنے اور اسے سمجھانے کے لیے لکھنؤ سے چلا۔ قرار یہ پایا کہ باپ بیٹے اودھ میں آکر ملیں۔ اس قرارداد کے مطابق باپ اپنے خدم اور حشم کے ساتھ اودھ پہنچ کر دیائے سرجو کے ایک کنارے پر اور بیٹا اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ دوسرے کنارے پر جمہ زن ہوا۔ طویل گفت و شنید اور قاصدوں کی آمد و رفت کے بعد یہ طے پایا کہ باپ دریا عبور کر کے بیٹے کی قیام گاہ میں آئے اور وہ تمام آداب اور مراسم بجالائے جو پادشاہ دہلی کے شایان شان ہیں۔ باپ نے فطری محبت اور مصالحت وقت کے لحاظ سے یہ سب ذلتیں سہنا قبول کیا۔ بیٹے کا دربار نہایت ترک و احتشام اور شان و شوکت سے سرب کیا گیا۔ بغرا خاں حسب قرارداد داخلہ کے دروازہ سے پایادہ سرا پردہ میں داخل ہوا اور زمین بوس کے مختلف مقامات پر آداب بجالاتا ہوا بیٹے کے سامنے آیا۔ باپ کی یہ حالت دیکھ کر بیٹے سے نہ رہا گیا۔ بیتاب ہو کر تخت سے اتر اور باپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ بعد اصرار اور تپاک سے اسے تخت پر بٹھایا اور خود زانوئے ادب کر کے اس کے سامنے بیٹھا۔ چند روز باہم ملاقاتوں اور خوشنوں کے سلسلے جاری رہے۔ بغرا خاں نے بیٹے کو ملک داری اور جہان بینی کے مستحق

بہت سی نصیحتیں کیں اور اشارۃً اور کنایۃً سبھا دیا کہ ملک نظام الدین کا وجود اس کی سلامتی اور بقا کے لیے سخت مضر اور غفاک ہے۔ معز الدین چند روز باپ کی نصیحتوں کا پابند رہا۔ شراب و کباب اور رقص و سرود کے جلے چند روز موقوف رہے مگر یہ کبکھت عادتیں جب راسخ ہو جاتی ہیں تو اس کا چھوٹنا دشوار بلکہ محال ہو جاتا ہے۔ ذرا سی تحریک سے معز الدین کی توبہ ٹوٹ گئی اور پھر وہی عیش کی تہاں اور عشرت کے دن لوٹ آئے۔ سلطان معز الدین نے اگرچہ چند ہی روز میں باپ کی سب نصیحتیں بھلا دی تھیں مگر باپ کی درو انگیز اور عبرت خیز ملاقات کی یاد تازہ تھی اور چاہتا تھا کہ اس کے تمام واقعات نظم کے پیرایہ میں آجائیں۔ ملک نظام الدین اگرچہ ابھی تک زندہ تھا مگر اس کا درباری اثر نازل ہو چکا تھا اس لیے لوگوں نے اس کام کے لیے امیر خسرو کا نام لینے کی جرأت کی۔ ہمارا قیاس یہ ہے کہ امیر خسرو اس زمانہ میں خان جہاں کے ساتھ آدوہ ہی میں تھے اور وہ باپ بیٹے کے اتحاد اور مصالحت پر ایک قصیدہ بھی لکھ چکے تھے۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں :-

زہے ملک خوش چوں دو سلطان یکے شد زہے عہد خوش چوں دو پمیاں یکے شد
پسر پادشاہے پدر نیز سلطان کنوں ملک میں چوں دو سلطان یکے شد
معز الدین نے اس مشورہ کے مطابق امیر خسرو کو بلا کر یہ کام اُن کے سپرد کیا اور امیر موصوف نے چھ مہینے کے اندر مثنوی "قران السعدین" تمام کی۔ اس زمانہ میں امیر حسن کا کہیں پتا نہیں چلتا کہ وہ کہاں اور کس شغل میں تھے۔ بظاہر ان کا کوئی تعلق دربار شاہی کے شعراء یا ندما سے نہ تھا۔ خود امیر خسرو کا تعلق

مغزی دربار کے ساتھ ایک سال سے زیادہ نہیں رہا۔ کیونکہ ۶۸۸ھ ہجری میں
 "قرآن السعید" کا کام ان کے سپرد ہوا اور ۶۸۹ھ میں سلطان سنجر الدین
 تین سال اور چند ماہ حکومت کر کے مر گیا۔ سلطان معز الدین کے مرنے کے بعد تین
 مہینے کے اندر ہی ترکوں کی تمام ہو گئی اور خلجیوں کا ستارہ چمکا۔

خلجیوں میں پہلا تاجدار سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہوا۔ تخت نشینی
 کے وقت اس کی عمر (۲۱) سال کی تھی۔ یہ بادشاہ مکارم اخلاق و بنداری جو انصوری
 علم و ہر وہ باری عدل گستری میں اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ شعر و سخن کا قدردان اور خود بھی
 شعر کہتا تھا۔ صاحب "متعب التایخ" نے اس کے یہ شعر نقل کیے ہیں:

لے زلف پر نیانت زولیدہ منخواہم واں روئے چو گلنارت تفسیدہ منخواہم
 بے پیر نیست خواہم یک شب بکنار آئی ہاں بانگ بلند است ایں پوشیدہ منخواہم
 گواہیار کے محاصرہ کے زمانہ میں وہاں ایک عالیشان گنبد بنوایا تھا اور
 اس کے کتابہ کے لیے خود یہ رباعی تصنیف کی تھی۔

اما کہ قدیم بر سر گردوں شاید از تودہ سنگ گل چو قدر افزاید
 ایں سنگ شکستہ زان ہنادیم در باشد کہ دل شکستہ آساید
 یہ رباعی سعدی اور دوسرے درباری شعرا کو سنائی اور ان سے چاہا کہ اس کے
 عیب و عوایب بیان کریں۔ درباری شعرا اسے بجز تعریف اور توصیف کے
 اور کیا توقع ہو سکتی تھی۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ میری خاطر سے
 ایسا کہتے ہیں۔ اس رباعی میں جو خامیاں رکھی ہیں انہیں میں خود ایک سری
 رباعی سے رفع کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد یہ رباعی کہی۔

باشد کہ دریں جاگز کس باشد کش خرقہ روئے چرخ اطلس باشد
 شاید کہ زمین قدم میبوسش یک ذره ببارسد ہماں بس باشد
 صاحب تلخ "فیروز شاہی" لکھتے ہیں کہ "جلال الدین کی لطافت طبع اور
 شاخت ہنر کی اس سے بہتر اور روشن تر دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے امیر خسرو
 پر جو شعر لے اولیں و آخرین کے سر دفتر ہیں، اپنے عرض مالکی کے زمانہ میں
 خاص توجہ مبذول کی تھی اور بارہ سوتنگہ جو اُن کے والد کی موجب تھی ان پر
 جاری کر دی تھی اور خلعت گھوڑا اور انعام اپنی طرف سے دیا تھا، ان کے حال پر
 بید نوازش اور مہربانی اور رعایت کرتا تھا۔ بادشاہ ہونے پر انہیں اپنا مقرب اور
 مصنف دار بنایا، اور جو خلعت امراء عظام کے لیے مقرر تھا وہی امیر خسرو کے لیے
 مقرر کیا اور اسی بنا پر ان کے نام کے ساتھ امیر کا خطاب مستقل ہونے لگا۔ سلطان
 جلال الدین کے ہم صحبت اور ہم نشین اس زمانہ کے چیدہ اور منتخب لوگ تھے مثلاً
 ملک تاج الدین کوچی، ملک اعز الدین غدی، ملک قیر، ملک نصرت صباح
 ملک چپ، ملک کمال الدین ابو المعالی، ملک نصیر الدین کہرامی، ملک
 سعد الدین منطقی یہ لوگ طرافت و لطافت طبع میں مشہور روزگار تھے۔ طبقہ
 زمانہ میں تاج الدین عراقی، امیر خسرو، موید جاجرمی، پسر ابیک دعاگو، موید دینو،
 صدہ علی، امیر ارسلان کلاہی، اختیار باغ اور تاج خلیب سے انشا پر دان
 دانشور، مورخ اور آداب داں لوگ شریک تھے۔ امیر خسرو روز نئی نئی
 غزلیں کہہ کر لاتے تھے، بادشاہ کو ان کے کلام کے ساتھ ایک قسم کی شیفٹگی
 ہو گئی تھی وہ امیر موصوف کو بے شمار انعام اور اکرام دیتا تھا سلطان کے

دربار کے غزنویوں، ساقی، اور مطرب بھی ایسے ہی مشہور و معروف اور بے مثل لوگ تھے۔ غرض کہ سلطان جلال الدین کی صحبتیں ایسی پر لطافت اور دلکش ہوتی تھیں کہ دنیا میں ان کی مثال کا ملنا مشکل تھا۔

اس دلکش اور لطافت انگیز موقع میں کہیں امیر حسن کی صورت نہیں نظر آتی اور نہ کہیں ان کا نام ملتا ہے۔ البتہ علامہ بدایونی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ امیر خسرو سلطان مغز الدین کے انتقال کے بعد سلطان جلال الدین کے ہمیشہ ہوئے شاہی قرآن ان کی تحویل میں رہتا تھا اور ہر سال ایک بھاری خلعت پاتے تھے۔ اسی طرح امیر حسن بھی اس کے مذہبوں میں داخل تھے۔ علامہ موصوف نے امیر حسن کے مذہب میں شریک ہونے کا واقعہ معلوم نہیں کہاں سے لیا ہے، ضیاء الدین برنی جو امیر حسن کے بے تکلف دوست اور بے حد مداح ہیں، اور جنہوں نے سلطان جلال الدین کے ساقیوں، غزنویوں اور مطربوں کا نام بنام ذکر کیا ہے، اپنے دلی دوست امیر حسن کے مذہب میں شریک رہنے کے واقعہ کو کس طرح چھوڑ سکتے تھے، نلا وہ اس کے ان کے کسی دیوان میں جلال الدین کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا جاتا، اس لیے ہمارا رجحان اسی طرف ہے کہ امیر حسن کو سلطان جلال الدین کے عہد میں بھی شاہی دربار تک پہنچنے کا موقع نہیں ملا اور ان کا تعلق بدستور لشکر شاہی سے رہا۔ ان کے اس تعلق کا پتہ ان کی کتاب ”خواجہ انوار“ کے مختلف مقامات سے چلتا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اب میں نے لشکر ہی میں رہنا شروع کر دیا ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ آج میں آٹھ مہینے کی غیر حاضری کے بعد (حضرت سلطان المشائخ کی) دولت پاؤں

سے مشرف ہوا۔ غیر حاضری کا سبب یہ تھا کہ میں دیوگیر کے لشکر کو گیا ہوا تھا۔
 تیسری جگہ شمس دبیر کے ذکر میں کہتے ہیں کہ جس سال سلطان غیاث الدین لکھنؤ
 گئے تھے میں بھی لشکر میں تھا اور شمس دبیر جو میرے قریب تبار میں وہ بھی اسی لشکر
 میں تھے۔ میرا ان کا خشکی اور تیزی میں ساتھ رہا۔ کھانا پینا بھی ایک ساتھ تھا۔
 چوتھی جگہ شمس کی ایک صحبت میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت
 میں عرض کیا کہ جو شخص لشکر میں جاتا ہے اس کے دل میں یہ آتا ہے کہ اگر وہ
 فوت ہو جائے تو خدمتگار کو وصیت کر جائے کہ وہ اسے وہاں دفن کر دے
 نعش کو دور و دراز مقامات سے شہر میں لانا نہایت بیہودہ حرکت معلوم ہوتی
 ہے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ یہی مناسب ہے۔ ایک جگہ اپنے افلاس کے
 ضمن میں فرماتے ہیں :-

انکوں کہ وقت شکری آمد چہ ساں روم
 اسپم گرو، سلاح گرو، چار پا گرو

غرض کہ ان اقتباسات اور شاہی لشکر کے ساتھ جانے آنے سے یہ
 قیاس ہوتا ہے کہ انہیں فوجی خدمات سے کوئی تعلق تھا خواہ وہ زمرۂ اہل سیف میں ہو
 یا اہل قلم میں۔ قدیم زمانے پر منحصر نہیں ہے اس زمانہ میں بھی ہر فوج اور لشکر کے
 ساتھ اہل قلم کی ایک جماعت کا رہنا لازم ہوتا ہے۔

سلطان جلال الدین کو علاء الدین اس کے داماد اور بھتیجے نے کرائے
 میں بلا کر نہایت پیر چھی اور دغا سے قتل کرادیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔
 مولانا ضیاء الدین برنی نے علاء الدین کے عہد کے دس عجائبات بیان کیے

ہیں۔ سوال جسے وہ ”عجب العجائب“ کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ ہے کہ بغیر علاء الدین کے ارادہ اور ہستام کے اس کے عہد حکومت میں ہر قوم کے بزرگ اور ہر علم کے استاد اور ہر ہنر کے ماہر اس قدر جمع ہو گئے تھے کہ دار الملک دہلی رشاک بغداد غیرت مصر اور ہندوستان ہوں گیا تھا مولانا نے موصوف نے اس زمانہ کے مشائخ، علماء، سادات، واعظین، ماہران فن، قرأت، غذا، موخین، اطباء، منجین اور سرودگیوں اور شعرا کا تفصیل ذکر کیا ہے۔ طبقہ شعرا میں پہلا نام امیر خسرو کا اور دوسرا نام امیرن صاحب تذکرہ ہذا کا ہے۔ اس کے بعد صدر الدین عالی فخر الدین خواش حمید الدین راجہ مولانا عارف، حمید حکیم، شہاب الدین انصاری اور صدر بستی کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کا نظم و نثر میں ایک خاص انداز اور مخصوص طرز تھا اور سب صاحب دیوان تھے۔ امیر خسرو نے شعرا اگر سلطان محمود غزنوی یا سنجر سلجوقی کے عہد میں ہوتے تو معلوم نہیں ان کو کتنی جاگیریں ملتیں اور کیا کیا عزت اور توقیر کیجاتی مگر سلطان علاء الدین ایسے نادر روزگار شعراء کو صرف ایک ہزار تنگہ واجب دیوان عرض سے دیتا تھا اور ان کی کوئی خاص عزت یا احترام نہیں کرتا تھا۔ یاد ہو اس بے پروائی اور بے التفاتی کے خدائے تعالیٰ نے اس کے عہد کو ایسے انجمن روزگار استادوں اور ہنرمندوں کی ذات سے مزین اور آراستہ فرمایا تھا۔ غرض کہ سلطان علاء الدین ہی کا عہد ایسا عہد ہے جس میں امیرن کو شاہی دربار سے تعلق رہا۔ ان کے دیوان میں اسی بادشاہ اور اس کے اعزہ کی مدح میں قصائد اور قطعات ملتے ہیں۔ کسی دوسرے بادشاہ کی

مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود جا بجا اس کی طرت اشارہ کرتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہوگا۔

حسن را از غم و اندیشہ و رنج و محن بودے
زباں ساکت، قلم ساکن، معانی کم، سخن کمتر
کنوں مے بینمت از جاہ وجود و بذل عدل شہ
سخن بیار، و فضل افزوں، و شعر آساں سخن از بر

حسن کیں آستان کہف عصمت یافت در عالم
کینہ مادی و کمتر سگ ایں آستان بادا

جان من بندہ حسن شاداں زجاں بخشی شاہ
حرز جان خویش کردم مدح ایں درگاہ را

بندہ حسن چو از کرم شاہ قائم است
اول دعائے شاہ کند پس دعائے خویش

حسن دور سخن بر پادشہ نوش کہ ایں معنی دریں دوراں تو داری

ایں روز خوش کہ دارم در دور شاہ حقاً ہرگز شبہ زمانہ ننمود جسز سخنام

سلطان علاء الدین کو باد از حق نظر پاسوئے او
الحق ز چشم مرحمت دارد نظر پاسوئے من
چونانکہ من بندہ شدم درگاہ شتا ہنشاہ را
گیتی غلام می شود ترک فلک ہندوئے من

سلطان علاء الدین نے تقریباً اکیس سال حکومت کرنے کے بعد ۱۲۱۶ء میں
انتقال کیا۔ اس کے انتقال سے سلطنت کا تمام نظم و نسق درہم برہم ہو گیا۔
ملک کافور نے جس کا خطاب ”ملک نائب“ تھا اور جو سلطان علاء الدین کا بڑا
مستعد علیہ اور قوی ہو گیا تھا، امرائے دولت کو جمع کر کے علاء الدین کا ایک
وصیت نامہ پیش کیا جس میں خضر خاں اپنے بیٹے کو ولیعہدی سے علیحدہ کرنے
اور اس کی جگہ شہاب الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو جس کی عمر پانچ چھ سال کی تھی
ولیعہد مقرر کر دیا کرتا تھا۔ امرائے دولت نے کچھ اس جعلی وصیت نامے اور زیادہ تر
ملک کافور کے اقتدار سے مرعوب ہو کر شہاب الدین کی بادشاہی قبول کی اس
سے سلطنت کا تمام کاروبار ملک کافور کے ہاتھ میں آ گیا۔ ملک کافور اپنے چند
اقتدار کو نہایت بُری طرح اور سید ظالمانہ طریقہ سے کام میں لایا۔ خضر خاں کو
جو گو الیار کے قلعہ میں علاء الدین کی زندگی میں محبوس تھا اندھا کر دیا اور خضر خاں
کی ماں ”ملکہ جہاں“ کو قید کر دیا اور اس کا تمام زور و زورچہیں لیا سلطان علاء الدین
کے دوسرے بیٹے شادوی خاں کی جو نہایت خوبصورت نوجوان تھا اپنے حجام
کے ذریعہ سے دونوں آنکھیں نکلوا لیں۔ صرف مبارک خاں تیسرا بیٹا رہ گیا۔
اسے ایک جڑھ میں بند کر کے کچھ لوگ اس غرض سے بھیجے کہ اسے بھی اندھا کر دیں۔

باقی کا وزن کر لینا ذرا بھی شکل نہیں مگر اس زمانہ میں یقیناً ایک شکل مسئلہ ہوگا۔
 کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اس طرح حل کیا گیا کہ ایک کشتی پر باقی سوار کیا گیا اور اس کے وزن
 سے کشتی جتنی پانی کے اندر گئی اس پر نشان کر دیا گیا۔ اس کے بعد باقی کو اتار کر
 اس پر روپے بار کیے گئے اور جہان کے وزن سے کشتی اس خط کے برابر پانی
 کے اندر اتر گئی اس وقت یہ سمجھا گیا کہ روپے باقی کے ہموزن ہو گئے۔
 سلطان قطب الدین ایک عیاش اور بے خبر حکمران ثابت ہوا اس کے
 عہد میں وہ قواعد اور ضوابط جو سلطان علاء الدین نے اس قدر خوض و فکر اور
 خون جگر کھا کر بنائے اور نافذ کیے تھے وہ سب برطرف اور منسوخ ہو گئے۔ اس کی
 صحبت شاہدوں، مسخروں، اور بھانڈوں سے گرم رہتی تھی۔ خسرو خاں ایک
 بروار بیچہ پر فریفتہ تھا اور اسے بڑھاتے بڑھاتے اس قدر بڑھایا کہ اپنا وزیر
 بنالیا اور آخر کار نہایت ذلت اور خواری سے اسی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ امیر شہر
 کو فیاضی کے جوش اور دولت کی سستی میں ایک مرتبہ کثیر انعام دیدینا اس کی
 علم دوستی یا معارف پروری کا نتیجہ نہ تھا۔ سلطان قطب الدین کے عہد حکومت
 اور خسرو خاں کی چند روزہ حکمرانی میں جو ۷۱۰ھ سے ۷۱۲ھ تک چلتی
 رہی۔ امیر حسن کا دہلی میں موجود رہنا ان کی کتاب فرائد القواد سے ثابت ہوتا
 ہے جو ۷۱۰ھ سے شروع ہو کر ۷۱۲ھ کو ختم ہوتی ہے یہ وہ زمانہ ہے جس میں وہ نہایت
 عقیدت اور محبت کے ساتھ حضرت سلطان الشاہ کے حاضر باش مریدوں کے گروہ
 میں شریک اور مدباری زندگی سے بالکل علیحدہ نظر آتے ہیں اگر ان کا کوئی تعلق دربار سے
 ہوتا تو وہ حضرت سلطان الشاہ کی خدمت میں اس طرح حاضر نہ ہو سکتے تھے کیونکہ

سلطان قطب الدین بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے حضرت سلطان المشایخ کا سخت دشمن تھا اور انہیں علانیہ برا بھلا کہتا تھا۔ بلکہ بار بار یہ کہہ چکا تھا کہ اگر کوئی شخص حضرت کا سر کاٹ کر لائیگا تو اسے ایک ہزار تنگہ زر انعام دیا جائیگا۔ تمام ملازمین دربار حضرت موصوف سے ملنے کے لیے غیث پور جانے سے ممنوع تھے۔ قطب الدین اور خسرو خاں کے قتل کے بعد زمانہ نے اپنے معمول کے مطابق کروٹ بدلی اور خاندان علانی جس کی بنیاد خاک و خون پر قائم ہوئی تھی۔ بہت ہی تھوڑے زمانہ میں خاک و خون میں مل گیا۔ اور خلجیوں کی جگہ زمانہ نے تغلقوں کو صاحب تاج و تخت بنا دیا۔ تغلقوں میں پہلا بادشاہ غیاث الدین تغلق ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت متظم معتدل مزاج اور بڑا تجربہ کار تھا، جیسا کہ امیر خسرو اس کی تعریف میں کہتے ہیں ۷

کارنے مکرو جز کمال علم و عقل گوئی کہ صد عمامہ زیر کلاہ داشت

اس نے بہت جلد ان تمام خرابیوں اور نقصوں کی اصلاح کر لی جو سلطان قطب الدین اور خسرو خاں کی بے اعتدالیوں سے انتظام مملکت میں پیدا ہو گئے تھے۔ دینے لینے میں بھی وہ اعتدال پسند تھا نہ رعایا سے زیادہ لیتا تھا اور نہ دوسروں کو زیادہ دیتا تھا۔ اس کی داد و دہش نہ اسراف اور تبذیر کی تعریف میں آسکتی تھی، اور نہ اس پر نخل اور امساک کا اطلاق ہو سکتا تھا۔ وہ ہر خوشی کے موقع مثلاً شاہزادوں کے تولد، ان کی دوسری تقریبوں، اور فتوحات ممالک پر دہلی کے تمام سربراہان و بزرگوں، عالموں، استادوں، مدرسوں، مذکر و اور طلبہ کو شاہی دربار میں طلب کر کے ہر ایک کی حیثیت کے مطابق انعام

و اکرام دیتا تھا۔ اور جو گوشہ نشین اور آستانہ دار حاضر نہ ہو سکتے تھے ان کے پاس ان کا حصہ بھیجا دیتا تھا غرض کہ اس کے عہد حکومت میں ہندو مسلمان خاص و عام شہری اور لشکری سب بہ اطمینان تمام زندگی بسر کرتے تھے سلطان غیاث الدین تغلق کو زمانہ نے زیادہ مہلت نہ دی چار سال چند ماہ حکومت کرنے کے بعد بنگالہ سے واپس ہوتے ہوئے اس کو شک میں ٹھہرا جو اس کے بیٹے سلطان محمد نے اس کے لیے بنوایا تھا۔ قرار داد یہ تھی کہ بادشاہ رات کو وہیں رہے اور صبح کو تغلق آباد میں داخل ہو جو بنگالہ کی فتح کی خوشی میں نہایت تزک و احتشام سے سجایا گیا تھا۔ بادشاہ نے اپنے تمام امراء دولت کے ساتھ وہیں کھانا کھایا۔ امراء وغیرہ ہاتھ دھونے کے لیے باہر گئے اتنے میں نو تعمیر مکان کی چھت گر پڑی اور بادشاہ پانچ چھ آدمیوں سمیت اس کے نیچے دبکر مر گیا۔ اور جو شہر جشنوں اور جلسوں کے لیے اس قدر اہتمام اور کوشش سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا وہ چشم زدن میں ماتم کہہ بن گیا۔ سلطان غیاث الدین تغلق کو انتظام مملکت نے اتنی فرصت نہ دی کہ وہ علوم و فنون کی پرورش اور ترقی کی طرف توجہ کر سکے اس لیے اس کے عہد میں علماء و فضلاء اور شعراء کی کوئی ممتاز حیثیت نظر نہیں آتی اور نہ اس طبقہ کے لوگوں کا اس کے عہد کی تاریخ میں کوئی تذکرہ ملتا ہے۔ اس زمانہ میں بیچارے امیر حسن کی بحیثیت شاعر کے کیا پرش ہو سکتی تھی۔

امیر حسن کے اخلاق و عادات | امیر حسن کے عادات اور خصائل کے معلوم ہونا
اور دوسرے حالات | ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں بجز اس کے جو
مولانا ضیاء الدین برنی کی تاریخ یا خود ان کی کتاب "فوائد الفوائد" سے مستنبط ہوتا ہے

مولانا موصوف ان کی نسبت جو کچھ لکھتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح کیجا سکتی ہے کہ امیر حسن کے اخلاق اور عقائد پاکیزہ تھے۔ وہ نہایت ذلیل اور پابند وضع لوگوں میں تھے ان کی زندگی صوفیانہ تھی اور باوجود تجرد اور فقر و اسباب دنیا نہ ہونے کے ہمیشہ قانع اور خوش و خرم اور مرج و مرجان نظر آتے تھے۔ علم مجلس میں طاق اور علما اور فضلاء دہلی اور سلاطین ماضیہ کے حالات سے خوب واقف تھے۔ ان کی قناعت اور ان کے پاس اسباب دنیا نہ ہونے کی تصدیق تو خود ان کے اشارے سے ہوتی ہے جو جا بجا بے اختیار ان کے قلم سے نکل گئے ہیں۔

صیاد مرا یکے پیاموز دولت بکدام دام گیرند

حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاس
بجملہ شہر رسید و بشاہ ما کہ رساند

| | |
|------------------------------------|---|
| گر حسن افلاس می ورزد و مرج | مایہ عاشق تہیدستی بود |
| حسن ہر چند مفلس شد زیادت گنج آدورد | وراد بارش چہ می بینی باقبال تو می بازرد |
| مایم یک قبائشہ آن یک قباگرو | در دست چرخ خانہ بہائے سراگرو |
| انکوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں دم | ایچم گرو سلاح گرو چار پاگرو |

| | |
|---------------------------------|----------------------------------|
| کس نیست تاکہ کوزہ آبے دہد مرا | شادی گرو ملیج گرو زیر کاگرو |
| یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نازد | حجت گرو قبائشہ گرو اجرا گرو |
| حالم ز مینو الی انکوں چناں شدہ | بر خلق می انہم چو حسن خویش راگرو |

تعامت کا پتا اس سے چلتا ہے کہ ان کی مدت زندگی میں کئی خاندان حکمران ہوئے اور بعض بادشاہ ان میں شعرو سخن کے دلدادہ اور فرائی تھے مگر وہ ان سب درباروں سے علیحدہ رہے۔ سلطان علاء الدین ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے زمانہ میں معلوم نہیں کس طرح ان کا بے لوث دامن بادشاہوں کی بجا مداحی کی گرد سے لوث ہو گیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ان کا شمار ان معدودے چند شعراء میں ہوتا جو ہمیشہ اس گردن لٹ سے دامن بچا کر چلے ہیں۔ امیر خسرو نے باوجود تمام سسر بادشاہوں کی مداحی کرنے کے سچ کہا ہے۔

از گشتن مدح دل بمیرد شعر ارچہ تر و نصیح باشد
گردوز نفس چراغ مرده گر خود نفس مسیح باشد

امیر حسن کے دوست احباب ہمیشہ ان کو ترغیب دیتے اور تحریص کرتے رہے کہ آپ کو جدوجہد کر کے اپنی معاش میں ترقی کی فکر کرنی چاہیے مگر انہوں نے مطلق اس کی طرف توجہ نہیں کی جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں

چند گوئی کہ در دولتیاں لازم گیر ہم دریں محنت و محنت کدہ بگزارد مرا

حضرت سلطان المشائخ کی بیعت سے پہلے اتنا ضرور تنبیض ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ایک حد تک آزادانہ اور لاابالی تھی "فوائد الفوائد" کی پہلی ہی محبت میں حضرت سلطان المشائخ نے غالباً انہیں کے استفسار پر تائب اور متقی کے متعلق ایک تقریر فرمائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ متقی وہ ہے جس نے تمام عمر شرب نہ پی اور کوئی گناہ نہ کیا ہو اور تائب وہ ہے جس نے سب کچھ کیا ہو اور بعدہ توبہ

کر لی ہو۔ مرتبہ میں دونوں مساوی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
 "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ استغاثت
 توبہ کا ذکر آیا ارشاد ہوا کہ جب کوئی شخص شراب سے توبہ کرتا ہے تو اس کے
 ہم نوالہ اور ہم پیالہ اس کو پھر شراب کی طرف مائل کرتے ہیں اور ترغیبیں
 دلاتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس کے دل میں تھوڑی بہت
 شراب کی خواہش باقی ہوتی ہے اگر دل پورے طور سے صاف ہو جاتا ہے تو
 پھر کوئی ہم نشین اس کی توبہ کا مزاجم نہیں ہو سکتا۔ اور یہی صدق توبہ کی دلیل
 علاوہ اس کے جا بجا اپنے اشعار میں توبہ کا ذکر کرتے اور اپنی گذشتہ زندگی پر پشیمانی
 کرتے نظر آتے ہیں جیسا کہ اشعار مندرجہ ذیل سے ظاہر ہو گا۔

ایک سرمو دلت سفید نشد بیچ موبرتنت سیاہ نامد
 اے حسن توبہ آنکھیں کر دی کہ ترا طاقت گناہ نامد

اے جوانی ہمہ در حشو سراوردہ حسن
 وقت تقبیل حواشی بساط پیسراست

جزئیہ کاری نکر دی تا سیاہت بود موے
 چون سفیدت شد کنون از سیاہی رنگ نیست
 چون حسن آنکہ از گند در مگزشت آں مہم

انکہ گناہ بند گان در گزراند آں توبی

بسیار خطا کر دی باز آئے حسن انکوں
 روے بزمیں آوید درویشی درویشاں

زائ ندیمہا کہ میکروے پشماں شہ حسن آرے آخرا ز شپامی بود حرف ندیم
 یہ سب کچھ سہی مگر ان کا دوستوں کے ایک مجمع کے ساتھ "حضرت شمس" پر ٹھیکر علانیہ
 شراب پینا جیسا کہ شیخ جمالی لکھتے ہیں (ملاحظہ موافقتاں نشان ۲) ہرگز قرین قیاس
 نہیں ہے جیسا کہ ہم آئندہ چل کر دکھائینگے۔ یہ امر یقینی ہے کہ بیعت کرنے کے
 بعد ان کی زندگی اسلامی نقطہ نظر سے قابل رشک ہو گئی تھی ایک جگہ خود کہتے ہیں :-

حسن ارچہ کج نہادے کلہ کر شمشہ بر سر

ہے بر تو بند اکنوں کمر امید واری

"نوائد الفواد" پڑھیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس سختی کے ساتھ نہ صرف
 فرائض اور سنن بلکہ تہجد، نوافل، اوراد و وظائف کے پابند تھے اور ان کی
 زندگی بعینہ ایسی تھی جیسی ایک اہل اللہ اور حضرت سلطان المشائخ کے ایک
 با اعتقاد مخصوص مرید کی ہونی چاہیے۔ شیخ جمالی نے اگرچہ اپنی روایت کو
 مولانا شہاب الدین امام کی طرف منسوب کیا ہے جو بڑے پایہ کے بزرگ اور
 حضرت سلطان المشائخ کے مخصوص مریدوں اور خلفائیں تھے مگر یہ نہیں بتایا
 کہ یہ روایت انہیں کہاں سے ملی اور جب تک یہ نہ معلوم ہو اور وہ روایت
 روایت کے معیار پر ٹھیک نہ اترے اس کا باور کرنا کسی قدر مشکل ہے۔ یہ امور
 مسلم ہیں کہ امیر حسن شہ میں مرید اور تابع ہوئے اور یہ سلطان علاء الدین
 کی حکمرانی کا زمانہ تھا۔ اگر شیخ جمالی کا بیان تسلیم کر لیا جائے تو یہ سمجھنا چاہیے
 کہ یہ شراب نوشی کا واقعہ بھی شہ کا ہے لیکن تاریخ فیروز شاہی سے
 معلوم ہوتا ہے کہ علاء الدین نے ۶۹۹ھ میں قلعہ زنبھور کا محاصرہ کیا۔

اثنائے محاصرہ میں اسے ملک کی چند بغاوتوں کی اطلاع ملی اگرچہ یہ بغاوتیں بآسانی
 فرو ہو گئیں مگر علاء الدین کو دانشمند اور دور بین مدیرین کی طرح اس کا فکر دہشتگیر
 ہوا کہ آئندہ اس قسم کی بغاوتوں کا قطعی انسداد ہو جانا چاہیے۔ بادشاہ دن بھر محاصرہ کے
 انتظامات میں مصروف رہتا تھا اور راتوں کو اپنے مشہور صاحب الرائے ملازمین
 کے ساتھ اس بارہ میں مشورہ کرتا تھا۔ ہمینوں کی بحث مباحثوں کے بعد بغاوتوں کے
 چار اسباب قرار پائے۔ اول بادشاہ کا رعایا کے نیک و بد سے ناواقف ہونا۔ دوسرے
 علانیہ شراب خوری جس سے سلطنت کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا۔ تیسرے
 اعیان سلطنت اور امرا کی باہم رشتہ داری۔ چوتھے زرو مال کی فراوانی۔ پادشاہ
 نے ان چاروں امور کے متعلق قواعد اور ضوابط مقرر کیے ہیں اس موقع پر بحث صرف
 انسداد شراب نوشی سے ہے اس لیے اسی کا انتظام مختصراً بیان کریں گے۔ علاء الدین
 اگرچہ ابتداً خود شراب پیتا اور جلے کرتا تھا مگر اس تجویز کے سخت ہو جانے کے بعد
 اس نے بذریعہ اعلان شاہی شراب اور بھنگ وغیرہ کی خرید و فروخت قطعاً
 ممنوع کر دی اور شہر کے تمام مشہور شرابیوں اور بھنگلوں کو خارج البلد کر دیا اور
 جو کثیر حاصل اس ذریعہ سے ملتا تھا اس سے دستکست ہو گیا۔ مخلص اور سچے
 مصلحین کی طرح اس نے اپنے گھر سے اصلاح شروع کی اپنے مجلس خانہ خاص کا تمام
 سامان شراب نوشی جو قیمتی چینی اور بلور کا تھا چکنا چور کر دیا۔ اور جتنے قریبے عمدہ عمدہ
 شرابوں کے تھے وہ سب بیرون شہر بھیج کر اُندلوا دیے جس سے راستوں میں کچڑ ہو گئی
 اور شہر کے دروازوں پر چوکیدار اور نقیب مقرر کر دیے کہ چوری چھپے بھی شراب
 شہر میں نہ آنے پائے۔ جو لوگ ان احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے وہ مارے پیٹے

اور قید کر دیے جاتے تھے۔ جب قید خانوں میں جگہ نہ رہی تو بادشاہ نے بڑے
کنوئیں کھدوائے جن میں مجرمن ڈال دیے جاتے تھے۔ علاوہ اس کے اس زمانہ
میں قاضی کمال الدین صدر جہاں اور قاضی جلال حاکم شیعہ تھے جو اس قسم کے
غیر مشروع حرکات کے انسداد میں ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ کیا ان حالات
میں کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ امیر حسن ایک مجمع کے ساتھ سیر راہ بیٹھے ہوئے
علائیہ شراب پی رہے ہونگے؟ شیخ جمالی کے بیان کا دوسرا جز یعنی
امیر حسن اور حضرت سلطان المشائخ کا ابتدائی زمانہ میں بدایوں میں ہم صحبت
ہونا بھی محض لغو ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دونوں حضرات کا مسقط الراس بدایوں
حضرت سلطان المشائخ مسلم طور سے ۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور سولہ سال کی
عمر میں مع اپنی والدہ ماجدہ کے دہلی تشریف لے آئے جیسا کہ خود حضرت موضوع
کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے "بعد ازاں چوں شانزدہ سالہ شدم غریمت
دہلی شد" جو امیر خرد و صاحب "سیرالاولیاء" نے نقل کیے ہیں۔ اسطورت حضرت
سلطان المشائخ کا دہلی تشریف لانا ۳۹ھ میں قرار پاتا ہے۔ امیر حسن کا سال
پیدائش ۵۲ھ ہجری ہے جس وقت حضرت سلطان المشائخ ترک وطن نہ کر
دہلی تشریف لائے ہیں اس وقت تک امیر حسن عالم وجود میں بھی نہ آئے تھے بدایوں
میں ان کی ہم صحبتی کجا۔ بیعت کے وقت امیر حسن کی عمر ۳۲ سال کی ہونا بھی غلط ہے
۳۲ھ میں مرید اور ۳۲ھ میں پیدا ہوئے اس لیے بیعت کے وقت انکی
عمر ۴۵ سال کی تھی۔ امیر حسن کا پہلی ملاقات پر معتقد اور مرید ہونا بھی تمام
دوسری روایتوں کے خلاف ہے۔ امیر خرد نے سیرالاولیاء میں حضرت سلطان المشائخ

کی کرامتوں کا ایک باب قائم کیا ہے اگر فی الحقیقت امیر حسن بقول شیخ جالی مجلس شراب سے اٹھکر سروپا برہنہ دورِ حضرت کے قدموں پر گرے اور تاب ہو گئے ہوتے تو ایسی اہم اور بین کرامت کو امیر خرد کس طرح ترک کر سکتے تھے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ امیر خسرو اور مولانا ضیاء الدین برنی کے ساتھ مرید ہونے سے قبل حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں آتے جلتے رہے ہیں اور اس کے بعد بیت کی ہے۔ غرض کہ شیخ جالی کے بیان کا کوئی جز بھی تنقید میں صحیح نہیں ٹھہرتا۔ امیر حسن کی تنگی معاش کی شکایت خود آپ اُن کی زبان سے سُن چکے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ بالکل مفلس نادار اور محتاج تھے۔ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ جیسی انکے ہم شیعوں اور ہمسروں کی مالی حالت تھی ویسی فارغ البالی انہیں نہ تھی ورنہ فوائد الفوائد کی ۲۳ ربيع الآخر سنہ کی صحبت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سے انہیں تنخواہ ملتی تھی۔ اس تاریخ کے واقعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس ہفتہ میں تنخواہ میں توقف ہو جانے کی وجہ سے پریشان اور دل تنگ تھا۔ خواجہ ذکرا اللہ بانخیر نے یہ حال معلوم کر کے ایک برہمن کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ ایک شہر میں رہتا تھا اور بڑا مالدار تھا اس شہر کے حاکم نے اس پر مصادمہ کر کے اس کا تمام مال و اسباب چھین لیا۔ جس سے وہ بالکل مفلس اور نادار ہو گیا۔ ایک روز برہمن مذکور کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس کا ایک دوست ملا۔ اس نے حال دریافت کیا۔ برہمن نے کہا بہت اچھا ہے اس کے دوست نے کہا کہ ہمارا جہاں تمام مال تو چھین گیا ہے حال اچھا کیا ہے۔ برہمن نے جواب دیا کہ میرا جینو تو نہیں چھینا ہے۔ یہ حکایت بیان

فرما کر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس تقریر کی تقریب تمہاری سمجھ میں آئی۔
 میں نے عرض کیا کہ اس حکایت سے بندہ کا دل قوی ہو گیا اور مجھے معلوم
 ہو گیا کہ یہ بیان میرے تسکین قلب کے لیے ارشاد ہوا تھا اور اس کا منشاء
 یہ تھا کہ توقف موجب اور اسباب دنیا نہ ہونے کی وجہ سے مجھے بچ و فرس
 نہ کرنا چاہیے اگر تمام دنیا ہاتھ سے نکل جائے تب بھی کچھ پروا نہیں صرف
 حق کی صحبت کا قایم رہنا کافی ہے۔ پھر ۲۹۔ رجب ۱۲۷۱ء کی صحبت
 میں تقریباً تین سال چند ماہ کے بعد لکھتے ہیں کہ آج دولت قدوسی حاصل ہوئی
 میری تنخواہ جو بند ہو گئی تھی وہ مجھے مل گئی۔ اس کی اطلاع میں نے عرض کی۔
 اثنائے گفتگو میں ارشاد ہوا کہ کاموں میں استقلال اور ثبات کا بڑا اثر ہوتا
 ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تنخواہ پاتے تھے اور اگر یہ تنخواہ سرکار سے تھی
 جیسا کہ قیاس چاہتا ہے تو عہدِ خلائی کے دوسرے شعرا کی طرح اس کی مقدار
 ایک ہزار تنگہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ تنگہ کے متعلق ہم نے کوئی خاص تحقیق نہیں کی ہے
 نفث میں اس کے معنی سکھ مروج کے بتائے جاتے ہیں خواہ وہ چاندی کا ہو یا
 سونے کا۔ عام طور سے دیکھا یہ جاتا ہے کہ قدیم تاریخوں میں جہاں محض لفظ تنگہ
 کا استعمال ہوتا ہے اس سے مراد سکھ نقریٰ ہوتا ہے اور جہاں اس کے خلاف
 مقصود ہوتا ہے وہاں تنگہ کے بعد طلائی کی تصریح کر دی جاتی ہے۔ ہندوستان
 کے ابتدائی شاہی خاندانوں کے تنگے مختلف الوزن اور لازمی طور سے مختلف
 رہے ہیں۔ راجہ درگا پرشاد سندیلوی اپنی کتاب گلستان ہند میں لکھتے ہیں
 کہ عام طور سے علاء الدین کے عہد کا تنگہ تقریباً ہندوستان کے انگریزی روپے

کے برابر ہوتا تھا۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان علاء الدین اپنے دربار کے شعرا کو ایک ہزار تنگہ واجب دیتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین برنی نے یہ امر سلطان علاء الدین کی ناقدرانی کے ضمن میں بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ موجب سے ماہوار نہیں بلکہ سالیانہ مراد ہے۔ اگر ماہانہ ہوتا تو اس زمانہ کے لحاظ سے جبکہ اعلیٰ اعلیٰ گھوڑے کی قیمت ایک سو تیس تنگہ سے زیادہ نہ ہو سکتی تھی اور دو حیتل یعنی آٹھ پائی کو ایک سیر مصری ملتی تھی۔ ایک ہزار تنگہ ماہوار جو قابلیت خرید کے لحاظ سے اس وقت کے دس ہزار سے بھی زائد ہوتے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین کو کسی شکایت کا موقع نہ تھا۔ بظاہر قیاس یہی ہے کہ یہ موجب سالانہ تھی اور اس حساب سے امیر حسن اور امیر خسرو اور دوسرے شعراء کو تقریباً ۸۴ تنگہ ماہانہ ملتے تھے جو اس زمانہ کے لحاظ سے معمولی طور سے بسر برد کیلئے کافی تھے چنانچہ فوائد الفواد کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن ایک متوسط حال شخص کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے یہاں نوکر چاکر غلام لونڈیاں تھیں۔ ملیح نامی ایک غلام کو انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کے موالہ میں آزاد کر دیا تھا۔ ۱۲ شعبان ۷۸۷ء کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ خواجہ زمیری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم صدقہ فطریہ دیتے ہو؟ بندہ نے بطریق استہمام عرض کیا کہ کیا میرے اوپر اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر نصاب کامل ہو اور وہ لایہدی ضروریات سے زائد ہو اس سے لباس اور گھوڑا وغیرہ خارج ہے اگر نقد رقم پاس ہو تو ضرور دینا چاہیے۔ بندہ نے عرض کیا کہ نقد رقم تو نہیں رہتی۔ اسپر کچھ ارشاد نہ ہوا۔ مگر یہ فرمایا کہ اس وقت میرے پاس بہت کچھ ہے

صاحب میرالاولیاء لکھتے ہیں کہ وہ سلطان المشایخ کے فلاویوں میں تھے اور جب جماعت خانہ میں موجود ہوتے تھے تو جب تک حضرت سلطان المشایخ کا جمال مبارک نہ دیکھ لیتے تھے تحریمہ نماز نہ پڑھتے تھے۔ اس طرف اشارہ کر کے امیر حسن کہتے ہیں

در اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامت دارم

مگر از قامت خوبت قبول افتد نماز من

اس کے علاوہ فوائد الفوائد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے اکثر بچوں کو تسمیہ خوانی اور پھونک ڈولانے کے لیے حضرت سلطان المشایخ کی خدمت میں لایا کرتے تھے۔

امیر حسن کی شاعری | مسلمانوں سے پہلے ایران میں جو شاعری تھی اس کا کوئی صحیح اور قابل اطمینان نمونہ اب تک دستیاب نہیں ہوا ہے۔ فتح اسلام کے بعد مسلمانوں نے فارسی زبان میں جو شاعری شروع کی وہ بالکل عربوں کے طریقہ پر تھی۔ عرب زیادہ تر قصائد کہتے تھے۔ اس لیے اہل فارس بھی ایک زمانہ تک قصائد ہی کہتے اور اسی میں اپنا زور طبیعت دکھاتے رہے۔ رفتہ رفتہ یہ حالت بدلی اور بعض شعرا غزلیں بھی کہنے لگے، مگر ان کی غزلیں سیدھی سادی، روکی بھیک کی ہوتی تھیں۔ سعدی علیہ الرحمہ نے غزل کا رنگ بدلا، اور ایک حد تک جذبات و ادات اور معاملات بیان کر کے غزل کے افسردہ اور مردہ قالب میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اور اس نازک صنف شعر کو جدید تراش و خراش اور نئے جوڑ توڑوں سے ایسا درست کیا کہ اس کا رتبہ کئی درجے بلند اور برتر ہو گیا۔ اگرچہ ابھی اس فن کے بادشاہ یعنی خواجہ حافظ اور دوسرے زعماء یعنی فغانی

نظیری، عرفی، کلیم، طائب اور صائب کے آنے میں مدتوں کا وقفہ تھا۔ غرض کہ
امیر خسرو اور امیر حسن کے زمانہ میں شیخ سعدی علیہ الرحمہ ہی کا رنگ سب سے
زیادہ کامل اور مقبول سمجھا جاتا تھا۔ اور غزل میں ہر شخص اسی کی پیروی کرنا
چاہتا تھا۔ امیر حسن تو درکنار امیر خسرو سے بالکمال شخص فرماتے ہیں۔

خسرو و مرسل اندر ساغر معنی یربخت

"شیرہ از خنجانہ مستی کہ در شیراز بود

امیر حسن نے توشیح کے اتباع کو اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ انہیں ان کے
معاصر "سعدی ہند" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ وہ خود بھی جا بجا اس کی طرف
اشارہ کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

در خم معنی حسن را شیرہ نوربخت عشق

"شیرہ از خنجانہ مستی کہ در شیراز بود

از نظم حسن نوشد دیباچہ عشق آری

جلد بخش دارد شیرازہ شیرازی

حسن گلے ز گلستان سعدی آورد کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است

گر بنوشی در دے از خم خانہ درد اے حسن

و او معنی از دے سعدی شیرازی دہی

امیر حسن کے کلام کے متعلق ان کے معاصرین اور متاخرین نے جو رائے قائم کی ہے
اور خود ان کا جو دعویٰ ہے پہلے اسے سن لیجئے اس کے بعد ان کا کلام ملاحظہ فرما کر
خود جو رائے قائم ہو سکتی ہو قائم فرمائیے۔

(۱) امیر خسرو جو امیر حسن کے دوست اور معاصر ہیں ایک غزل کے مقلع میں فرماتے ہیں :-

خسرو اشعر تو اسرارِ حدیث است مگر

کز سخنہائے تو ام بوائے حسن می آید

اگر یہ کنایہ فی الحقیقت امیر حسن کی طرف ہے تو اس سے امیر خسرو کی اس رائے کا اندازہ ہوتا ہے جو وہ امیر حسن کے کلام کے متعلق رکھتے تھے۔

(۲) ان کے دوسرے معاصرین مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خسرو ان کے

کلام کے متعلق جو کچھ رائے رکھتے ہیں وہ اقتباسات نشان ۲۱۰ سے ظاہر ہے مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی نظم و نثر صحت ترکیب اور روانی سخن میں بے مثل ہے اور چونکہ ان کی غزلیں وجدانی اور رواں ہوتی ہیں اس لیے وہ سعدی ہندوستان کہلاتے ہیں ان کی جگہ سوز غزلیں عاشقوں کے دلوں کے چھاق سے محبت کی آگ نکالتی ہیں اور ان کے دلپذیر اشعار سے سخنوروں کے دل راحت پاتے ہیں۔ اور ان کے روح افزا الطائف سے اہل ذوق لطف اٹھاتے ہیں ان کے کلام میں سعدی کے کلام کی چاشنی پانی جاتی ہے۔

(۳) دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ "حسن کا دیوان اس زمانہ

(نویں صدی ہجری) میں عزیز و مکرم ہے اور جو لوگ سخن شناس ہیں انہیں خواجہ خسرو کے کلام کے ساتھ حسن اعتقاد اور بچیدار التفات ہے۔ چونکہ ان کا کلام خواص و عوام میں بہت مشہور اور معروف ہے اس لیے صرف ایک غزل لکھی جاتی ہے :-

ساقیا مے وہ کہ ابرے خاست از خاؤر سپید
سرور از سر سبز شد صد برگ را چاد سپید

اکثر فضلاء نے اس غزل کا جواب لکھا ہے مگر کسی کی غزل ان کی غزل کو نہیں پہنچتی۔

(۴) مولانا عبدالرحمن جامی بہارستان میں لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی میں ایک ناص طرز اختیار کیا تھا۔ اکثر تنگ قافیوں اور غیر معمولی ردیفوں میں شعر کہتے تھے ان کا کلام اگرچہ بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے مگر ایسا کلام کہنا سخت دشوار ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کے اشعار سہل متنع کہے جاتے ہیں۔

(۵) ملک الشعراء فیضی کا قول تھا کہ ”امیر حسن آنے دارد کہ عاشق آں تواند اگرچہ امیر خسرو یوسف زمان بود“ ایک فخریہ قطعہ میں لکھتے ہیں۔

وگر از علم من سخن طبیبی بر زبانم جہاں جہاں سخن است
وگر از پیر من نظر جوئی روح فیاض خسرو حسن است

(۶) ہلالی ایک غزل کے مطلع میں لکھتے ہیں۔

ہلالی از کمال شعر دار و منصب شایہی

کہ سوز خسروست و ناز کیہائے حسن باو

(۷) مولانا شبلی مرحوم شعر الجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حسن کا صنف غزل پر خاص احسان ہے۔ ان کے اشعار سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو سوز و گداز اور جذبہ و اثر ان کے کلام میں موجود ہے۔ وہ ان کے کثرت محبت (امیر خسرو) میں بھی نہیں۔ خود اپنے کلام کے متعلق جو نیات انھوں نے جا بجا ظاہر کیے ہیں گو وہ شاعرانہ انداز و تغلی کے پیرایہ میں ہوں مگر قابلِ محاذ میں اور ان سے ایک حد تک خود ان کی رائے کا پتا چلتا ہے۔

پر شد ز گل نظم ہم مشرق و ہم مغرب تو بوسے نی یابی آخرچہ ز کارست این

بر نظم حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ زیر اک نئی یا بند ایں طرز بہ دیوانہا

ایں طرز شیوہ حسن است ورنہ پیش نرس چندیں شکر بعرصہ ہندوستان نہ بڑ

بحسن نظم حسن یک زباں شدند ہمہ منش ہے نہ ستایم بیک زباں تنہا

ہندوئے چرخ زہر داد مرا ہمہ ہندوستان پر از شکرم

ہاں اے حسن از عالم لعلی چہ کشی چندیں از گفتہ شیرینیت بارے شکر ارزاں شد

خاست بعد تو حسن از دو جہاں یگانہ ہم بد ہیہ تر سخن ہم بدیج در فشاں
اپنی غزل کی برتری سے خوب واقف ہیں۔

ع شعر حسن شعر متیں، خاصہ غزل سحر میں

آں بلبل کم کہ شہر پر آواز ہنست کز اوج کنگر فلک آواز میس کم
مست سماع قول من آند اہل ایں دیا اینک ہماں طریق غزل ساز میس کم

اے حسن براستین نظم خود او کن طراز خاصہ ایں ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

روز قیامت از حسن ہچہ شمار ہر کے عرض سخنو راں شود در صف شاں علم توئی

حسن را دہمہ حال آفریں گو کہ کرد اندر سخن سحر آفرینی

تو بحسن خستم کن خاتم گویاے خود زانکہ براو میشود ختم سخن گسری
ان کی زندگی ہی میں ان کا کلام اس قدر مقبول ہو گیا تھا کہ کہا جاتا ہے کہ
حضرت سلطان المشایخ حالت ذوق و شوق میں قوالوں سے فرمایش کر کے
امیر حسن کی غزلیں سنتے تھے۔ امیر خرد اپنی کتاب سیر الاولیا میں لکھتے ہیں کہ
ایک مرتبہ امیر خسرو نے غیاث پورہ میں میرے والد کے مکان میں ایک دعوت
کی جس میں حضرت سلطان المشایخ اور شہر کے دوسرے مشایخ عظام شریک
تھے۔ پہلے قوال نے امیر حسن کی یہ غزل گائی۔

زہے ترکے کہ از خہمائے ابرو کہاں پیدا کنند پنہاں زند تیر
بگوش مدعی کے جاے گیرد فرامیرے کہ بہت اندر مزا میرے
اس کے بعد امیر خسرو اپنی ایک غزل گانے کے لیے بیٹھے مگر مطلع پڑھ کر بند ہو گئے
اور سعدی علیہ الرحمہ کی یہ غزل شروع کی ہے

معلت ہمہ شونخی و دلبری آموخت

جفا و نادر و عتاب و شکر گری آموخت

لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ جب آپ اپنی غزل شروع کرتے ہیں تو
ایک یا دو شعر پڑھ کر بند ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ معنی کا اس قدر جھوم ہوتا ہے کہ
میں حیران ہو کر رہ جاتا ہوں۔ اور آگے نہیں چل سکتا۔ امیر حسن کا دیوان
ان کی زندگی ہی میں شایع ہو گیا تھا۔ اور وہ اس قدر وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا

تھا کہ لوگ اسے سبقاً سبقاً استادوں سے پڑھتے تھے۔ چنانچہ امیر خور واپسی نسبت لکھتے ہیں کہ انھوں نے حسن کا دیوان قاضی شرف الدین نامی ایک بزرگ سے پڑھا۔ ایک شاعر کی زندگی میں اس کے کلام کی اس قدر وقعت ایک بڑی کامیابی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حسن کے مخالف اور معاند نہ تھے۔ کوئی زمانہ ایسے لوگوں سے خالی نہیں رہا ہے۔ امیر حسن کی نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی کچھ فرومایہ لوگ ایسے موجود تھے جو دوسروں کا کلام اپنی طرف منسوب کر کے حسن کا مقابلہ اور ان کے کلام پر اعتراض کرتے تھے۔ جن کے متعلق فرماتے تھے۔

از سخن دزدی نیار و شد کسے صاحب
دیو گر انگشتی دزد و سلیمان کے شود

از فضول حاسد فضل حسن مخفی نماند
آفتاب اندر پر خفاش پنہاں کے شود

شعراء کے کلام کی تنقید کا آج کل یہ طریقہ عام طور سے رائج ہو گیا ہے کہ اس کا منتخب کلام پیش کر کے ایک رائے قائم کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ بالکل اطمینان کے قابل نہیں متصور ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی شاعر دنیا میں ایسا

نہیں جس کے کلام میں بلند اور پست نہ ہو۔ اس لیے اگر ناقد چاہے تو ہر سکا

بلند اور منتخب کلام پیش کر کے اسے فن کی اعلیٰ کرسی پر بٹھا سکتا ہے اور

اگر وہ چاہے تو اس کے سرسری اور پست اشعار سامنے لا کر اسے کمال کی

کرسی سے کئی درجے نیچے لا سکتا ہے۔ کسی شاعر کے حسن و قبح اور کمال و نیر کمال

کا اندازہ کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اس کا کلام بغور پڑھا اور جانچا جائے

یہ عذر کہ اس زمانہ میں روز افزوں مشاغل اور تمدنی کاروبار سے کسے

اتنی فرصت ہے کہ وہ کل کلام کو رائے قائم کرنے کے لیے پڑھے ہمارے

نزدیک قابلِ قبول نہیں ہو سکتا جس میں اتنی فرصت یا قابلیت نہ ہو اسے بقول ہمارے ایک دوست کے 'مطلق یہ حق نہیں ہے کہ وہ کوئی رائے قائم کرے۔ امیر حسن کے کلام کو سرسری طور سے بھی دیکھیے تو مفصلہ ذیل خصوصیات صاف طور سے نظر آتے ہیں۔

(۱) ان کی غزلوں میں درد، سوز و گداز، اور جذبات پوری طور سے موجود ہیں جو غزل کی جان ہیں۔

(۲) ان کی زبان شیریں، رواں، نرم اور لطیف ہے۔ ان کی ہر غزل میں ایک آدھ شعر تیر ہوتا ہے جو دل سے نکلتا ہے اور دل ہی میں جا کر بیٹھتا ہے۔

(۳) مضامین صاف، ترکیبیں سلیجی ہوئی ہوتی ہیں۔ مضامین کے لیے زبان اور محاورہ میں فرق نہیں آنے دیتے۔

(۴) باوجود صوفی ہونے کے ان کے کلام میں صوفیانہ رنگ کم اور عاشقانہ رنگ غالب ہے، جو اس زمانہ کی خصوصیت ہے۔ اس زمانہ میں صوفیائے کرام جو "ہمہ اورست" کے قائل تھے وہ بھی اس مسئلہ کے علانیہ انہماک سے اجتناب کرتے تھے۔ اور یہی وہ مادہ ہے جس سے بیشتر شعر پر تصوف کا رنگ چڑھتا اور چمکتا ہے۔

(۵) اکثر غزلوں میں صرف قوافی پر اکتفا کرتے ہیں اور ردیف کا سہارا نہیں لیتے اور باوجود اس کے غزل سنبھال لیجاتے ہیں جو ان کے کمال قادر الکلامی کی دلیل ہے۔

۱۰ اکثر خلع اور شگ جتنے اختیار کرتے ہیں اور خدا اور کفر و نفاق سے
 تامل سے بچتے ہیں۔ ان کے دل میں ایسی طرحی کم ہی اور نقد میں بدگمانی
 گئی نہیں کی جھ اور قافی میں ہیں۔

۱۱ نقد آگنی میں نہیں خاص بلکہ ہے شعر میں ایک جھوٹا سے آگے
 ہیں جو ہر ایک جو کہ دماغی ہو سکتے ہیں کے شاعر ہو سکتے ہیں۔
 لائق حسن حسن و آداب پیدا ہو سکتے ہیں۔

۱۲ دیکھ کر عاشق دستے گیر ہوا اور وہ ایک ایک شاعر ہو سکتے ہیں۔
 بہتر گفتنی ہے: عاشق شاعر ہی

۱۳ سہ ماہیت میں سوالت آئے اور وہ ایک گفتنی ہی نہ ہو
 جن کو یہ دیکھ کر دماغی شاعر ہو سکتے ہیں۔

۱۴ آدم آگیا اور بغیر راستہ سکین آگیا اور وہ ایک شاعر ہو سکتے ہیں۔
 اور وہ ایک شاعر ہی ہو سکتے ہیں۔

۱۵ عاف بہت ہے انی چوں نئی اور وہ ایک شاعر ہو سکتے ہیں۔
 بہت عاف کا ہی ان کے حسن گفتنی

۱۶ روئے نہیں آواز اور وہ ایک شاعر ہو سکتے ہیں۔
 ان کے حسن گفتنی اور وہ ایک شاعر ہو سکتے ہیں۔

۱۷ نرد اور شاعر کے مصداق بہت سے استعمال کرتے ہیں۔
 گفتنی شاعر کہ ہیں بہت سے گفتنی وین مصداق بہت سے ہیں۔

۱۸ شاعر بہت سے ہیں۔ شاعر بہت سے ہیں۔

بیل بند عشق شد بر عرصہ دل استوار شاہ رخ بنما کہ اتست از غزلے شاہ شاہ
نرد عشقت پاک می باز موی رسم از آنکہ کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی۔ غیر
بعض غزلیں از سرتا پائے شطرنج کے اصطلاحات سے ملوئیں۔ دیکھو غزل ۱۲۲، صفحہ ۳۵۹
(۹) بعض غزلوں میں ایک خاص لفظ کا التزام کر لیتے ہیں اور کل غزل اسی التزام
کے ساتھ تمام کرتے ہیں دیکھو غزل ۸۹، صفحہ ۳۸۰۔ جس میں لفظ ”شتر“ کا التزام
کیا ہے۔ بعض حضرات نے شتر اور حجرہ اور بعض نے شتر اور مو کا التزام کیا ہے
انہیں کی سنت ادا فرمائی ہے۔

(۱۰) اپنے معاصرین سے زیادہ ایسی ترکیبیں اور الفاظ استعمال کرتے ہیں جو
اس زمانہ میں متروک ہیں۔ مثلاً
گفتی چوں بر من چوں شاد غنی آئی من عنسندہ عشقم چوں شاد غنی آیم
”چوں“ بمعنی ”زیر“ کے استعمال ہوا ہے۔
زود تو آورد حسن قصہ بجز و یکسی تو بکمال مرحمت بیکس عاجزش مان
”مان“ بمعنی ”گزار“

اں سرو رواں گشت ہی ناالم از ایرا چون بلبل از اں سرو رواں دور شد م باز
”از ایرا“ = ازیں جہت یا بدیں سبب
عشقت رسید ملک دل گرفت شاہنشاہ عظم فصولی می نمود از شغل کیوں گردش
”کیوں“ بجائے ”کیسو“ کے یا ”ہر ہمہ“ بجائے ”ہمہ“ یا ”جز کہ“
بجائے ”جز“ یا ”فرمودگی“ بجائے ”پسندیدہ“ کے۔ ان کے کلام میں
ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جنہیں بلحاظ طوالت ہم یہاں درج نہیں کر سکتے۔

(۱۱) لفظی رعایتوں کا ضرورت سے زیادہ خیال کرتے ہیں جس سے اکثر حالتوں میں شعر اپنے پایہ سے گر جاتا ہے۔

لفظ زباغ وصل تو بونے بن رسد
آواز از دور تو بر آمد کہ بار نمیرت
مرا با خاتم بہت فلک فیروزہ آمد
بدن فیروزہ در صف صفا پیوستہ فیروزم
بکشائے رخ فرخ و برج دہن تنگ
ہرے بغریاں کن و ہرے بگد بخش
تو بہر وصال گل زنی پر
ما زیر پر منداق بالیم
صبر از برم بجستہ جو آہو بصد گاہ
آن شہسوار سخت کماں را خبر کنید

رعایت لفظی کی مثالوں سے ان کا دیوان بھرا پڑا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ الفاظ کے تلفظ سے جو رعایت پیدا ہوتی ہے اس سے بھی کام لے لیتے ہیں۔ ۷
کو پیک تا پیا مے از ما بگل رسامد
کا ندر غم عزیزاں تا چند خوار بودن
(۱۲) ان کے قصائد کو بجز دو ایک قصائد کے قصیدہ کہنا ہی صحیح نہیں
معلوم ہوتا۔ قصائد کے جو حدود اساتذہ قدیم مقرر کر گئے تھے اور جو نشان شکست
اور طعنان ان کے لیے ضرور ہے اس سے ان کے قصائد بالکل معرا ہیں یعنی
یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزلوں میں چند اشعار مہر کی تعریف میں بڑھا دیے گئے
ہیں اور عجیب نہیں کہ ایسا ہی ہوا ہو۔

(۱۳) ثنویاں جس قدر میں صاف اور قصائد سے زیادہ برجستہ ہیں۔

(۱۴) قطعات اور رباعیات اول تو بہت کم ہیں اور جو ہیں ان میں کوئی
خاص بات قابل لحاظ نہیں نظر آتی۔

کاپیاں اور پروف دیکھنے میں ہیں ان کے جو اشعار پسند آئے انہیں

ہم لکھتے گئے تھے جو نذر ناظرین کیے جاتے ہیں۔

منتخب اشعار

دل شد و صبر است پا اندر رکاب
گفتی کہ چرا حیرانی از من
گفتی کہ خواب اندر مہماں شو مت یک شب
در عصا مت بچنیں روئے کشا وہ اندر آئے
از حسن این چه سوالت کہ محبوب تو کیت
خلق گویند دل از صبر بجب آور باد
باز این دلم بسوئے دل آرام می رود
طرف سر و کار بیت با وعدہ مشوق
دوسہ بار با تو گفتم کہ مرا بیچ بستان
تسخیر کردم جہانیاں را خواب
اے حسن یا اگر خطائے کرد
گفتی کہ چرا حال دل خویش نگوئی
صبر من بیگاہ تر شد چوں تو برگشتی ز من
زلف از رویت نمیسگرد جدا
یارب منجہ برساں تا سپر مش
زلف تو شفیع محشرم باد
رو کہ سلطان رفت و لشکر میرود
ایں از فلک است از حسنیت
اما تو کجا آئی چوں خواب نمی آید
تا بدعا بدل شود و عوی داد خواہ تو
ایں سخن را چه جوابت تو ہم میدانی
اے دل از صبر نشانے دہ اگر بجایست
از دام جست باز سوئے دام میرود
صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد
شد اتفاق شاید کہ بایں بہا گرانم
زاں دعا ما کہ مستجاب نہ بود
ہم شکایت از او صواب نہ بود
من خود کفم آغاز بیایاں کہ رساند
آشنا ہر گہ کہ برگرد و چہ غم بیگانہ را
کا فراں را نیت از آتش نجات
کاں آفتاب شبم از آسمان کیت
ہر چند کہ نامہ ام سیاہ است

یار یاری کسند اگر خوابد
 سنگ بر روئے غوزن آتے درخت خوش
 دوش چشم ہمہ کس درمہ تو حیراں بود
 آب مثرہ ماگزراں شد ز سرما
 مرا زور گرفت بر حمت بگزار
 یار آوارگی ہی خواہد
 ماگنا ہے مکر وہ ایم وے
 دلم بودی و نواختی ہزار افسوس
 روزم تو بر فروز شیم راتو نور بخش
 جاں پیش کشم چو تو در آئی
 ہر چہ بغمز میکشی ذنہ ہی کنی بلب
 حسن دعاے تو گر مستجاب نیست مرغ
 مصلحت نیست کہ پندم دی اے خواجہ حکیم
 فراق روئے تو بسیار خد چہ چارہ کنم
 اگر فتم اینکہ بہ بندم زباں ز نالیہ کن
 پشمت او گفتم جوانی کن
 دل نہادیم بہ ہر حکم کہ از تقدیر است
 اینست بزرگ نعمتی صبر بحالت بلا
 واللہ از تیر زنی بر جگر ہم ہر بارے

قصہ من ہنوز براگر است
 اے حسن این سنت دیوانگان قائل است
 چاشنی خیم ابروئے کسے باوے بہت
 نیکو مثل است اینکہ ہم از راست کہ بہت
 کہ پادشاہ بے صید را گرفت گزشت
 رفتن حج بہانہ افتادہ است
 خونے بدرابہانہ بسیار است
 چنانکہ دلبریت بہت دلواری نیست
 ایں کار تست کارمہ آفتاب نیست
 در خلوت دوست جاں بگنجد
 چشم تو جو رمیکند لعل تو داد میدہد
 ترا زبان دگر و دل دگر دعا چہ کند
 ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند
 مگر لباس حیاتے کہ بہت پارہ کنم
 تپیدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم
 کہ مانیز روزے جوان بودیم
 ترک تدبیر پسندیدہ تریں تدبیر است
 دام بلا قبول کن چوں زدہ دم ولا
 از جگر بر کشم و باز بہت تو دہم

اے حسن گردل تو بکند از شکر عجب
 گر دیدن خود حسد ام داری
 بخون لباس عقل و عشق لیل چاک
 عمرے حسن ملازم اصحاب درد بود
 بردل یار حسن بود فراش گشته
 گفتی حسن چہ اندک تو بہ از شراب
 مرد نئی تا ہمہ دل خون نئی
 چوں شود عالم دریں سیلاب غم
 گرت روم بقدا عمر و دستاں تو باد
 خوں شد دل دیوانہ ام زلفت بازی ہمچنان
 آخر سید افسانہ ام شب را درازی ہمچنان
 باز مہ این ساعت از آن روئے نکو یاد آمد
 بارخ خوئے کردہ بر بام آمدی
 شمعہ عشقت چہ خواب از دلم
 مدعی گزشتہ از شوق در آتش چہ کند
 رفتن باد صبا آمدن گل چہ کنم
 طبیب علم ندارد درد ضربت عشق
 تا چند حسن عشق شراب و غم شاہ
 ہجر تو علامت قیامت
 عشق را مژدہ نصرت ز شکست تو ہم
 ما کشتن خود حلال داریم
 پند پدر مانع ز نذر سوائے مادر زاد را
 بسیار خواستہ کہ زایشاں شود نشد
 این غزل خواندہ شد آن نادرہ گو یاد آمد
 واللہ کہ تو بہ کردم دوستی نمی رود
 لاف محبت چہ زنی چوں نئی
 ہم شتر غلطید ہم رخت او فدا
 ہزار جان گرامی فدائے جان تو باد
 گل بخندید و مرا خندہ او یاد آمد
 چوں گل نو خاستہ باران زدہ
 خیمہ اندر دہ و میراں زدہ
 ہمیزم او ہمہ تر بود کجا در گیرد
 من ترا دانم ازین بابے آیند و روند
 چہ سود مند بود شربتے کہ او فرمود
 باز آ کہ ز پیراں نہ پسندد جوانی
 وصل تو لطیفہ خدائی

داری تو زخم تیغ رواں / امیر شک خوں
روز غم تو مر مرا زار / شکست گو شکن
قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ امیر حسن سعدی علیہ الرحمہ کے اتباع پر فخر کرتے رہے ہیں۔ اس امر کے جانچنے کے لیے کہ انہیں اس اتباع میں کہا شک کامیابی ہوئی ہم ان دونوں حضرات کی چند ہم طح اور ہم قافیہ سن لیں پہلو پہلو نقل کریں گے۔

سعدی

امیر حسن

- ۱۔ آں روئے میں کہ حُسن پوشیدہ ماہ را
واں دامن زلف دانه خال سیاہ را
- ۲۔ من سرور اقبال شنیدم کمر کربت
بر فرق آفتاب ندیدم کلاہ را
- ۳۔ گر صورتے چنین بقیامت در آورند
عاشق ہزار عذر بگوید گناہ را
- ۴۔ بادستان خویش نگہ میکند چنانکہ
سلطان نظر کند بہ تکبر سپاہ را
- ۵۔ سعدی حدیث مستی و فریاد عاشقی
دیگر مکن کہ عیب بود خافتاہ را
- ۱۔ اے برفراز سرو بر آوردہ ماہ را
بر ماہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را
- ۲۔ دل مے بری ز ما کجاوہی قد خویش
اے دوست راست کردہ چہ آری گواہ را
- ۳۔ گویند آفتاب پرستند یک گروہ
ما بندہ ایم آں دو رخ ہچو ماہ را
- ۴۔ اے روئے تو تمام چوہ در صفت
اطراف مہ رقم زدہ خط سیاہ را
- ۵۔ بندہ حسن زلف خوششت نسخہ کند
ہر گہ کہ عرضداشت کند پادشاہ را
- ۱۔ غمخیزت تاراج بر جاہنا
کفر سر زلف تو غارتگر ایماہنا
- ۲۔ دیگر
- ۳۔ عیش و طرب دروے بر لالہ و رجاہنا

کہ نعرہ زدے ببل کہ جامہ دیدے گل
 تا یاد تو افادم از یاد برفت آہنا
 تا عہد یہ تو بستم عہد ہمہ بشکستم
 بعد از تو روا باشد نقص ہمہ پیاہنا
 تا خار غم عشقت آویختہ درد من
 کو تہ نظری باشد رفتن بگلستاہنا
 آں را کہ جنیں دروے اپائے در انداز
 باید کہ فرو شوید دست از ہنہ در ماہنا
 گر در طلبت رنجے مارا برسد شاید
 چوں عشق حرم باشد سہل است بیابنا
 ہر کو نظرے دارد بایار کساں ابرو
 باید کہ سپر باشد پیش ہمہ پیکاہنا
 گویند گو سہای چندیں ز غم عشقت
 میگویم و بعد از من گویند بدور ماہنا

دیگر

با دگلبے سخن خوشے وز دغیراے ندیم
 بسکہ خواہد رفت بر بالائے خاک ماہیم
 اے کہ در دنیا ز فتنی بر صراط مستقیم
 در قیامت بر صراط جائے تنوین سہیم
 دل بہ دل عاقبت تسلیم کردم اے سلیم
 تا بر دل دادم علم از عالم امید و بیم
 در کلاہ ہمت درویش تا یکست ترک ہمت
 ترک ہمت تو شترست ہر چہ و جنت نعیم

قلب رے اندوہ نستاند در بازار حشر
خا لے بایک از آتش بروں آید سلیم
غیبت از بیکان پوشیده است می بنید بصیر
فعلت از مہای پنهانست میدان علم
نفس پروردن خلاف رائے ہر عاقل بود
طفل خرمادوست دارد صبر فرما بد حکیم
آنکہ جاں بخشید و روزی داد و چندین لطف کرد
ہم بخشاید چو شستے استخوان بیند رمیم
سعد یا بیاد گفتن عمر ضایع کردن است
وقت عذر آوردن است استغفر اللہ العظیم
ہم انہیں تین غزوں پر جو ہم نے دو نو حضرات کے دیوانوں سے بلا کسی خاص
محاط کے منتخب کر لی ہیں اکتفا کرتے ہیں۔ جس قدر کلام یہاں درج ہو ہے اس سے
ظاہر ہے کہ پرداز خیال بندش 'روانی' سلاست اور سادگی میں امیر حسن شیخ کا پورے
طور سے اتباع کرتے ہیں اور انہیں سعدی ہند کا جو خطاب دیا گیا ہے وہ غلط نہیں ہے
شیخ کی تقلید کہو یا زمانہ کارنگ امیر حسن نے ہزلیات میں بھی ایک نظم لکھی ہے جو
صفحہ ۴۹ کلیات ہذا پر درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرید اور تائب ہونے سے
قبل کی ہے۔ اسی طرح ہم ان کی اور ان کے دوست امیر خسرو کی بھی چار غزلیں
جو ان کے دیوانوں سے سرسری طور سے لے لی گئی ہیں پہلو پہلو نقل کرتے ہیں
تاکہ اس صنف شعر میں دونوں کے کلام کا اندازہ کیا جاسکے۔

یا فتم الحمد للہ ہم بکے عشق دوست
انچہ در الحمد میخواندم صراط مستقیم
در گلوے قنریاں از شوق طوے کردہ اند
تو ہماں خط بیچی و عارف نوائے یا کریم
آب حضر اندر دہن شربت چہ آری طیب رائے
آسمان زیر قدم طالع چہ بینی اے حکیم
وقت سعدی خوش خوش میگفت بعد از چہ
وقت عذر آوردن است استغفر اللہ العظیم
ز ان نیمہالہ میگردے پشیمان شد حسن
آرے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم

امیر خسرو

شہا بروز آمد بے کردل نہادی یاد را
 جاغم ز تن آدیروں بچے نہ دادی یاد را
 شد بازوئے ہجرت قوی دگشتن بچار گال
 چنداں قصاص از دل کند عادت شود جلاد را
 ایکہ میگوئی کہ وقتے لوح صبرت باد برد
 سالہا شد تا فراموش کردہ ام آں باد را
 ایں ہمہ خونابہ کا شام ہے زیری روزید
 بہتریں روزے خلل اندازد ایں بنیاد را
 چند گرم چوں سید روی عشقم از قصداست
 آب کے کشتن تواند داغ مادر زاد را
 تابوئے گفت شیریں ست دل خارا کو
 کنند از ناخن چو گل چیلن بود فراد را
 نوک ترگان تو در دل ماند خسرو چنانکہ
 در رگ بیمار نشتر بشکند فضا در را

امیر حسن

دی سوئے سرو لالہ رخ پیغام وادام باد را
 بنوشندہ خط بندگی آں سو سن آزاد را
 تائیش او افتد گر انیک ز چشم در فتاں
 در ما ذخیرہ میکنم از ہر پیش افتاد را
 مجنوں لباس عقل دیں در عشق لیلی چاکزد
 پند پر مانع نشد رسوائے مادر زاد را
 میخاتم کرد دست دل امر و فریادے کتم
 گریہ گرہ شد در گلورہ بستہ شد فریاد را
 دی بعد فرض بامداد از در ویدم رکاو
 من در غزل خواندن شدم خضہ فاد اورا
 ہر کس ہے دارد و لے چہ سود کر خون ازل
 بوسہ بخسرو میرسد تیشہ زدن فرما در را
 گر عمر نیست لے حسن در پائے خواب صرف
 چندین چہ گل میزنی دیوار بے بنیاد را

دیگر

باز نوکر دم ز سر عہدے و میخانہ را
 ساقیانختہ بدہاں آفت فرزانہ را
 باز در زنجیر زلف شاہداں آونجیم

باز دل گم گشت در کویش من دیوانہ را
 از کجا کردم گم آں شکل قلا نشانہ را
 گاہ گاہ لے باد کا نجابت می افتد گزیر

زاشنا یان کہن یاد سے وہ آں بیگانہ را
 عمر گزشت و حدیث در و ما آخر نشد
 شب باختر شد کنوں کو تہ کھم افسانہ را
 شعلہ گو در جاں گیر دسینہ گوز آتش بسوز
 شمع زینہ نیست کو رحمت کند پروانہ را
 جاں ز نظرہ خراب نازا وز انداز پیش
 مابوئے مست و ساقی پردہ پیمانہ را
 حاجتم نبود کہ فرمائی بترک نام و تنگ
 زانکہ رسوائی نیاموزد کسے دیوانہ را
 خسروست و سوز دل و ز ذوق عالم بخیر
 مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را
 چوں کھم بس می نیام ایس دل دیوانہ را
 یار بہ داند ز سرگردانی عشاق خویش
 شمع پر روشن کند جانباری پروانہ را
 جاں چو جائے عشق او شد عقل را گنتم برو
 در حریم محسوس او چوں کھم بیگانہ را
 ناہ من از حیثیت کا نذر کلبہ ام نامی شبے
 یا مگر از گنج روزی نیست ایس ویرانہ را
 در دلم صد گونہ غوغا نیست گر مہاں شوی
 از حضورت کعبہ میاں زم من ایس بتجانہ را
 دل چورفت از تو نصیحت یا کہ گوئی احسن
 مرغ چوں حبت از نفس دیگر چہ ریزی دانہ را

دیگر

یار سے کہ از جلدائی اویم گھاں نبود
 اہمست بے دیم کہ شبے درمیاں نبود
 بیگانہ وار از سر ما سایہ برگرفت
 مارا ز آشنائی آں ایس گھاں نبود
 گل آمد و باغ رسیدند بلبلان
 واں مرغ رفتہ ترا ہوس آشیان نبود
 امسال رونق گل تر آہنجاں نبود
 بے سرو و گل بد ہیہ بلبل رواں نبود
 گلزار بود مجلس قول مغنیاں
 بر قول صوفیاں ہمہ خود بود آں نبود
 ایس کارواں گل پس لے رسید لیک
 ماہی کہ در دست دریں کارواں نبود

دامنش چل گداشت حق صحبت قدیم
 گیم کہ دست ہیچ کش در غناں نمود
 جانم بجا و من غیم از زندگان از آنکہ
 زو بود جلہ زندگی من بجاں نمود
 رفتم بوجے صحبت یاران بسوئے باغ
 گئی باغ زان ہمہ گلہا نشان نمود
 خسرو اگر گل تو ز گلزار شد منال
 دانی کہ ہیچیکہ چمنے بخشن نمود

دیگر

گرچہ از عقل دل دیدہ و جاں برخیزم
 حاش شد کہ من از شوق فلاں برخیزم
 یکز ماں پیش من اے جاں جہانم بہ نشین
 تا بدان خوشدلی از جاں ز جہاں برخیزم
 ہوسم بہت کہ پیش تو دے ہمیشہ غیم
 وز سر ہرچہ گوئی پس از اں برخیزم
 مردم دیدہ مرا بہر تو در خل بنشانہ
 من برویت نگرم وز سر جاں برخیزم
 تا تو اں گشتم از اں گو نہ کہ نتوانم خاست
 و مرا دست گیری تو رواں برخیزم
 چیت مطلوب تو تا از سر آں برخیزم
 ورجاں حکم کنی از سر جاں برخیزم
 اندیش رستہ دکا نیست مرا از طاعت
 گرز سولے تو باشد زد کاں برخیزم
 یک جہاں طعنہ زندم کہ نشینی بیکار
 گر تو دستے بد ہی از دو جہاں برخیزم
 بے تو از دنیا و عقبی چو نخیز و چیزے
 تو بیا تا ہم ازیں وہم از اں برخیزم
 سوئے گور من اگر گزری اے سرو رواں
 سرو تو بگرم از دور و رواں برخیزم

امیر حسن کم گو شعرا میں ہیں جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں سے
 رسم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آمدہ ست زین بیشتر مجال نداد این قصیدہ را
 ان کے اس دیباچہ سے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں خود ان کا لکھا ہوا ہے معلوم ہوتا
 ہے کہ انہوں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور چاس برس تک نظم اور
 نثر لکھتے رہے (۶۳) سال کی عمر تک جو کچھ انہوں نے کہا اور قابل اشاعت سمجھا
 وہ ۵۵ء میں بمقام دہلی شایع کیا جس میں دس ہزار ابیات بتائے جاتے
 ہیں یہ کلیات ان کے انتقال سے ۲۳ سال قبل کا ہے۔ اس ۲۳ سال کی
 مدت میں انہوں نے جو کچھ کہا اس کی نسبت یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ مروجہ
 اور موجودہ دیوانوں میں ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس قدر ہے۔ اس کا پتا اسی
 چل سکتا ہے جبکہ انڈیا آفس کے نسخہ کا مقابلہ موجودہ دیوانوں سے کیا جائے
 ظاہری قیاس یہ ہے کہ آخر زمانہ میں انہوں نے جو کچھ کہا اس نے موجودہ دیوانوں میں
 بہت کم جگہ پائی۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشایخ علیہ الرحمہ اور
 امیر خسرو کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا مگر حضرت سلطان المشایخ او
 امیر خسرو کا کوئی مرثیہ یا نوحہ ان کے موجودہ دیوانوں میں نہیں پایا جاتا جس سے
 قیاس مذکورہ بالا کی ایک درجہ تک تائید ہوتی ہے۔

امیر حسن نے اپنے اشعار میں جن کا ذکر کیا ہے وہ حسان، خاقانی، رشید و طوطی
 سعدی، خسرو اور حسینی ہیں۔ موصلاً ذکر حضرات کے سوائے جن کا ہم کوئی پتا
 نہ چلا سکے باقی حضرات اہل بقہ شعرائے عرب و عجم کے مشہور اور معروف ارکان ہیں۔
 اودھ کے شاہی کتب خانہ کے نسخہ میں غزلوں کے (۵۳۳۰) اور قصائد

کے (۴۹۰) اور رباعیات کے (۲۰۷) جملہ (۶۰۲۷) ابیات بتائے گئے ہیں۔ شاد ایڈیشن یعنی نسخہ ہذا میں غزلوں کے (۵۴۱۹) اور قصائد کے (۲۱۳۶) رباعیات کے (۴۵۸) اور ثنویات کے تقریباً (۱۴۰۰) ابیات ہیں۔

شمالی ہندوستان کا حال ہمیں معلوم نہیں مگر حیدر آباد میں قنبر غزلیں عام طور سے حسن کے نام سے قوالی میں گائی جاتی ہیں اور جنہیں حضرات صوفیہ امیر حسن کے انتساب کی بناء پر بڑے ذوق و شوق سے سنتے اور وجد کرتے ہیں وہ امیر حسن کی نہیں بلکہ منشی غلام حسین صاحب نامی ایک صاحب کی ہیں جو حسن تخلص کرتے تھے۔ اور ملتان کے رہنے والے تھے، ان کا دیوان سنہ ۱۰۵۰ ہجری میں سراج المطالع جہلم میں طبع ہوا تھا۔ منشی غلام حسین مرحوم صوفی منش، مستعد اور صحیح المذاق شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عراقی کی ایک مشہور غزل ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

شراب عشق کا نذر جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند
چو راز خوشتن کردند خود فاش عراقی را چرا بدنام کردند

اگرچہ وہ عراقی کے دیوان مطبوعہ مطبع نو لکھنؤ میں نہیں پائی جاتی۔ اسی پر امیر حسن اور منشی غلام حسین مرحوم نے غزلیں لکھی ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

غزل امیر حسن

| | |
|------------------------------|----------------------------|
| بتاں کنز لبت مشکیں وام کردند | چہا نے زیر سر مورام کردند |
| ہتھوی نام نیکو بردہ بودم | نکو رویاں مرا بدنام کردند |
| بہشتے گشت صحن خانہ امروز | مگر ایشاں گذر بر بام کردند |
| من از اخلاص میخوانم دعا | وزاں سو ختم بر دشنام کردند |

غم نوشیں لباًں زائشنگاں پر
کہ دریا بے خوں آتشام کردند
ملا یک دیگے اندر طعن ایشاں
بر آوردند لیسکن خام کردند
حسن راجا مہ جہاں چاک ازائش
کہ دُرد در دوش اندر کام کردند

غزل منشی غلام حسین مرحوم

شراب در دکاندر جام کردند
نصیب عاشق بدنام کردند
گرہ کز طرہ لیلے کشادند
دل مجنوں اسیر دام کردند
قضا روز یکہ نقش در رست
سوئے منصور زائ پیغام کردند
قدر عنائے آں سرو دلارے
قیامت بود قامت نام کردند
شنائے زلف و رخسار تو ایام
ملا یک و در صبح و شام کردند
ہلال عید سبجتم کہ ناگاہ
اشارت بر لب آں بام کردند
حسن آہ و فغان گریہ و سوز
ز عشقم ایں ہمہ انعام کردند

یہی حال اس غزل کا ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

دل کند سجدہ بایں طرز خرامیدن تو
دیدہ صد شکر بجا آرد ازیں دیدن تو
اے حسن بوسہ بپائش زونت بے ادبی
پائے نازک نشود رنجہ ز بوسیدن تو

جس طرح ضیائے آفتاب میں ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اسی طرح
نام آور شاعروں کے سامنے گم نام شاعر چند روز میں بے پتا ہو جاتے ہیں اگرچہ
منشی غلام حسین مرحوم و مغفور شاعری کے آسمان پر ایک روشن ستارے کی طرح
چلنے کے مستحق تھے۔ مگر امیر حسن کی نام آوری کے آفتاب نے انہیں چلنے نہ دیا
اور جو کچھ ان کی بضاعت بازار شہرت میں آئی وہ سب امیر حسن کے نام

بکی۔ بعینہ یہی حال ان لوگوں کے کلام کا ہوا جنہوں نے سعدی اور حافظ سے مشہور استادوں کے تخلصوں پر دست درازی کی تھی۔

امیر حسن کی تالیفات و تصنیفات کلیات کے علاوہ جو غزلیات قصائد اور شہزادہ پر مشتمل ہے ان کی سب سے زیادہ مشہور اور معروف تصنیف ”فوائد الفوائد“ ہے۔

اس کا آغاز شعبان ۸۳۷ھ سے ہوتا ہے اور شعبان ۸۳۸ھ کو ختم ہوتی ہے اس پندرہ سال کی مدت میں جتنی مرتبہ مؤلف کو حضرت سلطان المشایخ کی خدمت حاضری کا اتفاق ہوا اور اس بابرکت صحبت میں جو گفت و شنید ہوئی اسے مختصر اور موثر طریقہ سے قلمبند کرتے گئے ہیں عبارت صاف اور رواں ہے اور جو روایتیں اور حکایتیں حضرت سلطان المشایخ کی زبانی لکھی ہیں وہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہیں۔ ان کی یہی تالیف ہے جس کی نسبت امیر خسرو فرماتے تھے کہ کاش میری تمام کتابیں میرے بھائی حسن کے نام ہوتیں اور ان کی یہ تالیف میرے نام ہوتی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کہنے کی وجہ بقول مولانا شاہ عبدالحق کے وہ اراوت اور محبت تھی جو امیر خسرو کو اپنے پیر حضرت محبوب الہی سے تھی۔ ورنہ امیر خسرو کی مجموعی تصنیفات کے مقابلہ میں ”فوائد الفوائد“ کو کیا وزن ہو سکتا ہے۔ حضرت سلطان المشایخ کے دو ملفوظات اہل الفوائد اور راحت المجہین امیر خسرو کی طرف منسوب ہیں۔ صاحب سیر الاولیاء کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو اور امیر حسن کے علاوہ بعض دوسرے حضرات مثلاً خواجہ محمد مولانا بدر الدین اسحاق کے فرزند نے جو حضرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے نواسوں میں تھے اور خواجہ عزیز الدین صوفی نے

بھی حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات جمع کیے تھے جو علی الترتیب انوار المجالس اور تحفۃ الابرار و کرامت الاخبار کے نام سے موسوم تھے، لیکن جو شہرت اور قبولیت فوائد الفواد کو ہوئی وہ ملفوظات میں سے کسی ملفوظ کو نصیب نہیں ہوئی۔ فوائد الفواد کی تالیف کا زمانہ سخت سیاسی ہنگاموں اور عظیم الشان ملکی تغیرات کا زمانہ تھا۔ اسی عرض مدت میں سلطان علاء الدین خلجی نے اپنے بیٹے خضر خاں کو ولیعہدی سے معزول کیا۔ سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا، ملک کا فونے جسے علاء الدین نے سیاہ و سفید کا مالک کر رکھا تھا، علاء الدین کے بیٹے سالہ بیٹے شہاب الدین عمر کو پادشاہ بنایا اور اس کے بڑے بھائیوں خضر خاں اور شادوی خاں کی آنکھیں نکلوائیں۔ ملک کا فونہ مارا گیا۔ قطب الدین مبارک شاہ پادشاہ ہوا۔ خضر خاں کا فونمت نے اسے قتل کیا اور خود پادشاہ بنا۔ غیاث الدین تغلق نے بس کا فونمت برادر بچہ کو مار کر سلطنت حاصل کی۔ یہ سب ہنگامے اور شورشیں ہوتی رہیں مگر حضرت سلطان المشائخ کے دائرہ صحبت میں نہ اسکا ذکر ہے اور نہ فکر۔ یہ جماعت اپنے ذوق و شوق اور ذکر و شغل میں ایسی محو ہے کہ یہی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس عہد اور دنیا میں ہے جس میں یہ تہلکے مچے ہوئے ہیں تمام فوائد الفواد پڑھ جائے کہیں ان واقعات کا کنائیہ یا اثارۃ بھی ذکر نہیں ملے گا جو کمال کیسوی کی دلیل ہے۔

”فوائد الفواد“ تصوف کے دلچسپ نکات اور حکایات اور حضرت سلطان المشائخ کے برگزیدہ اقوال کا بہترین مجموعہ اس مجموعہ سے علاوہ سلطان المشائخ کے حالات و برکات کے خود امیر حسن کے حالات پر بھی ایک گونہ روشنی پڑتی ہے

۲۸ رمضان المبارک شنبہ کی صبح میں لکھتے ہیں کہ آج دولتِ پاکوس
 حاصل ہوئی۔ خواجہ ذکرا اللہ بنحیر حسب عادت کوٹھے پر تشریف فرما تھے۔ دروازہ کے
 پاس بیٹری تھی جب میں زمین بوس ہوا ارشاد ہوا کہ وہیں بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ دروازہ
 کا ایک پٹ ہریار ہوا سے بند ہو جاتا تھا۔ میں نے اس پٹ کو ایک ہاتھ سے مضبوط
 پکڑ لیا تاکہ بند نہ ہونے پائے۔ تھوڑی دیر کے بعد میری طرف دیکھا کہ میں پٹ پکڑے
 بیٹا ہوں ارشاد ہوا کہ پٹ کیوں نہیں چھوڑتے میں نے سر زمین پر رکھ کر عرض کیا کہ
 میں نے یہ دروازہ پکڑا ہے۔ تبسم ہو کر فرمایا کہ تم نے یہ دروازہ پکڑا ہے اور مضبوط
 پکڑا ہے، شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ”ہر درے و ہر سرے
 می باشد یک درگیرید و محکم گیرید“ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دیوانہ صبح کے
 وقت ایک دروازہ پر کھڑا تھا دروازہ کھلا اور اس میں سے بہت سے آدمی
 نکلے ایک دہانے طرف دوسرا بائیں طرف ایک منہ کے سامنے چل دیا۔ دیوانہ
 نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ پریشان اور مختلف راستے اختیار کرتے ہیں اسی جو
 سے کہیں نہیں پہنچتے اگر سب مل کر ایک راستہ پر چلیں تو منزل مقصود کو پہنچ جائیں
 اسی طرح کی جیسی نصیحت آمیز حکایتیں درج کی ہیں جس نے فوائد انوار کو خالص
 نظامیہ حشمتیہ کا دستور العمل اور رفتار نامہ بنا دیا ہے۔

امیر حسن کے مدد و حصین | امیر حسن کے مدد و حصین میں سب سے زیادہ با وقف اور
 قابل عزت حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ ہیں۔ اگرچہ
 حضرت موصوف کی شان میں زیادہ اشعار نہیں پائے جاتے مگر جس طرح نظم و نثر
 میں ان کا ذکر کیا ہے اس سے امیر حسن کی دلچسپی ارادت اور حقیقی عقیدت مشرع

ہوتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے حالات اور ان کی مقدس زندگی اور عالم
محبوبیت کے ذکر کا یہ موقع ہے اور نہ اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ
مسلمانوں میں شاید ہی کچھ لوگ ایسے ملیں جو اس ذات بابرکات اور اس کے
فیوض سے نادانف ہوں۔ امیر خسرو نے خوب فرمایا ہے

قطب عالم نظام ملتیں کافاب کمال شہ رخ او

وز جنید و زنبیلی و معروف یاد گار سیت ذات فتح او

حضرت سلطان المشائخ کی مجلس ایک ایسی مجلس تھی جو علماء و فضلاء اور متصوفین

سے ملو تھی۔ اس مجلس کے جس رکن پر نظر پڑتی ہے وہ بجائے خود ایک کامل

فرد نظر آتا ہے۔ طبقہ علماء اور صوفیہ میں قاضی محمد الدین کاشانی، مولانا

وجہ الدین پاپلی، مولانا نصیح الدین، خواجہ کریم الدین سمرقندی، قاضی شرف الدین

فیروز گہی، مولانا بہاء الدین، شیخ مبارک گویا موی، مولانا نظام الدین شیرازی،

مولانا بدر الدین تولد، مولانا شمس الدین بھٹی، شیخ نصیر الدین محمود اودھی، مولانا

علاء الدین نیلی، مولانا ضیاء الدین برنی حاضر رہتے تھے۔ طبقہ شعراء میں سے

اس مجلس میں زانوئے ادب تکرانے والے امیر خسرو اور امیر حسن سے لوگ تھے

امیر حسن جا بجا اپنے اشعار میں اپنے پیر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

پیش تو ہر فصل کہ خواہم خطا
اصل ہمہ نظم نظام است و بس

ولہ

ہر کہ رویت نگر دکنے نگر دکنہ و گل
اہل فردوس چہ محتاج تمنائے دگر

باقی صد سال اگر با شمع و چیزے نشوم
بہ از انم کہ بہ ہر چیز شوم جائے دگر

گفتیم تیغ بیت بیاد تو چو تیغ گنج
ما خود حسن نہ ایم سلام نظام
سماع کے جواز اور غیر جواز کی بحث جو حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے
زمانہ سے شروع ہوئی تھی، اس کا سلسلہ حضرت سلطان المشائخ کے زمانہ تک جاری
تھا۔ امیر حسن نے اپنے کلام میں مختلف جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مدعیان گردشند مستکر رقص سماع ماسماع است رقص کنان میر ویم
سبب رقص گواہی من ارشد نمودند من ازیں فوق یکے رقص دگر خواہم کرد

خلق آفاق شعبہ زور اند ما گرفتار نغمہ زیریم

مصلحاں می کشد نان از طعن باز شوق سماع میمیریم

مطرباں را بخانہ نتواں برد خانہ در کوئے مطرباں گیریم

سماع کے متعلق ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ کے مواجہ میں جو گفتگو ہوئی
تھی اسی کو نظم فرمادیا ہے۔

بخیل ز پے حرمت گز ز کند ز سماع کہ خوب گفت بخیل ایں لطیفہ زمرے

کہ گر حلال بود ہم ششید نتواند ازاں قبل کہ نثار و کرامت کرے

نہ صدق بود در و کز سر و گیر و ذوق نہ آں کرم کہ بہ مطرب بخت اورے

امیر حسن کا دوسرا مدوح سلطان علاء الدین خلجی اور اسکا بھائی الماس بیگ

المخاطب بہ الغ خاں اور علاء الدین کے بیٹے خضر خاں، شادی خاں، مبارک خاں وغیرہ

ہیں۔ علاء الدین اپنے چچا اور خسر سلطان جلال الدین خلجی سے نیک ہنر اور نیکدل

بادشاہ کو نہایت دعا اور بے رحمی سے قتل کر کے بادشاہ ہوا۔ مگر اس کا عہد

فتوحات اور حسن انتظام اور آئین طرازی کے لحاظ سے ایک ممتاز عہد سمجھا جاتا ہے،

اس سلطان اور اس کے ارکین خاندان کے سوائے کسی اور پادشاہ کی تعریف امیرین سے ثابت نہیں جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ شہزادوں میں سب سے زیادہ اور عزیز مدوح خضر خاں معلوم ہوتا ہے جو ایک زمانہ تک ولیعہد بھی رہا ہے اور حضرت سلطان المشائخ کا مرید اور معتقد ہونے سے خواجہ تاش بھی اس کے غسلِ صحت کے ایک موقع پر لکھتے ہیں۔

زآبجیواں شست شہزادہ دورانِ بلے ازپے شستن خضر آبجیواں واجببت اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اس کی تہنیت بادشاہ کو دیتے ہیں۔

بباغ دولت او خضر ساں نہالے خاں وزاں نہال نہالے دگر بیار آمد امیرین کا دیو گیر جانا [ادار اشکوہ اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ کے مریدوں میں چار حضرات فاضل اور کامل ہوئے امیر خسرو، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، شیخ برہان الدین غریب اور شیخ حسن دہلی۔۔۔۔۔ حضرت شیخ نے دین اسلام کے رواج اور ہدایت کے لیے شیخ برہان الدین غریب کو برہان پور اور دولت آباد جانے کا حکم دیا، اور شیخ حسن دہلی کو مع اپنے دوسرے مریدوں کے ان کے ساتھ کر دیا۔ یہ روایت بھی محلِ نظر ہے۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے بھی اپنے سلسلے کے دوسرے بزرگوں کی طرح اپنے بعض خلفاء کو خلقِ شہ کی ہدایت کے لیے ہندوستان کے بعض شہروں میں جا کر رہنے کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ سیر الاولیاء کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موصوف کے ایما سے شیخزادہ کمال الدین مآوہ اور شیخزادہ غریز الدین

جو حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کے خاندان سے تھے۔ دیوگیر اور مولانا وجہ الدین
چندیری میں جا کر رہے۔ صاحب سیرالاولیاء نے جو حضرت برہان الدین غریب
کے معاصر ہیں، حضرت موصوف کے حالات تفصیل لکھے ہیں مگر انہیں دیوگیر
بھیجے جانے کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں ”بعد از نقل سلطان المشائخ
مولانا برہان الدین غریب چند سال در حیات بود، دست بیعت بخلق میداؤ
چوں در دیوگیر رفت بر حمت حق پیوست“ اگر وہ حسب ایمائے حضرت
سلطان المشائخ دیوگیر بھیجے گئے ہوتے تو صاحب سیرالاولیاء ضرور اس کا
ذکر کرتے۔ علاوہ اس کے حضرت برہان الدین غریب اگرچہ حضرت
سلطان المشائخ کے قدیم مرید تھے مگر خرقہ خلافت انہیں سید خاموش عم
امیر خرد اور حضرت سلطان المشائخ کے خدام بشر اور اقبال کی کوشش
اور سعی سے حضرت سلطان المشائخ کے وصال کے بہت قریب زمانہ
میں ملا۔ جب حضرت برہان الدین غریب کا دیوگیر بھیجا جانا ثابت نہیں تو امیر حسن
کو ان کے ساتھ کر دینا کس طرح صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ امیر حسن کا ۴۲۲ھ
لنک دہلی میں موجود رہنا خود ان کی کتاب فوائد الفواد سے ظاہر ہے۔
قیاس غالب یہی ہے جیسا کہ صاحب منتخب التواریخ بدایونی لکھتے ہیں کہ امیر حسن
اور حضرت برہان الدین غریب دہلی کے دوسرے باشندوں کے ساتھ
سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں دیوگیر (دولت آباد) تشریف لائے
اور اُس وقت حضرت سلطان المشائخ کا وصال ہو چکا تھا۔ سلطان محمد تغلق
جولینے باپ غیاث الدین تغلق کے وقفۃ انتقال کے بعد پادشاہ ہوا دنیا کے

عجیب غریب انسانوں میں تھا۔ اس کی سخاوت، داد و دہش، ہمت، علم پروری،
 معارف فواری، کی کوئی حد تھی اور نہ اس کی سیاست اور خوزیری کی کوئی انتہا۔
 خود نماز روزے کا پابند، مشہور خطیب، خوشنویس، شاعر، دبیر، فلسفی اور
 طبیب تھا۔ حافظہ ایسا قوی پایا تھا کہ جو بات ایک مرتبہ سن لیتا وہ تمام
 عمر نہ بھولتا تھا۔ ان اوصاف اور خوبیوں کے ساتھ اس کے بعض افعال اور
 اطوار ایسے تھے جن سے اس پر جنون کا شبہ کرنا بیجا نہ تھا۔ منجملہ اس کی
 مجنونانہ کارروائیوں کے ایک دہلی کی تباہی اور بربادی تھی۔ بادشاہ کے
 دل میں یہ خیال آیا کہ وہ تمام ہندوستان کا بادشاہ ہے اس لیے اس کا
 دارالسلطنت ایسے مقام پر ہونا چاہیے جسے اطراف مملکت سے وہی نسبت
 ہو جو مرکز کو دائرہ سے ہوتی ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت ہر حصہ ملک کی
 خرابیوں کا بوجھت تدارک ہو سکے۔ اس مقصد کے لیے کسی نے اوجین اور
 کسی نے دیوگیر تجویز کیا۔ دیوگیر بادشاہ کو پسند تھا اور آخر انتخاب کا قعرہ
 اسی کے نام نکلا۔ سلطان محمد تغلق سے دیوانہ کے لیے اتنا کافی تھا ۲۲ھ
 میں فوراً احکام صادر ہوئے کہ دہلی کے تمام باشندے چھوٹے بڑے و صنایع
 و شریف، امیر و غریب دہلی چھوڑ کر دیوگیر جا کر آباد ہوں جسے اب دولت آباد
 کا خطاب عطا کیا گیا تھا۔ جو لوگ پشتہا پشت اور صدیوں سے دہلی میں رہتے
 اور املاک اور جائیدادوں کے مالک تھے۔ ان کے لیے یہ حکم قیامت تھا
 مگر حکم حاکم مرگ مفاجات سب کو تعمیل کرنی پڑی۔ اس زمانہ کی کھٹن
 منزلیں اور دور دراز راستے، لاکھوں آدمیوں کے چھپکیش میں جس طرح

ٹے ہوئے ہو گئے اس کا اندازہ کرنا بھی اس وقت دشوار ہے۔ سیکڑوں خاندان
برباد اور تباہ ہو گئے۔ ہزاروں آدمی راستہ میں مر گئے اور اگر موقع ملا تو دوسرے
ملکوں کو چلے گئے جو لوگ دولت آباد پہنچے انہوں نے ناموافقیت آب ہوا اور چالیس
دن کے سفر کے مصائب سے بجائے شہر کے وہاں کے قبرستانوں کو آباد کیا۔
امیر حسن تمام عمر مجروح اور اہل عیال کے بارے سبکدوش رہے۔ حضرت
سلطان المشائخ ان کے پیرو مرشد اور امین خسرو ان کے دوست کا انتقال
۲۵ء میں ہو چکا تھا۔ اگرچہ دہلی کی یہ دو بڑی دل بستگیاں ختم ہو چکی
تھیں تاہم وہ دولت آباد پہنچ کر دہلی کی یاد سے غافل نہ تھے جیسا کہ ان کے
بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔

میرس کزنے فرقت چکو نہ محضور زد دوست دور تو اشد ولے نہ چنداں دور
کجا رست حضرت دہلی و خوب رویا نش یکے بہشت دروں بروں او پر حور
اگرچہ غیبتے افتاد بر طریق مجاز ولے بر اہل محبت محقق است حضور
ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

مبادا ایسچ کس از دوستان جنیں کہ منہم بحاکم دشمن و از جملہ دوستان تنہا
زدور چرخ خراب زدور حادثہ زار ز اہل بیت غریب و ز خانماں تنہا
سفر گزیدہ ہمہ مردماں و من غافل چو خضہ کہ بماند ز ہمرہاں تنہا
ایک دوسری غزل میں فرماتے ہیں۔

حسن بکوئے عدم گم شدند یا رانت بگو نشان جنیں گم شدہ کجا جویند
دہلی کی تباہی کی طرف کس خوبصورت پیرایہ میں اشارہ کرتے ہیں۔

آخر نہ ترسید از دلم آں شخمسہ خوزیر آہ
 شہرے کہ پار آباد بود اسال ویراں از چشد
 سلطان محمد تغلق کی اسی قسم کی سوہ تدبیریوں سے ملک میں ہر طرف بغاوت و
 کے شعلے بھڑک اٹھے۔ جن کے فرو کرنے کے لیے لشکروں اور فوجوں کے
 بھرتی کی ضرورت ہوتی تھی اور اس کے لیے شمال ہندوستان ہی کا میدان
 موزوں تھا۔ اس غرض سے پادشاہ کو دہلی آنا پڑا۔ دہلی اور اس کے
 قریب جوار کے قصبے ویران اور سنان پڑے تھے۔ اور وہ شہر جو چند روز پیشتر
 بغداد اور قاترہ کا ہمسر اور مد مقابل تھا اس وقت دام و دو کا مسکن
 اور مامن بن گیا تھا۔ یہ سماں دیکھ کر پادشاہ کے دل میں خدا جانے کیا کیا
 خیال پیدا ہوئے ہونگے اور اپنی اس نامعقول حرکت پر کتنی ندامت
 ہوئی ہوگی۔ اس کا علم ہونا تو مشکل ہے مگر اتنا مسلم ہے کہ جو رعایا جبراً
 دولت آباد لیجا کر آباد کی گئی اُسے اجازت ہو گئی کہ جو چاہے دہلی واپس
 جائے اور جو چاہے دولت آباد میں رہے۔ اس حکم نے دونوں شہروں
 کو بے رونق کر دیا۔ کچھ لوگ دہلی آکر از سر نو آباد ہوئے۔ کچھ لوگ
 وہیں رہ گئے۔ امیر حسن اور حضرت برہان الدین غریب اور حضرات
 صوفیہ کی ایک بڑی جماعت وہیں رہی۔ جن کے مرقدوں سے اس
 وقت دولت آباد کے گرد و نواح کے ویرانے آباد ہیں۔ امیر حسن
 تقریباً دس گیارہ سال دولت آباد میں زندہ رہ کر اسی سرزمین کے
 پیوند ہو گئے۔ کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ۔ ایک غزل میں

خود کہتے ہیں سہ

پھر رخ بریں میکئی تکیہ دایم ندانی کہ چرخ بریں ہم نماند
چہ مونس ہے گیری از ہر قرینے کہ مونس نپاید قریں ہم نماند
اگر بگزردم و کج گوئے کم داں سخن داں باریک میں ہم نماند
سخن را اگر چند سحر آفریند سر انجام سحر آفریں ہم نماند
ہمیں نالہ ماند بکیں حسن را بترسم از اں روز کیں ہم نماند
یہ دن ۳۵ شے ۴۳ میں آگیا۔ اور گلشن سنخوری کا ایک بولتا ہوا بلبل خاموش
ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ ذَا اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مسعود علی محوی۔ بی۔ اے (علیگ)
سابق شن جج سرکار آصفیہ
حیدرآباد دکن ۱۳۵۱ء م ۱۹۳۲ء

اس کے طبع ہو جانے کے بعد جو مزید حالات حضرت امیر حسن کے ہمیں معلوم
ہوئے ہیں وہ ضمیمہ دیباجہ میں ملاحظہ ہوں۔

مسعود علی



نقشه من: آر حضرت امیر حسن علیہ الرحمہ و اذیع خالد آباد ضام ا و رنگ آ باد
ملک مہدر وسہ سر کار آ صفیہ حید و آ باد د کن



ضمیمہ سبب

ہنر کیلنسی راجہ راجایان راجہ سرکشن پرشاد ہمارا جہ بہادر میں السلطنت
 کے۔ سی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ اسی، صدر اعظم باب حکومت سرکار آصفیہ لکھنؤ کن
 استخلص بہ شہاد کے نام نامی اور اسم گرامی اور ان کی علمی خدمات سے ہندوستان کی
 ادبی دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو واقف نہیں۔ آپ کی علمی اور خصوصاً ادبی خدمات
 کا اگر مجھ بھی ذکر کیا جائے تو بجائے خود ایک کتاب ہو جائے۔ یہ کتاب اگر
 کبھی مرتب ہوئی تو اس کے تین بڑے عنوان ہونگے۔ اول آپ کی قلمی امداد
 دوسری لسانی امداد تیسری مالی امداد۔

قلمی امداد میں آپ کی تمام تصنیفات اور تالیفات نظم و نثر داخل ہیں۔
 اگرچہ آپ انگریزی، عربی، فارسی، اردو، ہندی، تملنگی اور مرہٹی زبانوں سے
 واقف ہیں اور ان میں بلا تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں مگر شعر زیادہ تر فارسی، اردو
 یا ہندی میں فرماتے ہیں۔ کلام کا ایک مخصوص نچتہ اور بافرہ صوفیانہ رنگ ہے
 جس عجلت اور تیزی سے آپ شعر کہہ سکتے ہیں فی الحقیقت حیرت انگیز ہے اور جب
 تک کسی شخص کو ذاتی تجربہ نہ ہو وہ اس کے باور کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہو سکتا
 ایسے شخص کے لیے نثر لکھنا کیا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصنیفات

میں مختلف ناول، ڈراما، سفر و سیاحت نامے اور عروض و قوافی پر رسالے شامل ہیں۔

لسانی امداد سے میرا مقصد وہ ترغیب و تخریب اور دل افزائی ہے جس نے بیسیوں ہونہار مبتدیوں اور جوانوں کو ادبی میدان میں قدم رکھنے کی جرأت دلائی اور بیسیوں افسردہ خاطر شعرا کی کبھی ہونی طبعیتوں کو اپنی محبت آمیز تعریف اور توصیف سے ابھارا اور اس ادبی مشغلہ سے غافل نہیں ہونے دیا۔ آپ کی مالی امداد سے بیسیوں ایسے مؤلف مصنف ناظم اور ناشر گنواے جاسکتے ہیں جنہیں اپنے علمی اور ادبی مشاغل جاری رکھنے کا موقع ملا اور جن کا کلام محض آپ کی مالی امداد کی وجہ سے دنیا سے مفقود ہو جانے سے بچ گیا۔

اسی اخیر زمرہ میں امیر حسن علیہ الرحمہ بھی شریک ہیں۔ جب عالیجناب سرہارا جہ بہادر نے انکے کلیات کے طبع فرمانے کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے اس کی تالیف اور ترتیب کے لیے ارشاد ہوا۔ کچھ عالیجناب مدوح کا ارشاد کچھ ذاتی شوق دونوں نے مل ملا کر بلا لحاظ ان دقتوں اور مشکلوں کے جو اس کام میں پیش آنے والی تھیں مجھے اس ذمہ داری کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔

سب سے پہلا کام مختلف دیوانوں کو جمع کرنا اور ایک دیوان کو اصل قرار دیکر دوسرے دیوانوں سے اس کی تکمیل کرانا تھا۔ یہ کام کچھ آسان نہ تھا۔ اس کے لیے تمام دیوانوں پر نظر ڈالنی پڑتی تھی اور جو جو غزلیں یا نظمیں اصل دیوان میں موجود نہ ہوتی تھیں وہ دوسرے دیوانوں سے نقل کر کے اس میں شریک کرانی جاتی تھیں۔ اسی کام نے تقریباً پورا ایک سال لے لیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ

اگر اس کام میں میرے نوجوان دوست سید محمد یعقوب - بی اے (نظام کلج) مدرس مدر چاند گھاٹ کی مدد نہ شریک ہوتی تو یہ کام اتنی مدت میں بھی تمام نہ ہو سکتا تھا ان تمام مراتب کے طے ہو جانے کے بعد کارپردازان مطبع سے سابقہ تھا جن حضرات کو ان بزرگوں سے سابقہ پڑا ہے وہی ان دل خوں کن محنتوں اور جگر خراش تکلیفوں کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اس سابقہ میں پھیلنی پڑتی ہیں۔ کلیات کے طبع ہو جانیکے بعد ان کی تفصیل اور توضیح بیکار ہے۔

سفینہ جب کہ خسارے پر آگنا غالب خدا سے کیا ستم و جور نا خدا کیجے کلیات کے ابتدائی حصہ کے پروف اور کاپیاں میں تہا دکھیں، اخیر حصے کی کاپیاں اور پروف دیکھنے میں میرزا نظام شاہ صاحب البیب تیموری نے مدد فرمائی مگر باوجود ان کی اس مدد کے کتابت کی بہت سے غلطیاں رہ گئیں اور ایک طویل اغلاط نامہ لگانا پڑا، اگرچہ وہ زیادہ تر نقطوں کی غلطیوں پر مشتمل ہے مبطوعہ کلیات کے چالیس سچاپس نسخوں میں ان غلطیوں کی اصلاح کرا دی گئی ہے مگر تمام نسخوں میں یہ عمل مشکل تھا جو حضرات اپنے نسخہ کو صحیح رکھنا چاہیں وہ ان غلطیوں کی خود اصلاح فرما سکتے ہیں۔ چونکہ یہ کلیات مختلف دیوانوں سے نقل کیا گیا ہے اس لیے پانچ سات غزلیں ایسی ہیں جو کاتبوں کی سہو نظری سے مکر ہو گئی ہیں۔ کاپیاں صحت کے لیے جزاً جزاً وصول ہوتی تھیں اور خود غزلوں کے الفاظ اور تعداد اشعار بھی بدلے ہوئے تھے اس لیے اس غلطی کی اصلاح مشکل تھی۔ امیر حسن کے جتنے دیوانوں سے اس کلیات کی ترتیب میں مدد لی گئی ان میں سے مفصلہ ذیل دیوان قابل ذکر ہیں (۱) خود عالیجناب سر بہاراجہ بہادر کے کتب خانہ کا نسخہ جو خوش خط

چھوٹی تقطیع پر لکھا ہوا ہے صفحات (۲۲۲) کاغذ کشمیری جدول کے سوائے کوئی اور نقش و نگار نہیں ہے۔ کاتب نے اپنا نام درویش حسن لکھا ہے۔ مگر نہ سال کتابت ہے اور نہ کاتب کا کوئی اور پتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ابتدائی نسخہ ہو۔ اس کا آغاز

روز باشد کجاشدی یارا آرزوئے تو میکشد مارا

اور خاتمہ

اے حسن مروانہ بر سختی عشق دل بنہ کیں صاعقہ سخت افقاد

پر ہوا ہے۔

(۲) کتب خانہ آصفیہ کا نسخہ نمبری (۱۲۱۴۹)۔ یہ نسخہ نہایت درجہ مطلق اور ندرت اور خوش خط ہے۔ تعداد صفحات (۴۵۵) کاغذ کشمیری۔ پہلے صفحہ پر نہایت عمدہ کام ہے۔ کاتب کا نام سلطان محمد ہے لیکن نہ سال کتابت درج ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کن کن کتب خانوں میں رہا ہے۔ چوتھیں اس پر تھیں وہ ظالموں نے مٹا دی ہیں مگر اس کی ظاہری شکل و صورت یکا کر رہی ہے کہ وہ کسی شاہی کتب خانہ کا نسخہ ہے۔ اس میں کتابت کی بہت غلطیاں ہیں۔

(۳) یہ نسخہ بھی کتب خانہ آصفیہ کا نمبری ۳۹۰ ہے۔ اس کا کاتب

منعم الدین الاوحیٰ سال کتابت ۹۰۹ ہجری، خط معمولی تقطیع چھوٹی اس کی ہر بھی مٹا دی گئی ہیں۔ نمبر ۲ اور ۳ کا آغاز

اے حاکم جہان و جہاں و اور حکیم

محدث ہمہ بدایع و تو مبدع قدیم

بن (۹) ارادت خاں بہادر مخاطب بہ اقتدار خاں

اعنی

ہدایت ہو

اس نسخے کی ابتدا ذیل کے مصرع سے شروع ہوتی ہے۔

اے زخم رانندہ برسپید و سیاہ

اس میں صرف غزلیات اور رباعیات ہیں۔ یہ ان تمام نسخوں میں جو ہمارے زیر نظر رہے صحیح ترین نسخہ تھا۔ اس کا آخری حصہ ناقص ہے۔

(۵) یہ نسخہ بھی عالیجناب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ کا ہے بہت خوشخط

اور مصور ہے۔ کاتب کا نام پیر حسین الکاتب اشیرازی اور سال کتابت ۹۴۲ھ

ہے۔ اس کے آخر میں ثنویات ہیں جن میں سے چند ثنویاں اس کلیات میں لی گئی ہیں۔ چونکہ اس نسخہ کے متعلق صرف کتب خانہ میں معائنہ کی اجازت تھی اس لیے مزید تفصیل نہیں دی جاسکی۔

دیباچہ کے صفحہ (۶۳) کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ وہاں ہم نے یہ لکھا ہے

کہ معلوم نہیں کہ امیر حسن کو کس طرح سلطان علاء الدین کے دربار میں پہنچے اور اس کی مداحی کا موقع ملا۔ ان کی ایک ثنوی سے جو دیباچہ کے طبع ہو جانیکے بعد ہاتھ لگی اس معاملہ پر روشنی پڑتی ہے

سلطان علاء الدین کے امراء اور سپہ سالاروں میں ملک نصرت جلیسری بڑے

پایہ کا شخص تھا۔ سلطان علاء الدین نے شہر یعنی اپنے جلوس کے تیسرے سال ایک

شکر الخ خاں اپنے بھائی اور ملک نصرت کی سرکردگی میں گجرات کی فتح کے لیے

روانہ کیا۔ اس ہم میں بڑی کامیابی ہوئی اور بے شمار مال غنیمت ملا جسے یہ دونوں سردار لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ قلعہ جالور کے قریب پہنچے تو "خمس غنائم" کی طلب میں اہل لشکر پر اس قدر سختی کی کہ نو مسلم مغل جو لشکر میں بہ تعداد کثیر تھے بگڑ کر باغی ہو گئے اور یہ ارادہ کیا کہ سرداران فوج کو مار کر ان مطالبات سے نجات پائیں۔ اس منصوبہ کی پیش رفت میں باغیوں کی ایک جماعت ملک اعز الدین پر جو ملک نصرت کا بھائی اور غالباً "خمس غنائم" کی تحصیل پر مامور تھا حملہ آور ہوئی اور اسے مار کر آغ خاں کے خیمہ کی طرف چلی مگر اس کی حیات باقی تھی وہ بچکر نکل گیا یہی ملک اعز الدین ہے جو امیر حسن کے حال پر سید مہربان تھا۔ اور اسی کی لبت انہیں دربار علانی کے شعرا میں داخل ہونے کا موقع ملا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

ذکر تملطف ملک اعز الدین

| | |
|----------------------------|-----------------------------|
| کے کو نصرتے را شکر گوید | مزید روزگار خویش جوید |
| مرا ہم نعتے چوں نعتے داؤ | باید کرد شکر نعتش یاد |
| یکے کو برج گردونش سز و قصر | سرجہ ملوک سرور عصر |
| ستودہ سیرت و فرخندہ آئیں | کریم الخلق، اسحق، عز والدین |
| محمد اسم و رسمش جمل محمود | وجودش خاص بہر جود موجود |
| چراغ دودہ اعظم تغا نحاں | ملک خواںچکش زرش فلک خواں |

ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے ہمیں یک ذات امان دست برجاے

بزرگا، کرما اعلیٰ نژاد
 کرم فرمودن خود بخود بیندیش
 سرت در سروری پایندہ بادا
 خصوصاً در حق بیچارہ خویش
 مرازاں زرت در بایں خطرناک
 تو آوردی بروں چوں گوہر پاک
 پس اندر صد دولت راہ دادی
 محل دست بوس شاہ دادی
 ز سلطان گنجم آوردی و تشریف
 عطاءے خود در انجا کردہ تفضیف
 سرختم تو بگرفتہ ز خستہ
 من این را کے تو اقم شکر گفتہ
 اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر حسن دربار علانی میں ملک اعز الدین کی دستگیری
 سے پہنچے تھے۔ اور اسی سے آپ کے فوجی تعلقات کی مزید تصدیق بھی ہوتی ہے
 کیونکہ خود ملک اعز الدین کا تعلق فوج شاہی سے تھا۔

اخیر میں ہم اپنے ان دوستوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے براہ علم دوستی ہمارا
 اس کام میں تھوڑا بہت ہاتھ بٹایا ہے۔ بعض احباب کی رائے تھی کہ اس دبیا چہ
 اور ضمیمہ کا ترجمہ فارسی اور انگریزی میں کر کے شریک کلیات کر دینا چاہیے تاکہ اہل
 ایران اور یورپ کے مستشرقین بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں، لیکن اس وقت
 نہ اتنی فرصت ہے اور نہ اس کا موقع۔ ان سخت خانگی پریشانیوں میں جنہوں نے
 دل و دماغ کو معطل کر دیا تھا یہ جو کچھ ہو گیا وہی غنیمت ہے فقط

مسعود علی



رویف الف

پیر پیر با کرم دے جائے القضا ضا القضا
 جانم بنفس اے منجی نعمت زنجیر قضا
 ہرگز برابر کے نعم صدر و ضہ را با یک رضا
 از فضلت میں جب کند ورتحت ایں قضا
 زابر کرم سیلے براں بر کردہائے ماضی
 چشم رضائے بر حسن حق علی مرتضیٰ

یار بکبش خط کرم بر سیات ماضی
 گردارادت سختی بر فرق جانم رنجی
 گرو ضہ سازی در ہم جاں در رضا تو ہم
 شاخے کہ فہلم بر زنجیر فضلت آزا شکند
 در ماندم از بار گراں لب خشک چہ دی ایں
 ہچو حسین ام خستہ تن از جور شستہ شور غن

۵

یارب زفر طنی کوئی قوم نہدار از دوئی
 خود بہترین حافظ توئی فاد اللہ خیر حافظا

۲

بر ماہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را

اے برفراز سرو بر آوردہ ماہ را

دل می بری ز باجو ای قدح شیش
گویند آفتاب پرستند یک گروه
اے روئے تو تمام چو مه در به صفت

اے دوست راست کرده چو آری گواه را
ما بنده ایم آن دو رخ سپه ماه را
اطراف مهر رستم زده خط سیاه را



بنده حسن ز خط خوشت نسخ کند
هر که که عرض داشت کند بادشاه را



ساقی بیارے که چو ز گشت کار با
آدمی سارو دیده آن باد کهن
خوبان اگر بدست رقیباں گروه اند
وقت هوا خوش است هوا از مزاج صفا
شاه اتفاق جشن کند گویا که گل
باغچه داشت هر سر کارے که داشت گل
سلطان علاء دینی و دیں آنکه وز گاه
ناش محمد است محمد صفت به بین

گل ریخت گنج ز بهیم عمر سزار با
اکزیک نسیم او شکفته بهار با
گر چمن ز بهر چمن بند غبار با
بنشاند انداز همه جانب غبار با
از زو سیم ساخته امیاں نثار با
بخشایر قرا به که کشتاد کار با
شاه چه چو او نیافت در روزگار با
دین راز و ال دولت او شد مدار با



چون شرح بذل دست بزرگوارها
سال تقایش باد و فصل از شمار با



اے باز تازه داشته ناز قدیم را
هر روز کرده در همه آفاق گل نشان

در هم فکند و صد دل ناستقیم را
یک صبح زده اندازین سونیم را

| | |
|---|---|
| اگر تو بروں خرامی با این چنین جمال از سیر روی و موئے تو امروزی روزگار من هم ز قد و زلف و دیان این زبان در خاک چید غلط دُر سر شک من | از سیر مهر و ماه که پرست حکیم را تفسیر کرد آیت امید و بیم را در سینه نقش کردم الف لام میم را آخر بر حجت نظر ایس میم را |
|---|---|



ہاں اے حسن ز غنبت عشق جُدا شو
دولت شمار صحبت یا ر قدیم را



| | |
|---|--|
| اے درد ہاں فروہ دل دوستدار را من متظر کہ روئے مبارک بہنیت وہائے ما خراب شد از چشمست تو شکران غم نہ تو بغوغا در آمدند جد چون گے نبود این غایت دارم دل پر آتش ز آتش روزگار | یاری نباشد این کہ نہ پرند یار را آئینہ پیش داشتہ عکس کار را والی ظلم پیشہ فتاد این دیار را روزی شکستہ تو بہر پیر گار را داغ بنہ کہ کار بیاید شکار را خود را بسوزم اکنون یار دوزگار را |
|---|--|



سکین حسن ز صلا ماندست نصیب
با غم قرار داده دل بیتزار را



| | |
|---|--|
| اے روئے تو ماہ فصل ما ما عشق ترا بجان خرمیم از خلد و نسیم بے نیازیم | جز عشق تو نیست در دل ما انیت ز غم سر حال ما تا کوئے تو گشت منزل ما |
|---|--|

| | | |
|--|--|---|
| از روئے تو شرم نیست مرا | کاید ہمہ شب مقابل ما | |
| ۷ | بیچارہ حسن ترا نہاں گفت پیدا است کہ کیت قاتل ما | ۶ |
| بہ پیش صورت خوب تو ماہ را چہ بقا شکست کو کبیہ مرہ زیک بر آمدنت توئی خلاصہ و بر روز شب طفیل تو اند دو چشم من دو گواہند عشق را تو بگو تو آمدی اکل دلالہ بر خیتند از شرم اگر بروئے تو جامے خورم گنہ گیری | بجنب خاک درت مال جاہ را چہ بقا چو آفتاب بروں تاخت ماہ را چہ بقا تو دیر باش سفید و سیاہ را چہ بقا بیک عنایت قاضی گواہ را چہ بقا بہشت آمدہ شت گیاه را چہ بقا بہ پیش آیت رحمت گناہ را چہ بقا | |
| ۸ | بوخت از تف عشقت ہمہ جو حسن چو آتش آمد بیچارہ کاہ را چہ بقا | ۵ |
| باز آکہ از روئے تو بسیار شد مرا بے تو نظر گماشتہ ام ہر چہ ہر سوئے جانم دن از فراق تو آسانم و لیک چندال بہ تیغ غمرہ تو عشق باقم | دل در شمال تو گرفتار شد مرا بازم دو چشم در رہ تو چار شد مرا ایں زیستن بہر تو دشوار شد مرا تا آخرم در ول دل فگار شد مرا | |
| ۹ | یارا کے بچارہ گری یاریم نہ کرو باے حسن بنا کہ گری یار شد مرا | ۴ |

| | |
|---|---|
| <p>ترک من ہیں اے از شبستانہ مہتاب را از دہان او کہ درست از لب دندان من عین محراب است ابرویش سلیمان شد صبحدم آید خیال غمزه اش خونم بر بخت یار گر حاضر شد چندیں رفتے سیل فحش من ہدو راہ از کجایا ہم کہ نبود نسبتے</p> | <p>بر شرک و گنہاں کردہ مشک ناب را پستہ می خواہم بدناں میگرد عذاب را گر مسلمانے بمستی بوسہ زد محراب را اے آخر شب ہمیں شیوہ بود قصاب را لاحرم بے آشنا عاجز شد م غرقاب را با پریر و یان گلیو دیو گلخن تاب را</p> |
|---|---|



عالمے را غرقہ می بہیم بدریا کی طلب
تو کجایابی حسن آں گوہر نایاب را



| | |
|--|--|
| <p>چندیں چہ ناز آموختی آں غمزه غماز را ہر چند ہندوئے تو ام چوں در دم از لعلت ہرگز نہ برسد از کسے کعبہ نشیناں را غالب نیا عقل من بر عشق مہ دیان ملی بسجہ چہ در دستم ہی خرقہ چہ در پیشتم نہی سازیکہ بود اے معی کردی ازین مجلس را</p> | <p>دل بُردی جاں سوختی حدیث آخر ناز را در ہمیں بنشانہ ترکان تیر انداز را متے کہ او قبلہ کند چوں او بتے طناز را حد کہوتر کہے بود کو صبی گہر د باز را باز اہاں نسبت کن ایں پیر شاہ باز را باتو ہم آتش ز غم ایں مجلس بے ساز را</p> |
|--|--|



ہاں اے حسن تازندہ دل نہ زندان غمش
چارہ نباشد از قفس مرغان خوش آواز را



| | |
|---|---|
| <p>جاناں ز نقد جان من پیوند جان داترا</p> | <p>بر جان مادہ خستگان فرماں و اں باد اترا</p> |
|---|---|

| | |
|--|--|
| چو شاد تخت چارمین پشت نهد سر بر زمین من از هوا خواہی تو چیزے کہ جسم یانتم داد جوانی دادہ بر غم این چرخ کین ساقی دل و جام قوی آن جام جان بخش کو یک پاس با ما می بخورے بندہ یاقین من | اے خسرو خواں علم بر آسمان باد اتر تو اینچو خواہی ز حق یارب ہاں باد اتر مارا مے کہنہ بندہ دولت جواں باد اتر رحمے کن بر جان من جست کجاں باد اتر تو پاس داری این نفس حق پاساں باد اتر |
|--|--|

۶

ہاں اے حسن از یادشہ جان حریفان زہ کن
مہرے بندہ بر جان ماشہ مہر بان باد اتر

۱۲

زہ ز کس شوخے ہزار تیسر جفا
بر دل چو آئینہ با من ہمہ طریق صفا
کہ تگران نشاند روئے شان ز تھا
در خدا سے بندست حبہ و کفی
بنغمہ داریاست بوسہ دار شفا

کجاست آن شہ ترکاں گرفتہ ترک و فدا
دروں چو شانہ بنجیم ہر بود و ند
چناں ز غیرت رویش قفا خورند بتاں
دل مرا اگر آوارہ شد ز خانہ بصر
کشاو چشم دلش در ولایت خوبی

۷

حسن تو از طرفائی زیادہ گوئے مباحث
بے فضول نبودست صرفہ غرض

۱۳

بنوشتہ خط بندگی آل سوسن آزاد را
در ہا ذخیرہ میکنم از بہر پیش افتاد را
پند پر مانع نشد رسوائے مادر زاد را

دی سوئے سر و لالہ رخ پیغام دادم باورا
تا پیش اوقاتہ مگر اینک ز چشم درفشان
جھول لباس عقل و دیں عشق لیلی چاکر

| | |
|---|--|
| گر یہ گریہ شد در گلو رہیستہ شد فریاد را من در غزل خواند شمع رختہ فدا و اوراد را بوسہ بخیر و می رسد تیشہ زدن فراد را | میخواستم کرد دست دل امرو ز فریادے کغم دی بند فرض بایدا و از دور دیدم رویے او ہر کس ہے وار و ولے چہ سوہ کن خوان ازل |
|---|--|

| | | |
|----|---|---|
| ۱۲ | گر عمر نیست اسے حسن دیا ہے خواب صدف کن چندیں چہ گل مینر نی دیوار بے بنیاد را | ۵ |
|----|---|---|

| | |
|---|---|
| من زندانم تاجہ سازم جلیہ تابینم ترا گرچہ من بسیاری خواہم کردیت بنکوم در دم در دیت چون بیان آن در شوقی من نخواہم شد جدا از کوئے تو تا زندہ ام | جان بر لب آہم آخر بیا بینم ترا با چنیں بختے کہ من دارم کجا بینم ترا روئے در دانش نماہر خدا بینم ترا یا کشتہ نم بر سر کوئے تو یا بینم ترا |
|---|---|

| | | |
|----|--|---|
| ۱۵ | ترک خواباں نے گیری چھو سدی جسے حسن عاقبت روزے فقاہہ در بلا بینم ترا | ۵ |
|----|--|---|

| | |
|---|---|
| اے نوشہ دنیا من خوش عشق نامنا چوں وصف حسن تو بکتا ہے نیلہ توید با نوشتہ ہر دم سخن من رسوا ہی روند ز کوئے تو ز اہاں | ہر سال گل ز شک تو بدید جاہا از شرم سر و سب ہاوند جاہا من ہر طرف ز دست تو فراد ناہا بر سر سبے بادہ بجائے جاہا |
|---|---|

| | | |
|----|---|---|
| ۱۶ | گاہ از تو کام دلے یافتے حسن خود کامی تو برد ازو جملہ کامہا | ۵ |
|----|---|---|

آرزوئے تومی کشد مارا
باز کے بہیم آں تما اشارا
دوست داری کنار دریا را
ہمچو دی رفتہ گیسہ فردا را
زیب داد آں جمال زیبا را
عقل کے دانہ این معمارا

روز ہاشد کجاشدی یارا
روئے تو دیدہ راتما شائست
زاں چو دریا کھم کنار کہ نو
دل بفر داحسہ می نہی امر نو
صنع صانع مگر کہ برچہ صفت
خط خوب تو مسطر از خط عشق

ہیج یارے نکمہ و کار حسن
یار این کار ہا توئی یارا

۷

۱۷

صبر و سینه نمی باید مرا
خاطر آنجائے نیا ساید مرا
گل بدین خار می آید مرا
بے تور وئے گل نمی باید مرا
یکدمت صد شادی افزاید مرا
ایں غرض از غنچہ نکشاید مرا

از صبا بوئے تومی آید مرا
گمہ چہ باغ آسایش ہر خاطر است
تا بدیم گلستان بوئے تو
گل چہ خواہم کرد چون روئے نہیت
گردم گل گشت چون غنچہ چش
الغرض تو لب چو گل کجا از انک

تا ہوا خواہ تو ام، سچوں حسن
گل صفت صبر گ می زاید مرا

۷

۱۸

باد بہار بوئے شد بوئے بہار من کجا

چہرہ نگار کرد گل چہرہ یار من کجا

| | |
|--|--|
| روح زمیں بہر زماں از قلم قضا کنوں تا حقن جبار سید از صفت سج و بیدم خوچمن از بہار پر از پی زرچو غنچہ را شکر نو بہار را ساختہ برک یک بیک پار بباغ داشتہ خوش دیے بواجبی | جلد نگار نقش شد نقش نگار من کجا ست رکاب یا سیم حسرت ہمار من کجا دوش کلیم ز دگر گنج ہمار من کجا گل ہمہ عرض میدہد عارض یار من کجا دفتر باغ نوشتہ دست واجب یار من کجا |
|--|--|



دہر اگر بوقت گل گل رُخ از حسن ستد
اے فلک بنفشہ و شش لالہ عذار من کجا



| | |
|--|--|
| دور و زشد کہ شد مزاراں مہر یگانہ جدا منم نہالہ زار از جدائی درد و ست قبول کردی از چاہاں جدا شدی از تن ز تیر غمرہ او شتہ گشتہ میں شہرے زمانہ قصد بخول می کند ستارہ بجاں چہ طالعست مرا کہیں چنین کشدم زار | ہمہ نشاط شد از من بدیں بہانہ جدا چو زار نالہ مرغ ز آشیانہ جدا رواندا شتہ سر ز آستانہ جدا کہ بہت آں سر یکانش را نشانہ جدا غنیم جدائی آں دلبر یگانہ جدا غمش جدا ستارہ جدا زمانہ جدا |
|--|--|



یکے رعایت حال حسن کنید کہ ماند
زیار دور ز دل بخیمبر ز خانہ جدا



| | |
|---|---|
| نوبت زوند نوبت عیش است ساقیا آخر رسید نوبت شب موبدہ سہیں | عیشے بروئے خویش کن زود تر بیا تا نوبت کہ ام صرقت ساقیا |
|---|---|

گرد و آفتاب بشد ز آفتاب می
بے دور می زمین نکشاید قیامت
خون قرابه ریخته شد ریخته شود

در تیره شب بد و قح و در فتن ضیا
گر بر سرم سپهر بگرداند آسیا
خون کس که غرقه بسازد ز بوریا

۲۱

خرم گشت جز که بگو گرد سبزه
طبع حسن که زر سخن راست گیمیا



قدیران خود آفرینشاسی یارا
لیل القدر شود تیره شب بے قدری
دش هر چند که بدولت خرو آب دوم
چند شب چشم من از گردیدت آب گداز
تافتی شود از فکلا بهت خورشید
مکن امر و حساب غم آسان کن

شب هست سلامی نصرتی ملرا
بسلامی که تو یاری کنی اشب یارا
کم نشد آتش شوق تو دل شیدا را
بجب باشد اگر آب بر دور یارا
نشد که از رشک کمری شکنی روز را
و مدد خود اکتیاست غم فر دارا

۲۲

حسن بخش پور لب بدست انگشتی
یعنی بخش دلازی مکن این حلوارا



نیست ام و در هیچ جوش مرا
مقل مغلوب شد هم از یک در
خواج پندم پی دی که بے
بار من بجام می گردیست

چرخ ترک وادمانه و شمر
دور دیگر فدا شد جوش مرا
آن طبع فدا جود و شمر
تو بذیل کرم بپوش مرا

| | |
|---|---|
| <p>نمرہ دیدہ خورد گشت است شب چو دیوانہ کردوش بے</p> | <p>گرد و کان می فروشش را ہر دم از بانگ فروشش را</p> |
| <p>۲۳</p> | <p>چو دہم شمع جان خویش کہ کرد گفتہ بای حسن خموشش را</p> |
| <p>باز نو کردم ز سر عہدے و میخانہ را باز در زنجیر زلف شاہان او ختم یار بہ داند سرگردانی عشاق خویش جاں چو جائے عشق او شد عقل و گفتار ماہ من از چیت کاند کلبہ امنائی شبی در دلم صدگونہ غوغایت گر جہاں شوی</p> | <p>ساقیا نعتی بدہ آل آفت خزانہ را چون کنم بس می نیام این ایوان را شمع بد روشن کند جان بازی پروانہ را در حرم قدس محرم چوں کنم بیگانہ را یا اگر از گنج روزی نیست این میرانہ را از صورت کعبی سازم من این تاجانہ را</p> |
| <p>۲۴</p> | <p>دل چو رفت از تو نصیحت با کہ کوئی آسنا مرغ چو حبت از نفس دیگر چه ریزی دانہ را</p> |
| <p>اے غمخیز زیت تاراج بر جانہا بر شمع عشق تو ہر روز ہمی بسیم اے نرگس نورستہ این نوع و اداری اے خضر چرمی نازی زان جوئے کہ داد تو تاروئے نہاں کردی مہرے بداییم بسیار ہی گویند از حور و قصور آفر</p> | <p>کفر سر زلف تو عارت گرامیا نہا در کشتن مسکیناں از خط تو فرما نہا مرغ مستہ ہر حالے تو تفتہ بہ بستانہا آن گم شدگان را جو تشنہ بہ بیا نہا عاشق تو خوش باشد بلبل بگستا نہا اے آنکہ تو آن داری بے تو چکنم آنہا</p> |

یک مہ چو تو نادر دود افلاک بدور انہا
در نقش توجیر انم چوں نقش بایوانہا
چوں دامن گل بینی ہر سوئے گریبانہا
کا سال در احکامش بنیم ہم بارانہا

اے خانہ چشم من از طلعت تو روشن
لے نقش بدیع تو آرایش ہر ایوان
ہر گہ کہ چو تو سرے از جیب برادر سر
مانا کہ منجم را معلوم شد از اشکم

۷

بر نظم حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ
زیرا کہ نمی یابند این طرز بدیوانہا

۲۵

کاشی اندر زدی ہم رخت را ہم خانہ را
ہر گز آبادان نخواہد داشت این دیرانہ را
آشنا ہر گہ کہ برگردو چہ غم بیگانہ را
کیں پس نقش ہستی نیست آن کاشانہ را
آرے آنجا ہا کر باشد دوسر جز شانہ را
سنگ بر شیتہ نیارم زد من آن دیوانہ را

باز مست عشق خود کردی من دیوانہ را
ترک دل نفہم چو میدانم کہ ترک عشق تو
صبر من بیکانہ شد از من چو بر شق بلے
کلبہ ام با تو باز کاشانہ ہستم بہشت
شانہ گہ کہ با سہر زلفت در آویزی کند
گفتم دل را نصحت کن نصحتہا سخت

۷

اگر حسن افانہ شد از عشق چہمت ہم شہت
دوست میدارند خواب آلود گال افانہ را

۲۶

چشم او غارت گرہن گامہ یہ میرما
از لب شیریں منک نچخت شور انگیزما
تا فر و شوید ہم سہر زہد نفاق آمیزما

اینک آمد باز آن شوخ بلا انگیزما
باز تا تازہ کند ریشے کہ در دل داشتہ
زاں لب میگویش بر ما کاش افتد جرعه

| | |
|---|---|
| خیز نو نوشده ده زان غنچه نوخیز ما صف مژگان است کرده از یه خیز زما کان طناب غنچه کافیت دست دیزما | خارجہ انش چو جانہا خستہ کردے با صبح ہر زماں خمیہ ز ندیر چار سوئے عاشقان نیست یارم لشکری خمیہ چہ نسبت باید |
|---|---|



دش سگفت اے حسن مایم تیغ غمزہ تیز
چوں توانی بروجاں از پیش تیغ تیز ما



در غل کشید اس دل محنت کشیدہ را
صبر گریز پائے کلم عقل رسیدہ را
دل را با ایستائیم یا آب دیدہ را
مگل ز شاخ تازہ گل نور رسیدہ را
آل طفل چشم تر شدہ دامن دیدہ را
محرم ہمے نذارم یک آفریدہ را

عزم سفر شد آن صدم نور رسیدہ را
اول کراہ دل عزم زین دو دوستا
دل از برم روان شد آیم زویدہ نیز
اے باغبان ز درد دل بلبلان ترس
پرسی ز حال ز گس کاخ سپرد وقتا
سری کہ دارم از کرم آنسیدہ کار



رحم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آید ست
زین پیشتر جمال نداد ایں قصیدہ را



لعل تو بختا وہ درے ہم فتح ہم تائید را
تا از بلال ابروت شہت نما ندید را
با آن ہماز مشک تر خطہ بخش تا کید را
تحقیق عشقت یافتہ کے خوش کہ تقید را

اے غرہ چوں ماہ نور فوق فرود عید را
اگر ماہ تو در پردہ شد تو پردہ از رخ بر کن
گفتی کہ منہ شد روئے من دعوی موقتہ کردہ
طوق ہوئے دیگر اں افکنده از گردن بر کن

واللہ بملک لبری یک بت شریک
ہر خطبہ را ای خطیب ایجاز واجب دید

در اعتقاد و عارفان محبت توئی توحید را
امروز در رویش یہیں اطناب و تجمید را

۲۹

آنکو بہت سرکش دست از دو عالم برکش
گرد دست میجویی حسن پاپیش نہ تجمید را

۷

اے روئے خوبت آیت حکم امید و بیم را
اختر شناس اینگرد و نور و رخسارت گہ
خطت مثال حسن شد با آنکہ خوش موئی
در کام تو تنگ شکر در جام من خون بگر
تو خاستی کہ طوق غم داغ نہی بر ماوے
تا حار حنفت دیدم ام بایم طمع تو قرین

حکمی کہ میخواہی براں استادہ ام تسلیم را
پیش من و خورشید تو پارہ کند تقویم را
از غالی مشکین یک دو جانقہ بنفہیم را
چہ توان کہ پیش انما تو حکمے شایر تقسیم را
داغ تو بر ما باغ شد چوں آتش ابرار ہم را
ہر دم مگر میکنم در و در خود ما میم را

۳۰

امید میدار حسن کا نذر رہ تو جاں و بد
ہم از طریق دوستی رغبت امید و بیم را

۷

باز دل سوئے سفر می بینم آن دلدار را
من کہ روئے یار خود خواہم باغیا رم چہ
مردم چشم مرا از گریہ آفت ہا رسید
بر دل زار من نہ اے سارباں بار فراق
اینک آن سالار خواں و میان کارا

نیست از یاری کہ تنہا می گزار دیار را
سببیل آتش نہاید شہ و دیدار را
آرے افہار سد اصحاب دریا بار را
بارکش ہے میں براں اندازہ می نہ بار را
نیست کو با تو بگیر و کارواں سالار را

من بکارش خست دل او پیچیز از کار من
محررے باید کہ تدبیرے کند ایں کار را



بخت بقبل کو کہ وریش حسن باز آورو
آں بیت دیر آشتی آں ماہ زو آنار را



یاد نوروزی و گمره آب زو ایں کار را
وقت شد اینک تماشائے گل گلزار را
باز بنگار آں پریشاں بستان و ستار را
روز جمعه کار بندایے خواجہ استغفار را
جرعه کوتا بشویم تختہ پندار را
چند زیر خرقہ پنهان دارم ایں زنا را

نوبہار آمد سلم نو کرد عشق یار را
نیکو اں خندہ زناں چوں گل گلزار آمد
دید ہر جامہ گل بار ہواغ شراب
آخر ایں جمعیت امر و از بے غم خور
جاں ہے بادست چندین غلط بندام
ساقیا جامے بدہ تا دامن مستی بزم



گر حسن بیرون دہد سر رشته از سرے
مختب صد بار در پاؤقت خمار را



بہن بخش جان خراب مرا
بستان خود وہ کباب مرا
ندانم کہ بست خواب مرا
بدان جان تو خاک آب مرا
شکر مہر کردی جواب مرا
دعا مانے نامستجاب مرا

نظر کن دو چشم پر آب مرا
دو چشم تو قصید و لم بیکند
تراہر دور گس فوں گرفتار
صدیہ بگو نامدارے بود
ز تو شربت وصل کردم حال
بشنام مقبول خود محو کن

۳۳

حسن گفت خاکِ سگانت منم
بہر کس بخشش این خطاب مرا

۷

اے چشمِ چراغِ دل آخر نظرے بر ما
گر نیم شبے ناگہ طالع نہ شوی چوں مس
جز صبح کہ می راند ازمانے با تو
حلوے مُرادِ ما بر ذوقِ منی آید
راہِ دلِ ما دیدی بر بستہ بخار غم
گر باغِ تو آرائی و رراع تو فسرمانی

وے آبِ حیاتِ جاں آخر گزرے بر ما
جُز باد کہ می آرد از تو خبرے بر ما
بگزر چو نسیم گلِ وقت سحرے بر ما
بفرست ز لعلِ خود اندک شکرے بر ما
از باغچہ رحمت بکشتای درے بر ما
حاکم نتواند شد جز تو دگرے بر ما

۳۴

خوش گفت حسن با تو اندر شب تنہائی
کاسے چشمِ چراغِ دل آخر نظرے بر ما

۷

دل شد و نیا شد و دیں ساقیا
جام تو بردست چو من مفلے
تا چو تیراہ نہ شوی پاکِ دل
ہر چہ دہی باز ازانت و ہند
این دلِ گمراہ شد نشید پند
باز کجا ایتد این آبِ چشم

اگر بہ رفتند تو باے بیا
حقہ رغیب ست پُر از کیمیا
خرقہ نکو نایدت از بوریا
کردہ ام این تجربت از آسیا
دیدہ امی چہ کند تو تیا
تا ند مد از گلِ گورم گیا

اے حسن این زہد چہ آوردہ

زهد در دل رفته و بیرون ریا

باز داغ نو نهاد اندوه عشقش سینه را
از دل نامهربان او غبار کینه را
راه گم کردم عنبر نزار مسجد آدینه را
ایں سعادت میں کہ زیور می دهد آئینه را

باز عشق دوست نو کرد انده دیرینه را
چشم من طوفان بر افشاند و فرو نشاند پیچ
تا خلیب عشق او بر منبر جان خطبہ کرد
آنکہ می بینی کہ او از آئینہ آراستہ

۷

از ازل جان حسن مست است آمد بے
یار دیرینه شناسد صحبت دیرینه را

۳۶

برد دفتر طاعت رقصے را انده گنہ را
و انگاہ پیوستیدہ بسبزہ میرچہ را
بیکبار چنیں کر منہ اے شوخ کلمہ را
ہر روز پریشاں نتواں کرد سپہ را
دل غم دگر از رشک تو پیدا شدہ مہ را
عرضہ چہ کنم پیش تو ایں روئے سیمہ را

اے خط خوش از مشک تر آ میختمہ را
افکندہ دل ماہمہ در چاہ زرخداں
پیراہن یک شہز دست تو قباشد
ہر چند کہ زلف تو سپاہیست چہانگر
دیدم شب دوشینہ من ہر کہ نظر دوا
مہ وقت گرفتن رخ تو دید وہی گفت

۸

نگرفت حسن در تف عشق تو قرارے
چہ جائے قرار است در آتش کہہ کہ را

۳۷

از آفتاب روئے خود چو لعل جہان گن مرا

اے ماہِ خواباں کجھے بر خوشیماں گن مرا

بر تخت صلت اے پری کیش سلیمان کن مرا
لب برب من نہ بتا جان کن ساں کن مرا
یکبار بیمار وئے خود از سر سلمات کن مرا
زاں دلچسپت مست شد مر و غلط کن مرا
بر من فرو دایکدے آتش گلتاں کن مرا

در کج وقت روز و شب دوساں نایم
گناز و گناہے شوه ده بختائے زلف پر گره
افکند زلف کافرت اشکا لہا در دین من
از زہد خشک خوشتن ہستم براں اول قدم
دارم دل آتش کدہ آخر خلیل من توئی

۶

مسکین حسن میگوید کئے وقت عشاق تو خوش

۳۸۱

اگر من از نیشاں نیستم بارے از نیشاں کن مرا

از جلوہ بر انداخت عروسان چین را
بارے تو بیس یک نظر آں توبہ شکن را
ایشاں چو نسا زند بسوزیم وطن را
چون فتر گل بشکنی اوراق سمن را
یک وصلہ بدست آرم پیوند کفن را
دل چو کند بستیید بہ بندید دہن را

آں سرو جو با سبزہ در آمیخت سمن را
در تو بہ چه جہدم کنی اے زاہد مغرور
ما ایں وطن از بہر بتاں ساختہ بودیم
جاناں چو مبتلا شوی از عافیت غرض
موزہ بکن از پائے کہ پاتاہے خاصیت
اے مدعیان در سر آں گیسوے دل بند

۶

فردا ہمہ تشریف کرامت رسد از دوت

۳۹

بے خانہ و جا بے سراپے چو حسن را

روے تو نظارہ نظر
غلطیدہ بہ نیم جرہ سر

اے در دولت ہمہ شکر
از ساغر عشق درو تو

رفتم بہ پناہ دین و تقویٰ
در دل من ہمہ شنیدند
بارے ز سگان نوشتن پر
گفتی سرے نہ چو دل نہادی

تیر تو گذشت از سپر ما
توبے خبری ازین خبر ما
کاں بانگ چه بود در سر ما
این نیز نہیں بردگر ما

۴۰

از بے خطاں نیاید این کار
کار حسن است این خطر ما

۶

بر در و ما و قوف نباشد طبیب را
در دم ز حد گذشت بجاں اوفاد کار
جانا ز کلت حسن چہ می دیم دریغ
زال خط سحر پیشہ یک افسون ظہر بند
اگر جمیع مسجد آدینہ در روی
دل کردرت باندنی بایست بہشت

آہ از حبیب ست گھر و حبیب را
خیزای غلام و معذرت کن طبیب را
یا خود نصیب نیست من ز نصیب را
بفرست تا بیدم چشم رقیب را
در ہر حدیث مدخل افتد خطیب را
شہر کساں قرار نباشد غریب را

۴۱

بے تو حسن ہیچ وطن دل نمی دہد
بے گل جہاں خراب بود عند لیب را

۷

اے کمر بستہ بے وفائی را
تا چ غایت جفا کشیم آخر
وہ نمے پایست جدار و زے

بر طوف کردہ آشنائی را
غلیتے ہست بے وفائی را
آصف تھا کفر جدائی را

عقل بگریخت از محلت عشق
ز ابدے کان و لعل مگیوں دید
شہر زندانست روستائی را
معذرت گفت پارسائی را
جاں فدا کرد روشنائی را

۴۲

اے حسن نیم جاں کہ ہست بدہ
چہ تو اس کرد بے نوائی را

۵

مبتلا گشتم من بیچارہ تا دیدم ترا
خوب دیدم بے خطاناوک زدی بر سینہ ام
اے بلا انگیز ناگہ از کجا دیدم ترا
شکری گویم کہ بائے بے خطا دیدم ترا
نازنیناں گرچہ میگردد لول از دیدنیم
ہر زماں کوئی کرادیدی کہ دیوانہ شدی
سر و قد را است می گویم ترا دیدم ترا
ایک زماں نشیں کہ بعد از دیر ما دیدم ترا

۴۳

خسرو خواباں توئی خواہد حسن بوسے ز تو
بر گدائی آدم چوں باد شہ دیدم ترا

۵

رویف (ب)

اے دل اہل دولت ایشاند ایشان را طلب
گر ہی خواہی درون بہمت را مرہے
چیت این جمعیت اس جمع پریشاں را طلب
آں جگر پاودگان سینہ ریشاں را طلب
عقل جس بیگانہ صرف اند خوشاں را طلب
وین تقلیدی را کہن خوب کیشاں را طلب

باز قوم مقبالا میں در لباس مدراں
۱ حسن گر طالب قبالی ایشان را



تو دست در غمانی و من پائے در کرب
یک آدمی شکیب کند می کنم شکیب
سرو سہی کہ بار نیارودہ مار و سیب
مانند ز اہل ہر چہ چو شکیب نشیب
بر تو غرامتست بر اندیشہ ارت تبیب
خط کش بہر دو عالم بر حکم اس کتیب

باز آ کہ بے تو یار نمی خواندیم شکیب
گر از بتانِ حور صفائے پری صفت
در نازکی چو نارون قامتت بود
از پردہ چوں کاغچہ ابرو کشتی بروں
اے دل اگر تو عاقبت اندیشی از غمش
اگر حرفے از کتاب محبت گرفتہ

بر طاعت حسن نشوم من رفیعتہ
او داند و ریا من بخوان دل فریب



بے دلاں را در جب گرا نقاد تاب
کوئی او عشاق را حسن المآب
جاں از دست چہاں از دست خراب
نیم کش کردہ دیشتم نیم خواب
بر عشیق ناب زد لولوے ناب
خول کشاد از جوے چشتم جائے آب

اینگ اینک در رسیدن آفتاب
روئے او آفاق را شمس الضحیٰ
چشم میگوش یکے نظر ارہ کن
تیر غمزہ در کہیں گاہ فریب
گوہرے جستم از درج لبش
راست کام و زاندر آمد چہ سہو

اگر شد اندر پر تو رویش حسن

۳۶

چول ستاره در شعاع آفتاب

۹

باو من دورے بگرداں از شراب
 یک سیر ناخن عنبرم ماکم نشد
 خاکیاں رانست از مے سیر بی
 نہ خطا شد چون تو نزدیک من
 چشم گریانم کشاده شد رتو
 جانب من چون گذر کردی بلے
 مجلس خاصت مائیم و توئی
 لب بمای ده دل از مای ستاں

مست کن کرد دست غم گشتم خراب
 یک سیر ناخن عنبرم ماکم نشد
 گوئی اندر ریگ می ریزند آب
 ذکر غیرے دور باشد از صواب
 در شمار من نبود این فتح باب
 در خرا با هم افتد ماہتاب
 رہ نیابد از شب اندر چشم خواب
 پچھنیں از تو نمک و زاکباب

۳۷

روزے از حکمت حسن گردن ستافت
 تو ہم ازوے اشبے سر بر متاب

۷

چہ کرد با من و بار فرگار من یارب
 مے چگونہ مے کا شکار خواہم گفت
 ہزار عاقل و دانا دیں طریق بخت
 کنوں میں ہی و محشوق ذوق عشق سماع
 کہ گفتہ بد کہ مرا صبر و صفت و اصلاح
 مے شہانہ بروئے چو صبح جانان خور

چہار روز فراق مہ چہارہ شرب
 ہمیت صبح تھا بلکہ آفتاب لقب
 مرا ہم دل گم رہ ز دست شد عجیب
 تو دانی و غم دین و رعایت نہ رہ
 قدح بیار از من و ان دروغما مطلب
 کہ وقت صبح اثر می کند شراب غیب

حسن حریف نزاری تو اندر میستی
یکے عنان ارادت بکش بدست ادب

۹

۳۸

| | |
|--|---|
| <p>اے زپائے تو بدر و سر رکاب بوسہ بر پایت زخم یا بر رکاب بار کا بنی گو کہ گرد آ و ر رکاب بخمت می فریادت از ر رکاب تا مر صبح گردد از گوهر رکاب کز تو جان ماست پا اندر رکاب نیست نسیاں تیغ تیز هر رکاب تا رواں کردے ازیں چاکر رکاب</p> | <p>ترک من بنشیں مکن پا در رکاب دست در جعدت زخم یا در کلاه پائے گرد آ و ر از رکاب و مے بخواه بر رکابت روئے می مالم ببیس چشم گریاں دامت زیر قندرم بعد ازین مائیم و دست اندر غاں هر زمان لیس در رکابت را حسن عاقبت عذرے غاں گیرش نشد</p> |
|--|---|

دستہائے او بریدہ کو گرفت
در یکے بازو و در دیگر رکاب

۶

۳۹

روایت (ت)

دیدہ را گریا تو کار افتاد دل غمناک چیست
مرغ عاشق می شود پیرا بن گل چاک چیست
ابلق حسن از بریزین یوسف بود و بس
عالی گردمندت دست بر فقر اک چیست

ہمچیں گویند کاتش رہ ندارد در بہشت
 اے بہشت عاشقانِ این روئے آتشاکِ چسیت
 گرزِ رشکِ روئے تو مہ را نشد پارہِ جگر
 آں نشانہائے خوں بردہاںِ افلاکِ چسیت
 مہرہِ تریاک را بسیار عزت می نہند
 تو از اں لب مہر بخشا مہرہِ تریاکِ چسیت

گر حسنِ قدر غمت نشاخت اودا عفو کن
 پیش عفو کامل تو جرمِ مشقتِ خاکِ چسیت

روئے خود را ماہِ میخوانی کہ میگوید کہ نیست
 موئے خود را مشکِ میدانی کہ میگوید کہ نیست
 چوں بُوخِ خود را بہشتِ عاشقانِ کردی لقب
 برہمنِ سنبلِ چہ می شانی کہ میگوید کہ نیست
 ظلمتِ ظلمتِ زلفِ توجہِ مشکلِ اندراں
 روئے تو نورِ مسلمانی کہ میگوید کہ نیست
 گر ترا من زرم دل خواغم کہ میگوید کہ بہت
 ورم را تو سخت جاں خوانی کہ میگوید کہ نیست
 جاغم از خاکِ در تو آبِ حیاں یافتست
 آنکہ بہت اسکن ز شانی کہ میگوید کہ نیست

شہ علاء الدین کی بیغم زجاں بخشی او
برہم کس منت جانی کہ میگوید کہ نیست

۶

شاہ صہ بندہ چو خاقان حق ہمیدانکہ هست
بندہ پیش صد چو خاقانی کہ میگوید کہ نیست

۵۱

سرفرت درہوائے تو ام در در سرفرت
پالیش نگل فروشد یک پایہ بر زرت
جاں داد ہم جوئے تو جائے دگر زرت
خانہ زبج خوں اخلیل دید و در زرت
آں آتشے کہ دیدہ ہدی از جگر زرت
آں مردم دو دیدہ ہنوز از نظر زرت

کارے کہ بود با تو مرا بیشتر زرت
دل خواہست تا بہام وصال تو بر زرت
عاشق کہ جان رفتہ بجوئے تو باز زرت
شب را خیال آمدہ در پیش چشم من
آمد مرہ بسینہ فرو رفت و ہم چناں
با آنکہ خون دل زمرہ رفت سالما

۷

عمرت ہمہ بکار بتاں رفت اے حسن
تا عمر تست کارت ازین خوبتر زرت

۵۲

ہر کہ فاسق ترست یا رمن است
آں ز نفس گناہگار رمن است
آں ز شومی روزگار رمن است
اثر ز ہد کم عیار رمن است
عذر یک شب صلاح کار رمن است

یا ربدون بنفس کار رمن است
ہر چہ نقش گناہ می بینی
ہر چہ بر من ز روزگار آمد
دل کہ با معصیت قرار گرفت
اگرچہ کارم فساد شد ہمہ روز

در کنار من آب دیدہ من موج دریاے بے کنار من است

۵۳

بر خور از امید خویش حسن
گر بگوئی امید وار من است

۵

اے کہ رخت نور مسلمانیت
زلف ترا از دروں موبو
شهرے از آن زلف کہ ظلمت دراو
یار گرانست فسراق تو آه
اصل لبث مہر سلیمانیت
گفتم و در بند پریشانیت
کفر گرفت این چه مسلمانیت
ہر چه گراں تر بمن از انیت

۵۴

خشم گرفتی ز حسن عاقبت
عاقبت خشم پیشانیت

۹

اے کہ در عالم نحو بے مہر تر مانند نیست
سر و گل چو قامت رویت ندیدم درمن
دیگرے را چوں گویم بر تو اے آرام جاں
از سرود شادمانی و طرب بے بہرہ ماند
ہستم از بند دوزخین سلاسل دار تو
یک نفس گفتم کہ این شوریدہ را تسکین کھم
شاہ خوبانی نگارینا ترا ز سبد از آنکہ
ہرگز اند دولت و صلت میسر کی زبان
اہل انساں را نظیر شبہ تو فرزند نیست
ہمچو اصل شکر افشانت نبات تو نیست
زانکہ در ملک جہاں خبر با تو امرو نیست
آن دے کش ماہ روئے مثل تو انانیت
ہیچ مجنونے بدیں آئیں اسیر بندیت
اے دینغا کیں دل مسکین و غرضندیت
ہیچکس را در جہاں لایزواں اورندیت
ہمچو او اندر جہاں مسعود و دلتندیت

۵۵

آه بیچاره حسن بگذشت از چرخ نهم
بیچرخ آگاهی ز مشاقاں که می نماندست

۹

دل نهادیم بهر حکم که در تقدیر است
خانه عاقبت امروز مسلم نشود
عمر آنست که حل سال بغم خوردن رفت
دور سازست که زیر و زبانش آهنگ است
کجی مطلق از اجزای کماں چو نبرد
ای بندگان ز شسته گنہت یاد آور
ظالماں را نشود پند بزرگاں مانع
سر نخوت چه برآورده ای سرو بلند

ترک تدبیر بسندست بهین تدبیر است
بام او خار گرفتست درش زنجیر است
عمر آتش طفلیست که اندر سیر است
هر چو این سوئے بم است آنسوئے دیگر زیر است
اثر راستی ضرب که اندر تیر است
اکه بهماں یاد گناه تو ترا تذکیر است
اگر کن شب آدینه چه دامنگیر است
پنج گم بخون پنج بیدانجیر است

۵۶

ایں جوانی همه در خسو سر آورده حسن
وقت تقبیل حواشی بساط پیر است

۷

آنکه او بر در عشاق سر نه نهاد
دوست داغ که نهاد دست نمی دانی
غمزه چو ناک ابرو چو کمان لف کمانه
دوش قمری بقیس قصه در دم میخواند
دل بدوران غمش بیچ شب شاد سخت
باز دست به قمار عم او خواهم برد

عشق بهر جا که در هست برو بخشاد
مهر مهر است که بر سینہ ما نهاد
همه اسباب بلا بر دل ما آماست
حال افتاده ندانم کراں کافداست
ایں سیاه روز ندانم که چه طالع زادست
خرقه در باخته ام دایم بسجاست

۵۷

دل مکیں حسن آتش دگیت بیلے
ایں ہمہ جوش درونست کہ بیرون داد

۶

وہ چہ روزست ایں کہ برمن جور یار از حد گذشت
ناچشیدہ جرعہ زان لب خمار از حد گذشت
پیش ازین ہر روز می نالیسدے از روزگار
جور او ہرچوں بجائے روزگار از حد گذشت
درد چنداں شد کہ دل را احتمال آں نہاند
بارکش لا بد نسد و ماند چو بار از حد گذشت
ماہ رویا روز با ہجران تو مارا بکشت
ماہ نو بنمائے زابرو کا انتظار از حد گذشت
چوں صاب رقعہ شطرنج غمہائے ترا
یہیچ پایا نے ندیدم وین شمار از حد گذشت

۵۸

جیست جانا بدل خاک من چہ نہیں غبار
آخراے ابر کرم رحمے غبار از حد گذشت

۷

دل بہ یکبارگی از بار جفایت ریش است
طبع بد خوئے تو ہم بر سرے غوے خویش است
شب ہجراں بتر از روز قیامت گیرند
بہترین روز مرا آں بتریں شب پیش است

این چہ کیش است کہ چوں تیر فرستی بر من
 بیچ ماندہ نشوی تا یکے اندر کیش است
 دہم درد ہمے خیزد ازین دل آرسے
 ہوس نوش لبان برگ جان چوں کش است
 دو تاں حال دل ریش چہ پر سید از من
 اینک آں خوں دو دیدہ آں ریش است
 گر بیاید گلیمے بشراب آلودہ
 بن آرید کہ آں خرقہ آں درویش است

۱۱

اے حسن خلعت درد کے کہ ترا ہست بدوش
 کم پسندار کہ از ملک دو عالم بیش است

۵۹

چندیں ہزار پیر این از غم قباشد است
 بر چشمہ حیات بسے ماجرا شدہ است
 چشم روشن فلک تو تیا شدہ است
 امید ہا ز کعبہ رویت روا شدہ است
 آسے میان شیشہ و بادہ صفاشدہ است
 ہر رختہ کہ ہست بہ بنیاد ماندا شدہ است
 اگر یہ است و بس یہ کہ با آشنایندہ است
 روز بد منست کہ بر من بلا شدہ است

تاج گرہ ز بند قبائے تو وا شدہ است
 تامل شکر نیت بجاں بخشی آمدہ است
 امروز خود غبار قردوم مبارکت
 مقصود ہا ز طوبی خطا برآمدہ است
 شیشہ درون سینہ گرفتہ بادہ را
 یاراں بنائے عشرت کردہ استوا
 مادر دیا عشق غریب اوستادہ ایم
 نزدوست شکوہ است مرا نے ز دشمنان

گوئی کہ روزِ بد را ہم روزِ بد رسید
 در نیچرِ الصحت من مبتلا شدست
 حالِ خسروئی دلِ پرخون چه پرسم
 ایک روز خود بیا و بین تا چاشندست

۷

جاناں ترا گھے غمِ حالِ حسنِ نبود
 جمِ راجہ غمِ کہ مورچہ زیرِ پا شدست

۶۰

دور تو و راے دور ما هست
 اندر قدم تو خاک را هست
 در ویش نہ مرد بادشاہست
 جانِ ہمہ را ہماں پناہست
 از تو بتوام گریز گاہست
 ہر چند کہ نامہ ام سیاہست

ساقی قدحِ کہ شب بجاہست
 غمِ بامیدِ حسدِ خاص
 اے عقلِ گردِ عشقِ کم گرد
 جاناں ز در خودم چه رانی
 اے ترکِ عمارِ بقتلِ دادہ
 زلفِ تو شفیقِ محشرِ باد

۶۰

تو قبلہ وقت شو حسن را
 ورنہ ہمہ طاعتش گناہست

۶۱

جائے کہ توئی اے من جانِ من آنجاست
 بیچارہ دلِ پر غم و ویرانِ من آنجاست
 من مہلِ بلمِ اماز گلستانِ رختِ دور
 شاید کہ بنالمِ چو گلستانِ من آنجاست
 تو غمِ سفرِ کردہ و نا کردہ زمنِ یاد

کاں عنفرہ سبکیں حیران من آنجاست
 گویند خراب مہر و سااں شدہ تو
 من چوں نشوم چوں مہر و سااں من آنجاست
 من قصہ بخت جگر خویش نوشتم
 آنجا برائے باد کہ سلطان من آنجاست
 از معہ طبیبان نرود درد دل من
 گورنج بینید کہ درمان من آنجاست

۷

از یاد تو زنده است حسن ورنہ بمردے
 میگفت کہ بیجان شدم و جان من آنجاست

۶۲

غائب نشوی کہ بانو کارست
 مارا ہمہ وقت نو بہارست
 جاناں مگر از منت بجا رست
 آں ترک بہنوز در خارست
 آں غم کہ زنت برقرارست
 اے جان من ایں چہ روزگارست

ساقی دم ج مشکبارست
 بابوئے می و ہوائے رویت
 چشت سوئے ما نمیشود باز
 از متے چشم تو خاتم
 ہر چند کہ بیعت ارم از تو
 از غصہ روزگار جاں رفت

۸

اے چارہ گر امید ہا تو
 بیچارہ حسن امیدوارست

۶۱۳

آه کاش شب ساربان را اتفاق محلت
 راه چوں خواهم دیدن این زان سحرش بنو
 هر دو کامی کرد چشم چشمت خون بر دواں
 داغها و ایم بر روی دل از دست غمش
 روی او دیدن هر اے را تواند بود وجه
 آن خط خونریز بر رخسار خویش گویا
 دوستان گویند کاخر دست پایم بر

حردم بخیم ز حال درد مندا غفلت
 آفتاب اندر حجاب کو دهم در محلت
 حال رفتن چوں بودی و خنجر است
 زنگیان را داغ بر رویت را بر دست
 عقد زلفش کشادن مشکل مشکلست
 محضر عالم بنزد بادشاه عادتست
 چوں خم چوں دست زیر سنگ پایم در

۶۴

خیز چوں پروانه و آتش زن اندر رخت خویش
 اے حسن این سنت دیوانگان عاقلست

۷

ساقیای ده که مست آن یار من باز آمدست
 ز هر چوں ورزم که آن توبه شکن باز آمدست
 باده گلگون بده تا سوسے گل گشته کنیم
 یار من چوں گل بگلشت چمن باز آمدست
 راحت دل بود یا جاں بود الحق هر چه بود
 اینک آن راحت بجاں و جان من باز آمدست
 سجده ام واجب شد و جان بازیم پروانه وار
 قبله عشاق و ماه احسن باز آمدست
 پرهیز باشید از خم کنند و زخم تیر

سرو وجه انداز و ماه غسره زن باز آمدست
لے کہ در وصف غلامانش ہی بینی مرا
نیک بختم من کہ بخت نیک من باز آمدست

۵

دوست بازے بود از دست حسن جتہ کنوں
صید کم ناید چو در دست حسن باز آمدست

۶۵

دیدہ روشن کن از بونے کے باوہست
شکلے از حلقہ گیسوئے کے باوہست
سحرے از غمر جادوئے کے باوہست
چاشنی خیم ابروئے کے باوہست

روئے گل میں صفت روئے کے باوہست
بعد ازین دست من زلف بفتہ چکنم
نظر از نگرس تو می توانم برواشت
دوش چشم ہمہ کس بر منو حیراں بود

۷

خوش قیادت حسن با گل لعل آری
رنگے از اشک تو بونے کے باوہست

۶۶

بے دیدن او چشم مرا نور بصر نیست
من کشته آن چشم کہ بر اش نظر نیست
داند کہ دعا مانے مرا هیچ اثر نیست
شب نیست کہ از روز دگر سوخته تر نیست
آری ز خوابی حریفانش خبر نیست
گفتا دگرے زن چکنم جان دگر نیست

آں دیدہ کہ بر حال من بیچ نظر نیست
از شربت وصلت ہمہ سیراب شد ستند
رنجاند و از ریخ دلم اسپج تر سد
بیچارہ دلم شمع صفت در غم بچراں
چندیں چہ بنیواب کہ ز گرسنت
یک بوسہ ز دم بر قدش جان تداؤن

۶۷

درباز حسن در ره ادیک دل صد جان
بارے تو بریں باش اگر هست وگرنست

۷

فسون فتنہ کہ چشم تو دلربا آموخت
بر بخت خال تو خونہائے خلق و عجب ام
سبق تو بردہ از ہر ہمہ خطا کاراں
ہمیشہ غرق بخوں بود مردم چشم
کسے کہ لطف زبانش ببردہ جاں سید
دلہ ز زلف تو لایل خواست یاد گرفت

نہ از برائے خود از ہر جان آموخت
ز بندہ دے تو کایں ترکی از کجا آموخت
زہے مسلم تو کنت ہمہ خطا آموخت
شبہ خیال ترا دید و آشنا آموخت
رفت و معجزہ خود لب ترا آموخت
نظر بروے تو افکند و اضحی آموخت

۶۸

حسن دو چشم ترا مست ناز می خواہد
قبول طاعت خود را ہمیں دعا آموخت

۷

مارا بجز تو در ہمہ آفاق یار نیست
دامن چو گل سرشک چولالہ شرہ چو ابر
روزے بدیدہ جنیم خاک رہ ترا
گفتم ز شاخ وصل تو بارے ہمار سید
گفتی برو بچوے دگر کس قرار گیر
بیا آساں بر آورم ایوان آرزو

مشفق ترا ز غم تو دگر غمگار نیست
مارا ہوائے عشق کم از نو بہار نیست
شب نگذر دکہ بردلم این خار خار نیست
آوازے از در تو برآمد کہ بار نیست
در عہد نامہ من و تو ایں قرار نیست
لیکن بنائے عمر جنیں استوار نیست

۶۹

ناز تو پیش با شد یا نالہ حسن
ایں ہر دو را کہ نام گرفتہ شمار نیست

۷

| | |
|--|--|
| مراد رکوع عشقت خانہ ہست روان ثواب طرف اے گنج خوبی اگر یاران تو نظارہ خواہند میان عقل و عشق اصلاح توال نگردم گرد شمع وصل لیکن منم فردا و گنج خلوت خالص | زرد درو تو پیمانہ ہست نگویم کلبہ ویرانہ ہست بگو درکوع مادیاں ہست زار و باغباں افسانہ ہست زدیوان غمت پروانہ ہست عوام حلق را کاشانہ ہست |
|--|--|

۶

حسن جائے تو اندر چشم خود کرد
ہم اینجا باش خالی خانہ ہست

۶۰

آن مائے تومہ آجا جوان تو کیست
ورہشتی ہم اشارت دہ کہ ضلوان تو کیست
ایہ جہانے برد خود خواندہ پنجان تو کیست
تا گرفتار دوزلفنا مسلمان تو کیست
چول چوکان بکشدی میدان تو کیست
تو نمی گوئی و میدانم کہ جہان تو کیست

اے میانِ مفلساں گنجی بگیان تو کیست
گر گلی مارا بشارت دہ کہ گلزارت کجاست
ہم تو با شیرینی لب شور بخشی یا نمک
چشم از عشق دو چشم کافرت خوش آہ
خلق کوئے گفت گو اندر میاں افکنده ام
اے دل از سینه کباب آوردی از دیدہ گلآ

۷

اے حسن تا چند خواہی داشت درودِ نہاں
ہر کہ را جانیت میداند کہ جانان تو کیست

۷۱

شاداں مباد ہر کہیں مژدہ شاد نیست

اے بند عشق پیچ و لے را کشاد نیست

از دارو گیر عشق بیاں اشک من نگر
 نے بانگ مرغ میشتوم نے صدائے کوس
 بے زرم را چوں سلم من کہ روزگار
 گفتیم شمع بستی یک بوسہ گفتہ
 لے نیکواں چہ شد کہ ندا دیداد من

چوں شکر گرختہ کش ایسا دنیست
 با این شب مراد مرا با ما دنیست
 یک روز بر مراد من نامرا دنیست
 کفنا کہ ہر چہ گفتہ ام امر فریادنیست
 یا اندراں جہاں کہ شامید را دنیست

۶۲

رو از بلائے عشق چہ می تاباںی اے حسن
 من یاری از کہ جویم چوں اعتقادنیست

۶۱

از تو مرا بوی و مثالے بس است
 گر شب من خواہے چوں روز عید
 خط چہ کشی از پے خوں ریز من
 دست بفتہ اک تو نتوان زدن
 دستہ ریجاں چکنم از بہشت
 خندہ زناں ہر نفس اندر آئے

وز رخ ز گینت خیالے بس است
 از خم ابروت ہلالے بس است
 برب چوں نوش تو خالے بس است
 صدق تعلق بدوالے بس است
 از سر کوئے تو سفالے بس است
 جلوہ گل از پے سالے بس است

۶۳

از خود و از غیر منال اے حسن
 فضل خداوند تعالے بس است

۶۴

بیاساقی ہنوز آہستگی حسیت
 مرادہ ساعسیر پز آنچناں وہ

کہ اینک گل خنجدید ابر بگریست
 کہ نشا سم کہ وہ چند دست یا نیست

نکو گفتند از وی بیچاره ترکیست
نمیداند که این بیچارگی چیست

بزرگان مست را بیچاره گفتند
و لے ہشیار از وی بیچاره تر زانک

۷

حسن گر سروری خواہی دیں راہ
بزر پائے مستان بایت زلیست

۷۴

بنائے زہد و پیاں کردہ اوست
ہزاراں شخص پیاں کردہ اوست
ہمہ آفاق حیراں کردہ اوست
ہمہ عالم پریشان کردہ اوست
بست گیرم کہ نہاں کردہ اوست
دل صد پارہ قرباں کردہ اوست

تقم کا سلام حیراں کردہ اوست
اگر بیل کند اراچہ سہ ناہیم
نہ من تنہا شدم حیراں رویش
سرگمیو بختی می برد زانک
دلم کم شد دریں مجلس کجارت
من اندر کشیش آن ترکم کہ ہر بار

۷

اگر تو کا فرش خوانی ہی خواں
حسن بارے مسلمان کردہ اوست

۷۵

خاک آں رہ مرا تاج مرست
کعبہ رہ روانت خاک درست
روشنم شد کہ عمر در گذرست
من چہ دلم بہشت پیش درست
شب پرہ ز آفتاب بخیرست

مہر کجام کہہ ترا گز مرست
جانے چلہ روزندگان کعبہست
دی کہ این ہانہفت گذر افتاد
عالمیہ برور بہشت روند
ما کجا نور طلعت تو کجا

هم کرمیاں متبول فرمایند
تحفه اہل فقر حاضر است

۷

حسن اینجا چه می فشانے جاں
کہ نثارِ عظیم مختصر است

۷۶

کہ ز رخ قبلہ خواب خطا و چکل است
کا نچہ بینی ز سرش تا بقدم جملہ دل است
سر و پیش قدش راستی خود نخل است
چہ خبر دارد ازین لطف کہ در آب گل است
بارگ دیدہ ہمانا رگِ دل متصل است
وین نہ اندگر آنکس کہ گرفتار دل است

یارب این ترک جفا پیشہ ما از چکل است
آں نہالِ ما خود بصفت باید راست
کسے از استی خویش نبود دست نخل
آنکہ اندر سرش از آتش خود بادست
خونِ دل می چکد از دیدہ من در گریہ
دل گرفتار بلائیست کہ پایش نیست

۵

حاش شد کہ حسن دم زند از جورتباں
ہر چہ آں قوم کنند از طرف ما جل است

۷۷

از خط و لبِ مرد و بیجا دہ یافتست
وا نکس کہ یافتست خدا دہ یافتست
شکرے بر آنکہ نعمتِ آمادہ یافتست
او قدر دل چہ داند افتادہ یافتست

خوبے کہ گنجِ نیکوئی آمادہ یافتست
خوبی و چاکیش خدا دہ شہبہ است
این نعمتِ جمال کہ او دارد ای دریغ
افتادہ ماندہ بود و دم بردش بخت

۶

خونِ حسن ہم خورد از ناز و نوش با
خونے کہ خوشگوار تر از بادہ یافتست

۷۸

| | |
|---|--|
| <p>باغ بہشت وصف جمال محمد است نون و انقلم مدیہ از روح خلق او کرسی کہ بہت تخت فلک پایہ قدرت است آغاز عید رشادی و اتمام صوم غم زال شد فلک ز نختہ خاک بچینیں بلند ہست این نعم نوالہ از خوان او یکے</p> | <p>ختم رسل صفات کمال محمد است طہ اشارتے ز جمال محمد است ایک پایہ زجاہ و جلال محمد است موقوف ابرو کے چو ہلال محمد است کیس حرف خم گرفته چو دال محمد است جلہ نوالہا ز نوال محمد است</p> |
|---|--|



آزاد شد دل حسن از بند ہر غم
کوبندہ محسوس آل محمد است



| | |
|---|--|
| <p>باتو خوش بشنم اشباں شب است از شکر گل چینم اشباں شب است خلوتے بجزینم اشباں شب است گل بود بالینم اشباں شب است خندہات پرینم اشباں شب است قابے سین بنیم اشباں شب است</p> | <p>روئے خوبت بنیم اشباں شب است روز نماز ہر فراقم داد و ہر صوفیانہ بردت از ہر دو کون درست لطفت خرم از بستر بر رفت طلعت تو ماہ من خواہد شدن اے خیال ابروت معراج من</p> |
|---|--|



با حسن گفتی شبے جاں بخشمت
جاں من بے بنیم اشباں شب است



| | |
|---------------------------------|---------------------------------|
| <p>تُرک من ترک غمے بد نگرفت</p> | <p>بیچ غمے ز نوئے خود نگرفت</p> |
|---------------------------------|---------------------------------|

یک به آموزی خرد نگرفت
خود گرفت از کس بد نگرفت
خانه در منزل بد نگرفت
کس نبودست کس نزد نگرفت

هم بال بدر ہے کہ رفتہ بماند
آفتاب رخس مالک حسن
کیست کو نہر بند عشق بگشت
دی در آمد بعاوت زد و گیر

۴

حسن از خان ما پر دل بداشت
در دل برگرفت بد نگرفت

۸۱

بند بندم به بند می انداخت
بر دل در و مند می انداخت
تیری زد کسند می انداخت
چندی بست چندی انداخت
از ستاره سپند می انداخت
زهر می ریخت قند می انداخت

ترک من دی کند می انداخت
هر کجا درد ناک تر ز حسه
در شکار آید ز عنبر و زلف
کس چه داند کز او در یکدم
اوسمی رفت و بر آتش مهر
جزع و لعلش بدامن عشاق

۴

مرتن راز ناز به حد خویش
جان بخت گزند می انداخت

۸۲

دل چه باشد جان فدای نام اوست
جادوئے اے که در بادام اوست
گوینا این دیده غرق و ام اوست

ترک دلبندم که دل در دام اوست
دامم از اشک پر غناب کرد
تألب خویش دیدم لعل غام

این همه خوں خوردنش در کام اوست
راخته گریست در دشنام اوست
مایه دولت همین پینام اوست

دیدی آں منقار خوں آلود کبک
راحت جان گفتش دشنام داد
و ادبیغای کمی کش می شبی

۷

یا حسن راست معنی کرده اند
هفت دریا جسرعه از جام اوست

۸۳

خطه خوبی بنام تو درست
تخته ناخطی خود پاک شست
صن خود از حلقه در گوشان شست
خون خلق را کمر بر بسته چست
اگر نگیرد زلف تو این کار شست
کافرست آں کو ضایع تو بخت

تُرک من ملک ملاحات پاک تست
عقل من تا خط شیرین تو دید
حلقه در گوشش کردی بهر حسن
و چه خوش می آئی خوش میروی
دل از اں چاره ز خدای بر شستم
اگر رضایت در سلیمان کشتن است

۹

دانه شد اشک حسن هم بر نداد
ای بسا دانه که کشتند و نه رست

۹۴

مرا رویت و رای هم مراد است
بروے شادی افراے تو شاد است
هنوز از رفتن تاین خود بامداد است
اگر تاین صحبت دیرینه یاد است

ز می دلبر که دلها از تو شاد است
دلهم را اگر فلک در دو غمم افزود
دل یک شهر شد روزیت خوش باش
مکن ظلم ای غم چون زود میرا

که ظلم تو مبارک زداد است
 به باد که بے آں عمر باد است
 برو کایام در بند کشاد است
 دے بنش چہ جائے خیر باد است

خطا گفتم جفا و ظلم کن ظلم
 بس از دیری چو پیشم آدستی
 کلید شادی و قفل غم اینک
 قرابه در سلام آورد ساقی

۹

حسن را جہد کن کز غم رہد باز
 کہ غم را روز و شب با او چاد است

۸۵

نقش تو از کارگاهے دیگر است
 کین آں ماست ماہے دیگر است
 رو کہ آں سرا کلاہے دیگر است
 یا بحر عشقت گناہے دیگر است
 زلف مشکین کاں سپاہے دیگر است
 ہر منطالم داد خواہے دیگر است
 زینہاری را پناہے دیگر است
 توشہ دیگر کن کہ راہے دیگر است

غزہ روئے تو ماہے دیگر است
 خط مکش بر روئے کامل حسن بخش
 مہ چو جوا از کمر بنداں تست
 چند نوے در عقوبت داریم
 گرچہ خود نرکان غمزت کین کش اند
 جو کہ کمتر کن کہ از بیداد عشق
 از تو جستم ہم تو جستم پناہ
 عقل می وزیدم اینجا عشق گفت

۷

شیر دل خواندن حسن را لطف بود
 نے سگ خود خواں کہ جاہے دیگر است

۸۶

مہر قیم در زینہار لعل تست

گوہر جاحظ نثار لعل تست

| | |
|--|--|
| پیش لعل تو کہ باشد لعل کاں تا شکر شد چاشنی گیر لبست اشک خویش را بیدہ جانم جوہر جاں کیسچ جا پیدا نشد کیست کار و انچه رفت از عمر باز | کاں یکے جز یہ گذار لعل تست چشمہ خضر آب دار لعل تست چوں کنم کاں یادگار لعل تست راست گویم شرمسار لعل تست این رسم امروز کار لعل تست |
|--|--|

۶

حقہ چشم حسن یا قوت بار
جلہ یا قوتش نثار لعل تست

۸۷

آیت عشق ترا نفس صیبت
ما و کنج صبر تا الفت دیر صیبت
دوستان این کار را تدبیر صیبت
اگر نہ زارم نالہ چوں زیر صیبت
عمر را تجھیل میں تاخیر صیبت

باز در خود گم شد تدبیر صیبت
عشق تو از ما چو بے ہمت دار بود
دشمنان ہر سوئے در کار آمدند
اے صنم روزت نزارم می کند
وصل و وعدہ کردی و عمر کے گشت

۵

اگر رضا ندہی کہ بوسم پائے تو
اے حسن خاک درت تقصیر صیبت

۸۸

چراغ جان مرا جز وصال و غن نیست
چہ آتش است کہ از وقت درین نیست
چہ بخت تیر چہ دانم چہ بود و خوش نیست

شب فراق مرا بے رخ تو روشن نیست
دریں شب کہ ہمہ آتش است در ہمہ جا
براستہ را شب قیمت نہندستان

ز گنج شادی ہر قوم قسمتی بردند
منم کہ قسمت من تا کنوں میں نیست

۸

دراز ماندہ شب عید چل جیتے کن
کہ بے تو ایں شب را قدر نیم سوزن نیست

۸۹

گیسویٰ تو بندہ کشاہد
ایں بیت را در خواب گفتہ بودم چوں روز شد در خاطر گشت کہ ایں بیت درو
گیسویٰ مشکبار مصطفیٰ درست می آید ششش بیت دیگر نظم کردم
اے خواجہ بدو لقم ہوں نیست
بے یاد تو مرغ را نوا نے
من شمع غم تو صبح شادی
آں پایہ ترا کہ عرش سالیست
حلوئے پسین انبیائی
گیسویٰ تو بندہ کشاہد
ایں دولت بندگی میں نیست
بے نام تو صبح نفس نیست
خزیش تو مرغم ہوں نیست
چوں بوسہ دہم کہ دست میں نیست
ایں طرفہ ترا کہ پیش و پس نیست
اے شب عید اس نیست

۹

بر بیکسی حسن بخشائے
آں ظالم نفس اگرچہ سن نیست

۹۰

جانے دگر بقدر دریں قالیبہ دست
گرئی کہ آفتابے در عقریبہ دست
یاں میں از خلستہ خط بر لبہ دست

آ خط جاں فزائے تو گرد لبہ دست
روئے کشاہد داری و خط کشیدہ نیز
نے نے لب کا ہیش جاہنا فرو دار لب

| | |
|--|--|
| روز یک خوش رود که جهان را شکر است روئے من از سرشک پراز کوه کب است کزوے زبا نهامه در یارب است | رویت جهان من خطت شب تو خود بگو تا چشم من ازوئے چو خورشید شد تری در دل ز تاب عشق تو یارب چه آتش |
|--|--|

۶

تا غضب تو دید حسن در سیمین
از پیشه جو صفت غضب آمد

۹۱

| | |
|---|--|
| عقلم از ستر صبوری غور است پیش پاییل کجا در زور است که ازو جمله جهان شور است نام غارت چه سبب غور است خانه بے صحبت خواب گور است | عالمی از لب او در شور است عقلم از عشق تو بر می ناید چاه شیرین ز رخدانش نگر همه دل چین سر زلف تو برد خیه بر طرف سپمن خواهم زد |
|---|--|

۷

در حضورت سخن بنده حسن
وست جمشید و حدیث گور است

۹۲

| | |
|--|---|
| تازه نهالیست که نو خاستست بچو گل اندر همه نو خاستست اگر چه صباد تک و پو خاستست تا چه نبات از لب جو خاستست فسته همه از رخ او خاستست | یار که صد یاری ازو خاستست روئے خوش و بوئے خوش و خوئے خوش خود توان یافت چنان آب و گل جوئے بهشت و دهنش بسین گشت خاش فتنه بران رخ بسین |
|--|---|

چشم بدش دور نکون خاست

راست قدش بر صفت مرد خاست

۴

نادره حسن آمد و نادر تر اکت
همچو حسن نادره گو خاست

۹۳

دوش ما بودیم تا صبح از حضور یار مست
گوش از گفتار مست دیده از دیدار مست
فکر مجلس ذکر ساقی دوست مانع عشق می
فهم مست و بهم مست ادراک مست ایست
جرعه می زان نصیب کائنات آمد چه شد
خوش مست طیر مست مور مست و مار مست
از نمی آں جرعه رست از صد سینه صد نهال
بنخ مست شاخ مست برگ مست بار مست
شیر گیر این قدح بود مست مضمور آنکه شد
مرد مست بند مست رشته مست دار مست
خواست مطرب کاین سخن در چنگ گید چون کند
قول مست صوت مست زخم مست تار مست

۵

خاک آں جرعه شوائی بنده حسن کر بوی او
طفل مست و پیر مست بنده مست احرار مست

۹۴

انصاف پیہم کہ چوروئے توروئے نیست
گل در مزاج لطف چو تو نرم خوئے نیست
غنچہ بصد نقاب ہی پوشد از توروئے
داند کہ باتوروئے نمودش روئے نیست
میگفت لاله هست مرا زنگی از رخت
اورا مجال زنگ چہ باشد کہ بوئے نیست
صبح ارچہ ساخت از شب از روز دفترے
ہم نسخہ اش مقابل آں روئے و موئے نیست



خاکی دلم غبار دلت سیسچ دریافت
سنگ آزمودن الحق کار سبھوئے نیست



چشم خوریز تو گوئی کہ دو چندان موخت
زلف تو کہ چہ خطا موخت پریشان موخت
کافرے را چہ غرض کہ قرآں موخت
ہرگز این پیشہ در ایام تو نتوان موخت
آں ہمہ غزہ جادوئے تو آساں موخت
آں شکاری زدن از تیر الغال موخت

ناخست ریختن خون مسلمان موخت
شاد باش آں لب شیریں چہ خط خوش دارد
مقبری تولب خوین تو مے دید آخر
گفتیم دل بجدائی نہ و صبرے در پیش
سحر بانی کہ بدشواری از آں آموزند
غزہ تست کہ خمتت شکارے زوش



حسن امروز نوائے دگر آموخت مگر
دوش نونا کہ از مرغ سحر خواں موخت



قوت گرفت قاعدہ دل ر بود نت
کا ہش گرفت روز بروز از فرود نت
بہ زانکہ روسیہ زیم از دور بود نت
از شرم روئے می نتواند نمود نت
چوں سوختیم باز نمک حسیت بدنت
جز بر سرم نہا شد تیغ از بود نت

بنمائے روئے خود کہ بیک رونمودنت
ماہ نوی تو بر فلک نیگوئی کہ بدر
ہستیم نیست شد ز تو چوں بہ آفتاب
گویند پشت ایں طرفست آفتاب را
بر قمر من هنوز بدندان گری لبست
بہر دلم کنی ہمہ ز حسم زبان عجب

۴

افسانہ شد حسن ز تو یاری ندید او
اگر رنجبتے بود بفسانہ شنودنت

۹۷

سرور آں قامت رعنا کجا ست
پایہ بالا تر شود بالا کجا ست
جنت الفردوس اہمنا کجا ست
عبید را بستو پیر از حلوا کجا ست
آپنہاں در دہرہ یکجا ست
ایں محل دل را بود مارا کجا ست

باغ را آں صورت زیبا کجا ست
سرور اگر چہ ز نو خیزان باغ
روئے ادا ماہت ماہ عید نے
ماہ راحتہ پر از لولو کہ دید
شورش در یاد جوشش بر جفت
دوشش دل در پائے نقش جان فاشد

۷

کیمیائے وصل او بسچوں حسن
جستجوئے میسکف اما کجا ست

۹۸

مشاک ختن بو کہ تو داری نہ داشت

ماہ چنیں رو کہ تو داری نہ داشت

| | |
|--|--|
| غنچه بصد پرده پوشید روی ماه نو اندر همه روی فلک آهسته گو که بچندین جمال کعبه که سر با همه در طوق است گیسوئے او حلقه از آهن است | زانک چنان رو که تو داری نداشت این خم ابرو که تو داری نداشت چشم چو آهوک تو داری نداشت حلقه گیسو که تو داری نداشت سلسله از مو که تو داری نداشت |
|--|--|

۴

بیچ کس این خو که تو داری نداشت
بیچ کس که شد حسن از غوئے تو

۹۹

سر تو اندازه تقسیم نیست
هر کرا همه تو باشی بیم نیست
این سعادت در همه تقویم نیست
نیر اعظم بدین تعلیم نیست
وجه زریب دکنم گریه نیست
حکم سلطان را به ازیم نیست

بنده را تدبیر جز تسلیم نیست
ره اگر بر تیغ یا بر تیش است
اقتصرم بر دشمن شد از خاک درت
ز رویت را تجلی خواند عقل
در چراغ اشک خوں از روی زرد
چون کهنه سلطان عشق را حکم کرد

۹

نکته عشق از تو آموزد حسن
گرچه درس عشق را تعلیم نیست

۱۰۰

خط تو خضرست یا آب حیات
سنگ دکان گیر و چوب اندر نبات

لغت از کانت یا خوراز نبات
اگر پیش از لعل تو لاف ز نسند

سرگفت استاده ام در بخت
 اے رخ تو بر بساط آسمان
 طوہ از رویت نمی گرد و جدا
 مشتبہ کردست قبلہ چند بار
 از دہانت نیم دشنای بخشش
 عاضت ہر سال یکشب در جہاں

راستی بر قول خود دارد ثبات
 شاہ انجم شد بچارم خانہ مات
 کافراں را نیست از آتش نجات
 طاق ابروئے تو ام عند الصلوات
 واجب آمد گنج خوبی را زکات
 دادہ وجہ روشنائی را برات

۱۰۱

اگر تو وعدہ میکنی بر من وفا
 چوں حسن جان نخست بعد از وفات

۱۱

ساقیا آں جام جان پرور کجاست
 راحت از بادہ طلب نے ز آسماں
 چرخ را در اصل چوں خلقت کجاست
 گردش ایں آسیا نظارہ کن
 جرمہ کردست تو افتد بر زمین
 آں رکوع ملبسہ با ذکر قل
 بویا پوشاں شما افسون خویش
 مدتی باشد کہ ما ہم صحبتیم
 ز ہمتاں فسق از دل ما کم نہ کرد
 زانچہ گفتی و ہی گویا ہستوز

کردروں و از بروں کجیہ صفاست
 وعدہائے آسماں پا در ہواست
 دور کج را فعل کج آید نہ راست
 جور بردانہ فروش از آسیاست
 خاک او ہفت آسماں خون بہااست
 زان سجودے بہ کہ تسبیحش ریاست
 ہر چہ میخوانید بر بابور یاست
 اگر بصحبت ہا اثر باشد کجاست
 فسق ما محکم تر از زہد شماست
 توبہ کن توبہ پذیرندہ خداست

۱۱۲

۱ حسن بکیمه برین خدااں کن
از خطا جت بھی سازی خطاست

۹

سرم چون زلف زیر پایے تو پست
تو زلف افتادی اوزیں عقد پست
ولی میسار و ابروئے تو پست
بگو نشی ز طاق اقاد و شکست
کنوں در بر همه عالم تو اں است
چو صبح آمد نشاط از سر کندست
گل اندر پیش و گلگون باوه در دست
میان صبح و آفتاب کیست هست

منم یارب سر زلف تو در دست
به بند زلف تو جاں بود در دست
فلک در کار من یک عقد ده نارد
دل ز ابروئے تو و امانده چون شد
چو سر در کردی اندر کلبه با
تو چون طالع شادی جاں تازه تر شد
چه خوش وقتست و رفت صبحکام
زاروشن شو کیفیت صبح

۱۰۳

۲ حسن دولت ز اہل سچ میجو
بدین نوع از شب محنت تو اں رست

۷

واں گل کہ سبر و میکان از گلستان کسیت
کماں آفتاب شبم از آستان کسیت
واں تیر ما شناخته ام از کمان کسیت
آں چشمه حیات ندانم کہ جان کسیت
آں ترک نیم مست خوی آلودہ کسیت
ورنہ چنین پیام لطیف از زبان کسیت

باز ایں یکجہ نہال تو از بوستان کسیت
یارب منجہ برساں تلایر سمش
دل خوش شد از کرشمہ ابروئے دلبران
دانم کہ هست کشتہ چشمش چو من نہاد
شہرے بخل دیدہ خود غرق شد تمام
اے باد بیک سوسن تازه توئی مگر

۱۰۴

نظم حسن چو دید فلک باز ماند و گفت
رخت غریب می نگرم از دکان کیست

۷

مرا از زلف تو موئے بند است
ز راحتها که هست اندر دو زلفت
چه شکر میکشی بر قلب عشاق
ز غم و جنگ ترکانه چه آری
من اردوئے سلامت را نه میختم
حسن گر طالب حبس المینی
فصلی می کنم بوئے بند است
دو عالم را سر موئے بند است
صف مغلوب را موئے بند است
هم از خال تو مهندوئے بند است
سلام از کجای روئے بند است
ز خواب تا رگیسوئے بند است

۱۰۵

و گر محراب خواهی بهر طاعت
از یشاں طاق ابروئے بند است

۷

اندر غم تو ام سر و سامان چه حجت
جانافذائے دوستی تست جان من
عشاق روئے تو تماشاخانه روند
یک چشم ز لب تو دهد عمر جادو
هر که بتو رسید رسیدش همه مراد
خیال رقیب بر در خواب چه شسته
چون در دم از تو باشد در ماں چه حجت
عاشق بدست زنده بود جاں چه حجت
مرغ بهشت را بگلستان چه حجت
چندین حدیث خیمه حیراں چه حجت
کشت رسیده را غم باراں چه حجت
در بای آسمان را در باں چه حجت

۱۰۶

حاجت که حسن در راحت رسان نیست
امید کردت بر سد آں چه حجت

۷

ساقی بیابادہ کہ جاغم بہ بندست
امروز ماو سایہ بید و سماع و مے
عاشق زودیدہ گریہ غنیم کشاد باز
اے نقش خوب از تو شکایت نمی کنم
کردم نثار اشک خجل مانده ام مہوز
چندیں بر اے کم یاست شتاب صیت

مست تو بید لے کہ بجای تمند تست
ہم سایہ را بجو کہ نہ ہنگام بند تست
اے شوخ اس بلازل لبش خند تست
بر ما ہر انچہ میرود از نقش بند تست
کا لعل ہانہ در غور فعل سمند تست
آہستہ ترکہ گردن و پا در کند تست

گفتی حسن بلند سخن شد روا بود
کا ل غدیب عاشق سر بلند تست

۷

۱۰۷

آں نقش کار گاہ لطافت ز کار کیت
مارا کنار اوست مراد از مہر جہاں
دید اشک من غماں بخشید و گفت ہم
ست آمدست نہ سخن آوردہ بر دلم
جانا بوقت ششم از پر شستہ زلفت
گفتی کہ دام سنگدل از عہد تو نگشت

واں سر و جو بہار جوانی بہار کیت
تا مشال مراد جہاں کنار کیت
کیں لعل تر و لولو تازہ نثار کیت
والا ترک شیر گیر کہ شہسوار کیت
بارے کیے پیرس کہ ایں کشتہ یار کیت
اے ست عہد ہم تو بگوئی کہ کار کیت

ز بہار بر حسن مکنی جور اے فلک
بر تو مقرر است کہ در زینہار کیت

۷

۱۰۸

چل جمال تو سپح بتان نیست

چل تو گل در ہر گلستان نیست

مہ کہ او نور می دهد چندان
ان چه زلفت و ظلم کردن او
تو بیا گردم رود گو رو
خط کشیدی و من شد م عاشق
دوش دیوانہ چه خوش می گفت

در حضور رخ تو چندان نیست
ما ہمہ میکشیم و پایاں نیست
رنج من از دست از جان نیست
راستی عشق شکست پنهان نیست
ہر کرا عشق نیست ایمان نیست

۱۰۹

اے حسن ایں چه می نویسی باز
قلم آہستہ وار فرماں نیست

۹

اے ز جام لبست جہانے مست
دلکے داشتہم چو شیشہ صاف
چشمت از ظلم زلف آگہ نیست
خال تو بر رخ جہاں امروز
با تو ایں خال زلف گفتن نیست
تو ازاں عالمے کہ بردر تست
گر نہ بیند و رہ بیند تست
غنجہ گیرم کہ رخ فرو پوشد

رفتم از دست گزنگیری دست
زلف میگوشت زور کرد و شکست
حال شب را خبر ندارد مرست
ہندوئے آمد آفتاب پرست
روئے انصاف چند باید خست
سر ہجدہ ہزار عالم پست
گفت و گوی تو تا قیامت بہت
دہن لببلاں کہ خواہد بہت

۱۱۰

از حسن گر کس است خواہد حسیق
او نخواہد مگر ترا پیوست

۹

ہر کہ در عشق پانیفشرد دست

میر خود در حساب نشمر دست

| | |
|--|---|
| <p>موم کاتش نیافت افسر دست گلستانِ حیات پُر مرد دست دست فریاد بر فلک بزد دست خاصه اکنون که مادرش مرد دست ان چه دایم فریب گستر دست هم بریں یک سخن بیازر دست بازر گان ہمیں قدر خرد دست</p> | <p>ہر کہ عشقش زوخت ناچختہ است بے نسیم شمالِ خوابان دل کہ صبرش ز دست بیر دل شد نوحہ گر را کہ باز خواب داشت ترک من ہیں کند ناز کشاد دوش گفتم کہ چندم آزاری بندہ را حد ایں عتاب نبود</p> |
|--|---|

۷

عاقبت سرفدا کند
ز آنکہ مردانہ پا بیفشرد دست

۱۱۱

اطراف گل از بنو سیراب بیار است
روزے کہ کمر بندہ خورشید بجز است
در فحسم عطارد نرسد کالج کما است
واللہ کہ ہنوزش بسر و دیدہ اجاست
ایں آتش دیوانہ ہم از خانہ ماخت است
نیکو مثلست آنکہ ہم از است کہ راست

آں شوخ دبتان کہ گلستانِ دل است
آں ترک خط آورده کما ہیست گرفتہ
خلے کہ بگردت سر غیش کشیدہ است
گردیدہ مار از سر ما بد آرد
دیوانہ اوشد دل ماز و گنہ نیست
مے بگذرد آب مرثہ ماز سرما

۹

بیار غزلہائے دل ساست حسن را
آیے سخن سوختگان جلد دل آساست

۱۱۲

گر مر جتہ کنی بسند دست

دل در جو کس تو مردمند دست

آں زلف دراز پایے بُندست
 آں صید که عاشق کندست
 آں رقص نگر که در سپندست
 اے ترک کمانت بس بلندست
 زان لعل که خواجه تاش قدست
 آں پاسخ سر و ناپندست
 سرایے بهار سودمندست

صدره بجهد دلم ز دشت
 از زلف تو سر چکونه تا بد
 از شادی گرد گشتن تو
 کشتی بگر شهپایے ابروت
 بایند سخن چه تلخ رانی
 از سپیحو تو دل پسندایے
 سردی تو ام زیاں ندارد

۶

درمانده حسن چو پند نشید
 این یک سخنش هزار پندست

۱۱۳

واندر دل بیدار گشتن او نماندست
 اگر یک نداری چه شود با دناندست
 بدبختی من کال سخت یاد نماندست
 یک خانه دران ناحیه آباد نماندست
 آں سرو که دیده بدی آزاد نماندست

آں شوخ بران عده که می داد نماندست
 اے باد بگویش که نه نامه نه سی
 صد بار بگفتی که زیادم نه روی تو
 در بردل من تا ختن آرد تو بگویش
 بشکست خزان غم تو باغ وجودم

۷

چون عمر سر آمد حسن از عشق غنا شد
 کجگل چه کند خانه که بنیاد نماندست

۱۱۴

ره تجرور رسم رضا گرفت و گذشت

مکار من که جبار وفا گرفت و گذشت

گرفت گیسوئے خود پس گذاشت تا برین
 هزار دل چو دلم و دخت چشم او آں دم
 بتا توئی که دورنگی دلت یکباره
 رعوتی که مرا در سراسر هم با تو
 مرا بزور گرفتی بمرحمت بگذار

چنین مکاره دوزخ گرفت گذشت
 که تیر غمزه خود سوئے ماکرفت گذشت
 در دن سینہ طریق صفا گرفت گذشت
 بخواهم آید و یک روز یاکرفت گذشت
 که پادشاه بے صید را گرفت گذشت

دل ضعیف حسن را زلف تو بگرفت
 گرفت و بست بزنجیر یاکرفت گذشت

۷

۱۱۵

گل امید مرا بوئے وفائے دگر گشت
 در گنج خواستگان صدق و صفائے دگر گشت
 مروان اندر نظر و دست بقائے دگر گشت
 مرغ آں بانچه را بانگ وفائے دگر گشت
 دمبدم در حق این سخته رائے دگر گشت
 زلف در هم شده آتش باز بلائے دگر گشت

دوستان در سرم امروز بوائے دگر گشت
 روشنائی دگر یافتم اندر دم صبح
 اے تنگ دل که تو از دادن جان منتی
 از من تو سخن اهل حقیقت ناید
 من خود آتش که منخستم و دلباز
 خط مشکینش دل خوش شده را در هم کرد

چند سحی حسن از عقد زلف خواباں
 کین سر رشته که جنبید ز جائے دگر گشت

۷

۱۱۶

بار عشق تو گراں تر شد و بالاں بار
 که ز نالیدن زارم همت شب بیدار

بازم از چشمه این چشم که بالاں بار
 در جدائی تو شرمندہ همسایه شدم

باز شوق تو زد اندر من خاکی آتش
بارضائے تو توان راه ریاضت فتن
کشته از طرف رحمت خود کن روزی
هر که در کوئے تو شد عافیتش خواهد بود

گر چه آتش زنی آتش من گلزار است
در نه هزار ازین خرقة من زنا است
طلب بر بچو توئے از چو من و شوار است
هر که در خلد رود عافیتش دیدار است

۱۱۶

اندک اندک صفت حسن تو بر خواند حسن
اندکے گریه پذیری تو ہماں بسیار است

۵

اے ماہ بیا کہ روز عید است
عیدے کہ حضور تو نباشد
قربانت شوم کہ بر در تو
بر خاک رہت کنم تیسرم

غوغائے فراقیاں بعید است
دور از ہمہ حاضران عید است
قربانی را ہزار عید است
ہر جا کہ قدم نہی صید است

۱۱۸

گفتی کہ حسن مؤدب آمد
او خادم شیخ بوسعید است

۶

دل کہ درو چاشنی سوز نیست
حال صلاحیت صبرم پیرس
غمرہ خواباں صفت جال نمی درد
ترکش آن ترک جگر خوارہ را
اے دل ناپختہ بشقش بسوز

محرم اسرار دل افروز نیست
انچه کہ دی داشتم امروز نیست
عقل دین محسوس کہ پیر نیست
نیست خدنگے کہ جگر دوز نیست
خام بود شکر کہ دوز نیست

عشق چو تر آں صبی آموز نیست

ابجد عشقش تو چه دانی که چیست

۷

دم مزین از صبح وصال ای حسین
چونکه شبست را اثر روز نیست

۱۱۹

دل بدایغ یار من بهتر چو یا من یار نیست
خوش دلم دارم که دروئے جز غم دلداریست
بر درش با آنکه نبود بار بارے بگذرم
کاشکے ایں بار خود گوید که بگذر بار نیست
گر زند هر جان به چوں آفتابم تیغ تیز
گو بزن از جانب من ذره آزار نیست
بس خوشست این مجلس اریارم در آید خوشترست
آنکه شیریں جوئے شد با جوئے شیریں کار نیست
تشنه دیدار یارم چند گوئی از بهشت
من نه باشم در بهشته کا ندرو دیدار نیست
وصل میگوئی قدم از کوئے هستی باز کش
کیمیا در حق رغبت دریا زار نیست

۷

انچه من دارم درون سینہ از شر حسن
چوں برون اندازش کا ندازه گفتار نیست

۱۲۰

نقش تو دریں دیدہ خوبار با هست

سوادل بکند تو گرفتار باندست

عقلے کہ بہ نیک بدمن داشت نص
یادان گلستان وصال تو رسیدند
ایں خرقہ کہ یکروز بریں سوخته دیدی
پیدا شتہ بودم کہ زہر شفا شتہ بہت
اگر مخلص جانیت کہ تیریش بدل شتہ

اور نوبت خوبی تو یکبار بماندست
دامان من آویخته خار بماندست
سالیست کہ درخانہ خار بماندست
آتار نماند از من پندار بماندست
ہم ذوق نظر بہت کہ سوفابماندست

۱۲۱

برگفت حسن رو تو ازیں پیش کہ گویند
گویندہ رواں گشتہ و گفار بماندست

۶

صل لب تو مد جان ماست
لے کہ کشیدی قرہ چوں دور باش
جسد ہی پیچی و جان می بری
باہمہ آمیزش و با ماست ناز
خوے تو گیرم کہ ہمہ آشت
اگر نہ نمائیم رخ ہیچو عید

کفر سر زلف تو ایمان ماست
دیدہ بدل گفت کہ سلطان ماست
ایں ہمہ بیچاک تو بر جان ماست
ایں نہ زخوی تو ز حرمان ماست
روے تو آخر نہ گلستان ماست
ایں قدرے گوے کہ فرمان ماست

۱۲۳

ہرچ کہ بہت آن حسن آن شت
وہ تو نگونی کہ حسن آن ماست

۷

یحیو اللہ کہ مرادوش از غمت خواب آمدست
خواب چوں آید کہ چشم غرق خواب آمدست

خواب را ظالم همه گویند افسانه است این
 چشم خواب آلود تو ظالم تر از خواب آمدست
 هیچ کس را از نور و یان نه بینی دل سپید
 گویا گوگرد سرخست این که نایاب آمدست
 دل بایرون تو پیوست آن هم از دیوانگیست
 دور کن از غول وضو کرده بخراب آمدست
 خوشتر از خط و بیراں شد سواد زلف تو
 خوش توان خواند ارچه در غایات اطباب آمدست
 پیش تو خواهم شوم کال زلف را تا بیه دهم
 زان مثل ترسم که در حق رسن تاب آمدست

۶

بر در عشقت کشاید بار مغیبا حسن

اگر چه مصرعیت آن نیز اندرین باب آمدست

۱۲۳

چه چاره سازم کت رسم چاره سازی نیست
 چنانکه دلبریت هست دلنوازی نیست
 و گر نه راه امیدم بدین درازی نیست
 جز این سخن شنوی آن سخن نمازی نیست
 حقیقتست غم عاشقی مجازی نیست
 میان ما و شما عشق است باری نیست

ترا بکام دلم هیچ دلنوازی نیست
 دلم بی بردی و نمواختی هزار افسوس
 هوای زلف توام داشتت سرگردان
 مرا چو قبله توئی در نماز گرازا
 طریق سهل مبین دار عشق بازی را
 مگر تو ز سید است کال بزرگ گفتی

۱۲۴

حسن چو دصف عشق آمدی ز سر بر خیز
که بے سریت دریں راه سرفرازی نیست

۴

عاشق شوریدہ کار از سر گرفت
پردہ از روئے سلامت برگرفت
حاجت دیدم که ناگہ در گرفت
عشق خواباں پایہ بالا گرفت
ایں یکے غرقہ شدایں گوہر گرفت
بُت رہا کردو دربت گرفت

ماہ سن چوں طرہ از رخ برگرفت
مطرب عشقش نوائے ساز کرد
آتشی در دل نہاں می داشتم
عقل گر پایہ سر عالم نہاد
خطہ زد ہر کس اندر بحر عشق
بُت پرستی را ہدایت روئے داد

۱۲۵

در حسن ہم ایں صفت بینم کہ او
دل بداد و دامن دلبر گرفت

۵

سلطان بہت چرخ تہو عید و تہوشت
اے ظلم پیشہ خار منہ برد و بہشت
اے آنکہ خوب خوب پیش تو زشت زشت
بگذر بخت زار کہ زارست حال کشت

جانم فدات اے پری آدمی سرشت
رخ چوں در بہشت برو خط چہ می کسی
گل را صفت کنم مرد و خورشید را کرا
تخم امید کستم و تو ابرو رحتے

۱۲۶

بخت آں بود کہ برد دل سنگیت بگذرد
یاد حسن شبے کہ نہد سر یہ نیم شست

۹

خار خار غمت جگر خوارست

اگر چہ روئے خوش تو گلزارست

| | |
|---|---|
| یوسف من بہائی خویش بگوئے بوالعجب ندہیست نہ بہ عشق نفسے میں زخم بدشواری دل بروی و بر شکستی نیز ما خطائے نکرده ایم و لے مست بازار حسن تو ہر روز ہا کہ شد حلقہ زلف می گونت | کہ ہمہ عالمت خریدارست ہر کہ توبہ کند گنہگارست گلہ کردن ہم از تو دشوارست کار ما دل شگستان راست خوئے بدراہبان بسیارست تیزتر این چہ روز بازارست کعبہ مادکاں تھارست |
|---|---|



نا لہا می کند حسن چہ کند
بلبلے در نفس گرفتارست



صبح سعادتست دم از من دریغ داشت
آں ابر رحمتے کہم از من دریغ داشت
آں تیر غمخو را بدم از من دریغ داشت
آں شہسوار من قدم از من دریغ داشت
داغم نہاد و آں کرم از من دریغ داشت
او یک نوازش تسلیم از من دریغ داشت

سرے کہ سایہ کرم از من دریغ داشت
یارب ہمیشہ بر سر من پایدار باد
بکشا تیر غمخو و لیکن نزد مرا
گشتم ز فرق تا بقدم حلقہ چوں رکاب
گفتم سگ خودم خوں چوں داغ مینہ
من صدوائے زار کشیدم ز دل جیفے



فالے ہمے ز دم من از روئے چوں حسن
فال حسن نگر کہ ہم از من دریغ داشت



کدام دل کز دست غم تو شیدائیت

دل بروی و سامان کار پیدائیت

مگر تو حل کنی این مشکلات نامہ خود
 دلم بیاد تو فانی شد از غم کونین
 رسیدش کرد و گرفت کشور جاں
 تمام عمر مرا صرف شد بغوا صبی
 مرا زجائے تو بہر جان شاں ہی پسند

وگر نہ روح قدس مرد این مہمان نیست
 در آں دیار کہ فرمان تست غوغا نیست
 مہنوز گردش ہنشاہ عشق پیدا نیست
 درے ہمے طلبم کائنات سبج دیا نیست
 کجاست جائے تو آنجا کہ جائے راجا نیست

حسن بکچ دل عاشقان میجوید
 محل گنج نہفت است آشکارا نیست

۷

۱۲۹

باز گرد کوئے یار بے وفا خواہسیم گشت
 او بلا سوزست و ما گرد بلا خواہسیم گشت
 یار اگر چو کلاں زند تا حال ما اہستہ کند
 ما چو گوئے وقف میدان رضا خواہسیم گشت
 چند مدح مصلحاں گوئیم و مدح مضداں
 تو چہ پنداری کزینہا پار سا خواہسیم گشت
 از نوائے عشق گربانگے با خواہد رسید
 تا قیامت ما بر لب بانگ نوا خواہسیم گشت
 ووش عہدے شد کہ اندر قص ما گردیم بیش
 مطرا یک صوت خوش بر گو کہ ما خواہسیم گشت
 روز محشر گریبا ط خاک طے خواہیم کرد

هر چه از معشوق تشریف بجا خواهم یافت
چون حسن از دیده مشغول دعا خواهم گشت

ان گل که بوئے خوشیستن از من دریغ داشت
یعقوب وار نگرش چشم سفید کرد
محض خیال باشد امید وصال یار
دیدار جانشن سخن بجای وصل بود
اندر نظاره ذوق و زلف غنبریں
من خود بطوع و رغبت خود میثوم امیر
بخشایر تیر غمزہ ولیکن نزد من
گفتم زبیر دامن درد خود می پوش

باد ز عرصه چمن ازن دریغ داشت
 وانگه نسیم پرین ازن دریغ داشت
 چو اوجیال شیون ازن دریغ داشت
 او در همه محل سخن ازن دریغ داشت
 در چه فروشم رسن ازن دریغ داشت
 آن ترک را که تاختن ازن دریغ داشت
 آن بود آنرسته رسن ازن دریغ داشت
 زین دردم و کفن ازن دریغ داشت

من عشق تا بهائش فرستادم ای عجب
و یک قصید حسن از من دروغ داشت

بیاساقی کہ گل مہمان باغست
 نشانِ توبہ از من کمتر کجاست
 اگر چہ شہ نام دل از بتال پاک
 اگر چہ ختم از بادہ چوں باد

میم و کز هم شغل فرغت
 که امر و فرم ہوئے جوے با غشت
 و لیک از نغمہاں صد جائے با غشت
 ہنوزاں بادا اندر دما غشت

| | |
|---|---|
| <p>ہا اہل خرقہ نہ اہل خرابات چوبینی اندر و غم پر طاؤس</p> | <p>حدیث من حدیث گبک و غمت بر و غم سر بسر پر کلا غمت</p> |
|---|---|

حسن دل راز قف و دمنی سوز

کہ آں شہبائے عاشق را چرا غمت

۷

۱۳۲

چند با مادل گراں کردں اگر از سنگ نیست
چند ازین زخم زباں گر اتفاق جنگ نیست
نالہ مادِ عینم تو بگذرد از اوج چرخ
چرخ را با ہفت پرده حدایں آہنگ نیست
عقل ما سرنی نہد بر پائے عشقت چوں کند
مور مسکین راز تعظیم سلیمان سنگ نیست
کعبہ وصل ارچہ هست از ما بصد فرسنگ دور
گر تو ہمہ میثوی و احد کہ یک فرسنگ نیست
خیز تا با سبزہ و گل ذوق گیریم از سماع
غلغلے از نائے بلبل بس بود ارچہ جنگ نیست
جز سیہ کاری نکردی تا سیاہت بود موئے
چوں سپیدت شد کنفل بعد از پشیدی نگ نیست

چند بیتی اے حسن در گل رخان سبز خط

چوں بکو تری بیتی آں آئینہ ہائے رنگ نیست

۹

۱۳۳

| | |
|--|---|
| <p>خرد رخت فضولی بار کردست کہ گل را صبحدم ہشیار کردست مرا مرغ سحر بیدار کردست کہ با ما عسریہ بیار کردست و بے یک دو قدح در کار کردست ندانم از کجا افکار کردست خط خونریزہ با خود یار کردست کہ این شوخی نہ اول بار کردست</p> | <p>مے دوشینہ درین کار کردست بیاساتی مے گلگون پدید آر چہ منت می نہد بر من مؤذن در آمد اینک آن مست شبانہ اگر چہ دوش از می توبہ می کرد خصومت بادل افکار من داشت چہ خونہاریز دآں لب خاصہ کنوں دلا چندیں چہ نالی آخر ازوے</p> |
|--|---|

۷

حسن منکر نیار د شد ز عشقت
 کہ پیش عالمے اقرار کردست

۱۳۴

| | |
|---|---|
| <p>از حال دل بخیانت خبرے نیست چیزے کہ مرا با تو بودا گرے نیست زان رو کہ مرا جز در تو ہیچ درے نیست کمتر مکن از جرہ اگر بیشترے نیست جہلت چکنم تیر اجل را سپرے نیست بر دل شدگان غیبتن ہنرے نیست</p> | <p>اے دوست ترا بر سر و قدم گذرے نیست گفتی بگستاں رو و درالہ و گل میں اے من سگ کوے تو من سنگ جہانم زان می کہ لب ت خور د نصیب من سکین پر ہینر میسر شد از زخم کہ زد عشق اے خواجہ عاقل تو دل خویش نگہ دا</p> |
|---|---|

۷

سر در سر سوداے بتاں کرد حسن باز
 اے خاک براں سر کہ برود در سرے نیست

۱۳۵

خط توتا برات حسن بنوشت
ز تو در غنچه پنهان شد گل آری
ز روے روشنت آتش جدا ماند
نیاید صبحدم از عاشقان صبر
غیب گفت مصنف منون دل خویش
شهم از دولت او خوش گذشتست

گل نو پرده بر عارض فرو پشت
ز روے خوب روی پنهان کند زشت
از انست این سیه روی در محبت
نیاید هیچ وقت از لولیاں کشت
یکے آں حرف تضمین کرد بنوشت
ز غم بسترده زانده بالشت

۱۳۶

حسن خاک درت از دیده تر کرد
مگر زان گل هنی در گور او خشت

۴

غمّت امروز غمگسار منست
گر ندارم ز محسبای روزی
هر نفس پیرهن دریدن صبح
تا بخاکش نه افکنی ز بهار
چرخ در خون من مکر می بست
اگر اسیرم کنی و گر بخشی
گر تو یک روز در میاں آئی
همه عالم اگر خستراں گیرد

عشق تو عیشش روزگار منست
شب تاریک راز دار منست
اثر نا لهای زار منست
دل پر خوں که یادگار منست
چشم شوخ تو گفت کار منست
اختیار تو اختیار منست
همه مقصود در کنار منست
روے خوبے تو نو بهار منست

۱۳۷

گر حسن را نمی کنی یاری
وقت آخر بگو که یار منست

۵

| | |
|---|--|
| اے ترک تندر فتنہ زما یکڑاں باسیت رفتی دے نہ ایستہ آبِ رواں چشم اے برہاک کردہ غمان و رکاب گرم خواہی کہ مہ بجاہد بر بام خود برآ پروانہ وار در قدمت اوقادہ ام اے آنکھ آمدی بسر کشتہ ہائے خویش | بر آب چشم مانظرے کن ازاں باسیت آخر یکے نظارہ آبِ رواں باسیت یک شہر دست مینزدت بر غماں باسیت ورنچ سرخواہی در بوتال باسیت تو شمع عاشقانی و در کار شاں باسیت اگر ہست اتفاق دعا یکڑاں باسیت |
|---|--|



در کارِ دلبراں حسن از دیدہ دل بنہ
ورنیز کارے افتد باجاں بجال باسیت



ز فتنہ در دل سنگیں تو چہااست کہ نیست
بمہر کردی دعوئے خدا گواست کہ نیست
جمال داری و ناز و کرشمہ چہ تو اں گفت
ز نیکوئی ہمہ ہست وہیں فاست کہ نیست
در تو کعبہ مقصود داد خواہا نیست
برائے آل ہمہ باز و برائے ماست کہ نیست
ہمہ غمت و ہمہ درد حاصل عشاق
ازیں متاع دریں قافلہ چہااست کہ نیست



کنوں کہ جائے گرفتاری دروں جان حسن
ببین کہ داغ غم تو کد ام جاست کہ نیست



نرمی زلیج سلسلہ میاں قریب نیست
 کاں کز حبیب دگدگ باشد حبیب نیست
 محبوب را زیہیچ چراغ نصیب نیست
 اگر یار یار باشد نیم رقیب نیست
 اگر کوہ از فراق بنا لہ عجیب نیست
 اندازہ منجسم وحدہ طیب نیست

از روئے خوب غمے مخالف غریب نیست
 حیاں می دہم در اندہ جانان و شا کرم
 اوصاف عشق معرفت از مدعی میرس
 بلبل بباغ شد چہ غم از پانگ باغیاں
 چندیں چہ می کنند ز نالید غم عجب
 اصلاح طالع من و درمان درو من

۷

آوارہ شد دل حسن اندر ہوائے دوست
 آوارگی ز حال غریباں غریب نیست

۱۳۰

کو دل کہ در کشاکش عشقت خراب نیست
 ایں کار تست کار مہ و آفتاب نیست
 بگذر ز ما کہ مستی ما از شراب نیست
 گوینچ نقہ خوش مزہ ترا کباب نیست
 ایں ناں سوالہاست کہ از اجاب نیست
 اگر کعبہ میر ویم دعا مستجاب نیست

کو دیدہ کز فراق رخ تو پر آب نیست
 روزم تو بر فروز و شہم را تو نور بخش
 اے محنت تو خیمہ بخار حسانہ زن
 آں میزبان کہ کاسہ ہیا ہمے کند
 گفتی ترا چہ سوز و چہ شورست در سماع
 بے حلقہ کند سر زلف نیسکواں

۷

ہر دُر کہ در خزانہ دل داری لے حسن
 آزا بسک کلک کشیدن صواب نیست

۱۳۱

شورے اندر زمانہ افتاد است

دلبر مایگانہ افتاد است

| | |
|--|--|
| فقد ما که می برد در پیش ایستاده است افتاد دست | ایکه بر آستانه افتاد دست تیرا بر نشانه افتاد دست صوفی اما شبانه افتاد دست رقن ج بهرانه افتاد دست کار با جسم خانه افتاد دست |
|--|--|

۴

یکه از بندگان اوست حسن
که ز خوبان یگانه افتاد دست

۱۴۲

| | |
|--|--|
| دل غمت را ز کجای آبی دانست بتلائی که بدو داغ بلائی تو رسید جز رخ و زلف ترا در دل خود نقش بست جان من بندگی رومی ترا کرد اقرار ای رخت آفت شهر آمد و آتش پناه بس ماند دست که صحبت ز میاں بر خیزد | خاک پای تو به از افسر شاهی دانست آں بلا ملکوت نامش نای دانست هر که حرف ز سپیدی و سیاهی دانست خط غم تو بر لب دید و گواهی دانست قصه ما و تو شهری و سپاهی دانست قدر من بنده بدال در نه بخوای دانست |
|--|--|

۵

بجشن آنچه رسید از بدو از نیک ایام
نه ز تو نه ز خود از حکم الهی دانست

۱۴۳

| | |
|--|--|
| بامه زلف تو مارا سر و سواد هست دیدم گراز رخ خوب تو ندید آسایش | وصل هر چند حیا است تمنای هست سینه را از غم ویرینه دل آسای هست |
|--|--|

نگذاری کہ سرت گردم و پایت بوسم
لب تو خواستم از غمزدی نیش آری
خلق گویند دلت راز کجا صبر آمد
اے کہ نظاره دیوانہ نگر دی ہرگز

آخر ایں کار مرا بیچ سرو پائے ہست
ہر کجا فرض کنی خارے و خرمائے ہست
اے دل از صبر ز شام وہ اگر جائے ہست
قدے رنجہ کن ایں سے کہ رسولے ہست

۱۳۴

دبدم تیرہ کن روز حسن را امروز
آخرا ندیشہ کن امروز کہ فرداے ہست

۷

اے کشیدہ چو یکے سرو سہی بالا راست
قد غوبان جہاں است تراز قد و نیست
زاغ را گرچہ ہند کباب کہ رفتن کر
تاز ابروے کہ خوش کھاں ساختہ
اے مکر بستہ چو ہزار و فترہ کردہ چو تیر
فکر خال سیدالت می پریم اے جاں چہ غم

راست بشکل نئی ٹیک نئی با مارا راست
آریں خلعت غیبت بدایں بالا راست
نواں کہ ہند پیش تو ہرگز پا راست
من ہدف کردہ ام اندر دل غد صد جا راست
گوئی آں تیر عطار و شد آں جزا راست
چو بازار نئی آیدم ایں سودا راست

۱۳۵

بر حسن بیچ گئے نرم ندیدم ول تو
وہ دل سخت تو دل نیست کہ سنگ خارا

۷

شب گذشتہ مرا از غمت جہاں بگذشت
حدیث دروچہ گویم کہ شرح ممکن نیست
بر آستین جفا بر مال بیش کہ کار و

کہ موج اشک من از اوج آسمان بگذشت
در طبیب چہ پویم کہ کار از اں بگذشت
باستخواں بر سید و زناستخواں بگذشت

| | |
|--|---|
| <p>حکایت دل بیمار من چہ می پرسی نہ زیر پایے تو مردم نہ بر سر کویت بخت منت نہ رسیدیم و عمر آخر شد</p> | <p>تو دیر ماں سلامت کہ آن فلاں بگشت دریغ عمر عزیزم کہ را نگاں بگشت ز کعبہ دور فدا دیم و کارواں بگشت</p> |
|--|---|

۹

حسن ز حرف بلا خواست تاکہ در گزند
ولیکن از خط تقدیر کے تو اں بگشت

۱۳۶

| | |
|--|---|
| <p>چہ رویست آنکہ گوی نو بہارست بنفقا امروز با او در ہیشتم اگر ہر دو جہاں از پا در آیند خرد مغرول عشق اندر تصرف ہمہ سہم از لب میگوین معشوق اگر قصدے کند زلف چو مارش بو سہم نامہ خود روز محشر گرم چو گال زند بر سر بزل گو</p> | <p>غلط کردم بہشت روزگارست مرا بانسیہ فدا چہ کارست چہ غم چوں پایہ عشق استوارست عس بیرون دزدان در حصارست مرا مستی و حاسد را خارست شکایت چوں کخم او یار فارست کہ از خط سیاهش یادگارست نہ این گواہ برے آں سوارست</p> |
|--|---|

۷

حسن از چشم شوخش گوشہ گیر
ہنوز آں ترک مست اندر شکارست

۱۳۷

| | |
|--|---|
| <p>لے چوں مہ نو آیت از نور سعادت گل برگ بریزو چو تو آئی ہماشا</p> | <p>چوں خسرت من چوں تو ہر روز زیادت بیمار نیمہ و چو تو آئی بعیادت</p> |
|--|---|

| | |
|---|--|
| گر میل کند ز گرس مست تو بستان این عقل من و عشق تو دانی بچه ماند از زخم تو نالیدن و مرهم طلبیدن روزے که تو در کشتن من دست براری | ما و لب میگوں تو نه زهد و زهدادت رو باده که باشیر زند لاف جلادت نقصان ادب باشد و متی ارادت من سوے تو انگشت برآرم بشهادت |
|---|--|

۴

۱۳۸
اے اختر مقبل نظر بے رحسن انداز
دیں جلد نحوست بدش کن بسعادت

۱۳۸

| | |
|---|--|
| درد عشاق را دوا دگرست دل فدا کردم آن کمال کش را یار یاری کند اگر خواهد در قیامت که حشر حلتی بود ما بوی نگار زنده شدیم ساقیا صاف اگر نماز چه شد | داغ معشوق راحت جگرست زخم تیرش سعادت سپرست قصه ما هنوز بر اگرست بهر که عاشق نبود او حشرست حشر ما خود قیامت دگرست درد پیش آرایں چه درد سرست |
|---|--|

۴

دعوی زهد کرده بود حسن
سخن مدعی چه مقبرست

۱۳۹

| | |
|--|---|
| سر زلف تو تا به پیچیدست آن زلفست روزگار زنت دل بگیوت چون من بازے | کار این بتلا به پیچیدست که ز سترایا به پیچیدست بکمند بلا به پیچیدست |
|--|---|

| | |
|----------------------------|---------------------------|
| گر دگر از دبا به پیچید است | طره گرد رخ تو پسنداری |
| گردن صبر ما به پیچید است | ترک من عشق سخت بازوے تو |
| ز بدچوں بویا به پیچید است | باز کن فرش ناز کاین درویش |

۶

خواست جد ترا حسن بدعا
گر بے در دما به پیچید است

۱۵۰

دل که باز آورده بودم هم بدلبر بازگشت
مرغ جانم هم بیاں سرو سمن بر بازگشت
گل بدوای رخس دامن کشاں آمد بلغ
از خجالت همچنان بادامن تر بازگشت
گفت مشاطه روم رویش بسیار ایم چه ماه
آفتاب دید بر بامی هم از در بازگشت
دوش سلطان خیالش در دیار مار رسید
قلب ما بشکست منصور و مظفر بازگشت
ای طبیب من کجا رستی یکے گرد و لم
بازگشته کن که آں بیمار از سر بازگشت
از لب میگوشت یک جرمه بشناقال رسید
زاهد صد ساله از سحر باغر بازگشت

بیخبر آمد حسن یک شب بگوئے یار خویش

۱۵۱

آستانش بوسہ داد و بیخبر تر باز گشت

۷

غم و اندیشہ ما بے تو کم نیست
دل پر خون و جان خستہ داریم
خرد با عشق خواباں بر نیاید
ترا دیدم دل از جاں برگرفت
دلا صبر از ستم بر کار می دار
اگر سرچوں قلم بر خط لیلی

اگر ت اندیشہ ما هست غم نیست
بدرالملک عشق این جنس کم نیست
بلے درویش مرد محتشم نیست
کہ عشق و عافیت ہر دو بہم نیست
رہ عشاق بے خار ستم نیست
ہند صد بار بر مخنوف تلم نیست

۱۵۲

حسن گنج سلامت گیر و بنشین
ترا اندازہ ایں رہ و قدم نیست

۵

بتم کہ بادل من یار بود از اں برگشت
جہان حسن بدال بے وفا تعالیٰ شد
بوجہ طعنہ گفتم جفا مکن چو فلک
ز بخت خود گلہ بازمانہ مے کردم

دل شکستہ گشت از چہ دستاں برگشت
چو او گشت تو گوی ہم جہاں برگشت
ہمیں قدر کہ فلک گشتش و اں برگشت
زمانہ نیز بخت من ایں زماں برگشت

۱۵۳

حسن گرد کنوں گرد دوستی کے
کہ دوست ہر چہ ترا وعدہ کرد از اں برگشت

۱۱

عالم عشقت جہانے دیگر ست
آستان آسمانے دیگر ست

آں ورقہا را نشانے دیگرست
 ہر شرارے بوستانے دیگرست
 بے زبانان را زبانی دیگرست
 خلق ظاہر را گمانے دیگرست
 وہ کہ آں تیر از گمانے دیگرست
 عافیت اندر جہانے دیگرست
 درد و راحت رسانے دیگرست
 آئے آں گوہر زکائی دیگرست
 ہر زماں اغیب جانے دیگرست

عقل را از دفتر عشقت چہ مسلم
 دوزخ اندر راہ مشتاقان تو
 عالمے پرشد ز خاموشی من
 ہر گزم در باطن من جانہو
 عشق ابروے تو خون من بریخت
 با بلا ہائے تو عادت کرد نیست
 درد و راحت در جہاں بسیار بود
 جاں بدیں یک بیت دادستان
 کشتگان خنجر تسلیم را

۷

اے حسن سودات رحمت میدہد
 وہ کہ آں رخت از دکائی دیگرست

۱۵۴

باید کہ ازیں ہر دو تو باشی بسلامت
 قارورہ ما لشکند از سنگ ملامت
 بردیدہ ہم منت و بر خلق غرامت
 ہرگز گنہ عشق نیاوردندامت
 تا بر سر من سایہ کند روز قیامت
 چوں قامت او دید زباں ماند ز قامت

نزد تیغ بلا ترسم و نر تیر ملامت
 اندیشہ مکن کزدل ما کشت شود از
 دردین رویت اگر منیع کند خلق
 تو بہ مطلب از من مسکین کہ در آفاق
 در گور برم از سر کیسے تو تارے
 میگفت صلات خوشے امروز مؤذن

ایں طرفہ طریقت کہ دیدیم حسن را

۱۵۵

می بکفت بخت د نظر و لاف کرامت

۵

مراں کا سودہ دل بے تو کسے ہست
 الالے سارباں محمل مراں تند
 نغالم گرچہ زارم می کشد یار
 اگرچہ دردلم رہ کردی لے یار

اگر بے خان ماں خواہی بے ہست
 نگہ کن کر ضعیفاں و اے ہست
 ہماں قاتل مرا یاری رسے ہست
 چنیں یکسر میا اینجا کسے ہست

۱۵۶

بیا دریاب اے ساقی حسن را
 کہ در جام مراد او خے ہست

۷

نیست روزے کان لب خونخوار او خوریز نیست
 فتنہ عشقش کم از خوفائے رستاخیز نیست
 نیست پایم را گریز از پیش چشم مست او
 با سرگیوش ہم سامان دست آویز نیست
 نسبت بالائے قناش مکن با ایچ سرو
 سرو را بالا خوش است اما بلا انگیز نیست
 عشق بازاں دیگرندو عیش سازاں دیگرند
 انچه در فرہادی بینیم در پرویز نیست
 چند گونی از ہوائے نیکواں پرہیز کن
 ہرچہ بیمار می عشق است اندراں پرہیز نیست

از خدا امید می دارم که فردا روز حشر
دست من ندهند مکتوبی که عشق آمیز نیست

۷

تیغ جلادی چه آری از پئے قتل حسن
بیج تیغی چو سر تر گال خواب تیز نیست

۱۵۶

دل به او دادن بهی کار نیست
گر چه دل بردست دلداری نیست
داغ و دردت باغ و گلزار نیست
این هم از بخت نگو ناسازی نیست
کاش شغلای چشم خونبار نیست
باشد آن شب روز بازار نیست

دلبرے دارم که غمخوار نیست
من بدل بردن چسرا رنجم ازو
گلرخابے تو نخو اجم باغ و گل
چند زیر پیرهن گردی نهال
لعل غنین ترا از آن دو ستم
گر سگ کوئے خودم خوانی شب

۷

کیویت را یاد دادم از حسن
گفت می داغم گر ققار نیست

۱۵۸

اگر چه پائے من از دست تو زیر گل است
هنوز دست بدامان عهد متصل است
خلاف کردی و بد کردی و خطا کردی
بیا که هر چه تو کردی ازین طرف بکل است
مرا که قبله جاغم توئی چسره کار آید

بتے کہ درختن و لبتے کہ در چگل است
 دل مرا بتو کارے فتاد چہ تو اں کرد
 شنیدہ مشل مردماں کہ کار دل است
 دریں جہاں و در اں با محبت تو خوشم
 ہوائے عشق پہر جا کہ ہست مقتدل است
 اگر تو برگل گورم گذر کنی روزے
 بہوے خوں شناسی کہ ایں کلام گل است

۷

حسن اگر چہ نکرد دست در وفا تقصیر
 بدیں گناہ کہ بے تو ہے زید خجل است

۱۵۹

کو غماں تافہ ویں سوختہ در دہال است
 اینت ساقی ز سہ زلف مبارک فال است
 عجے نیست کہ یک فتنہ رویش خال است
 اندراں کوئی کہ سر ہائے سراں پال است
 وہ کہ بیمار من امر و زبے بد حال است
 گر کسے زندہ کند کار ہاں قبال است

دل بقتراک یکے بستم و چند سال است
 رخ چو بغداد بیاراستہ و زلف چو شام
 من اگر والہ آں حسن دلاویز شوم
 من کیم در ہمہ عالم کہ ہم پائے طلب
 نالہ زار کہ گردے دلم آں نیز گزشت
 ترک خوزیر مرا کشت طیبیاں چکنند

۷

در غمش جاں بلب آمد چہ تو اں کرد تن
 من بریں حال و زراں سوے ہنوا بہال است

۱۶۰

| | |
|--|---|
| <p>مشکے کہ کشید او بہر ملک ختن نیست بہر گاہ کہ خند و گل دلہا بکشا ید می گفت نگین سخن اندر دہن من بند ددل دیوانہ مادر رسن زلف اے خواجہ پنجم چه شد آخر خبر سے دہ برداشت ز من دست غمش پرودہ عصمت</p> | <p>سروے کہ روں کرد در لطف چمن نیست آں غنچہ از باغ بہشت نیست من نیست در تنگی اں تنگت شرابے سخن نیست آں کیست کہ دیوانہ اں بند رسن نیست ز اں اختر مسعود کہ در طالع من نیست دانست کہ ایں مردہ منوار کفن نیست</p> |
|--|---|

۶

پیغام فرستاد کہ رو توبہ کن از عشق
 گو بر در گے حکم کن ایں کار حسن نیست

۱۶۱

| | |
|---|---|
| <p>دولت ماکل نکرد محنت خار از کجاست یار ز من رخ تباقت گفت نیاز ز دست ترک من آخربدار غمزه خونریز را لب طلبیدم ز تو زلف بر افشانندیم گفتہ بدی با تو ام بہت بجا ہے عجب</p> | <p>راحت مے ناپدید رنج خار از کجاست وہ اگر آزار نیست نالہ آزار از کجاست اگر تو نہ تیغ زن سینہ فگار از کجاست مہرہ بکفت نامدہ آفت مار از کجاست آب جیہ بلطف در تو غبار از کجاست</p> |
|---|---|

۷

چشم حسن گزینخت بر سر کوئے تو غول
 بر در دیوار تو نقش و نگار از کجاست

۱۶۲

ندامت چوں شود اے دوست حال دوست دارا
 مگر دولت کند یاری کہ یاد آید زیارانت

ازاں میگوں لبست روزے نشد یک جرحہ ام روزی
 تو خنم نوش کردی نوشش بادا و گوارا نت
 جفا جوئی اگر بینی بحسب خرقہ پوش شام
 دعا گویم اگر بینم میساں یادہ خوارا نت
 تو چوں غمزہ زناں پیدا شوی بیچارہ عقل دیں
 کہ حد ایں سپر ہانست دفع تیر بارا نت
 کسے بودے کہ بر سر لشکر خسرو خبر بردے
 کہ اندر شہر شورے خواست از شیریں سوارا نت
 تو اے شاہ بتاں گیسو بد ستم دہ گر باشتم
 بدیں درگہ یکے از جلد زنجیر دارا نت

۷

حسن را در عنت یکدم نمی باشد قرار آری
 بریں رفتست پیوستہ قرار از یقرا انت

۱۶۳

کند رموش ایں دل صد پارہ کبابست
 شہرے کہ چین مست نیایش خرابست
 اندیشہ ہینست کہ ایں رہ ہمہ آبست
 دانیم و نگوئیم کہ ایں راجہ جواہر آبست
 بگذر کہ مصلائے مرا داغ شرابست
 زیں باغ بہشتی کہ ترازیر نقابست

اے شوخ ترا دل لب شیریں چہ لبست
 مستت بیا دل لب میگوں تو شہرے
 ندیشتم اگر راہ بریں دیدہ کنی لبیک
 گفتی ز بتاں سوختہ کیست کہ داند
 لے شیخ میا پہلوئے من در صف طا
 اے دوست گلے چند بدیں سخت گان بخش

۷

واللہ کہ حسن بے تو نخواہد گل و گلبن
 بے روئے بکو دار چناں دار عذابست

۱۶۴

| | |
|--|---|
| <p>لب شیرینت را شکر خلاست اگر ساقی تو خواهی بود مارا مه نو برفلک بینند خلق شب هفتم که مه نیمه نماید برت چوں سیم و زلف تست چوں عد اگر هایل بخوای صوفیا را</p> | <p>اگر شیرین تویی شکر کد است که می گوید که می خوردن حراست من آن مه را که بر بالائے باست اگر توروئے بنمائی تماست طمع بر هر چه خواهم بتخت ازان علوا خبر ده تا چهره ناست</p> |
|--|---|



عزیزان از حسن صحبت مجوید
شمار حلت کیند اورا متفاست



| | |
|--|--|
| <p>با شمشیر غمت آواره نیست عقل را ز حمت مده این کاره نیست اندرین غم جز غم غم خواره نیست با سر پایان این نظاره نیست</p> | <p>کو دله کزد دست تو صد پاره نیست سر عشقت از دل عشاق پرس خوار گشتم در غمت طره ترانک آفتاب از کوه جلوه می کند</p> |
|--|--|



با حسن گوئی که بے من صبر کن
صبر بے تو حد این بیچاره نیست



| | |
|--|---|
| <p>فسول خوانی و خود نمائی نساخت دو بیگانه را آشنائی نساخت قدح نوش را پارسائی نساخت</p> | <p>مراد عشق پارسائی نساخت خرد منکر از عشق و عشق از خرد بمیگوں لبش خسر قه در باختم</p> |
|--|---|

توانگر ہیں بے توانی نساخت
 کہ آزرده را بمیانی نساخت
 اگر بوم را روشنائی نساخت

دل دین و جان پیش کش کر و کش
 چه آرام لے دوستان از طبیب
 شکایت ز خورشید توجیہ نیست

۷

بترسید از قتل خواب حسن
 گدا طبع را پادشائی نساخت

۱۶۷

گر پردہ برکشائی ازالہ روئے چوں بہشت
 روشن شود بر اہل نظر حال خوب و زشت
 تقدیر حق وجود تو چوں خواست آنسید
 صد جان و دل نہفتہ در آب گل سرشت
 تا قامت تو شاخ گلت دید با عنہاں
 در باغ شد زینخ بر افگند ہر چہ کشت
 و امتد اگر تو نہر داہمہ نہا شیم
 گر سر بری مرا نہسم پائے در بہشت
 رضواں اگر بہ سیند خشت درت کند
 جملہ نگار خانہ منہر دوس خشت خشت
 کاغذ گر یہ تر شد و خامہ ز آہ سوخت
 شرح فراق خویش تو چوں توان نوشت

چندیں حسن برشتہ جاں دل چہ بستہ

۱۶۸

سہلست گریست چه شد مریش ز رشت

۷

چشمے کہ در نظارہ آں سر وفا متست
 بر روئے آب میروم از موج اشک خویش
 شب و خیال دوست نباشد برابرم
 من در نماز وقت خوش از یاد قاف متش
 ہر گونہ بر معالہ عشق کار کرد
 دوش از خوابی دل تنگم خبر رسید

در ہر گلے کہ بیند بروے غرا متست
 صوفی کہ عشق ربا ز صاحب کرا متست
 آں شب ہر برابر روز قیامتست
 مہری بنور منتظر وقت قاف متست
 روز حساب حال کارش نہا متست
 دل کو خواب شوچو دلتاں سلا متست

۱۶۹

باریست از ملائکات بر دل حسن
 کارے بجائ فادہ چہ جائے ملا متست

۷

از غفلت سایہ بر سمن بدنیت
 آں نقشہ کہ خط خطاب ولایت
 خال بر عارضش نگہ کریم
 دیدم آں زلف و واں ز نخداں را
 ہر بدی کا پید از نکو رویاں
 من بیاد بتاں نکو سخنم

سفرہ ہمایا چسمن بدنیت
 رستہ پیرامن سمن بدنیت
 شمعہ زنگ بر ختن بدنیت
 ترسم ارچہ ولے سن بدنیت
 یعلم اللہ کہ نزد من بدنیت
 چوں بگوئی کہ ایں سخن بدنیت

۱۰۷

گر کس ایں نکتہ را خلافت کند
 اتفاق تو اسے حسن بدنیت

۷

جز من کہ دید اینکہ بلائے فراق چیست
 هر دل کہ چوں چراغ فی سوز و از فراق
 خواهم زخمی برآمد آں رشک آفتاب
 در کلبه علم بس است همان صحرای لطیف
 با آفتاب وصل چو حاصل نشد قراں
 اگر فرصتی دهی بتوان یافت کام خویش

آسوده را خبر چرا زانک اشتیاق چیست
 اورا چه روشنت که سوز فراق چیست
 کیس هفت شمع باز درین مفتاق چیست
 چندین هزار نقش دین در واقع چیست
 سیارہ دلم را این حست واق چیست
 ہاں اے غم فراق بگو اتقان چیست

حلقه غرقِ نعت وصل انداے حسن
 جز من کہ داند اینکہ بلائے فراق چیست

۶

۱۴۱

دود از درون سینہ بروں آمدن گرفت
 اینک ز نوک ہر قرۃ خوں آمدن گرفت
 موج از چہار سوئے دروں آمدن گرفت
 از دولت غم تو کموں آمدن گرفت
 گفتقم الف فو لیسم نوں آمدن گرفت

از تنف عشق شعلہ دروں آمدن گرفت
 کردم بے براں لبخینیت چشم سُرخ
 کشتی ما بشرط سلامت کجارسد
 ہرگز نیامدے بدل من خیال مرگ
 روزے بر لے طبیعت تشبیه قد خویش

شب کا مدی شنیدن شعر حسن ز دور
 گفتقم پری گریہ فسون آمدن گرفت

۶

۱۴۲

گر ترا خشمی است در سر سر کشم پیش سنا نت
 و رہجای خوش میکنی دل جاں دہم بر آستان ت

حال سکیںاں پیرسی زاہِ مظلوماں ترس
 وہ چہ جیلہ سازمے جاں بادلِ ناہرمانت
 گر بزلت دست بازم سر ہے پیچد کند
 ور ز لعلت بوسہ خواہم تنگب می آید دمانت
 یک نیم سنبل تو ہر دو عالم زندہ کرد
 باش تا گلہائے دیگر بشکند از گلستان
 اے جوئے تو شگفتہ نو بہار آفرینش
 من ندیدم چوں تو باغے آفریں بر باغبانت

۷

اگرچہ از ناز و رعونت چوں حسن بر دست ہجر
 رایگانم می فروشی ہسم خریدارم بجان

۱۶۳

مشکے چو خط تو در ختن نیست
 بوئے تو بپیسچ پیر بن نیست
 کارِ دگریت کارِ من نیست
 شیریں تر ازین سخن سخن نیست
 دیوانہ بدست غریشتن نیست
 مارا سرِ بے تو ریشتن نیست

سرے چو قد تو در چین نیست
 ہر پیر بنے کہ می درد گل
 برچوں تو کسے دگر گزیدن
 دایم سخن از لب تو گویم
 از عہد ہائے من چہ رنجی
 جاں پیش خیال تو فشاندم

۷

گفتی کہ چہ را جدائی از من
 ایں از فلکست از حسن نیست

۱۶۴

اے دلم را تا قیامت با تو پیمانے درست
 نیست از دست غمت در هیچ تن جانے درست
 گرز و بیروں خراے این چنین دامن کشاں
 خلق مسکین را کجا ماند گریبانے درست
 گر کسے پرسد چہ دارید از ملک جہاں
 یک دل صد پارہ داریم و پیمانے درست
 شاہکستی زلف کافر کیش ظالم پیشہ را
 آں شکستہ با کسے نگذاشت ایمانے درست
 ہمارا اگر با خندہ شیرینت لافے زند
 در دہان او نہ مانم نیز دندانے درست
 ترک من تا تیر عنہ راست کرد از ہر طرف
 میکشم پیوستہ من از سینہ پیکانے درست

۷

گر بر غبت بشنوی یک روز بیتہ از حسن
 تخرجہ آرد پیش تو ہر روز دیوانے درست

۱۶۵

می دہ کہ در امید باز بہت
 در مذہب ما ہمیں نماز است
 او عاشق قصہ ایاز است
 این کار بدست کار ساز است

ساقی شب ماضی دراز است
 رویت نگریم و سجدہ آریم
 شہنامہ چہ خواست کرد محمّد
 باو صل تو ام ساخت کارے

روئے کہ تراست جائے نازست
شمع روشن شب درازست

از ناز نمی کنی بمن روئے
از زلف و رخ تو عشرتم را

۷

باشیوه تست سر بر ناز
تدبیر حسن همه نیازست

۱۶۶

اشکم ز تیغ عنقه خواب رواں ترست
صبم ز گنج وصل عزیزاں نہاں ترست
سیل سرشک بار نمی ایستد وے
ہر روز این گلیم کہ دارم گراں ترست
جانا دل مرا بجہاں نیست خانہ
وین غفل خانہ سوختہ بے خان مال ترست
گرد از مہ و ستارہ برآور کہ دمبدم
از طلوع کہ داسشتہ کامراں ترست
گر گہ سلام خشک ز قومی رسید یار
امسال آن فراج کہ دیدم چھاں ترست
از چشم تو بزلت تو جستم پناہ لیک
بند وے تو ز ترک تو ناہم سراں ترست

۴

اندر ہوائے عشق تو حال حسن نگر

او پیر می شود سخن او جواں ترست

۱۶۷

اے ترک بادہ نوش خرد جرمین تست
ہر گل مرا زباغ رخت هست صدف ہا
ایں دل کہ ما باعد سمیت بستہ ایم

دینم ہے بری مگر ایں شیوہ دین تست
اول ہماں ہفتہ کہ بریا سہین تست
تو پچھیں فقار کہ در آستین تست

۱۴۸

اے شاہ نیکو اں دل ما کے رسد ہما
جلد خسرینہا چو بہر سنگین تست

۷

ردیف ج

اگر بدین آثار رحمتی محتاج
کنوں کہ ختم شدش برتیاں نبوت جن
بیا کہ بے تو خرابیم چوں تن بے سر
بجست وجوے تمنا کنم غلو نکم
سپیدین تو قل بیاں نمی آرزو
ستادہ ایم بریں در نظر بر حمت تو

خطے چو مشک ترش میں بگرد صفحہ عراج
زلف تیرہ برائینخت لیلۃ المعراج
تو برن ہمہ سر باش بر سر ہمہ تاج
چو واقعی تو بجاست چو حاجت بجاج
کہ عشق با ختن قیس را کند تاراج
چو قصہ دادہ سلطان جماعت محتاج

۱۴۹

سلامت از دل دیں حسن چہ میجوئی
نہ دیدہ ماندہ دہقان چہ واجبست خراج

۷

اے کہ پیوستہ بودا بروئے تو با ما کج
الف قد تو از قد الف راست تر کج

وعدہ ہائے تو چو زلف تو ز سرتا پا کج
ابرویت راست چو نوشت برو طغرا کج

| | |
|--|---|
| اے قدِ خوب تو چوں دینِ مسلماناں رست دل چو گزشتِ زمنِ ہم سن ازو برگزشتم بنشین میری حکم کر میسانه بکن بے نیازی خدا کار همه راست کند | طرہ کا فسر تو ہیچو خطِ تر سا کج تیغ کج را نتواں کرد نیام الا کج کج تینی کہ نشست است بجنب ما کج ورنہ از کوششِ فرعون رود دریا کج |
|--|---|

۷

در رہِ عشق چو رُخِ راست رواند همه
اے حسن تا تو چو فریںِ زروی آنجا کج

۱۸۰

روایت د

بریا دلب تو جسام گیرند
بے آتشِ عشق خام گیرند
تازیں دو مرا کدام گیرند
بالائے ترا تمام گیرند
دولت کدام دام گیرند
حاجت خواہاں لگام گیرند

آں قوم کہ مے حرام گیرند
گر سوخته نیست در وی آشام
عشاق تو مقبل اند و مردود
گر سر و دریں زمیں نروید
صیاد مرا یکے بیاموز
رخش از در دل برون میگویند

۶

وصفِ تر حسن اگر پذیری
اورا ملک الکلام گیرند

۱۸۱

صفائش رایکے دہ می توان کرد

رخت را د صفائے مدعی توان کرد

بها در منزل وصل آسے امشب
نظیر تو توئی دیں نکستہ امروز
مرا از روی تو روی گلہ نیست
دعای در رخ تو می توان گفت

حدیث نماز در ره می توان کرد
ز آئینہ موجہ می توان کرد
سپاس احمد شدہ می توان کرد
نیازے در سحر گہ می توان کرد

۱۸۲

حسن را بر معانی شاه کردند
ز اقبال ملک شہ می توان کرد

۷

آں کبک شکر خندہ رفتار دگر دارد
ہم سبزہ کشد بر گل ہم شک کشد بر
جان و دل من دارند ہر تو چو جان تن
در ویش کمی وز زہر زخ گل زنگش
مسکین دلم از زلفش ایماں نبرد دلم
بہر فرہ کہ در عالم گشتت خریدارش

سروش بجز امیدن ہنجار دگر دارد
خوبای ہمہ در کارند او کار دگر دارد
کافر بود از جز تو دلدار دگر دارد
در خانہ بہر کجہ دینار دگر دارد
گو در خم ہر موئے زنار دگر دارد
آں یوسف ہمدما بازار دگر دارد

۱۸۳

گفت ہمہ بشنیدی حرفے ز حسن بشنو
کاں بلبل باغ تو گلزار دگر دارد

۷

مست میں کہ بہا خوشتر ز نوش دارد
از عشق چشم مستش گشتم خراب مطلق
ما خطاوست بر رخ ایم و آہ و نالہ

قصہ کے کہ داد اول بر عقل ہوش دارد
ایں بادہ محبت یارب چہ جوش دارد
تا بہت سبزہ و گل بلبل خروش دارد

| | |
|---|--|
| ہم جنس خود چو طوطی در آئینہ پیبند روئے چو شاہ انجم پوشد بلف شبگون دل بر تو گنت فردا زارش کشم بگو کش | نتواند آنکہ خود را یکدم نخوش دارد ہم شہر نمی توان زد با آنکہ تو ش دارد باشد برائے کشتن مشبک خوش دارد |
|---|--|

۹

کم گو حسن ازیں پس اسرار خوبر دیاں
ایں در چہ میکشائی دیوار گوش دارد

۱۸۴

| | |
|--|--|
| سخن وراں کہ حدیث سمن برانخ انند اگر شمایل موزونت را کنند صفت بتان چین و ہمہ چیز شان نگہ کردم بروزگار تو صورتگران ہفت تسلیم بمکتبہ کہ دروں میروی ہمہ طفلان اگر ملائکہ گفتند در بشر سخن شراب حسن تو در جام وصف کے گنج من از جہاں بریکہ شادم اے مسلمانان | حدیث تو چو دافقد ورق بگرد انند ہزار سال یکے از ہزار نتوانند تو دیر ماں کہ پیچیزے بنو نمی مانند قلم شکستہ و در صورت تو حیرانند بغیر سورہ یوسف دگر نمی خوانند رخ تو دیدہ ازاں گتہا پشیمانند کساں کہ جامے ازاں خورده اند میدانند جماعتی کہ دو گویند نامسلمانند |
|--|--|

۶

حسن گلے ز گلستان سعدی آورد دست
کہ اہل معنی گل چین این گلستانند

۲۸۵

| | |
|--|--|
| او دواع اے دل کہ دلبر میسر ماہ ساں منزل بمنزل رہ گرفت | روح بخش و روح پرور میسر خور صفت کشور بکشور میسر |
|--|--|

اوز و ہم من سُبک تر میسر
چون سخن امروز در ز میسر
رو که سلطان رفت لشکر میسر

در پیش و ہم سبک رو رفته بود
گر چو زر گویم سخن ہم سود نیست
دل شد و صبرست پا اندر رکاب

۵

در حسن بنگر که از حسن وفا
دل نه و دنبال دل بر میسرود

۱۸۶

ماه اندک سال من در میسر
بخت میں ناخوانده بر سر میسر
گر نکو رفت اونکو تر میسر
کله رنگیں کن کہ ساغر میسر

النثار لے دل کہ دل بر میسر
بخت میخواندم ز روے دوستیش
خود کہ می گوید کہ گل رفت اورید
ہست ساغر کله بازار عشق

۶

اے حسن بے وقت توبہ میسکنی
توبہ بشکن وقت گل در میسر

۱۸۷

ماہ من کز ہر دل را دل نوازی میسکند
خال او ہند و ست اما ترک تازی میسکند
غمرہ خونریز او باز یچہ چشم دلست
ترک وانگہ مست و دیگر تیغ بازی میسکند
در کمر گاہش چہ گہ گی بردگیوش دست
تا چہ دست آں کہ آنجا ہا درازی میسکند

میکنم جان پیشکش در بندگی او تمام
 گر بر نیمة بوسه ام بنده نوازی میکند
 ترک من غازیست اما بس سلماتش فقاد
 آنچه کافرانشاید کرد غازی میکند
 یک نیم طره اش تازه ترست از صد بهار
 چون صبا هر سال بر گل برگ سازی میکند

۴

گر حسن در پاش می افتد زانے چون زمیں
 آسمان سیرت همه جا سرفرازی میکند

۱۸۸

سحر از روی چو خورشید خود آراسته بود
 عیدین که جہت روزه سحر خواسته بود
 در شب پانزده دیدم قدسے کاسته بود

دوش آں ماه بہنگام سحر خاسته بود
 ماہ من عید بتانت مبارک عیدے
 مہ چو در چارہ شب از رخ او تافتہ شد

۵

بزدوم شکر دگر دم نزنند بنده حسن
 کہ پنچدین شب از نیساں سحرے خواسته بود

۱۸۹

کاں شوخ را بدل شدگان ل کشید بود
 یا قطرہ ز ابر بہاری چکیدہ بود
 مینزد کہ در حایت ترکاں خزیدہ بود
 زلفیں را چہ گوئی سرا بہریدہ بود

امروز صبح ماچہ مبارک دیدہ بود
 آں سرو بود یا گل یا باغ نو بہار
 خالاش بریر چشم چو ہندورہ ہمہ
 بہائے او نشاء تو ہنلے تازہ داشت

ناگه طلوع کرد چو صبح از حجاب شب
من خواسته ز خواب و بزم بر سر آمده

بختم خود این سعادت در خواب دیده بود
نوگشت این مثل که مه اینجا رسیده بود

۱۹۰

القصه در شمال خویش حسن بدید
هر قصه کز لطافت خوابا شنید و بود

۷

مستے کنی بیاد لب یار در کشد
فستقے کہ توبہ باشد پایان کار او
من خاک آن کسم کہ نہد سر بخط جام
جو رہاں کش قح عشق کش از انک
میکن یہ تیغ عشق مرا سینہ شلخ شلخ
اے شہسوار حسن در آتا کہ چشم من

رخت وجود از تن آلودہ بر کشد
یہتر طاعتے کہ بہ پندار در کشد
بر جرم ساقیاں قسم غم خود در کشد
عشقت ازین جہاں بجانے دگر کشد
آن شاخ گل بود کہ سر اندر سپر کشد
بہر نثار نعل تو لعل و گہر کشد

۱۹۱

کو نعل رخس تو کہ حسن ہر و مش چو داغ
در آتش دل افکند و بر جگر کشد

۷

دلہم قبلہ ہمیں روئے تو دارد
روا سیداری آہ سوزناکم
رسولت را بجاں گردن نہاوم
گر از عالم کسے پرسد بگوئی
مرا اندازہ عشق بتاں نیست

اگر بگز ایش زو در کہ آرد
چرا از آسماں آتش نہاود
اگر سچینام با خنجر گذارد
دلے دادست و جانے می سپارد
سکے پیشانی شیراں چرخاود

ز به بخت ار تو انم مرد پیشست که بے تو زندگی لطف ندارد

۷

مگر طالع شود یک شب چوماه
حسن هر شب ستاره تی شمارد

۱۹۲

ز سرو آویخته زلف چو شمشاد
نشانی از حبش داده بغداد
بدین خوبی نباشد آدمی زاد
ز شاگردان نجل ماندست استاد
ا که دادش از فراموش گشته یاد
ا که نور آن لب شیرین در افتاد

خراماں در رسید آن سرو آزاد
نشاند خال بر روی دلا ویز
ندانم یا پری بود دست یا حور
بچین تا نسخه بردن زان روی
سر اندر کلبه ام در کرد یارب
به بستر بوده ام در خواب توین

۷

حسن دست از لب شیرین کشن
مزن بر پائے خود تیشه چو فرهاد

۱۹۳

باده در دست و یار در کش بود
دور ازیں روز با شب خوش بود
نقش پر دیں در آن میان شش بود
آب گوئی خلاف آتش بود
جز کمانچه که در کش کش بود
قره جاروب و دیده مغزش بود

عید پارسه روز ما خوش بود
شب آن روز راجه شرح دهم
چرخ نزد مراد مانی باخت
شیشه صاف و اندر اوئے ناب
زار با دل بزخمه خوشش کرده
دوستان را برائے یک دیگر

۱۹۴

سگ آں آستان حسن بودست
گرچه سگ بود آدمی و شش بود

۸

گر سرو من از خانه یکبار برون آید
از غمزه او تیرے بنشست مراد دل
ہستم سگ کوئے او اما چہ سگم آں سگ
در خلعتہ کافتہ ذکر لب شیر نش
گر شوق سر زلفش از اہل صفا جوی
جانے ست دیں سینہ مشغول میانہ
ہر راہ روے گوشہ در راہ انامحق گم

گل در ہمہ بتاں ہا بے خار برون آید
آں تیر کہ پر گانش دشوار برون آید
کو ہم قدم شیراں از خار برون آید
از حجرہ ہر صوفی خار برون آید
اندر تہ ہر خرقتہ ز نار برون آید
روزے کہ بخواندش بایر برون آید
سر زشتہ تدبیرش از دار برون آید

۱۹۵

کو دوست کہ بر وارد از پیش حسن ہستی
باشد کہ از بن یکبار برون آید

۷

روئے چوں صبح تو بر نور قمری خندد
یار گاہے کہ بسم کند آن دانی چہیت
لب لعل تو بیاں لطف طراوت گوئی
روئے خنداں تو دیدست مگر گل دنخوا
جائے خنداں کہ در پیش تو بیند نا
سرافلا کہ بنظارہ دندانست بگشت

لب شیریں تو بر تنگ شکر می خندد
درج یا قوت کہ بر لعل گہرمی خندد
برگ لالا است کہ بر غنچہ ترمی خندد
کہ چنان تازہ و خوش وقت سحر می خندد
تو شکر خندی و او خوں جگر می خندد
کیس چہ پروتہ است کہ بنہش قمری خندد

۱۹۶

دی زمانے کہ تو دروئے حسن خندیدی
خلق گفتند کہ از شدادی زرعی خند

۹

ایں چه روزست کہ دشمن چنبدین برباد
وہ کہ نہ طاقت آہست و نہ زور فریاد
من نہ پندارم و وائے کہ نمی آید یاد
جان شیریں دہد اندر غم شیریں فزاد
اگر اور از من دل شدہ نیست مراد
ہم از اں چشم رسیدست کہ چشم مراد
غم او بہدم جانست بروں نتوان داد
پست کردست چو دیوار دلم را در داد

منم از یار جدا مانده و دل دادہ بیاد
وقت آنست کہ آہے کنم و فریادے
گفتی آں یار ہمہ عمر گہے یاد تو کرد
دل شیریں بخور و نیم جوئے غصہ اگر
نامراد ہی جہاں بردل خود خوش کردم
چشم او عین بلا گشت و مرا ناوک درد
حق بدستم بود اردم نرغم در غم او
داد چوں خواہم از اں شاہ کہ دولن غم

۱۹۷

حسن ار خون دل از دیدہ قنات سہلست
دل بتقدیر خدا نہ بچہ توان کرد قنات

۵

درد تو داروے جمعے سینہ پریشان بس بود
تو تیاے گرگ گرد راہ میشاں بس بود
ز یور غواں ہمیں خوبی ایشاں بس بود
اگر عتاب میکنی ایں یک پریشان بس بود

یاد تو جمعیت جان پریشان بس بود
چشم ہر ناظر بمنظورے منور کردہ اند
سنبیلہ برہمچہ میسائی و سنبیل برہمن
گفتیم چوں زلف من ہرے میلہ افتد

تا حسن معشوق غوشت خواند از خویشاں برید

۱۹۸

عشق خوشاوند شد پیوند خوشاں بس بود

۵

دوش جاناں تا سحر با جان من مساز بود
کردم آہنگ دشن تا خاک راہ او شوم
شاہ را دیدم دعا کردم اجابت یافتم
علل میگوشت مرا ز دطنها چوں سنگ سخت

ہر قدر مارانیا ز اندر سر او ناز بود
آں سے بر اہل آل ہنگ ہم بر ساز بود
پاسبانان نختہ و در ہائے رحمت باز بود
اے عفا اللہ می خورده این سنگ انداز بود

۱۹۹

دزخ معنی حسن را شیرہ نور نخت عشق
شیرہ از خنجانہ مستی کہ در شیراز بود

۷

دوش دستم بسر گیسوئے آل ماہ رسید
سالہا دل شب گیسوئے ترا جنت نیت
چشم تار یک سن از طلعت او شد روشن
مور مکیں ہو سے داشت کہ د کعبہ رسید
یک سحر آہ ز دم از سر نو میدی خود
خواستم کو برسد منت غیرے نبود

ہر چہ دل خواستہ بود دست بدخواہ رسید
این شب تیرہ ام آخر بسحر گاہ رسید
دیدہ از پر تو آں روئے بیک ماہ رسید
دست درپائے کبوتر زد و ناگاہ رسید
این ہمہ دولت امیدم ازاں آہ رسید
آنچہ می خواستم المنتہ شد رسید

۲۰۰

حسن امروز سر اندر قدم یار آورد
اے خوش آں بیدق مقبل کہ بدیش شاہ رسید

۷

افقہ نوش شہینم سلطان کہ رساند

جاں ساختہ کریم بجاناں کہ رساند

| | |
|--|--|
| مرغان غریبیم اسیر قفس ہجر حال من مسکین بدل آرام کہ گوید بوئے سر آں زلف دریں کلبہ آرد اگیرم چو سکندر ہمہ جائے رسم دست گفتی کہ مرا حال دل خویش نگوئی | مار از قفس باز بہ بستان کہ رساند درد دل موراں بہ سلیمان کہ رساند پیر اہن یوسف سوئے کنعان کہ رساند پایم بہر چشمہ حیواں کہ رساند من خود کنم آغاز بپایاں کہ رساند |
|--|--|

۷

جاں می طلبد یار حسن منتظر آنگ
ایں مژدہ جاں بخش بجاناں کہ رساند

۲۰۱

| | |
|--|---|
| مرہوائے گل از روئے یار یاد دہد بتم ز روئے بر انداخت پزدہ نیست بیک نظارہ از وقایع کرا زہرہ بر اوج منظرش آں فاختہ کو نشست سب درش شدہ ام سالما چہ باشد کجاست مطرب پارینہ تاحریفان را | نیم صبح ز بوئے نگار یاد دہد اکہ بلبلان را از نو بہار یاد دہد اکہ ذکر بو سکن یا کنار یاد دہد اگر بنا لدوزیں دوستدار یاد دہد شبہ در آید و آں روزگار یاد دہد سرود گوید و ایام پار یاد دہد |
|--|---|

۹

حسن بگو غزل خوش بود کہ خوش خوانے
بیں بہانہ ترا پیش یار یاد دہد

۲۰۲

| | |
|--|---|
| ہر دل کہ در حمایت آں دلر بارود دلہائے عاشقان ہمہ ہمراہ دلبرست | کارش ہمہ موافق کام و ہوا رود خوش لشکرے کہ در پینہ بادشارود |
|--|---|

خنداں چو گل در آید خوش چو صبا رود
 ترسم کہ جاں میانہ ایں دست پا رود
 باشد کہ گرد راہ تو در چشم ما رود
 روزے میان ما تو ایں ماجرا رود
 رحمت براں زباں کہ برا ایں دعا رود
 پیغام ما بد اں حرم کبیرا رود

خوش وقت آنکہ صبح دے یار در برش
 خواہم کہ دست بوسم و در پایش او فتم
 اے مردم دو دیدہ یکے گرد ما بر آئے
 داری تو زخم تیغ رواں ما شکر نخل
 یاران رحمتی تو و مادر دعاے تو
 قاصد تو باز گرد کہ امکان ندارد آنک



گفتی حسن چہ برد من جائے ساخت
 او جز در تو جائے ندارد کجا رود



کرا گویم کہ شبہائے فراق دوست باز آمد
 تنم چوں شمع ہر شب تا سحر کہ در گداز آمد
 سر زلفش کہ دور افتاد باز از دست امیدم
 دگر بارم یکے اندیشہ دور و دراز آمد
 قبول خاطر عاشق بود ہر چہ از نگار آید
 پذیرائے دل محمود شد ہر چہ از آواز آمد
 بخزد لدار نپندم دگر اینست تدبیرم
 بکھشد کہ تدبیر پسندیدہ دراز آمد
 اجازت داد دو شمع تا میان او بر گیرم
 طبع بسیار می کردم و لے با پیچ باز آمد

جمال او تجسلی کرد بر صحن چمن گونی
که سبزه در سجود افتاد سرو اندر نماز آمد

۶

حسن در پوزه وصل تباں را از در دلها
نیازے میکند از نو بهمانا نو بناز آمد

۲۰۴

مراد خویش چوں امید من بباد دهد
بجائے میوه بلا جائے خانه زاد دهد
که آن کله خبر از تاج کیقباد دهد
که جرعه بغریبان نامراد دهد
مر که نه که بر خاطر تو یاد دهد

کسے که دل بچو تو شوخ خود مراد دهد
چو تو نهال بهر خانه که بنشانند
بنه ز خاک در خویش بر سرم کلمه
چو جام وصل کشی سوئے من اشد کمن
تو آسپخان بگز بیکسانت آید یاد

۷

بی هیچ وقت نگردید کعبه ستین حسن
چنانکه تهره امید را کشاد دهد

۲۰۵

باز فصل گل رسید آن گلرخ ما که رسد
سرو هم بالا کشید آن سرو بالا که رسد
هر کس از شاخ امید خویش بر باخورد و من
انتظار میوه خود میکشم تا که رسد
آرزو دارم که حلوائے خورم از حاصل او
او شکر را تنگ بر بستت حلوائے رسد

من کنار از موج اشک خود چو دریا کرده ام
 یارب آں دُر گر آنسایہ بدریا کے رسد
 گفتمی اے قاصد کہ آں مہ در فلاں منزل رسید
 جائے او جان منست این گو کہ انجا کے رسد
 آں یکے میگفت فردا خواہد آمد وقت صبح
 خواب از چشم برفت امشب کہ فردا کے رسد

۷

باز میگوید حسن این بیت از دوری او
 باز فصل گل رسید آں گلرخ ماکے رسد

۲۰۶

گوئی کہ مسیح از در میار در آمد
 ناگاہ یکے شمع شکر بار در آمد
 جانش بسرا پردہ انوار در آمد
 از خرقہ بروں رفت بیزار در آمد
 امسال بشاگردی استاد در آمد
 غوغائے غمش از در و دیوار در آمد

دوشینہ چہ شب بود کہ دلدار در آمد
 تاریک شبے داشتیم و تلخ حیاتے
 بس عاشق بیدل بیک پرتو آرزو
 بس عابد زاهد کہ بیک جنبش آلف
 پارآنکہ بد استاد دستان طریقت
 یک خانہ گرفتیم بسر کوئے سلامت

۷

یک چند بروں شد حسن از مجلس متاں
 دید آں لب میگوں و دگر بار در آمد

۲۰۷

ور بخند دخت دین نقد جاں غارت شود
 چوں سحر شد مہرباش از آسماں غارت شود

ترک من گر پردہ بر گیر و جہاں غارت شود
 ماہ ہر شب با رخ زیبایش باز در دلافت

| | |
|--|---|
| دل بگشت از عهد من عیش ہمہ آوارہ شد عقل را ضبطے نامد از دل بزل افتادراز بر درہر خانہ دی در شہر کردند این ندا یار تر سازند و لے ترسم کہ متھے بے نمک | ہر کہ نقد قلب زدلابد دکاں غارت شود شحنہ چوں مغلوب شدہ در زباں غارت شود ہر کہ عاشق گردد اور احسان ماں غارت شود خورے انگیزند و حلوا در میاں غارت شود |
|--|---|

۷

غور یا نہ غارتے کُن شکر مصریش را
بارگی باید حسن تا نیستاں غارت شود

۲۰۸

| | |
|---|---|
| ہر کہ صاحب سخن ہو سخن داں کے شود ایں کہ ابراز آسمان بارد اگر بار دگلاب خوف "من احببت" در اسرار منزل خوانہ اند در رہ حق عارفان را بہت خلوت خفا اہل دل اند و افشانی ز درج معرفت از سخن دزدی نیاروشند کہ صاحب سخن | آنکہ از گرسے گریز دمر میاں کے شود آنچہ خارتاں بود ہرگز گلتاں کے شود تا خدا نہ بد ہی کافر مسلمان کے شود آنکہ محروست از اں رہ محرم جاں کے شود آنکہ در جگہ در باشد اور در افتاں کے شود دیو اگر انگشتی دزد و سلیمان کے شود |
|---|---|

۷

از فضول حاصل فضل حسن مخفی نامد
آفتاب اندر پر خفاش پنہاں کے شود

۲۰۹

| | |
|---|---|
| آں سرو قدانے کہ چو گل خندہ زناند در وعدہ وصل ارچہ ہمہ تلخ مزاجند کشتہ شدگان لب خوشخوارہ محبوب | بس نگد لاند اگر سیم تنانند در دادن دشنام چہ شیریں سخنانند تا روز قیامت ہمہ نگین کفنانند |
|---|---|

کال قوم خرابی طلب بے وطنانند
مفریب دهاں موئے که مشکین رسانند
هشدار که آں طائفه توبه شکنانند

چندین چه ز خانه طلبی دل شد گال را
از چاه ز خندان بتاں در گداز دل
در جسد شکن بر شکن افتاده چه پیچی

۷

منگر حسن آں ذوق شکر خنده خوباں
کز غمزه خونین همه شمشیر زنانند

۲۱۰

بصد غم میکند خوارم چنین غمخواری دارد
طریق صبر می ورزم و لے دشواری دارد
و لے بخت من بچپاره ناهواری دارد
با همرو کنش یار که با ما یاری دارد
ز شادی خیالت غم شب بیداری دارد
گه زنده است و گه مرده چنین بیماری دارد

دلم خوں کرد دلدارم چنین دلداری دارد
دریں اندوه کز عمر مرا جاں دل آست
رفیباں چاره کارم همی سازند همواره
سگ کویت اگر خصمی نمود اهل خصوصیت
ندید این چشم من بکیر و زوئے عیش لیک
دلم بر بستر عشقت بیاد وصل داغ غم

۷

حسن را حال در هم شد طیبیاں ترک مهم گو
علاج توجیه کار آید که زخم کاری دارد

۲۱۱

جز در دل بتلا ننگبخت
چون نام تو در دعا ننگبخت
در طاعت ما ریا ننگبخت
یک شهر دو بادشا ننگبخت

دروے که در او دوا ننگبخت
وصلت بدعا چگونہ خواهم
متانہ ز نیم سر پائیت
عشق آمد و عقل نعت برست

| | |
|--|---|
| بیگانه میاں مانگنجد ایک قافیہ در دو جانگنجد | جاں حسیت چو بایگانه گشتیم با تو غم اہل بیت نتواں |
|--|---|

| | | |
|---|---|-----|
| ۶ | جائے تو درائے دہم و ہمت آنجا حسن علا مانگنجد | ۲۱۲ |
|---|---|-----|

| | |
|---|---|
| آہنار تو در خبر نگنجد در حوصلہ بشر نگنجد با مرغ تو بال پر نگنجد آنجا سخن دگر نگنجد آں سر سرہ درین بصر نگنجد | انوار تو در نظر نگنجد عشق تو چو حورائے پری رخ راہ تو رہ مجر داں است گفتی ز در دگر سخن گوئے خاک در تو چہ چشم داریم |
|---|---|

| | | |
|---|---|-----|
| ۷ | من بندہ حسن چگونہ گویم حرفے کہ بگفت در نگنجد | ۲۱۳ |
|---|---|-----|

| | |
|---|---|
| اسرار تو در بیاں نگنجد کال لقمہ دیں دہاں نگنجد گل در ہمہ بوستان نگنجد خورشید در آماں نگنجد در خلوت یار جاں نگنجد ملکیست کہ در جہاں نگنجد | اوصاف تو در زباں نگنجد سودائے لب تو چوں توان بخت گر نسبت گل کنم برویت ور وصف زنت کنم بخورشید جاں پیش کشم چوں تو در آئی عشق تو درون جان درویش |
|---|---|

با من تو یکے شوی حسن گفت
تا اہل دریں میاں نگنجد

۲۱۴

۶

شفقت شورش دوشینہ ز سر خواہم کرد
خرقہ ہستی این نقش بدر خواہم کرد
من این فراق یکے رقص دگر خواہم کرد
علم از عالم این طالعہ بر خواہم کرد
وز نجم گیسوے شاں بند کمر خواہم کرد

باز امروز بہ میخانہ گذر خواہم کرد
وجہ عیش طرب از روی بتاں خواہم کرد
سبب رقص گواہی من از نشوندند
ملک معنی ز دل زندہ دلاں خواہم کرد
از سر زلف بتاں بند قبا خواہم کرد

نیکوای ہر چہ کنند اے حسن اندر حق تو
بد کن دل کہ ترا نیز جنبہ سر خواہم کرد

۲۱۵

۱۰

شکایت شب بھراں یار نتواں کرد
بجائے او دگرے اختیار نتواں کرد
برائے غم گلہ زان نگار نتواں کرد
چرا کہ راز نہاں آشکار نتواں کرد
کہ در میانہ دریا قرار نتواں کرد
کہ مایہ تابود پیسح کار نتواں کرد
بگرد کئے تو دیگر گزار نتواں کرد
بقول مردم مست اعتبار نتواں کرد

حکایت شب بھراں یار نتواں کرد
بداں کہ یار زما دوری اختیار کنند
پاس دارم اگر در غمش ہلاک شوم
دوائے درد دل از کس نمیتوانم خوا
کنار کرد بیکبار خواہم از دیدہ
نخست زردم از دیدہ پیشدم عاشق
اگر چنان کہ چنین دل ز خلق خواہی برد
بوصل میدہم وعدہ غمخوات لیکن

مگر ترا بکنار آدم شبے ورنه
بهوسه از دهننت اختصار توان کرد

۵

ز آب دیده حسن را کنار چپول شد
منزله او به ازین در کنار توان کرد

۲۱۶

ز چشمت چشم آں دارم که از چشم من باز
زکات چشم چشم کن بسوئے چشم از رحمت
رواں گردید بے چشمت ز چشم چشمهای خو
ز چشمت چشم بگیرم چو چشمت گوشت گیرم
بچشمانت که چشمانم بچشمان تو می نازد
اگر چشم را بجز چشمت در چشمی نمی سازد
اگر چشم تو چشم را ز چشم خود من باز
که با چشم تو چشم من تو گوئی چشم می باز

۴

حسن تا دید چشمت را بچشمت هر زبان چشپ
بچشمک میزند چشپ اگر چشم تو بنوازد

۲۱۷

ماه من از مشرق جال برآمد
عشق تو را بخت برابر و معشوق
خوئے چو تار هریز برون زده گوئی
صبحی خال نیک چشم از افلاک
خسر و عادل علای دنیا و دین
بخت چو زده سکه عمر و ملکتش را
اخترم از خانه و بال برآمد
عید تو را کرد چو لاله برآمد
کو کب ماه با کمال برآمد
طالع شاه نجفته فال برآمد
قرعه دولت هزار سال برآمد
هر دو طرف نقش لایزال برآمد

۴

ورد حسن شد فرید فضل و جلالش
آن نیمه از فضل و جلال برآمد

۱۱۸

پژت فتلخ انصباخمے دارد
از چه دارد مگر غمے دارد
ہیچوں من وقت خرے دارد
صدق و سچ دادے دارد
سرای گفت و گو نمے دارد
تاچہ آسودہ عالمے دارد

روے گل از ہوا نمے دارد
مرغ ہر بامداد نالہ زار
باغ بنگر دروں و بیرون خوش
گرچہ امروز فاختہ بر بام
ساقیا خیزو مے بدہ کہ حسن
دلش آسودہ از غم عالم

۷

کعبہ دیں علای دنیا انک
ہر کفہ ہیچو زمرے دارد

۲۱۹

بلبل مست را سخن بختاد
چشم ز گس بیا سمن بختاد
گل گریبان پیرین بختاد
درے از خلد چمن بختاد
گریہ از چشم مردوزن بختاد
چکخم آب چشم من بختاد

باز گل روئے خوشتن بختاد
دل مرغاں بسینہ آرا مید
صبح دمے وزید بارے خوش
بت من چوں بباغ شد گوئی
باز خندہ زناں چو رفت بشہر
راز عشقت نمی کشاد من

۶

حقہ در کہ بستہ بود لبش
ہمہ از دیدہ حسن بختاد

۲۲۰

بے بقایت بقا نمی خواہد

دل من جسز ترا نمی خواہد

| | |
|---|--|
| <p>حاجی کو طواف کویو برد آنکه بیمار نشتر عشق است مادعا میکنیم لیکن بخت من همی خواهم و تو میخوای</p> | <p>حج خود را روانی خواهد رنج خود را شفا نمی خواهد حاجت ما روانی خواهد چکنم چون خدا نمی خواهد</p> |
|---|--|

۷

حسن از جان دهد ترا بپذیر
می به بخشد بهسانی خواهد

۲۲۱

| | |
|---|--|
| <p>باز گل از باغ رفت باد صبا میرود خیل چمن میرود آندش از چه بود رفتن او چون که دید و او قد بالائی اے گل دلها دمی عیش من از روی خویش ناله شد از خدایان درد زلفت از درون دوست رسید و فرود حسرت آینه بود</p> | <p>آب دو چشم روانست آب چرا میرود برین ازین رفتش وه که چرا میرود سرو بشتاد گشت این چه بلا میرود تازه چو گل کن که عمر همچو صبا میرود تا تو نباشی طبیب درد کجا میرود آندش چون گلست آید و او میرود</p> |
|---|--|

۷

هر چه ز تو میرود بر حسن آں شاکر است
حمل وفا میکند گر چه جفا میرود

۲۲۲

| | |
|--|--|
| <p>درد ما را رسم او و او دادند دل دیوانگان بگیسوئے اوست تخف ما نرو نمی خواند</p> | <p>اکوست در مان هر که در ماند کیست کال سلسله بجنباند آنکه در مکتبش فرستاند</p> |
|--|--|

ایں بلارا کہ باز گرداند
سوزنا شور او فروشانند
گرب باشیر پنجه نتواند

لشکر عشق او بلائے خداست
گر بدریا در افگند مارا
عقل نامرد عشق او شدنی



حسن از پیش چشم او بگریز
ترک منت و تیغ میسراند



اگر او جانت بے جاں چوں توان بود
چو بے او بود نتوان چوں توان بود
بکنج خانه پنہاں چوں توان بود
اگر انوں بے گلستاں چوں توان بود
بخوان حلد مہماں چوں توان بود
دران خانہ مسلمان چوں توان بود

دلایہ وصل جاناں چوں توان بود
مرا گویند صابر باش بے دوست
حدیث عشق ماصحرا گرفتست
چو گل در جلوہ شد بلبل ہمگفت
اگر نبود نسکدان لب تو
چو آید پاکشاں زلف چو زنار



حسن معشوق آں دارد ز خواباں
بگو آں خود کہ بے آں چوں توان بُو



از دل تفتہ ہزار آہ برآید
ہر طرف آواز داد خواہ برآید
شمع چہ حاجت بود چہاہ برآید
طوبے دیگر میان راہ برآید

گر خط شبگونت گرد ماہ برآید
شحنہ شہر ار کند تخلص نجاباں
دوش چو طالع شدی شمع بختتم
ور برہے بگذری بسایہ قدرت

مصلحتم را نظر بر محبت تست
گر بچکد بر زمیں ز برگ گلت خو

کار رعیت بلطف شاه بر آید
صد من از پنج ہر گیاه بر آید

(۲۳۵)

سوئے ز خدانت بر کلالہ مشکیں
تا دلِ مسکیں حسن ز چاہ بر آید

(۷)

بوئے راحت در ہمہ عالم نماند
چند پر سے از کجی نامے از آنک
ماندہ ام بایک دل صد جائے پرش
مردم از غم چوں رہم انصاف رفت
یک نفس در کار بود آں ہم گست
با کہ خواہم دم زدوں از محرم

آدیت در بنی آدم نماند
نیک نامے در ہمہ عالم نماند
چون کخم کاند ر جہاں مہم نماند
بین از چہ کے رہد رستم نماند
نیم جانے ماندہ بود آں ہم نماند
محرمیت را چو یک ہدم نماند

(۲۳۶)

حال محرم بشنو از بندہ حسن
در ہمہ عالم چو یک محرم نماند

(۷)

چہیں کان تازہ گلزار آفریند
چو باغ حسن او گلہا بروں زد
شبے تارے ز زلف پار سرزد
مگر وصف لب او خواست گفتن
ز بوی چشم تیرہ روشنی یافت

نمودے از سُرخ یار آفریند
ز یک گل ہشت گلزار آفریند
ہماں شب مشک تا مار آفریند
کہ طوطی را شکر خوار آفریند
مگر یوسف دگر بار آفریند

حسن را خوار مے خوار آفریند

تو اے زابد عزیز و پارسیا بش

۵

نزیب عاشقان را پارسیائی
که ایشان را گنہگار آفریند

۲۲۷

مبادا که تو برگردم همه عیدم و عید افتد
اگر کم کن پیش از آن کس کار در گفت شنید افتد
میان کشتهها افتم مگر نامم شهید افتد
بدان نوروز می ماند که اندر روز عید افتد

مرا بجز روز دیدارت باز صد روز عید افتد
دعائے گفتن و دایه شنبه و آرزو دارم
تو گرازان از تیغ خود نیالائی بخون من
مبارک روئے تو با آن جلال پیش زاندازه

۷

حسن از تو نظر با چشم میدارد اگر چه تو
نظر کمتر کنی بر کس چو افتد بر مزید افتد

۲۲۸

درمان در دمن چه توان کرد می شود
شک نیست آنکه مست جوانمردی شود
هر روز سسج می شود و زرد می شود
هم خود و شرم دعوی خود سرد می شود
چندین مگرد گوی تو برگرد می شود
شهری چو من فدای نه آورد می شود

دل در غم رخت که همسهر دردی شود
که گاه ز گسست نظری می کند بمن
از رشک رنگ چهره تست آنکه آفتاب
دعوی حسن طلعت تو می کند بهی
اے آفتاب مشرق میاں بگرد گوی
عشقت بسوی شهر و ده آورده میبزم

۷

در عشق روز خواب و خورم آگهی نبود
بندہ حسن زهر و جهاں فرد می شود

۲۲۹

| | |
|---|--|
| چشم منت قصد بشیاری کند در مسلمانان روا باشد که او کافر زلفت سرش بریده باد با کند زلفت ترک چشم تو از خطا باشد که با خاک درت از فرات جاوداں رستم اگر | دم بدم در پرده خونخواری کند بسیگنا ہے مردم آزاری کند روز مارا چوں شب تاری کند ہر شبے تا روز عیاری کند خود فروشی مشک تا تاری کند دلبر وصل تو آم یاری کند |
|---|--|

| | | |
|-----|---|---|
| ۲۳۰ | در فرات خوں ہی گرید حسن ولے اگر او گریہ و زاری کند | ۵ |
|-----|---|---|

| | |
|--|--|
| باز جانم را غمے سخت افتاد چہرہ امیسم از نطع مراد چوں شود عالم دین سیلاب غم صبر گم دل غائب و دلدار دور | خون دل چوں بادہ یک سخت افتاد ہیچو رخ برگوشہ تخت افتاد ہم تشر غلطید و ہم رخت افتاد بخت مانگر چہ بد بخت افتاد |
|--|--|

| | | |
|-----|---|---|
| ۲۳۱ | اے حسن مردانہ بر سختی عشق دل بنہ کین واقعہ سخت افتاد | ۶ |
|-----|---|---|

| | |
|--|---|
| چشم تو گرچہ میکشد عاشق مہاز می کند قبلہ عاشقان توئی ہر کہ سجود بندگی در نظر محققان راہ زن مخالفت | عاشق خستہ ہمچنان عرض نیاز می کند جز برخ تو می کند سہونمازی کند خواجہ کہ از رہ ہوا عزم حجاز می کند |
|--|---|

مُرخ دل شکستگان یار گرفت و صید کرد
 باز خوش آمدش مگر صید کہ بازی کند
 برحد سبکتگین بگزرو حال او بین
 خاک شد دست همچنان یاد بازی کند

۶

دی حسن شکستہ را بندہ خویش باز خواند
 لطف نگر کہ آن شہ بندہ نوازی کند

۲۳۱

دیر شد یار من بہ من نہ رسید
 یوسف من ز من جدا افتاد
 ہر کہ نامد ز خویش تن بیرون
 دوش قربان عشق می گشتم
 بہ تمنائے کیسوئے و ذقش
 بلکہ بوسے ازاں چمن نہ رسید
 دیدہ نعل گشت و پیر من نہ رسید
 او بمقتضیٰ و خویش تن نہ رسید
 کچھم ترک تیغ زن نہ رسید
 در چہ افتادم و رسن نہ رسید

۶

عالیٰ مست شد ز جام لبش
 جگر حصہ حسن نہ رسید

۱۳۲

گرت روم بہ فدا عمر دوستان تو باد
 بہوئے وصل تو کے پرویم جاں تن
 از آستان تو دارم مراد ہر دو جہاں
 مرا سرسیت بلاکش و گر قبول افتد
 ہر اں سر کے کہ دل سہوئے عشق
 ہزار جان گرامی فدائے جاں تو باد
 کہ آفرین خدا بر تن و رواں تو باد
 کہ حادثات جہاں دور آستان تو باد
 فدائے پائے سگ کی پیاساں تو باد
 چوراء خاک فداہ بر آستان تو باد

بحرمت نظر کے کن تو بر حسن اے دوست

۲۳۳

کہ در غم تو چنان شد کہ دشمنان تو باد

۷

فلک پاکس دل بیکت ندارد
درخت دهر سرتاپای خارا
جہاں از مرد میہا مرد ماں را
دریں کو ارکسے سرکہ فرد شد
کسے کز ہفت بام چرخ بگذشت
کسے کا نیجا مرغ نمی نشیند

ز صد ویدہ یکے بینا ندارد
تو گل میجوی او اصلا ندارد
نویدے میسد ہد اتا ندارد
مرنج ازوے کہ او حلوا ندارد
بیاغ ہشت در ما و اندارد
دراں ایواں ہماں خود جا ندارد

۲۳۴

حسن آخر چہ اندیشی امروز
ازاں فردا کہ پس فردا ندارد

۵

ز ہر کہ رایسہ روح بخش جو آید
ازاں تر از عدم در وجود آوروند
کسے کہ قاف قناعت طن چو غنا کرد
گلیم فقر من از اطلس زمانہ بہ است

بر آستان در شش شیر در سجود آید
کہ از تو مردے وجود در وجود آید
کجا اگر بدو عالم سرش فرود آید
کجا بر م قصبے را کہ بوئے دود آید

۲۳۵

حسن ز نیک و بد روزگار شکوہ مکن
خوشست ہر چہ کہ از واجب الوجود آید

۱۰

باغ خوبی تو از سرتازہ شد

خط تو چوں سینہ تر تازہ شد

روفت سرو و صنوبر تازه شد
 یا بهشت از آب کوثر تازه شد
 زندگانی من از سرتازه شد
 در عرق چوید دید از سرتازه شد
 روزگار مشک و غنبر تازه شد
 از دامنش غنچه سرتازه شد
 جان خلقی بار دیگر تازه شد
 در دل او میل شکر تازه شد

سایه قد تو بر بستان فساد
 روی تست آن گل چو از غنچه گشته تر
 زلف جان ار بر به بستی گرد سر
 گل ز رشک روی او پرموده بود
 بوئے گیسویت بعبطاراں رسید
 در چمن میرفت دی خنده زان
 خط دیگر تازه کردی گرد لب
 یک سخن از لعل او هر کوشنید

۷

مرحس را در دل این عشق آتش است
 ریش چنیز ساله بنگر تازه شد

۲۳۶

تسبیح بیج کردم سجاده هم گرو شد
 چو دوست گشت کوش سجاده گل گرو شد
 چو شمع گشت پیدا پروانه گرم رو شد
 در دکن برون زد عشق قدیم نو شد
 هر جره بصد جان تقوی بنیم جو شد
 این رخسار مهت مایاب چه دور دو شد

من باز باده خوردم رسم گذشته نوشد
 زاهد که گفت از من یقظه هم ننوشم
 صوفی بخلوت اندر میزد نهفته رقصه
 صندوق سینه دره بستم ولیک ناگه
 بازار زاهدی را خار گشت شمع
 بردیم گوی معنی بیرون ز هفت میدا

۵

بخش احسن از این پس در سخن به هر جا
 شهر شده سخن چمن و انبت سخن ننوشد

۲۳۷

قل هو الله احد خالذ و باخلاص و مبد
خضر انکه که برگد شکرت سبزه بید
بجال طرب افزائے تو امکان مزید
تنگان لب لعل تو شقی اند و سعید

سوره فاتحه دروئے ترا هر که بید
انبت الله نبأنا حسنا گفت و گذشت
نزدك الله جالا تو ان گفت که نیست
خستگان غم عشق تو فقیرند و غسنی

۵

اے خوش آن ساعت میمول که بگویند حسن
که فلاں عاشق بیچاره مقصود رسید

۲۳۸

من از جاں فارغم گر آن نباشد
در درویش را در باں نباشد
شب عشاق را پایاں نباشد
بگفت این در درادراں نباشد

غمت را جائے جز در جاں نباشد
غمت هر که کمی آید بسیار گو
غریب دوش می نالید و میگفت
طیبه را حدیث عشق گفتم

۷

حسن وصل تو میجوید محاست
گدا هم کاسه سلطان نباشد

۲۳۹

بس نعره و فریاد گل زار برآمد
در بسته بدم آب ز دیوار برآمد
بخت من بد روز همه خار برآمد
فریاد ز سجاد و ز ناز برآمد
کال مسته انا الحق بسرار برآمد

تا سر و مرا سبزه بگلزار برآمد
موج که زوایں دیده ز نادیدن رویش
گل کاشته بودم که مگر خوش گذرد روز
در مسجد و میخانه چو گفتند حدیثش
کس نیست که فردہ بر دم سوئے حریفان

ناگہ شبے از زاویہ غار برآمد

آں ماہ کہ در افق عرب بود طلوعش

۷

ہاں اے حسن اندر رہ عشق تو فروشد
چوں نام تو امروز دریں کار برآمد

۲۴۰

فردوس بجوئے توجہ ماند
آں روئے بروئے توجہ ماند
آں بد بہ نکوئے توجہ ماند
آں تار بوئے توجہ ماند
خورشید بروئے توجہ ماند
آں بوے بوئے توجہ ماند

خورشید بروئے توجہ ماند
خورشید بکام زرد رو بیست
مہ ہم بخسوف بہت بد رنگ
شب گرچہ کہ بہت سر بسترار
روئے تو بہ از ہزار خورشید
بوئے گل اگرچہ دوست دارم

۷

اے گم شدہ یوسف حسن تو
آں دوست بخوئے توجہ ماند

۲۴۱

وز نالہ من مرغ ہوا را کہ خبر کرد
شب محرم سر بود صبارا کہ خبر کرد
غم را کہ نشان داد بلارا کہ خبر کرد
ایں نعرہ دن تھی علی را کہ خبر کرد
زیں وقت خوش آن دشمن بارا کہ خبر کرد
اندیشہ اندوہ نسا را کہ خبر کرد

دوش از دم من باد صبارا کہ خبر کرد
سرگشتگی حال مرا تا نفس صبح
من بودم و کنجے و حریفے و سرود
ایک صوت خیریں شب ہمہ شب من بڑ
عقل آمد و گفتم ز غم دوست مشو خوش
گفتم کہ نیندیشم از اندوہ خود امشت

در آتش و در آب نکلند حسن را

| | | |
|--|--|-----|
| ۵ | اے سینہ دلے دیدہ شمارا کہ خبر کرد | ۲۲۲ |
| کار با سر بسر کشاده شود خون بخون جگر کشاده شود ہمہ تنگی بزر کشاده شود دل بعل و گہر کشاده شود | سر زلفش اگر کشاده شود زلفش از مشک مشک از خوشست روے من دید خندہ کرد آری دل تنگم ز خندہ اش بختاد | ۲۲۳ |
| ۵ | در دولت گرفته باش حسن تو چہ دانی مگر کشاده شود | ۲۲۳ |
| ماہ اندک سال من در میرسد بخت میں ناخواندہ بر سر میرسد اگر نکورفت او نکو تر میرسد کدہ زنگیں کن کہ ساغر میرسد | النار اے دل کہ دلبر میرسد بخت من مے خواند و دوستیش خود چہ میگویم بنام یزدچو گل چیت ساغر کدہ بازار عیش | ۲۲۴ |
| ۵ | اے حسن بے وقت تو بہ میکنی تو بہ بشکن وقت گل در میرسد | ۲۲۴ |
| مرغ جاں را از شمیم میکشد چون کخم جانان دل من میکشد رخت ایمان را با من میکشد | درو او دود از دل من میکشد گفتہ چندیں دم از شوقم کمش بندہ کویت ما من خود ساخته | |

ہر کہ خورشید رخت دید اے صنم
رُو بسجدہ چوں برہمن میکشد

۵

چوں حسن را از تو امیدے من سازد
پائے نو میدی بدامن میکشد

۲۲۵

بند بند عاشق از ہم بگسلد
زانکہ صد دل زیر ہر خم بگسلد
ہر چہ نامحکم ز محکم بگسلد
ہفت پیوند من از ہم بگسلد

گر زلفت بندے از ہم بگسلد
زلف و لبند تو یارب مگسلد
عقلمہا بگست از عشقت بے
گر نہ پیوندی تو با من ہفت

۷

مرحس را بر در خود جائے دہ
تا بیکبار از دو عالم بگسلد

۲۲۶

نام اور در دہن نمی گنجد
بندہ در پیر من نمی گنجد
او خود اندر کفن نمی گنجد
گل میان حسن نمی گنجد
غنچہ در خویشتن نمی گنجد
ہیچ در فہم من نمی گنجد

یار در انجمن نمی گنجد
تا بخون من آستین برزد
ہر کہرا عشق او ہمیں لاند
تا رخس را بگل صفت کردم
دہنش را بنچہ کردم صف
بلکہ ہیچرت آل دہن زیراک

۷

حسن او بے حدست اوصافش
در ضمیر حسن نمی گنجد

۲۲۷

| | |
|--|---|
| <p> بہ کہ از چو تو تے جدا خُشید طفل نزدیک چه چرخ خُشید گوئی کس ز باد پا خُشید چند در سایہ بلا خُشید آنک در کام از دما خُشید چشم بدست تو بجای خُشید </p> | <p> ہر کہ در شہ رہ بلا خُشید خال تو بر زخ چہ تکیہ زند سر و پیش قدم نیار دزد دل ز گیسوئے تو بر انگیزم عافیت را چگونہ دار چشم گیرم از بند زلف تو بجہم </p> |
|--|---|

۷

جز بخوابت حسن نہ بند لیک
 کہ گذار و غم تو تا خُشید

۲۴۸

| | |
|--|---|
| <p> ہمہ اسباب کار می آید کہ صبا مشکبار می آید کاروان بہار می آید سرو بارے سوار می آید شادی آنک یار می آید کہ چو شاہاں بیمار می آید </p> | <p> باز فضل بہار می آید بوستاں باز مشک می بندد مَرع بانگ جرس کند آید پائے گل از پیادگی در ماند شاخ گلبرگ کرد تاختنی یار بادور باش نازخوشت </p> |
|--|---|

۷

حسن از یاد دوست خوش کن عمر
 عمر بے او چہ کار می آید

۲۴۹

در تیرہ دلت صفائے باشد

خوبی تو ترا وفا نباشد

سلطان بتاں عہدی امروز
 چشمت جگرم بدوخت آری
 طعنے زدہ گلہ چہ آرم
 کامے چو منے روانہ کردی
 عقلم شد و عشق ماند آری

در عہد بتاں وفا نباشد
 ترک از ترکی جدا نباشد
 اگر تیر زنی خطا نباشد
 ایں از چو تویی روا نباشد
 بیگانه چو آشنا نباشد

۲۵۰

ناکس شمیری ہمہ کساں را
 باشد کہ حسن علا نباشد

۷

روے کہ تراست مہ ندارد
 ایں کو کبے کہ ہم تو داری
 فتنہ کہ از او خرد زند چشم
 جاں در ولہ تو ماند جانان
 زلفت کہ ہزار دل نگہداشت
 دل چارہ گر محبت تست

نقصاں تو ہیچ رہ ندارد
 خورشید نہ داشت مہ ندارد
 جز چشم تو خوابگہ ندارد
 واللہ کہ جز ایں ولہ ندارد
 ہرگز یک جاں نگہ ندارد
 بیچارہ جز ایں گنہ ندارد

۲۵۱

در ماند حسن پیناہ او شو
 کو جز در تو پینہ ندارد

۸

عالم چو توتے دگر ندارد
 خواں تو کش و بتاں تو می بند

سرفے ز تو تازہ تر ندارد
 اکیں حکم کسے دگر ندارد

| | |
|---|--|
| دریائے ملاحت رویت چشم تو خراب کردوشم عاشق کہ در فقاد بیرون تا کے گوئی کہ رخت بردار | خورشید براں گذر ندارد یامست بدو خبر ندارد بیرون ز در تو در ندارد بیہودہ گلو کہ بر ندارد |
|---|--|

| | | |
|---|--|-----|
| ۶ | درمان دل حسن بہ فرمائے تآرد تو در جگر ندارد | ۲۵۳ |
|---|--|-----|

| | |
|--|--|
| دل بہ بند زلف تو در میرود تا تو چوں ما ہے ز چشم رفتہ دل ہمہ زلف تو غنیر بے یفت پائے صبر من فرو شد لاجرم حسن پارینہ دو چندان کردہ | آتشی در بار غنیر میرود ہر شہم از دیدہ اختر میرود ہم بدایں بوائے صنم در میرود پایہ پایہ عشق تو بر میرود کار تو امسال بہتر میرود |
|--|--|

| | | |
|---|--|-----|
| ۷ | از غم چشم و لفت سینہ حسن ہر نفس در آب و آذر میرود | ۲۵۳ |
|---|--|-----|

| | |
|--|--|
| الوداع اے دل کہ دلبر میرود ماہ ساں منزل بمنزل مے کشد در پیش و ہم بک رو بہ ام گفتیم باب سخن بکشا برو | روح بخش و روح پرور میرود خور صفت کشور بکشور میرود اوز و ہسم من سبکتر میرود نے سخن در باب دیگر میرود |
|--|--|

| | |
|----------------------------|--|
| دل شد و صبرست پا اندر رکاب | چون سخن امروز در زر میرود رو که سلطان رفت شکر میرود |
|----------------------------|--|

| | | |
|-----|---|---|
| ۲۵۴ | در حسن بینید کز حسن وفا دل نه و دنبال دلبزمی رود | ۶ |
|-----|---|---|

| | |
|--|---|
| فصل نوروزست و نور میرسد مرغ بے تاب است مال میوه را بید من لرزانت هر ساعت چو بیا پای بے بندست این نے اندر رفته گل ابر از قوس قزح دار و کماں | غنچه نو خیز من در میرسد زانکه از هر شاخ بن بر میرسد در صف گلزار صف در میرسد ابر خود بر آب دیگر میرسد لاجرم تیرشش قوی تر میرسد |
|--|---|

| | | |
|-----|---|---|
| ۲۵۵ | تا که ملک غنچه شد ملک بهار در خزاننش بے عدد زر میرسد | ۷ |
|-----|---|---|

| | |
|---|---|
| وقت آں آمد که گل بیرون شود باد بر خیزد بروئے سبزه تنند کوه از لاله علم بر پائے کرد ابر چون نوقل گشت از عهد باغ شاخ میداند که گل خواهد شدن یاده ده زان پیش کردوری ابر | گونه گلزار دیگر گوی شود سبزه از راه چین کیوں شود هم کنوں دهلیز گل بیرون شود باغبان نشگفت گر محجوب شود خوشتن کج می نهد تا چوں شود غنچه را ناگاه درونه خوں شود |
|---|---|

۲۵۶

گر حسن را برکشی چوں ابر باز
کار او گرداں ترا ز گردوں شود

۵

هر کرا از یاد تو مستی بود
هر که با تو راست شد از خود برست
اشک من در پاست می فطد بله
چشم تو بر حال من تر شد چو شد

نقل او ترک همه هستی بود
راستت این راستی رستی بود
آب را همت سحری پستی بود
اگر یستایا هم از مستی بود

۲۵۷

گر حسن افلاس می ورزد مرغ
مایه عاشق تهری دستی بود

۶

یار از صبرم جدائی میدهد
زلف بر رخ راست گوی دیو را
قد چوں نه شکرش را آسمان
شوقش از زرخ و سیم شکر
مردم چشم جهان بین مرا
خط کشیده عاقبت بر حال من

کار غم را روانی میدهد
با فرشته آشنائی میدهد
رونق شیرین قبائی میدهد
مفلس را پادشائی میدهد
خط بنفش روشنائی میدهد
دعوی آرد دل گواهی میدهد

۲۵۸

تا بد و پیوست بیچاره حسن
از دل و دینش جدائی میدهد

۷

پیشتر آئے ماہ من پیش کہ ماہ دے رسد
 دور مدارے زمن راحت من زمر رسد
 زان مے لالہ گوں کز وگل شگفت بہر زماں
 فصل بہار تازہ کن پیش کہ ماہ دے رسد
 خوں مرا چو خوے مرزائے گل نور سیدہ ہاں
 خون قرا بہ خوردے تا زگل تو خوے رسد
 غوہ رویت اے صنم گرچہ بجنش نشر شد
 غوہ مشوکہ ہم کنوں فرش زماں بطلے رسد
 خیز و زروئے یک دلی خوش دلی ہمارساں
 خود ز سپھر دہ لے ناخوشی ز پے رسد

۸

چشم حسن سفید شد در رہ انتظار تو
 بوکہ ز چوں تو یوسف بوی وفا بوی رسد

۲۵۹

در ہلال تست جانا جائے عید
 چاشنی شہرست از حلوئے عید
 شمع تو صبح جہاں آرائے عید
 وز جہالت شہر را غوغائے عید
 من چو طفلان شاد بر فردائے عید

اے رخت رشک مہ زیبائے عید
 روئے تو عید لبست حلوئے اوست
 روئے تو شمع شب افروز برات
 از لب تو حلق را آشوب شہر
 وصل تو عید رست فردا وعدہ اش

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| شیر خرما خواہی اندر عید ہست | اشک من شیر و لب ت خرمائے عید |
| عید بالائے ہمہ شادی بود | شادی دیدار تو بالائے عید |

۵

امشب اطلع حسن را ساز نیست
تا طلوع روز شادی زائے عید

۲۶۰

دل پیش کش ناکردہ جاں در پیش جانان کے رسد
مرغ سلامت رو چو من پیش سلیمان کے رسد
او بے من و من بے کم از بے کسان مفلح
آنجا رسم نے کے رسم مفلح سلطان کے رسد
سینہ جگر را تاب زد بر چشم راو خواب زد
جان خاں چشم آب زد کاں یار جہاں کے رسد
خورشید گوئے آمدہ مہ تیر چو گانی شدہ
ابر آب در میداں زدہ تا او بمیدال کے رسد

۷

ہاں اے حسن رو دل بہہ و زنگ نام دل برہ
بر نام خواباں دل بہہ نامہ ازیشاں کے رسد

۲۶۱

دو دیدہ در قدم اوست ہر کہ می آرد
نشانے از من در سفر کہ می آرد
ز غایبہ رفیقہ خبر کہ می آرد

مرا ز غائب من یک خبر کہ می آرد
چو نہ نشانہ شد اندر سفر مسلماناں
حدیث یوسف و یعقوب مختصر کرم

| | |
|--|---|
| شب سیاه بپوشید راه بر قاصد بجز صبا که درو بوے آشنائی هست کبوترے ز دل آرام میرسد اینک | پیام صبح بمرغ سحر که می آرد نسیم یار بیایاں دگر که می آرد ولیک نامه ندانم سیر که می آرد |
|--|---|

| | | |
|-------|--|-----|
| (۲۶۲) | حسن که بے خبرست از فراق می گوید مرا از غائب من یک خبر که می آرد | (۶) |
|-------|--|-----|

| | |
|---|--|
| غمت به قصد من ناتواں چه می آید کشید خواهم هر سرکشی که خواهی کرد کمر که بردل من میکشد کماں حشمت مگر که در قدمت خواهد اُدفا و اسکم هنر از نافه مشک است گرد در دمیست سبک شدم همه از عشق روئے برگوئی | هم از تو شکر توان گفت آنچه می آید زمین ترسد کز آسماں چه می آید بداں که بردل من آن ماں چه می آید وگر نه از سرو دیده رواں چه می آید بگو نصیب من زان میاں چه می آید اکه بر تو هر سخن من گراں چه می آید |
|---|--|

| | | |
|-------|--|-----|
| (۲۶۳) | قبول کن سخنان حسن که مقبول است نه آنچنان که تو خواهی چنان چه می آید | (۷) |
|-------|--|-----|

| | |
|--|--|
| نسیم از سیر زلف تو تانمی جنبد بخندی از دم سردم درین شگفته نیست هنر از وعده کژ داو زلف پیچانست باشنائیت افتاده ام درین غرقاب | رگ حیات در اعضائے مانمی جنبد که گل نمیشکفت تا صبا نمیشکفت هنوز سلسله اش از دفا نمیشکفت تو دست ده که مرادست پانمی جنبد |
|--|--|

| | |
|---|---|
| حکیم چند نصیحت کنی دل مارا سوار کن فلکهم را نظاره کن که چه فرس | اکن کر آب تو ای آسیا نمی جنبد همی دواند و بند قبا نمی جنبد |
|---|---|

۴

ز به حسن که اگر تیغ بر سرش رانند
چو کوه وقت تحمل ز جانی جنبد

۲۹۴

از آمدنش غم رفت آن رفته فراز آمد
آن غازی قلب اشکن بر مرکب ناز آمد
در بندگی آن لب کو بنده نواز آمد
باز آئے کنون آخر آن قابله باز آمد
مضمونش همه عجز است غوانش نیاز آمد
تا عجب نغمه ای گز نامہ دراز آمد

هرگز خبر نه یابم کال گم شده باز آمد
در محراب حیرم امید که گوید کس
بنواخت مرا روزی چون نامے چنانالم
اے مسافر اول در موسم گل رفتی
یک نامہ فرستادم شوق و درخت درو
در آرزوئے زلفت خطی دوسه افروشد

۶

خورشید رخسار باشد از چشم حسن غائب
ز اس سوز چو شمع آنکم هر شب بگذر آمد

۲۹۵

دل از تو تا چه بلا دید هم او می داند
هر که چو گال بزند حالت گومی داند
پیر پیرا بن سر زند جو می داند
هر که مصلحت خویش نکومی داند
تشنه بادیه قدر لب جو می داند

حال من یار نکور و نیکومی داند
تو بیند ار که دلبر ز دلت آگه نیست
اهل دل صورت مشوق به برقی بیند
مصلحت نیست که پندم دهی اے خواجگم
قیمت آبیحات دهنش از ما پرس

درد دل پیش دل آرام چہ گونی چند ہیں
اے حسن خواہ بگو خواہ مگو می داند

۷

۲۶۶

باتو بجاں چہ حاجت گرد میاں نباشد
بوئے کہ از تو آمد در گلستاں نباشد
کوثر سخن نگوید طبعے رواں نباشد
حوائے خوب رویاں بے ستخواں نباشد
بارے کہ از تو آید ہرگز گراں نباشد
اے من سر تو گردم ایں باشد آں نباشد

عشاق بے دولت راستی بجاں نباشد
چہ از ارم رسیدی یا از ریاض رضواں
طوبے ست قاست تو کوثر لب تو نے نے
گفتم بے بمن وہ دندان نمود آرے
داوی امانت عشق از جاں قبول کردم
گفتی زمن جبدا شو یا سر نبیریں

در عشق تو حسن را اندیشہ نیست از جاں
پروانہ را در آتش پروائے جاں نباشد

۷

۲۶۷

اگرچہ درخوں پافشر دی ہم بدیں پا باز گرد
میر خواں ہمچاں با قلب یکجا باز گرد
اگر بہ پرشش نائی از بہر تماشا باز گرد
اے زقطہ پاک تر آخر بدیر یا باز گرد
ہمچو خورشید دشتاں آشکارا باز گرد
من ازینہا میستم و اللہ از انہا باز گرد

اے شدہ باز از برہمسم بر ما باز گرد
عزم رہ کردی و دلہائے غریزاں ہم بہت
تا رواں گشتی رواں گشت از چشم چشمہ
میروی سرکش چو ابراز چشم چوں دریائے من
چند چوں مہ از ہمہ دیوانگان پنہاں نی
رفتی و از طغر گفتی کائے ازان دیگران

اگرچہ نافرستی سلائے مر حسن را ہیچ وقت

۲۶۸

ہم سلامت در پناہ شاہ والا باز گرد

۷

اے سحر آں نفس سحر نمائے توچہ شد
شب بریں کو کبہ کلامہ آفاق گرفت
پردہ عیش مرادست سحر گہ خواست
اگر آواز دل پست شد از کو فستگی
دست چرخ ار بشکند کہ سیارہ بخت
نغم از تیرہ شب خویش علی اللہ زناں

صبح از راہ غلط کرد صفائے توچہ شد
آینچناں خنجر آفاق کشائے توچہ شد
آخر اے مرغ سحر خیز نوائے توچہ شد
اے خروس ایں ہمہ آواز چننائے توچہ شد
آفاق بے توچہ می پائے و پائے توچہ شد
اے مؤذن تو کجا حی علایے توچہ شد

۲۶۹

گیرم اشب ہمہ در بائے فلک بر بستند
حسن آں جنبش مفتاح دعائے توچہ شد

۷

دوش بگویت گذرے اوفاد
بازموائے توام از جائے برد
راہ قیامت سفر کوئے تست
چشم تو ترکانہ در آمد بصید
گرچہ کہاں سوئے دلم داشتہ است
مست بد خواب کناں لاجرم

بے خطراں را خطرے اوفاد
ناگہم آنجا گذرے اوفاد
وہ کہ قیامت سفرے اوفاد
دل نہ کہ جاں را ضررے اوفاد
تیرا زان سوئے ترے اوفاد
زخم دگر بر دگرے اوفاد

۲۷۰

چشم نے زد حسن از چشم زخم
ہم رقصا ایں قدر سے افتاد

۶

چکنم که سوئے عاشق گذریت می نیفتد
منم اندر انتظارت که بے بتو بیابم
ز غم که حد ندارد من ترا چه روشن
قد تو چو نخل خرما ز دوست خلق کوته
ز غم تو بهفت عضو مرا ز آتشت بسنگر

بقادگی یاراں نظریت می نیفتد
چه فادتا ازیں سوگذریت می نیفتد
چو درین حدود هرگز سفریت می نیفتد
چکنم بریت چندیں چو بریت می نیفتد
که ز بهفت دوزخ من شهریت می نیفتد

۲۴۱

حسن است مرغ دامت کنش بهر بسمل
که نکو تریت ازوے دگریت می نیفتد

۴

باز از خط تو حجت خوبی تمام شد
تنخم که بر امید تو کشتیم خاک خورد
عقلم که زین بر ابلق ایام می نهاد
اے خواجه در محلت تقوی قرار گیر
انکو نگفت مذہب عشق ترا حلال
شایه بتخت غزنی و صد شاه بنده داشت

باز آں بلا که خواب ما بود عام شد
دیگے که در هوای تو پختیم خام شد
آخر بتا زیا نه عشق تو رام شد
در کوئے عاشقی نتواں نیک نام شد
خونش حلال و عمر عزیزش حرام شد
عشقش چیاں گرفت و غلام غلام شد

۲۴۲

در عاشقی بمیر حسن تا شوی تمام
نشنیده هر آنکه بمیرد تمام شد

۴

خطه کز روئے یار من برآمد
زا بردیده چندان ریختم آب

امید روزگار من برآمد
که سبز از بهار من برآمد

| | |
|---|--|
| نگارم نقش ایوان بہشت است مرا با خط خوش بود کارے اگر خارے بپائے وقت من فرت ہزار امید بودست از در او | دگر نقش از نگار من برآمد بجہ اللہ کہ کار من برآمد ز دست دوست خار من برآمد بہمت ہر ہزار من برآمد |
|---|--|

| | | |
|-----|--|---|
| ۲۴۳ | حسن گوید کہ مقصودِ دو عالم بیک دیدار یار من برآمد | ۷ |
|-----|--|---|

| | |
|---|--|
| ہم یار بدست آمد ہم کار فرام شد سلطان جانش را از خط و رخ رنگیں بخشا دل شیریں شہرے بنشاط آمد یکچند مہ از رولیش میزد و ہوس لافے اے شاد سر موئے مفلک ز سر زلفش احسن زہے طالع زلف و رخ خوش را | النتہ شد کہ ایں ہم شد و آں ہم شد ہم رنگ بچنگ آمد ہم روم مسلم شد بنمود رخ زیبا خلقے خوش و خرم شد چوں چند شبے بگذشت آں لاف دن کم شد اگر زخم زبان تو بسیار فرام شد اکیں قاتل و ہاگشت آں قبلہ عالم شد |
|---|--|

| | | |
|-----|--|---|
| ۲۴۴ | بہر دل و دین و قیتمے بود حسن نگلیں دل داو و بد لبند آں ہر بہرہ بغم شد | ۵ |
|-----|--|---|

| | |
|---|--|
| بخت دست چو تو یارے سلام ما کہ رسا ز دست گیری زلفت پیام وصل پیام اگر من برساند زمانہ ال رخ خوبست | سلام مرغ بگلزار جز صبا کہ رسا ولیکن آں سرشتہ بدست ما کہ رسا موجہست سنا را بنا سنا کہ رسا |
|---|--|

تراز غیب رسیدست پادشاهی خجیاں
حدیث بندہ بمقتل پادشا کہ رساند

۵

حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاسش
بحکمہ شہر رسیدست شاہ را کہ رساند

۲۷۵

ساقی مے گلگوں بدہ بوئے بہارم میرسد
یک دو قدح بر کار کن خاصہ کہ یارم میرسد
اے ابروئے گل بشو وے گل دل بلبل بجو
بلبل تو صوئے نو بجو کاں نو بہارم میرسد
من سوئے قدر او شوم با قدر او چو گاہ شوم
چو کوئے سر غلطاں شوم کاں شہسوارم میرسد
زیر پیش عنبر را دہم ہر جان من بوی ستم
اکنوں ازاں غمنا چہ عنبر چوں غمگسارم میرسد

۹

گفتی حسن چونی تو ہاں گفتا خوشم با آن ہاں
کانچہ از در شاہ جہاں امید وارم میرسد

۲۷۶

مارا بکند ہوس اذاختہ بودند
از ابروے خود بازی کرتا بختہ بودند
چتر سیہ از طہرہ برافراختہ بودند
بل روم و حبش ہر دو بہم تاختہ بودند

خوباں شب دوشینہ کمیں ساختہ بودند
نقد دل با پاک بردند اگر چہ
طالع شدہ بر تخت گہ حسن چو شاہاں
کہ عارض شاہ غارت جاں کرد گہ زلف

| | |
|---|---|
| عشاق ہم از روز ازل عشق گزیدند تا آخر شب فاخته میگفت که گوگو بشناخت پدر یوسف خود را به نیسمی اے محاسب این چنگ چه می سوزی و بربط | آں کار براں طائفه پرداخته بودند یاراں همه شب بدم آں فاخته بودند اخوان بنظر دیده و شناخته بودند آخره که با سوخته با ساخته بودند |
|---|---|



تا صبح حسن دم نزد از ناز بتاوش
از غمزه همه تیغ بلا آخته بودند



| | |
|--|---|
| برفتی و که می گوید که رفته باز می آید بیایه چشم من جای که روزم در غمت شد مرا از عشق تو می خیزد این گریه که می بینی سحرگاهان گل اندر باغ می خنبد بی گفتم | مرا بارے به گوش دل ہیں آواز می آید شب آخر هر که می باشد بخانه باز می آید که شاند جوش طوفاں را که در آغاز می آید ازین جانب نسیم دلبر دمساز می آید |
|--|---|



شب اندر خواب هم بر حکم عادت ویدش گویا
خرامان چشم خواب آو دوست ناز می آید



| | |
|--|---|
| گفتم مگر که کار بساهاں شود نشد گفتم مگر زمانه عنایت کند نکند از ببرد دوست تا بدم خانه دو چشم گر دے که خیزد از ره تو فور دید هست کردم بگریه با گهر افشاں اسیم ناک | یار از جلای غولیش پشیمان شود نشد بخت ستیزه کار نفس راں شود نشد شعبا بریں خیال که بهماں شود نشد این دیده خاک گشت مگر آں شود نشد لعش خنده شکر افشاں شود نشد |
|--|---|

ابرے بلند خاست پس از روزگار با خلقے در انتظار که باران شود نشند

۲۷۹

عمرے حسن ملازم اصحاب درو بود
بسیار خواست تا که از ایشان شود نشند

۷

وعدہ کرد نگارم بوفاهم برسد
گر بلائے رسد از فرقت او باکے نیست
طوطیاں از شکرش کام و دہن خوش کردند
طرہ یار چو گل نازد مشک ارزاں کرد
تختہ بہر دو جہاں بر در او می آرند
ز آفتاب رخ او جملہ جہاں نور گرفت

عشق گردید رسانید دواہم برسد
از وصالش سبب دفع بلاہم برسد
بہلاں را ز نگارش برگ و فواہم برسد
باش تا قافلہ باد صباہم برسد
از من خستہ سلامی و دعاہم برسد
نور اورا کسے نیست بماہم برسد

۲۸۰

بوئے زلف خوش اور حمت عامت حسن
ہمہ کس را چو رسیدست تراہم برسد

۵

صبا جنبید وقت آمد کہ بلبل از چین پرسد
بہارست ہوائے خوش خوشا وقت کیل کا کنوں
در آمد فضل نوروز من اندر کار خود جبرائیل
دریں دوران بوقلموں عجب نقشے فداست

بنفشہ یاسمن شیند سمن از یاسمن پرسد
یکجہ جوے رواں دھوید کیے راہ چین پرسد
نگل از من قی خواہد مرغ از من چین پرسد
یمن اسرار خود گویم ذکر از احوال من پرسد

۲۸۱

نہ یاسے آنچنان محرم کہ ازوے یار یے آید
نہ دلدارے چنان مشفق کہ از حال حسن پرسد

۷

بخندہ می فشان گل گل افشان اینچیں باید
اگر دل برد جان بخشید ہواں اینچیں باید
خضر را گوے اینک لب حیواں اینچیں باید
ز بہر شہسوار چو لہ تو چو گل اینچیں باید
خرد کاں دید سر نہاد فرماں اینچیں باید
ہر عالم بدست آمد و سلطان اینچیں باید

زہے روئے ترو تازہ گلستان اینچیں باید
خیال تہ میہاں آمد دلم پیش آمد و بردش
بیک جگر ز جام لب دو عالم زندہ کن و اندک
بردی گوی حسن از زلف چو گل کاں بنام
خط خوب تو فرما نیست بہر ضبط و لہارا
دل من عالمے خوش داشت عشق تو چو سلطان



حسن ماروے خوب تو سخن گو میکنہ راجتی
برائے آنچنان بیل گلستان اینچیں باید



دلم بردی بیک رفتار رفتار اینچیں باید
وے لختے نگہے دارد لہاراں اینچیں باید
نعت دیر غم خوارست غم خوار اینچیں باید
مہر کردی اذ یاراں مایار اینچیں باید
تعالی اندر انصافست گلزار اینچیں باید
ہمے خواندند و گفتند خسار اینچیں باید

زہے سر و شکر گفتار گفتار اینچیں باید
دل ابر بردی تو باکے نیست لب اینچیں غم
مرا از آدمی دارد غم تو از ہمہ غمہا
مجور کردی از عیشم مرا عیش اینچیں سازد
سمن ساقی و سوسن بوئے دلدار و سوسن
طاہک دوش بر خسار خوبت آیت الکرسی



اگرچہ بادہ نایابست لیکن جملہ شتا قاں
ز گفتار حسن مستند گفتار اینچیں باید



دل سودائی مارا ہمہ صفا بیار آمد

اگر آرام جان باشبے با ما بیار آمد

مرا چشمت چوں دریا و خشت دل موج اندر
قرار عاشق شوریده با مشوق بس باشد
پری رویا بدست نازیکه زلف در جنبان
نیار آمد دل اندر تن اگر تو بگذری از من
بتان عهد غوغائے در افکنند در عالم

بر آید رخت من سالم اگر دریا بیار آمد
غزانتهاست برو امتی که بے غدا بیار آمد
انگ رازان سلسله نخته دل شیدا بیار آمد
محالست این که مرغ اندر نفس تنها بیار آمد
تو سلطان و رُخ نمائے تا غوغا بیار آمد

۲۸۴

حسن رازان لب شیریں شرف کن بدشنامے
مگر این صوفی طامع بدان حلوا بیار آمد

۷

چه رویست آنکه وصف او بوجہ مانے گنج
کمال حسن او در حد عقل مانے گنج
موافق نیست شیدا را منہ نو لیک از ابرو ش
بجز عشق منہ نو در دل شیدا مانے گنج
دل من بسیار میخواست که در زلفینش جاسازد
دین خوف و رجا موئے شدت امانے گنج
بگفتم جان و دین و دل بخدست آورم گفتا
چه آری چوں کس از نا محراب اینجا مانے گنج
اسائی سگان کوائے او در یک ورق دیدم
درین دیب باچه دولت حدیث مانے گنج
همیشه خیمه آہم بصحرائے فلک بودے

کنوں انبوه شد لشکر در آن صحرائے گنج

۲۸۵

حسن را گفتی از دریائے سرفرو بدو درے
بدست چوں دهم درے که در دریائے گنج

۷

بیار سرو بلندت نهال جاں ببر آید
رم علاقه زلفت نشاء تفسر آید
چو از وصول رکاب مبارکت خبر آید
شکاری چو تو ناله درون خیمه در آید
اگر نبات شد لب دوباره خوبتر آید
خسے بود اگر اورا دو کون در نظر آید

مرا بدین رویت همه امید بر آید
سواد چیں بختایم همه بخش بکف آرم
فغان خلق ز شادی یا سمان رسد آید
چه خوش بود که مسافر بود رسیده منزل
از آن لب چو نبات خودم نصیب کن یکبار
کسے که روئے تو بیند پس از نظاره رست

۲۸۶

بوقت فال حسن را قدر تو در نظر آید
منرد که کار دو عالم بر آستینش بر آید

۷

بلاست این دل مسکین در بر با چکند
دلے که عاشق دلدار شد مرا چکند
نکر که عشق چه کرد و هنوز تا چکند
نہے مکارہ در بے وفا وفا چکند
ندیم تلخ سخن پیش پاوست چکند
کنوں صبور مے باش تا خدا چکند

هجوم عشق بدیں جان بتلا چکند
قرار مے کند با من این دلم نفی
چنان خجسته و آسوده روزگار مرا
وفا مے طلبیدم زیار عقلم گفت
آرائی خرد از نزد عشق کردم دور
اکفایت تو نکرد اندر میں میاں کار

۲۸۷

حسن دعائے تو گرسنجاب نیست مرغ
زبان تو در و دل در دعا چکند

۷

شبے کہ نیم مراوے بچنگ می آید
دگر ز بحر وصلش همه شوم مائل
اگر چه حق پرگوهرست شیریں را
مگر بچشمه جوان کنیم جامه سپید
قلم صحبت مادر کش لیسے بزرگی جو
بزرق چند دعائے بلند خواہی کرد

خیال غمزه خواں بچنگ می آید
نخست کلام بکام ننگ می آید
ولے نصیب فراد سنگ می آید
کہ آب دیدہ مانسج رنگ می آید
اگر ز نام گدا یانت ننگ می آید
بدار کیں طرف آواز چنگ می آید

۲۸۸

حسن تو مایده معرفت فراخ بخش
اگر چه صاحب انکار تنگ می آید

۵

سنبل چو سر زلفت پرتاب نمی آید
بیار طلب کردم اندر همه مسجد را
این یک دو سه شب تا تو برام نمی آئی
گفتی کہ بخواب اندر یک شب شومت ہما

سینہ چو خط سبزلت سیراب نمی آید
شیریں تر از ابرویت خراب نمی آید
از وزن درویشاں ہتاب نمی آید
ہرگز تو کجائی چوں خواب نمی آید

۲۸۹

قصاب طلب کردم تا خلع حسن ریزد
از ننگ چنین خوبی قصاب نمی آید

۷

| | |
|--|---|
| <p>سرو از قد تو یک قدم پیش نباشد نازمه تو یک ششکه پیش نباشد آل کس که ترا دارد درویش نباشد درویش نگیرند که دل ریش نباشد قرباں شود آنکس که بدین کیش نباشد آنرا که سرت سر خویش نباشد</p> | <p>مه و صفت حسن تو پیش نباشد چشم همه پیوسته بر ابروئے تو بینم لے گنج نہاں خانہ ہر گنج نشین از زخم تو ریشست سر سر دل درویش ہر تیز ز کیش تو مرا راحت جانت گفتی کہ چرامی بری از خویش و زیویند</p> |
|--|---|



ملعنے چہ زنی حال پریشان حسن را
 در عشق کسے عافیت اندیش نباشد



| | |
|--|---|
| <p>ہر کہ بعشق نیست خوش عمر باد می دہد من کجیم و دعاے من بخت کشادی دہد چشم تو جو رہی لعل تو داد می دہد نالہ فراموشم شوہ فاختہ یاد می دہد</p> | <p>باز نوئے بلبلان عشق تو یاد می دہد دی بدعاے من ترا پروہ زرخ کشادہ شد ہر چہ بغیرہ میکشی زندہ کنی ہمے بلب باغ ہمے روم کہ تا یک نفسے بروئے گل</p> |
|--|---|



باہمہ نامرا دیت صبر غشت لے حسن
 زانکہ نہال صابری میوہ مراد می دہد



| | |
|--|--|
| <p>چول لب تشین تو شراب نباشد غنچہ کہ باشد کہ در تقاب نباشد تا سحر رست خیز خواب نباشد</p> | <p>چول رخ خوب تو آفتاب نباشد چول بگمتاں روی تو روئے کشادہ دیدہ آنرا کہ دید تمام دوزلفت</p> |
|--|--|

| | |
|---|---|
| بیش تو از پس توای عشق شادی لازم کوسے توایم روے چه پوشی یاد بتاں چوں کنیم مهر تو بر لب | نازد منطیلم را جواب نباشد ساکن فردوس را عذاب نباشد روزه آلوده را ثواب نباشد |
|---|---|



چون حسن را بشکل شعبده کشتن
گر چه توانی وای صواب نباشد



| | |
|--|--|
| باز نسیم سو نسیم بوی تو یادمی دهد طعن ضلالت قدیم از بخت بندہ را بر سر منبر ارکس ذکر بهشت میکند باشب تیره بس خوشم گر چه دراز میکند | جلوه سوری سخن روئے تو یادمی دهد پیر بن بطین گل بوئے تو یادمی دهد گم شدگان عشق را کوسے تو یادمی دهد ز آنکه بهر صفت مرا موسے تو یادمی دهد |
|--|--|



باز سر بھی کنی قصه حسن گر چه تو
از سر آں گذشته خوشے تو یادمی دهد



| | |
|---|---|
| سرد من اگر طره ز شمشاد نه بندد فریاد کھم روزے ازاں تل گہر بار دی گفت میاں بیش بخون تو نه بندد سوداش نظر بر دل انبوه ندارد خون از رگ هر دیده چو دجله بکشايد دام که نه بندد در لطف که کشاوست | گیتی کمر فستنه و بیداد نه بندد گردست اجل حقه فریاد نه بندد امر و زچنان ببت که جلا د نه بندد چوں چند که دل در ده آباد نه بندد گر پرده بران روئے چو بغداد نه بندد خود در شلست این که چو بکشاود نه بندد |
|---|---|

۲۹۴

چشمش بحسن گفت که خواب که بست
خوابش بجز آن جادوئے اساونه بند

۷

باز آن گل تراز چمن کیست که داند
خاتون سرا پرده غنچه است گل آری
طوبی همه دانند که از باغ بهشت است
خال سبزش عهد بے طائفه شکست
باو آمد و جان تازه شده دیده بصیرت
طرز سخن بنده نکو داند و از ناز

وین شمع دل از انجمن کیست که داند
او گلرخ و غنچه دهن کیست که داند
آن سرو ظرف از چمن کیست که داند
آن غالیه توبه شکن کیست که داند
این بے خوش از پیرهن کیست که داند
پرسد ز قیاس این سخن کیست که داند

۲۹۵

گفت که نخواهی غزلے از حسن خود
خندید و گفت این حسن کیست که داند

۷

دل بر دی دگر چه خواهد شد
مردم چشم عالمی یک دم
یک نظر سوئے ماگمار و تبین
خلفه از باد خواست شد تب
جگر مریخ شد از کرشمه تو
دل بشد جان گر نیت دین گم

را نیم سن بهر چه خواهد شد
جانب من نگر چه خواهد شد
تا از آن یک نظر چه خواهد شد
آبست هست بر چه خواهد شد
وہ کہ خون جگر چه خواهد شد
شدنی شد دگر چه خواهد شد

صبر سرشته یار برگشته

| | | |
|---|---|------------|
| <p>۷</p> | <p>لے حسن زیر بترچہ خواہد شد</p> | <p>۲۹۶</p> |
| <p>جاں را شمال تو بمد پوشی آورد کز ہرچہ خواندہ ایم فراموشی آورد میگوں بہت مراقبہ نوشی آورد افسانہ رخت بہ سیہ پوشی آورد موسے جبیں گرفتہ بچاؤ شعی آورد حیرانی جمال تو خاموشی آورد</p> | <p>دل را نسیم نلف تو بیوشی آورد یاد تو لے نگار چو معجون حکمت دانشد کہ من تو بہ نثر و نیک چوں کنم مہ را کمال حسن چہ باید کہ ناگہاں شوق تو شمعہ ایست کہ سلطان عقل را گفتی چہ سخن کنی چوں من رسی</p> | |
| <p>۷</p> | <p>بیہوش شد دل حسن از بادہ بہت بادہ ہماں خوشست کہ بیہوشی آورد</p> | <p>۲۹۷</p> |
| <p>دل برون درت قدم نزنند تا ابد دست درت سلم نزنند ہیچ نقاش این رقم نزنند چشمست از ناوک ستم نزنند ہیچ حاجی در حرم نزنند خمیمہ در منزل عدم نزنند</p> | <p>بے ہوائے تو روح دم نزنند ہر دبیرے کہ خط خوب تو دید جز نگارندہ وصوتن کہ سیر صبر من بہت مرا بر سر بام گر بر آئی تو بوجود تو ہمسر کہ زندہ بود</p> | |
| <p>۷</p> | <p>حسن افسون خویش حی ددت رضائے تو نیست دم نزنند</p> | <p>۲۹۸</p> |

| | |
|-----------------------------|----------------------------|
| مہر و مہ از تو فال مے گیرند | نسخہ زان خط و خال مے گیرند |
| صفت حسن را سخن سازان | ہر یک از تو مثال مے گیرند |
| در رہِ فتنہ و طریق فریب | جیم زلف تو دال مے گیرند |
| مفتیان شریعت عشقت | تو بہ کردن نسلال مے گیرند |
| عصمت از حال عاشقان مطلب | عشق و عصمت محال مے گیرند |
| شاخ و برگ و محبت و محنت | ہر دو از یک نہال مے گیرند |



حسن از آبروئے رفت چہ شد
خونِ صوفی حلال مے گیرند



گہے کاں روئے گلگوں را بنفشہ ہم نشین باشد
خطر در ملک جاں افتد خلل در کار دیں باشد
سیرین بر زمیں باشد ہمیشہ پیش ہر ویاں
مگر آں روز معذورم کہ در زیر زمیں باشد
اگر در بند و بندہ سے بماند آرزو مند سے
بجو جہم از گلس گیریم یا از انگبین باشد
باغ خود طلب اے باغباں امروز سرو ما
اگر خواہی کہ در باغ تو سرو راستیں باشد
پری رویا شنید بایندہ نشینی چہ میگویم
پری بادبو با سلطان گدا کے پیش باشد

اگر پیرا من جان را فدا صد چاک در دامن
هنوز از شکر انعام عسلم بر آستین باشد

۹

حسن از جان چه اندیشی اگر دخواه جان خواهد
بخوبی جان بر افشان عشق خوبان اینچنین باشد

۳۰۰

چرا بر ذره سبکس نتابند
اگر چه خود چو غنچه در نقابند
اگر از کارگاه خاک و آبند
همه چو عمر در رفتن شتابند
که بجز تو عاشقان اندر عذابند
هنوز آن زنگار دین خوابند
که اهل شهرستان خرابند
که بارے صوفیان ست و خرابند

چو مهر و یان بعضی آفتاب اند
نسیم عشقشان آفاق بگرفت
همه تن روح صرف اند از لطافت
بیا بند از پس عمر اربابند
بیا خوش ای بهشت این جهانی
بر آمد از افق کلدستان صبح
یکجای لعل نوشین مهر کجای
ندانم حال زندان صییت زان

۷

تو خوش گفتی حسن بر تو چه واجب
اگر بے راحت حال راحت نیا بند

۳۰۱

مروے چو تو بعرضه عالم نکشته اند
شیریں و هم ترش همه در دم بکشته اند
تا ذکر شهید "فیله شفاء" نوشته اند

شخص تو از لطافت غیبی سرشته اند
عنایا بے تو گاه بشنام گاه بوس
خط تو برب تو فسونیت پر شکر

| | |
|---|---|
| زلفیں گرد عارضِ خوبت برآمده خورشید آں صباحِ حقیقت تو بودہ تا قصہ من و تو در آفاق نشر شد | گوئی کہ ہر دو دیو رقیب فرشتہ اند چل صبح کا ندر گلِ آدم سرشتہ اند یاراں حدیثِ لیلی و مجنوں بہشتہ اند |
|---|---|

۵

دُرخنِ بصرہ ترے صرف کن حسن
کیں رشتہ از قوافی باریک رشتہ اند

۳۰۲

| | |
|--|--|
| شبِ گذشتہ دل من سوئے نماز کشید صبا زلفِ بتاں یادِ داد اے ساقی نزدِ مبارزِ عنسمِ جز کہ بردلِ محمود بر نیم بوسہ کرم کردہ بمن لیکن | چو عشقِ دستِ برآورد پائے نماز کشید بیا کہ تو بہ دو شینِ ماوراز کشید ہراں خدنگ کہ از ترکش آواز کشید سخن بوعده شد و وعده ہم دراز کشید |
|--|--|

۷

سزد کہ قبلہ ز رویت کند حسنِ کامروز
ز قامت تو دلش جانبِ نماز کشید

۳۰۳

| | |
|--|---|
| دلم تسلیم دلبر شد بہر حکم کہ او خواهد سر آں ترکِ چوگاں باز خودِ مردم کہ پوئہ چو در نظر شود پیدا مہ از رے روشنی گیرد اگر آں روئے گلگون لب میگوں شود حاصل اکنم این جانِ افسردہ فدائے غمخوش مرا تا جاں بود در تن بقائے جانِ او خواہم | نہند ریشد ز نام بہ ہماں روئے کو خواهد قدم را چوں سر چوگانِ لعل خود تو خواهد چو در بتاں زند خیمہ گل از رے رنگِ بو خواهد چہ بے حاصل کسے کو بہشتِ باغ و چار جو خواهد وے ہر خطِ چشمِ جاں ستانش جانِ نو خواهد کہ او خواهد ہلاک من میں آنِ خواہم کہ او خواهد |
|--|---|

۳۰۴

ہا گفتی غزلبانے حسن پیش گجو وقتے
برم گواز بہ عالم گراو ایں گفت گو خواہد

۷

اگر از روی مکر گشت صبا پرده بر اندازد
پیش روی خدانت نشاید شمع بر کرد
اسیرم بند زلفت را بہر تارے کہ آویزی
کساں و طعن طعن را و مارا با تو پیوندے
شنیدم ہر چہ سوز داں بسازد بوجہ کارے
نگارارحم کن آخر کہ سلطان بندہ خود را
سبوری رخت بر بندد خرد خانہ بپردازد
تو دزد خندہ شکر ریزی و او از شرم بگدازد
شکارم ترک مستت را بہر تیرے کہ اندازد
عرب و گفت گو کو خوش و محمول عشق می بازو
دلہم چندیں جے سوز و چرا بامانے سازد
اگر عمرے بیازارد ہمیش یک روز بنوازد

۳۰۵

حسن ہر چند غفلت شد زیادت گنجہا دارد
در ادبش چہنی بینی با قبال تومی نازد

۷

خطے از مشک بر مرجاں نوشتند
مرا خود ورد جاں شد چند حرفے
کر اما انکائیں ایں حرف دیدند
چہ خوش عیدیت ابروش از شب قدر
از اں خط کشتہ گشتہ اے درینا
مگر آن ترک من و جے نمود آنک
محبت نامہ بر جاں نوشتند
کہ برگرد لب جانان نوشتند
حساب خود بہشتند آں نوشتند
بلالے بر سر تاباں نوشتند
مگر بر خون من فرماں نوشتند
برات کفر برایاں نوشتند

بتاں را و از ان بو دست عرضی

۴

حسن را بنده ایشان نوشتند

۳۰۶

ولے جان تو بے جاں چوں توان بود
چو لاله بادے پر خوں توان بود
حریف آں لب میگوں توان بود
بدین اقبال انسریوں توان بود
چو نویسی شدی مجنوں توان بود
چو رویت قبله شد کنوں توان بود

جگر پر درد و دل پر خوں توان بود
بماگر بگذری صبح صبا وار
اگر چوں جرمه خوں خود توان ریخت
بماز زلفت اردستی توان یافت
مرا گفتی چرا دیوان گشتی
بطاعتها نمی بودم ملازم

۵

حسن بانیستی نیستی کو توان ساخت
گرازی هستی خود بیرون توان بود

۳۰۷

قدر تو ندانند مبادا که بدانند
لے خاک برآں قوم که پس بداند
هم با تو یک اند چنین متی اند
انصاف ده لے جاں چه خوش متی اند
هر طائفه در مذہب خود مجتہد اند
تو صاحب حسنی همه صاحب حسد اند

آنان که ز تو در گل باشند بدانند
گر جان و خرد در قدرت خاک سازند
عشاق تو با آنکه بنخجرو کنی شان
بیداد تو در دفتر عشاق نوشتند
قبله نگر گفتند مگر زوے تو آری
گرا با تو برآیند مہ و مہر چه باکست

۹

گر بنده حسن عشق بورز و عجب نیست
بلبل نفساں شیفته سر و قد اند

۳۰۸

خوئے کہ از روئے جہاں افروز جاناں میچکد
 کوکب ستارہ از خورشید رخشاں میچکد
 جان شہرے تازہ شد از جرعہ جام بوش
 جرعہ نتوان گفت آں چیزے کہ از جاں میچکد
 سبز ترین بگرد چشمہ نوشین او
 گوئیا خضر ست کز روئے آب حیاں میچکد
 دی بیک شست جفا نون از رگ جانم کشاد
 سوئے تیرش میں ہنوز اں خون پکیاں میچکد
 خوں چکانست آں لب خونخوار جاناں چوں کنم
 انچہ ایشاں راز لب مارا زمرگاں میچکد
 ساقیا از لعل تریک قطرہ در جانم چکاں
 خاصہ کیں دم کز زمرہ دوز و مرجاں میچکد
 روئے میپوشند مرغاں زیر ہر برگے زاہر
 مخفرم گفتے مگر چیسرے پریشاں میچکد
 ماہ من مست آمدست ایں طرفہ کز مستی خود
 منکرست و مستیش از چشم نقاں میچکد



دیدچوں اشک حسن بر خاست گفتم بر مخیز
 گفت خواہم رفت رہ دورست باران میچکد



یاری دہم آں بت عیار کہ داند
 سرمایہ دین و خرد از غارتِ خیال
 اسرارِ خطش در شب زلفش نتواند
 پارینہ خراج مژہ ام خون جگر بود
 حال تن بیمارِ طبیبان زمانہ
 افتاد بدان غمزدہ خویش سروکارم

یادل دہم ترک جگر خوار کہ داند
 ہر بار نگہ داشتیم این بار کہ داند
 اسرارِ معاشب تار کہ داند
 امسال چہ فاضل شود از پار کہ داند
 دانند درون دل سمیاء کہ داند
 تا باز کجا میکشد این کار کہ داند

۳۱۰

آ آنکہ دلش نرم گشتت ہمہ عمر
 این نظم حسن در نظرش دار کہ داند

۷

ترک دل آشوب من تند و روان میرد
 ماچو دشت خزاں خشک فرو مانده ایم
 سرو سہی گفتہ اند او بہ ازالاں ستست
 آب حیات منست وہ کہ فی ایستد
 تیا کہ دو چشمش نشد بر من مسکین چہا
 ہر سحرے بر لبم وقت نیازے کہست

چوں دلم از جا برفت آہ کہ جاں میرد
 او چو گل نو بہا رختہ ز ناں میرد
 کبک درمی دیدہ ام او بہ ازالاں میرد
 غم غریز منست وہ چہ سرواں میرد
 ہر نفس از چشم من چشمہ رواں میرد
 پیشتر از درد ما نام سلاں میرد

۳۱۱

مر حسن خستہ را ضبط میسر نشد
 ہر چہ درون دست آں بزباں میرود

۷

اے چوں تو نداشتہ جہاں یاد

روزے نہ کنی ز دوستان یاد

بارے بکن از سر زباں یاد
 لے ترک کہ دادت از کال یاد
 یک ماہ نذر آسمان یاد
 نہ از خود خبر ست نہ از جہاں یاد
 ہرگز نکند ز بوستان یاد

گرد دل خود نکر دی ام ذکر
 کشتی بکوشہاے ابروم
 بروئے زمین چوروئے غبت
 آزا کہ ز حسن تو خبر شد
 مرغے کہ تو در نفس بداری

۱۱

بر بست حسن میاں بخد مت
 باشد کہ کنی دریں میاں یاد

۳۱۲

نگر کہ حال من خستہ چہ خواهد بود
 چو مجھ کے کہ معطر بود بصحبت خود
 مرا فسانہ دراز و تو مست خواب بود
 غمت قرار بدیں داد و دل بدیں سود
 مراد عشق بتا ز امل از مت فرمود
 رسید و گئے سلامت ز حال ما بر بود
 کجا شد این صفت بت شکستن محمود
 نداشت تیج مرا ز دست قاعدہ نمود
 مگر ستارہ ما مدبراں کنی مسعود
 کہ خوش ہے روم از بخت خویش ناخستود

بیک کرشمہ بر آوردی از جگر ما دود
 دل ارچہ سوختہ شد با محبت تو شست
 خرابی دل خود با تو کے تو انم گفت
 مرا ز عشق نہ آسودگی بود نہ قرار
 بہ پیش قاضی دل ما جلے خود گفتم
 ربودہ کہ ترا دید شد شہنشاہ عشق
 در آنکہ قبلہ محمود شد بتے چو ایاز
 تو تا دوال کمر بند خویش بتی سخت
 شبے ز گوشہ بانے چو ماہ طالع شو
 بوقت مردم از حال پر سیم گوم

ہزار چو حسن گر نہند سر بعدم

۳۱۳

چه غم بود چو بود یک وجود تو موجود

۱۱

منزله بے بت چیں کہ چیں ہم نمائد
 بزهر عنسم ارغاشقے کشته گردد
 تہی دست ویرانہ خستہ از ببرد
 نہ جم ماند ایخانہ نقش نگینش
 نمائد بچیں یک سجہ بتخانہ آخسر
 خود از ہر بنا عاقبت چہل بہ بینی
 پرخ بریں میسکنی تکیہ دایم
 چہ مونس ہی گیری از ہر قرینہ
 اگر بگذرد مرد کج گوئی کم داں
 سخن را اگر چند سحر آفریند

قرار جہاں اس چیں ہم نمائد
 شکر خندہ نازنین ہم نمائد
 جہاں دار اوزنگ شیں ہم نمائد
 چہ نقش نگین بل نگین ہم نمائد
 چہ بتخانہ چیں کہ چیں ہم نمائد
 زماں گردد آخر زمیں ہم نمائد
 ندانی کہ چرخ بریں ہم نمائد
 کہ مونس نیاید قرین ہم نمائد
 سخن دان باریک بریں ہم نمائد
 سر انجام سحر آفرین ہم نمائد

۳۱۴

ہیں نالہ ماند یکس حسن را
 بر رسم ازاں روز کیں ہم نمائد

۷

اشعار بے گویند اسرار خدا بخشد
 لغزیدہ بے بینی در راہ سخن آری
 لے زاع چہ می پونی پے پر پے ہر کیلے
 فصل تو دگر باشد فضل ازلی دیگر

سار یک نشیناں را انوار خدا بخشد
 بس بوجہ است این رہ ہنجا خدا بخشد
 تو خود ہو سے کردی رفتار خدا بخشد
 تو طالب جنت شو دیدار خدا بخشد

نواستگان گرچه چوں سوختن ہریک
دارند زباں لیسکن گفتار خدا بخش
گر اندکے از نعمت دریافته اے دل
خوش باش باں اندک بسیار خدا بخش

۷

یاراں چو حسن ہر بار از شلخ ضمیر خود
ایں بار ہمے خواہند ایں بار خدا بخشند

۳۱۵

کہ زیر ضربت چو گان مرگ چوں گویند
ازاں نو آمدگان کز چمن سہی رویند
کہ از کہ یاد کنند ایں زمان گل بویند
کہ روزے ایں خبر تو بدیگراں گویند
کساں کہ در پے تابوت مردگان مویند
ہنوز ایں دگر ایں ہم کجا ہی پویند

گذشتگان جہاں حال خویش چوں گویند
یلے پیرس ز نور فغان مالے باد
فراق دیدہ گل چہرہ گان نمی دانم
خبر شدست فلاںے برفت آگہ باش
غم جنازہ خود اے عجب چرا نخرند
چو روشنست کہ اں رفتگان کجا رفتند

۷

حسن کجے عدم گم شدند یارانت
کج نشان چناں گم شدہ کجا جویند

۳۱۶

داغ بلا بر دل پر غم نہاد
درد ہمے بر دل در ہم نہاد
وسوسہ در ہمہ عالم نہاد
لعل لببت شہد بجا غم نہاد
ہم غم جان بخش تو ہم ہم نہاد

باز مرا عشق تو در ہم نہاد
باد بگیوے تو آسیب زد
زلف تو لاول چلویم چو دیو
نوش لبیاں موم نجام دہند
گرچہ دلم از غم تو خستہ شد

آن که بخت دو جهان آفرید
عالم عشق تو مفتدم نهاد

۴

گفته بدی بر در من پاسبان
بنده حسن پاک و سرم نهاد

۳۱۷

مطربان چون فارغ و ستان چو آهسته اند
زود غسل زانکه بعد از دیر با پیوسته اند
چون بخت خرم باشد ایشان تا قیامت خسته اند
بیم باؤل خلعت توبه را بشکسته اند
با هیان بحرین ز شش طفلان حسته اند
بعلم الله من بدستم دیگران بسته اند

سبز سر بر کرد و مرغان هم گل پیوسته اند
باغبانان بنبذان را از گل و گلزار و شاخ
جان من از سختی احوال در ویشان مرغ
من سلاح زبده چون تویم که ترکان غمت
ایمن آباد است ما را عشقت از مهر آفت
هر زمان میگویم بر دیگران دل بسته

۵

ای حسن از خود بر من روی خود از ای پنهان بوس
مادری رسته گرفتاریم و ایشان رسته اند

۳۱۸

ز صورتی که تو داری خجل همی باشند
که بعضی آدمیان تنگدل همی باشند
از آنکه یک بدرگ متصل همی باشند
امید و آرزو بران محسوس همی باشند

پری رخان که بچین و چگل همی باشند
چو رانده ماندم از روی تو بدانستم
چو رسد بورتقائ غنچه آفت باد
تو گرچه از دل کس بار بر نگیری لیک

۴

حسن مجلس خواب در آتما شاکن
فرشتگان که زاسب و زگل همی باشند

۳۱۹

دل داده را کرشمه دلدارنی کشد
یکباره کشته بود دگر باری کشد
اینست آن طیب که میار می کشد
گفت این چه حقیقت برین کاری کشد
اندک همی نواز دو بسیار می کشد
چون زار میکند پس از آن ناری کشد

پیش که گویم این که میار می کشد
یکچند داشت خال خوش سال خط کشد
گوید منم طیب اسیران در خویش
گفتم که که رسد بغمت حد کار من
شیرین لبان کشد و نوازند پس کن او
عشاق را بر دوزخ زار میکشد



سکین من شکست باں حسن بگو
پیش که گویم این که میار می کشد



دور وصال بدج هوس نمی گنجد
چه بای نفس که آنجا نفس نمی گنجد
که اندران قدح خاص خس نمی گنجد
بجان تو که کنون در قفس نمی گنجد

کمال حسن تو در عقل کس نمی گنجد
بنفس خویش رسیدن نمی توان بر تو
تو کیستی که دم از وصل او زنی لے دل
رسید مژده قتل از تو مرغ جان مرا



چه لطفت بود که شب هر زماں همی گفتی
میان ما و حسن هیچ کس نمی گنجد



از دام بستن باز سوسے دام میرود
آرام هم سمر کباب دل آرام میرود
هر گل مرا چو خار در اندام میرود

باز این دلم بکوسے دل آرام میرود
گویند هر کس که بی آرام چون کفم
بے او اگر دخت گل اندر بر آورم

| | |
|--|--|
| ایام در نیامده با ما بدوستی سرفراز مشک دارد بر ماه نردیاں شهر سیت در ولایت خواباں که اندرو | واں دوست ہم بسیرت ایام میرو زاں نردباں دل است کہ برام میرو ہر پار سا کہ آید بدنام میرو |
|--|--|



پختہ نگشتہ زلف عشق اے حسن
تہیر مانے تو ہمہ زان خام میرو



| | |
|---|--|
| بیایا کہ عید در پیش بر جہاں بختاد چو آں دو طرہ بر اطراف آں دو رخ پیچد گہے کہ بر در من بگذری ہمہ عالم مرا تو چہ گذر اینک روستائی را ز عید وصل تو دل را مرادے از سر شبے کہ در نظر آمد ہلال ابروئے تو | جہاں بعید خوشت دلم برئے تو شاد دو عید باد و شب قدر کس نلاد یاد مرا ز عید گذشتہ کند مبارک باد مقررست کہ با عید نسبت افاد بر و زگار خوشت نامرادیے مر ساد چو طبل عید ز شب تا سحر کنم فریاد |
|---|--|



حسن اگر چہ توئی عید وقت او امروز
ہمنوز روزہ ہجرات یک شبے بختاد



| | |
|--|--|
| چوں نسیمے بباغ در بچہد دیدن روئے گل دلیل کند باغ از سبزہ باز نو خط شد غنیہ از خوف خار و خطرست | ورق گل زیگ در بچہد چشم ز گسن کہ در سحر بچہد شاخ را وقت شد کہ بر بچہد آیت نستخیز خط بچہد |
|--|--|

در دل از یاد تیر غمزه دست
نظرش ناوک جگر دوزست
هر دماں خوم از جگر بجهد
ایست گزشت آن نظر بجهد

۴

بر درش سر نهاد بنده حسن
بوکه در عشق سر بسز بجهد

۳۲۲

باز آن نگار پروه در درپرده پنہاں از چه شد
اول وفای می نمود آخر پیشیاں از چه شد
دی کرد شهرے را خواب امروز می بند و نقاب
اول چناں کافر بدو آخر مسلمان از چه شد
حیران آن رخساره ام از دئے نہ لفظ بس عجب
گزینیت جنش چوں خلیل آتش گلستان از چه شد
از خام کاریہائے دل خندہ ہی آید مرا
دل گرنی نا دیدہ زو ناپختہ بریاں از چه شد
آخر پیر سید از دلم آن شحمہ خونریز را
شهرے کہ پار آباد بود امسال ویراں از چه شد
جاں کشته شد بے روئے او این خود خلافت بہت
اشتر دلی جاں نگر بے عید قراں از چه شد

۵

من با تو گفتم ای حسن اوصاف حسن بے حدش
رنیست آن دلبر پی از خلق پنہاں از چه شد

۳۲۵

گل بچندیدو مرا خسته او یاد آمد
در دم ان خطوان رونے کو یاد آمد
خلق را سرور ان دلب جو یاد آمد
قصہ یوسف و پیراہن و بو یاد آمد

بازم اس ساعت از ان شکل نکو یاد آمد
سبز بر رونے چمن راحت دلہا افزو
تا خیال قدا و خست دریں دیدہ من
چشم از نامہ جاں پرور اور روشن شد



بر دل دوست حسن بود فراش گشته
ایں غزل خواندہ شد ان نادرہ گو یاد آمد



دل طالب چیزے کہ متنا نتوان کرد
صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد
ز بنور صفت بہیدہ غوغا نتوان کرد
روزہ بدہاں میل بجلو نتوان کرد
دل بر گل و گلزار تشکیبا نتوان کرد
ایک حرف ازیں واقعہ پیدا نتوان کرد

سزیت دریں سینہ کہ پیدا نتوان کرد
طرف سرو کارایت کہ بر وعدہ معشوق
شہد لب او مایہ مائد عیاں نیست
غیرت بکین دست بلعش نتوان برو
حاصل نہ شدہ نعمت دیدار دل آرام
ہر روز دریں صاعقہ نہاں نتوان خست



چہ چارہ حسن کو جہت وصل فراقش
سودا نتوان بچتن و صفرا نتوان کرد



بحکم رسم قدیم ایں زباں نمی پرسد
چنانکہ شرط بود آغچساں نمی پرسد
زرہ قفاوہ بے خانساں نمی پرسد

دل ز دست شد و دلتاں نمی پرسد
چخال ہم شدہ دیدم طریق عہدش از آنک
ہمہ بخانہ اصحاب دولت است برش

| | |
|---|--|
| بصد رشتہ قدح خورده شیر گیر شده سوال کردم دل را که ناله تو چیست کدام دروم ازیں پیشتر که پرسیدن | ازیں کمینہ سگ آستان نمی پرسد بنا کہ گفت چه پرسی فلاں نمی پرسد ہمی تواند وزین نا توانا نمی پرسد |
|---|--|

۳۲۸

حسن نشاء شد اندر بلا و آں بے رحم
برائے نامے ازیں مونشاں نمی پرسد

نه پندارم که ماه من شبے بر من سرود آید
ز بهیفت از چناں گل در چین گلشن سرود آید
شب و روزش ہی خواهم کہ هست او آیت حجت
فستوح آسمانی داں اگر بر من سرود آید
گر او دستے فرود آرد بفسق کشتگان خود
ہماں دم جان بالا آمدہ در تن سرود آید
سراسر دامنم پر قطر ہائے اشک خدا رے
چو ابر دیدہ خیزد قطرہ در دامن سرود آید
اگر بندم در خانہ برائے دفع آفتها
لائے عشق پنداری کہ از روزن سرود آید
سرم بر گردنم باریست آں ترک سرافکن کو
گر از لطف او این بارم از گردن سرود آید

سرم بر گردنم باریست آں ترک سرافکن کو

۳۲۹

اگر از ہر مہ رویاں سسر سوزن منسہر و آید

۶

کیست کہ نغمہ نے ز فرسہ در گیرد
 ہر سبک روح کہ در جانش اثر کرد سماع
 این سماعیت کہ ذوقش سپر آدم داشت
 چون نوا با بگہ صبح زند ببلبل مست
 نالہ مرغ سحر زار چنانست کہ گر
 مدعی گرنشد از ذوق بر آتش چہ کند

تا مگر بار غنیم از سینہ ما برگیرد
 جانش از عالم تن عالم دیگر گیرد
 کہ چون در سرش افتد کم افسر گیرد
 فاختہ ہم قدمے صوت گران تر گیرد
 شمع را سمع بود سوختن از سر گیرد
 ہنیرم او ہمہ تر بود کجا در گیرد

۳۳۰

پایے ہر زندہ دلے را کہ بجنید در قص
 حسن از دیدہ رواں در درو گو ہر گیرد

۷

اے چو گل خاستہ بد بجا است مر ساد
 دیدہ ہا چون بر کاتبہ بمسلم گویم
 سال و مہ باو تر از روز سعادت روزی
 خوب رویان جہاں را شرف از دستاے ما
 اے چو خورشید برادرہ مسرا ز مشرق حسن
 یک نظر سوسے تو عیدست ہمہ عالم را

قرۃ العین منی عین کمالست مر ساد
 دست بیداد زمانہ بدوالت مر ساد
 بیچ روز سے بخلاف مہ و سالست مر ساد
 یارب از دور فلک صبح و بالست مر ساد
 شبہ باروز تو کردی اگر زوالت مر ساد
 بیچ خشی و غباری بہالست مر ساد

۳۳۱

گر چہ از دوسے کجویت حسن آفتہا دید
 آفت دیدہ بد میں بجا است مر ساد

۸

خستگانے کہ بشت چو تو ترکے گروند
تو بچے آیتے از صفت حسن آمدہ
عجم آید از آن راه رواں کو غفلت
تا بزنجیر سر زلف بہستی دل من
بر سر بام شو و گوشہ ابرو ہما
رفتن باد صبا آمدن گل چسبم

تیر تو غور و کجیش دگر سے چوں گروند
جائے سجدہ ست بہر بار کہ نامت شنوند
صاحب خانہ رہا کردہ سوئے خانہ روند
ہما قلاں جلدہ بر آئند کہ دیوانہ شنوند
روزہ داران غمت منتظر ماہ نواند
من ترا دانم از ینھا بے آیند و روند

۳۳۲

کے رود مستی عشق از سر عشاق بروں
کہ حسن وار بیخاۂ عشقت گروند

۱۱

بہار ز جام لببت جرعه بخشی زود
سپید کن دلم از نورے کہ تیاں فیت
ہزار دوزخ سوزاں فروشد اندر کن
طیب علم ندارد ز درد ضربت عشق
عجب معاملہ پیشم آمدست امروز
دلیل دولت محمود بود عشق ایاز
غلام ز گیس مستانہ تو ام کہ مرا
بدل خرام ز در تا منجاں بیند
ندیدہ بود فلان صورت تو در آدم
نداشتہم سہر جلال گریں ایں میاں

بشوے ایں دلم از تو یہ گنہ آلود
وے سید ترا زیں زیر آسمان کیود
وزیں فرو شدہ یک روز بر نیامدود
چہ سود مند بود شربتے کہ او فرمود
کہ ز اہل گلہ مند شاہداں خوشنود
وگر نہ عاقبت او کجا شدے محمود
خلاص داد ز پرہیز گاریے کہ نمود
کہ بر چہ وجہ رود سیرا خیر مسود
وگر نہ از سر دیدہ درآمدے بسجود
و یک مستی عشق عماس ز دست ربود

۷

حسن نصیحتی از دل ہی کنسیم ترا
ولے دل تو نصیحت پذیر نیست چه سود

۳۳۳

دل نمی تہی با من دل ریش چه باشد
جہد من بد روز ازیں بیش چه باشد
پیدا است کہ اندازہ درویش چه باشد
پنہاں شدن از شیفۃ خویش چه باشد
ایں داغ کہن برن ازیں بیش چه باشد
صید بکنند آمدہ فردیش چه باشد

برے شکنی از من درویش چه باشد
ہر شب بدعا با طلبم روئے چو ماہست
جان و دل خود پیش کشم گر تو بیانی
تو ماہ نوئی شیفۃ تو من مسکین
گفتی سگے خود خوانست اما نہم داغ
من زان تو ام گر بخشی خیز و کیش زود

۸

انکوں کہ حسن داد باندیش تو دل
بدگو کہ بود طعن بد اندیش چه باشد

۳۳۴

کہ بوئے مشکبارش خوشتر از ہر یاری آید
شب قدرست یارم یا سلام یاری آید
مگر آں آدمی خلقے پری رخسار می آید
مگر آں یوسف آفاق در بازار می آید
ہم اندر خواب با خود گفتیم آں دلدار می آید
ولیکاسا مرد زہر خور دست فرزند می آید

صبا امروز گونی کرد یار یاری آید
گل نورستہ است ایں بانسیم یاری جنب
بنی آدم ہمہ دیوانہ بشکنند ایں زماں از چه
زلیخا وارینم شہرے از خانہ بروں رفتہ
شبے در خواب جوئے خضر سوئے خود دانم
چو شاہان غش خواہاں بر باطل حسن رفتہ

۹

حسن ہر چند حیرانت در وصف لبش
ولے در با ہی ریزد چو در گفتاری آید

۳۳۵

| | |
|---|--|
| <p>زبانش کامرانی می فروشد چو سرو من جوانی می فروشد شراب ارغوانی می فروشد اگر از بے میانی می فروشد که هر صبح نهانی می فروشد لب آب زندگانی می فروشد</p> | <p>نگار من جوانی می فروشد سرافکنده نشیمن چو بفتش حریف عشق رازان لعل سبک کمر بندش بجوزاد او خنجر مگر زان خط می دزد و صبا خط او گرچه گرد آورد سودا</p> |
|---|--|



چمنستان ک پیش آں شکر لب
حسن شیرین زبانی می فروشد



جهانے زیر هر سو رام کردند
نحو رویاں سرا بدنام کردند
اگر ایشان گذر بر بام کردند
وزان سوختم بر دستنام کردند
که دریا های خوں آشام کردند
بر آوردند لیکن خام کردند

بتاں کز زلف مشک دامن کردند
بنقوی نام نیکو برده بودند
بهشتی گشت صحن حسنه امروز
من از اخلاص میخواندم دعائے
غم نوشین لبان زان تشنگان پس
طالع دیگه اندر طعن ایشان



حسن را جامه جاں چاک زان شد
که دُر در دشتش اندر جام کردند



لشکر همت او بر هر فیروز بود

در دل هر که غم یار دل افروز بود

| | |
|--|--|
| نظر هر که بر آن شمع دل افروز بود روزگارش همه بخون سم نوز بود مه من گر برسد عید من آن روز بود | خند در ده و عواشید همه عمر نگه هر که بیند گل و رخساره یارم یک روز ماه عید آمد من روزه بجران دارم |
|--|--|



حسن از سوز دل خود خفته بیرون داد
وین نداند مگر آن کس که در سوز بود



| | |
|---|--|
| شب بر لعل خون عواشید بینید یک در شکل رفتارش بینید شما از دور کیمبارش بینید بهشت از نیت دیدارش بینید همه عالم خریدارش بینید خدا را روز بازارش بینید | شب اندر ماه زیمبارش بینید بهر شکل که دانت از برم رفت به نزدیک من آن ماه دو هفته است من از دیدار دارم در بهشت چو یوسف در همه عالم عزیز است همه عالم خریداری کندش |
|---|--|



حسن دین در سر زلف بتاں کرد
بزیر خرقه ز نازش به بینید



| | |
|---|--|
| خرد در خوف جان اندر خطر شد قلم در دست کاتب نه شکر شد ک از باران اشکم نامه تر شد دل آبخار رفت و او هم بے خبر شد | گلش تا بهمنش مشک تر شد چو اوصاف لب او می توشتند سلام خشک بر آس قاصدایں باد بدل گفتم کز آن دلبر خبر گوئی |
|---|--|

| | |
|---------------------------|----------------------------|
| شبانگہ محتشب دنبال ما کرد | چو درما دید ازما مست تر شد |
| سرما در سرکار بتاں رفت | حساب ما وایشاں سر بسر شد |



دگر کردند خواباں شیوہ حسن
حسن را ہم سخن طرز دگر شد



بتم سلطان خواباں شد گدایاں را کہ می پرسد
چو او بیگانگی کرد آشنایاں را کہ می پرسد
دل صاحب دلاں خوں شد زناز او چوایشاں را
سزا نیست چوں مانا منزایاں را کہ می پرسد
بدو گفتم کہ خود را می نمایم چوں سگے پیشست
جو اہم داد و گھنٹا خود نمایاں را کہ می پرسد
دلا این پارسایہائے بے حاجت بیسکونہ
بہمد چشم متش پارسایاں را کہ می پرسد



حسن جاں ریزہ ریزہ کردی اندر زیر پائے او
تو خود کردی ولیکن زیر پایاں را کہ می پرسد



قرار کار ہایکساں نمائد
نکو گویند خوں پنہاں نمائد
جال او دریاں میزاں نمائد

حدیث عاشقی پنہاں نمائد
نشان اشک من در چہرہ پیدائ
اگر زہرہ بہ بیند روئے آں ماہ

| | |
|--|--|
| مرزا آدمی حسیرونی آید دلا بر جاں ہی لرزند حسیقتے حیات جاوواں آنکہ تو اس یافت | کہ رویش میند و حیراں نماند تو با جاناں بسا زار جاں نماند کہ جائے جاں بجز جاناں نماند |
|--|--|

۷

حسن سر بر کشد از اوج مقصود
اگر پاستہ ہجسراں نماند

۳۴۲

| | |
|--|---|
| غم جاناں اگر دامن نگیرد چہ گرد غم کہ ریزد بر سرم چرخ نخواہم نخستن سر در درہ دست اگر پروانہ نارد از خط تو چو عاشق در کیند زلفش افتاد بچشم پائند پس بگذرد زود | فلک دُنبال جان من نگیرد اگر آہ من رہ روزن نگیرد اگر باز من ز سر دشمن نگیرد بنفشہ عصہ سوسن نگیرد چہ منت ہا کہ برگردن نگیرد کہ تا خون منش دامن نگیرد |
|--|---|

۸

حسن راختہ باید بود لابد
چو ترکے ترک ناوک زن نگیرد

۳۴۳

| | |
|---|--|
| تا رخت از مطلع مراد برآمد خط سیہ گرد روے خوب تو گوئی از قد و زلف و دہن و چشم خوش تو عشق تو دل را سلام کرد ہما ندیم | رخت گل ولالہ را کساد برآمد شب بہما شائے با مداد برآمد نقش الف لام و میم و صاد برآمد از دل و جاں ہر دو خیر باد برآمد |
|---|--|

پہل بود تا مراد بیے کہ رسید است
چهل نور سیدی همه مراد بر آمد

۳۲۴

حرف صلاح از دل حسن مطلب ناک
نام وے از دست فساد بر آمد

شب مرا تا روز خواب نبود
هر دم از چشم خود بر آتش دل
خونے از دیدن کشتن می کردم
ماه من از می جوانی مست
گرچه تا صبح نالهها کردم
تلخ کردم جهانیاں را خواب
جز غم دیده فتح باب نبود
خون ہی ریختم چو آب نبود
در صراحی جز این شراب نبود
هیچ میلش بدین خراب نبود
یک سوال مرا جواب نبود
ز آن دعاها که مستجاب نبود

۳۲۵

اے حسن یار اگر خطای کرد
هم شکایت از تو صواب نبود

بارد گر تیر عشق بر هد فجاں رسید
دیده بوی چشم من ریخته باران خوں
گفته اے میر بار حاجت شهرے بشاه
بانگ مزن اے رقیب دم مزن ای پرده دار
هر که بزلفت رسد سر کند اندر سرت
گفت بنخوا هم رسید بر تو پس از عمر با
بارد گر شعله در دل بریاں رسید
بر در دیوار تو نقش نگاراں رسید
حال غریباں بگو نوبت ایشاں رسید
منظر حتمیم قصه ببطاں رسید
اگر چه کند بلاست کاش که توان رسید
اؤز رسید اے در این عمر پیاں رسید

| | | |
|---|--|---|
| ۳۴۶ | دوست رضا میدد از سر جان خواستن عذر میارای حسن خیز که فرماں رسید | ۷ |
| دو شش از غم تو دلم چنان بود که خون دو دیده بر زمیں ریخت با آب مژه صبور بودم از اول شب که ناله کردم آن لحظه که در سرم سخن رفت هر چند که باتو این بلا باست | اگر دوسه همه شهر در فغاں بود اگر دست دعا بر آسماں بود این خون جگر کرا گماں بود تا آخر شب نفس بهاں بود هم نام تو بر سر زباں بود باین همه بے تو که توان بود | |
| ۳۴۷ | هر بار که عشق آتش افروخت بیچاره حسن در آن میاں بود | ۵ |
| از چشم پر خار تو مستی نمیرود دود دلم بر اوج فلک غیمه زد بے عقل از کمند زلف تو سر در جهان نهاد تا جفا از آن لب میگوں چشیده ام | خویت از آن مزاج که هستی نمیرود این عشق آتشت به بستی نمیرود دل را که پابلسله بستی نمیرود از من هوای باده پرستی نمیرود | |
| ۳۴۸ | گفتی حسن چرا نکنی توبه از شراب وانشد که توبه کردم و مستی نمیرود | ۷ |
| اسال رونق گل ترا پنجان نبود | بے سرو تو بدیه بلبل رواں نبود | |

| | |
|--|---|
| گلزار بود مجلس قول مغنیان این کاروان گل پس سالی رسید یک دانسته ام که از توبه بینم شب فراق لعل بتاں جواهر غم بزم نثار کرد مرغ ارچه عشق نامه خود خواند با مداد | بر قول صوفیاں همه خود بود آں نبود ما ہے کہ در دست دریں کارواں نبود آں روز رستخیز مرا در گھاں نبود ورنہ مرا چنین صدف در فشاں نبود دستانش را طراوت این دستان نبود |
|--|---|



این طرز شیوہ حسن است ورنہ پیش ازین
چندین شکر بعرضہ ہندوستان نبود



دیدہ و رخ غرق شد کوثر و علاج دل کنید
اے عجب دیوانہ را خواہید تا عاقل کنید
ہر کجا معشوق عاشق را ہماں منزل کنید
گاہ مردن روئے این سکیں سوئے محمل کنید
تا چو میرم ہم ہاں گورے مرا کہ گل کنید
بارے آں چشمے کہ من غنی بنیش حاصل کنید

دوستان در دم قوی شد مہمے حاصل کنید
از طاہتہائے تاں ہر روز دیوانہ ترم
اے رفیقاں از کہ نمی پرسید تا منزل کجاست
اگریم در فراق آں مہ محسّل نش
ہر خے کش زیر پاشد گردنی آرم بچشم
پندگویاں ہر چہ گویند مہمے بے حاصل



یارچو این سو خواد از پئے قتل حسن
جان این مقول خاک راہ آں قاتل کنید



سر بسو لبائے در ہم گشتہ را ہم رسد
اگر سکیماں وارد دست من بدل خاتم رسد

گر نسیم از سر زلف تو سر در ہم رسد
زاں دباں تنگ ملک من شود ملک مراد

| | |
|---|---|
| از پری زادست او یا از فلک یا زحور زخم ز چشم او یارب چه شیریں آیدت چشم مست او بیک غم جگر بادل بدوخت از غم غافل مباشید ارجه اندک گفته ام | بارے از نسل بنی آدم چو ائیے کم رسد زاں ہی ترسم کہ دیگر چشم زخمی کم رسد تیر ترکان کز سرتی رسد محکم رسد آتش اندک خیزد آمار مہ عالم رسد |
|---|---|

۷

عالمے شاد و حسن را جائے شادی غم رسید
او چه غم دارد حسن را اگر چه صد چو غم رسد

۳۵۱

| | |
|---|--|
| ایں شزدہ کہ می گوید وین نامہ کہ می آرد بنیست درین قاصد از پیش کمی آید شمع نظرست آن خورتا بر کہ ہی تابد طعنہ زندم ہر کس کو را چہ سیر دل گفتی چہ رود چنیں خل از جگر ریش بے دوست اگر عاشق فردا بہشت آید | اے دل ز صبا می پرس کز گل چہ خبر دارد فحیست درین نامہ تا خود کہ می آرد اگر مست آن مہ تابر کہ ہی بار د اگر جاں طلبد جاناں آن کیت کہ نپارد خارست درون دل کل ریش ہی غار د نغمتکہ رضوان آتش کہہ پندارد |
|---|--|

۷

ماندست حسن و اللہ بر قاعدہ عشقتش
ور بگذرد از عالم آن قاعدہ بگذارد

۳۵۲

| | |
|---|--|
| شب را چو صبح عید عزری بہار سید گفتی رسید موسم حج ایں سخن بدار بودہ ست سچو دیدہ ز گس دو چشم من | کز پائے بوس او سرا بہر سمار سید ماج چہ اروم چو کعبہ بہار سید حیرانم ایں بہار گرم از کجا رسید |
|---|--|

وز درد دل گله نکم چوں دوار رسید
ابر کرم بر آمد و کشت رجا رسید
شایه ز غیب بر سر وقت گذار رسید

از خار خار غصه نهالم چو گل شکفت
دل در طرب در آمد و دوران غم گذشت
شمع ز لطف در دل تا یک بنده افتاد

۹

نامش بگفتی حسن اینجا ہے ادب
این نیک نامیست که از حق ترا رسید

۳۵۳

در لب صدناز خنداں آفرید
وز رخ غورشید تا باں آفرید
وز رخ گلبوئے تو جاں آفرید
باز بر ماہیت گلستاں آفرید
صورت زیبا بدیناں آفرید
تا خدا بیساختن و خواں آفرید
در لبانت آب حیاں آفرید
از برائے درمنداں آفرید

آن که حسنت چوں گلستاں آفرید
ناف چیں در چین زلفینت نہا
از رخ گل رنگ تو آب حیات
ماہ را در قیمت عرضه داد
آفرید بر صانع آن صانع کوا
ماہ در دوران چو تو شایہ نژاد
تا بجای بخشی خلالت را حیات
در لب شیریں تو چندیں شر

۵

چوں حسن را داد قدرت در سخن
زین نگو تر شمس نتوان آفرید

۳۵۴

تخمے کرو برے نزد کاشتن چه سود
مارا بنائے عشق برافراشتن چه سود

دل را که خوں گرفت نگه داشتن چه سود
جانا چیل عشق تو دہا خراب کرد

دل بر تو رفت گرچه نگه داشتیم بے
چیزے که رفیقیت نگه داشتن چه سود
خون دلم بچاه ز رخ ریختی نخست
انکوں بیشک وغیرش انباشتن چه سود

۵

از ناله حسن چه بد انکاری لے صنم
خود زخم کرده تو بدانکاشتن چه سود

۳۵۵

دل خوں شد آن خلاصه جازا خبر کنید
زین آب دیده سرور و انرا خبر کنید
صبر از برم بجست چو آبو بصید گاه
آن شهسوار سخت کما ز خبر کنید
تنگ آمدست جان من از جور عشق او
آن تنگ چشم و تنگ دها ز خبر کنید
جانست یار و این سر من خاک پای او
چهل سر زپا در آمد جازا خبر کنید

۶

جمله جهان بزرگ حسن طعن می زدند
این هم نمائد جمله جهان را خبر کنید

۳۵۶

سرشته دلم راه بمقصود ندارد
آں صبر که یکچند در و بود ندارد
باغ از خطا خوب لب شیرینیت خجل ماند
گویش بفسقه شکر آلود ندارد
عاشق که شب سیر ز پست چه توان کرد
بدروز ابد طالع مسعود ندارد
برشت آواز اختر مسعود دهد پس
کال تاج بجز سینه محمود ندارد
کس را خبر سے نیست ز سو جگر من
آری چسکنم آتش من دود ندارد
ایک روز شوخ دی غم بچار بندیش
ز آن روز که افسوس کنی سود ندارد

گفتی که حسن ی نند دل بتان بیش

| | | |
|---|---|------------|
| <p>۷</p> | <p>معذور بھی دار کہ موجود ندارد</p> | <p>۳۵۷</p> |
| <p>گوئی کہ مگر کفرے ہمایہ ایماں شد از زلف تو زنا ہے بر بست مسلمان شد آن حسن کہ می بودت امروز دو چندان شد ہر چشم کہ بود اورا در روئے تو خیراں شد طاری او دیدی دل بستہ پنہاں شد تو دیر باں کاں دہ دیرست کہ ویراں شد</p> | <p>تا سایہ زلفینست یار مہ تاباں شد تنگ آہ مہ بوداں دل زین نفاق آلود تا بر دورخ چوں گل از مشک زدی خالی خود میں شدہ بد رنگس چوں تو بچن رفتی جانا دہن تنگت اندر نظم سرم آمد گفتی کہ چرا از دل چیزیت نشد حاصل</p> | |
| <p>۷</p> | <p>ماں اے حسن از عالم تلخی چه کشی چندیں کز گفتہ شیرینست نرخ شکر از زان شد</p> | <p>۳۵۸</p> |
| <p>ذرہ را دوستی با آفتابے اوفتا گرچه با ماش اتفاق الفت با آفتابے اوفتا ایں خنیں معشوقہ حاضر جوابے اوفتا صعوبہ بیچارہ در جنگ عتابے اوفتا رستمے گوئی کہ برافر آسیابے اوفتا مست می غلطید ناگہ بر خرابے اوفتا</p> | <p>باز در جانم زلف عشق تابے اوفتا آفتاب آسا شبائے خواہش مساوج حسن گویش دل سوئے ما می دار گوید سنگست چوں شود حال دل مسکین من دست عشق عقل من افراسیابے بود اما در دست چشمش از سوئے دلم دید آن نمود از مردی</p> | |
| <p>۷</p> | <p>محسن را دل زلف یار در پیچید باز گردن دیوانہ اندر طنائے اوفتا</p> | <p>۳۵۹</p> |

| | |
|--|--|
| <p>خوشی و خست می رفته دگر باز آید اوبه از عمر عزیزست اگر باز آید واضحی خواندش از دور مگر باز آید باشش تا لشکری ناز سفر باز آید هست تر دانه ارسال دگر باز آید عمر تازه شود و نور بصیر باز آید</p> | <p>آں سراز عهد برون برده اگر باز آید گرچه شد در طلب اصل غریزش همه عمر بامداد آن که فلک سوره و الفجر نوشت مه و سیاره بر آن بگنجنت زهر سوشکر گل که از رشک خورش جامه در آن فیت او عزیزست کز و مصری و کنانی را</p> |
|--|--|

۹

حسن گم شده را ذوق لبش یاد دهید
گر آں طوطی مسکین بشکر باز آید

۳۶۰

| | |
|--|---|
| <p>گوهر جاں پیش لعل دستان خواهم کشید همچو دیده دامن اندر خول کشان خواهم کشید آنچه دارم پیش یار مهربان خواهم کشید من سر خود یزایه مہاں خواهم کشید کیس مسافر را بمنزل گاہ جاں خواهم کشید با وجود عشق او خط بر جاں خواهم کشید وہ ندانم چند جور ایں و اں خواهم کشید شمع را با بے بدست غم زباں خواهم کشید</p> | <p>اشب از یاقوت جانان قوت جان خواهم کشید بر طریق پیش کش حال دل صد پاره را من چه دارم خرمناغ عجز یا نقد نیاز میزبانان پیش مہاں سیم و زرا می کشند خای چشم مرا تا کے زنی لے دیده آب از مرہ نوک قلم کرده سیاہی از دو چشم مرغ روزش یاد داد و شمع را ز من فاش کرد مرغ را اگر دسر شش آزاد خواهم کرد یک</p> |
|--|---|

۶

گر مرا اگر درہ خود کرد و خاہد چوں حسن
از زمین ناگاہ سر بر آسمان خواهم کشید

۳۶۱

تاکشیدی سنہ بگل گل گوسیاں پارہ کرد
 حلقہ زلفش کہ در پئے دلم زنجیر شد
 جامہ نیلوفری پوشیدی و رفتی بباغ
 سیب سین زخندانست کہ از جاں خوشتر است
 طاعن سنگ ملامت بر زنجاری زدند

خاعشقت تا بدایاں جامہ جاں پارہ کرد
 آنچنان زنجیر انتواں سبواں پارہ کرد
 یاسین پیرا بن خود تا بدایاں پارہ کرد
 گر بدستم اوفد خواہم بندایاں پارہ کرد
 حسن یوسفیغ بست دست ایشان پارہ کرد

۳۶۲

رشتہ صبر حسن را بر کف دستش نہید
 تا بدوزد خرقہ کز جور خواں پارہ کرد

۶

تا دو چشم تو مست و فغانند
 حے بہت خورد و مست چشم تو شد
 گر بجائے سر اند آئے تو
 بے دلاں را رعایت کن از آنک
 تو ہم اینجا و ما ز تو غافل
 عارفان گذرند از در تو

ہمہ عشاق در تو حیرانند
 گیسوانت چرا ایریشانند
 جاں بگرد سر تو گردانند
 ار حے بے تواند بے جانند
 مکیاں قدر کعبہ کے دانند
 بلبلان پائے بندستانند

۳۶۳

اے حسن صوت بلبلان چہ خوش است
 گو یا گفتہ تو می خوانند

۹

ساقیاے دہ کہ ابرے خاست از خاور سفید
 سرور ابر سبز شد صد برگ را چادر سفید

ابرچون چشم ز لیخا بهر یوسف اشکبار
 ترا لبها چون دیره یقوب پیغمبر سفید
 گر نه حشرات این نگه کن در نفثه و سمن
 چیست دست این کبود و روئے آن دیگر سفید
 بید لرزاں از شمال اینک چو اصحاب الشمال
 یاسمین مانند اصحاب یسین فتر سفید
 باوه در جام بلورین ده مسدود میدی
 نغزنی آید شراب لعل را ساعر سفید
 راحت از افسردگان کم جو که کم یابد کس
 نامه بر امی سید جامه بر آهنگر سفید
 محمل آزادگان می جستم از انبائے دهر
 کاغذی در دست من داود ستر تا سر سفید
 غلبوت غار را گفتم که این پرده چس بود
 گفت میهای عزیز آمد که کردم در سفید



اے حسن اختیار را ہرگز نہ مینی طبع رات
 راستت این ناز را ہرگز نہ دید پیغید



دل ز من بزدی چنان گوئی نبود
 زان طرف ہرگز رضا جوئی نبود

اے کہ ہرگز از تو د بھوئی نبود
 من ہمہ سالہ ہوا خواہ تو ام

نیکو انزا رسم نیکوئی بنود
کار من غیر از دعا گوئی بنود

ایں بد یہاے توتا کے یا مگر
دوش گرجہ داد دشنام بے

۵

ہیہد می رنجہ از جورت حسن
کیں طسریق خاص او گوئی بنود

۳۶۵

ہنال عیش کا نذر باری آمدنی آید
سیسے کزد یار یار می آمدنی آید
سلام گل کہ از گلزار می آمدنی آید
اگرچہ پیش ازین بیاری آمدنی آید

تم چوں شاخ گل ہر باری آمدنی آید
صبائے کزد دلدار جبندے نمی جنبد
نشاطے زمینخوارہ ہی دیدم نمی بینم
عقاب دوست کا ندک مایل را میدہد

۵

حسن را ہیج کارے نیست بایاران کلمت
کہ آں یارے کہ اورا کاری آمدنی آید

۳۶۶

زلف دل بندش کشادے ہسم نکرد
کانچہ او کرد اوستادے ہسم نکرد
اشک خونیں ایستادے ہسم نکرد
وقت رفتن خیر بادے ہسم نکرد

یار از مارت و یادے ہسم نکرد
چشم او در جادوئی شاگرد کیست
شکر مژگان او قلم شکست
صبر من بگر کہ چوں رفت از برم

۵

نامہ ازوے چوں طمع داری حسن
کت بعمرے خویش یادے ہسم نکرد

۳۶۷

| | |
|----------------------------------|--------------------------------------|
| تا نظر باز گرفت ز گرفتارے چند | جز بگرہ سپح خور و زنگر غارے چند |
| دل باخستہ چشم تو شد و تو ہمہ عمر | نشہ ری رنجہ بیر سیدن یارے چند |
| چند ازین غمزہ زناں بر سر کو آید | تو مرا کشتہ شدہ گیر و جو من یارے چند |
| صفت نعمت دیدار ترا شنیدند | طرف مرغان کہ فادند بگلزارے چند |

۵

گر حسن را نظری بر غلط افتاد به بخش
چشم بر عفو تو دارند گنہگارے چند

۳۶۸

| | |
|-----------------------|-------------------------|
| یارے کہ طریق ناز دارد | گر دل بسپرد کہ باز دارد |
| آں شوخ برائے کشتن ما | صد شیوہ جاں گداز دارد |
| در زلف بتان پیچ اے دل | کیں رشتہ سر دراز دارد |
| جانان دل من بجانب تست | کنج شک ہوائے باز دارد |

بشنو کہ وصف تو حسن باز
خوش گفتہ دلنواز دارد

۷

رولیت (۷)

۳۶۹

| | |
|--------------------------|-------------------------|
| خانہ روشن شد از جمال قمر | خداے حسن بر کمال قمر |
| چوں میترشد اتصال قمر | یافت تقویم عمر من ترتیب |
| ایسم بارے از زوال قمر | شمس راگز زوال شد گوشتو |

| | |
|-------------------------|--------------------------|
| چشم نرگس بخواب جوید نور | چه خبر خفته را ز حال قمر |
| چوں کندوز وبال نندیشد | هست معهود خود وبال قمر |
| ساها بوده ام بیاد رخس | شب تاریک در خیال قمر |

۵

از قمر نور یافت کار حسن
خدا را حسن بر کمال مستم

۳۴۰

| | |
|---------------------------|-------------------------|
| نوروز رسید یادمی دار | گل پرده درید یادمی دار |
| گفتی بنو وقت گل رسم باز | آن وقت رسید یادمی دار |
| من با تو رسیده ام دمی دوش | چون صبح دیدم یادمی دار |
| من می گفتم تو می شنیدی | آن گفت و شنید یادمی دار |

۷

قربان کردی دل حسن را
اے غیرت عید یادمی دار

۳۴۱

| | |
|----------------------------|----------------------------|
| بخت میں کامروز وقت صبح یار | چشم روشن کرد مار صبح وار |
| کام حاصل شد بیک رحمت و حجت | دوست طالع شد باندک انتظار |
| خط سبز اوفستوح آسمان | خال شبرنگش فریب روزگار |
| آن چہ مجلس بود یارب چہ شہت | کوثر اندر دست طوبی در کنار |
| من بدستے ساغرے داشتم | دست دیگر گیسوے مشکین یار |
| بیچ کس دُبالہ مستان نکود | محتب را سرگراں بود از خمار |

۳۶۲

ز رو خیره ماند و سیم از هر کے
از حسن اوصاف خواباں یادگار

۵

اجتماع غصه بعد از افتراق یکدگر
وین دو چشم با چهار از اشتیاق یکدگر
داستانی باز خوانی از فراق یکدگر
خوب باشد کارا با اتفاق یکدگر

با من دیدی چه دیدم از فراق یکدگر
اشتیاق ما یکدیگر دو چندان شد کز
که بود تا بر وصال یکدگر ایام دست
خیز و خون من بریز و من بر آنم عشق

۳۶۳

ای ستم خوش خوش غم خود خورده بچوین حسن
خوش قیامت است این دو معنی بر مذاق یکدگر

۶

لاله بے آئوده گرسس بخمار اند
تشنه بجمال او دریا بکسار اند
گفتا که ستاره است این نایب شمار اند
خوش وقت که خوں ریز دکافریکار اند
در گردشکارستان چوں بغبار اند
کز شرم لب غنچه نیاست بخار اند

دی تازه رُخ دیدم چوں گل بهار اند
چوں آب همی آمد من در گذرش بوم
گفتم که شبے اے مه بشمر عدد انکس
چشمیت چو کیسه کشت چشم آه
آل رُوی جهان افروز از دور همی دیدم
جانا چو باغ آئی پیدا شودت آخر

۳۶۴

گر خواست حسن بوی زان روئے چو گل گفت
بس بیهده گویا شد بلبل بهار اندر

۷

صبح طالع شد و در آید یار
ساغرے پر کن اے غلام بیار

| | |
|---|---|
| <p>خطا عسر کجا کہ گرفت زیں سپید و سبہ چہ سود مرا نیست ہیچوں قرابہ مجسموعہ بشکن این شیدہ شائے کاغذ پوش بہ ازیں داروئے خموشی نیست</p> | <p>دل من از کتا بہت اشعار در قدح زیر عسل گوہر یار قلم و کاغذ از میاں بردار ہو یا پوشش شیشہ پیش آر دفع درد سے کہ دیدم از گفتار</p> |
|---|---|

| | | |
|-----|---|---|
| ۳۷۵ | گر حسن را دریں حدیثے هست بادہ وہ ال حدیث باد انکار | ۵ |
|-----|---|---|

| | |
|--|--|
| <p>نہ فلک با من موافق طبع می آید نہ یار بر زمانہ دل نہم با یار سازم چارہ حسرت من چہ دانستم کہ زلف یار پائندم شود یار رفت و شد جوانی در پیش یکبارگی</p> | <p>نہ دل من با من مکیں ہی آید نہ یار نہ زمانہ بر من بیچارہ بخشاید نہ یار ویں گرہ یکبارگی نہ بخت بخشاید نہ یار اے دریغانے جوانی بازی آید نہ یار</p> |
|--|--|

| | | |
|-----|---|---|
| ۳۷۶ | صبر فرمایند یاراں ہم صلاحیت و لے نہ حسن این پند را کار فرماید نہ یار | ۷ |
|-----|---|---|

| | |
|--|--|
| <p>مکن بر عاشقان زار خود زور بروں افلاس دایم و دروں ^{ضعف} بتشریف شفا امیسد دارد اگر میریم بر یاد تو میریم</p> | <p>سیلماں را چہ فخر از کشتن مور نہ زر مارا دیں تدبیر نہ زور جہانے از لباس عاقبت عور پشیمانی نشاید برد در گور</p> |
|--|--|

| | |
|---|--|
| فغاں از طرہ ہندوت مارا چہ پرسی حدش از مفتی عمل | کہ چشم ترک دارد غلات غور چہ داند نور مر را مردم کور |
|---|--|

| | | |
|-----|---|---|
| ۳۷۷ | دل مسکین حسن دریاے دوست محاسن است این کہ از دریا شود شور | ۵ |
|-----|---|---|

| | |
|--|--|
| اے زبتان سر و قد تو خوش خلام تر نوش مباد اگر خورم بے لب شکر نیت دوش کہ وعدہ کردہ ال برہمچو سیم خود تا تو رواں چو چشمہ از نظرم برستہ | روے تمام بچو مہ بلکہ ز مہ تمام تر ہے ہمہ جا حرام شد بے لب حرام تر وعدہ جو غیے نیت خوئے ز وعدہ خام تر چشم منست ہر سحر تا بنہا ز شام تر |
|--|--|

| | | |
|-----|---|---|
| ۳۷۸ | اے بخت کہ می کشی ملک تو گشتہ ملک دل من چو حسن غلام تو بلکہ ازو غلام تر | ۷ |
|-----|---|---|

| | |
|--|--|
| نیست چو روئے تو گلستاں دگر باز چہ سختست دل کافرت از لطف عشقت جگر مہ سخته شد غمزہ خوں غار تو خوغم بر نخت عشق تو بر عرصہ دل شکنہ شد گفتی اگر عاشق مانے بمیر | روے دگر باشد وبتاں دگر سخت دگر باشد و سنداں دگر پیختہ دگر باشد و بریاں دگر غمزہ دگر باشد و میکاں دگر شکنہ دگر باشد و سلطان دگر عشق دگر باشد و فرماں دگر |
|--|--|

| |
|---------------------------|
| چشم حسن ہیں در او موج خون |
|---------------------------|

۵

موج دگر باشد و طوفان دگر

۳۷۹

چشم شوخت از جهان غم خواهد تر
دامنه از جیب گل صد پاره تر
مردمان را چشم زین نظاره تر
صبرم از دل دل ز صبر آواره تر

ای ز شوخاں جهان عیاره تر
غنجیه دار از دست خواباں می درم
مردم چشم زگره غرق آب
حال صبر و دل چه می پرسی چه شد

۵

گفتم چونست بیچاره حسن
زانچه دیدی هست زان بیچاره تر

۳۸۰

نغمه کرم کباب شد دل ز جگر کباب تر
چشم پر آب داشته وقت بحر پر آب تر
چند چو لاله دایم چهره بخون ناب تر
خانه من نه دیده از دل من خراب تر

ای ز عقیق نیکیاں لعل بخت خوشاب تر
رست بشکل زگرم روز و شب از غم هوا
ای چو گل ترسی ترا حق لعل پر ز در
چند بطن ز گوئیم تا نهی بخانه دل

۶

بر سر گنج وصل تو دست حسن کجارسد
ای ز وجود کیمیا وصل تو دیر یاب تر

۳۸۱

بر لعل تو کخم ز دو دیده نثار در
چو تو زاد از صدف روزگار در
هر شب اگر چه موج زند صد هنر در

ای پیش درج تو تو شرمسار در
زانکه که هفت بحر فلک آفریده شد
دریائے آسمان ندید چون تو یک گهر

در تنگ شکریں چہ کند اے نگار در
اگر حاجت افتد ز پے گوشتوار در
ہرگز نہ دیدہ اندچیں آبدار در

گر نہ مفرح دل دیو نہ منست
در گریہ ام بگوشہ چشمے نگاه کن
در در اشک من نظرے کن کہ در جہاں

(۷)

در خدمت تو تشریف ہم ہر درے کہ ہست
دارم ز نظم ہائے حسن بے شمار در

(۳۸۲)

جائے تدبیر نہ اندست چہ سازم تدبیر
بر من ایں کار بیک با جنیں تنگ گیر
کہ با نگشت ریش مہر کند دست دیر
چند دیوانہ مسلسل شدہ در یک زنجیر
جاہا خوردہ ام از دست تو در جامہ شیر
جاں بر افشا ندو در سینہ نگہ دارد تیر

دیدہ بر روی تو حیراں شد دل بر تو اسیر
بوسہ خواستم انگشت گرفتگی بدماں
خط خوب تو بیکتوب سلاطین ماند
زلف خود با ہمہ دہائے پریشاں بنگر
دیر باز دست مراستی عشق اندر سر
صید گر تیر تو بر سینہ خورد عاشق و ا

(۷)

بر حسن طعنہ مزین کو تواند برداشت
نظر از رویے کے کش نتواں یافت نظیر

(۳۸۳)

مگر آں ترک مرا خواست ہوائے پنچیر
انچہ خود کردہ ام آں را نتوانم تدبیر
سوئے من تا بجا گوش چہ می آرد تیر
شیر را پنچہ میسر نشود بالفت دیر

با دوش بے ہی آید و گردے چو عمیر
دل با دادہ ام او قصد بجانم کردست
اے بسا صید کہ بنگند بیک گوشہ چشم
من گیاہ ہوس رویے چو آہو چکنم

اے کہ گشتی دل تنگ تو بتو بخشیدم
میر خواں دل بخشیدہ زمن بازخواہ

بیش با طائفہ تنگ دلاں تنگ گیر
زانکہ بخشیدہ دگر می نرود خانہ میر

۳۸۴

پیر شد بندہ حسن گرچہ ز عالم برود
نرود عشق چو تو سر و روان از دل پیر

۴

گفتم مراد تے بدہ نامہ ز جاناں این قدر
گویند جارتا تخہ بر جاناں اگر پیش آیت
گر بدین دیرہ نہد عالم بدست غم و بد
وہی کہا بد روح حسن از یک نسیم کوئے او
تا چرخ بر شد آہ من کے بود صحرائیں
در کافرتان غم جاں میدہد ہر دشمنے

خیزم بوسم پائے او ہم نیست یاں این قدر
میہات تخہ چوں برم در پیش جاناں این قدر
صد ملک را منت بود بر دیہ جاناں این قدر
وانکہ نہ توان یافتن از ہشت تبتاں این قدر
اشکم گذشت از بحر ہم کے بود طوفاں این قدر
وہ گر مسلمانی کند آں نامسلمان این قدر

۳۸۵

وقتے یکے از طباہاں کردیں دیف از ن طلب
من نظم کردم چوں حسن بر حکم فناں این قدر

۵

تا دیدہ ام ز خسار او از برگ گل سیراب تے
وارد دے گردنہ زانست اندر وعدہ ہا
گرچہ فلک در قصد من ہر روز قصابی کند
ناگاہ ماہ چارہ دید اں رخ تاباں او
نہاں تے آں نازنین و اں سر و قدر استیں

بے خوب ہچوں ز گرم حنیے از بے خواب تے
یکبارگی قلب شد چشمش از و قلاب تے
آں غمخو نیز میں صد بار از و قصاب تے
زاں پرتی می پرسی چہ شد ہر شبے بیتا تے
چوں منہ سیراب میں از منہ ہم سیراب تے

ایک رات شد و من بنگے چو رنگ سبز خوش
مارا چو گل بگذاشته دامن بخون ناست



از بہر وصل احسن وجہ زرے داری دلے
شد وصل او چوں کیمیا از کیمیا نایاب تر



پیش آن رویے چو غور شید ہالے کم گیر
جاں برجان تو تازہ ست سفا لے کم گیر
اگر ہشتم نبود چہ نہا لے کم گیر
ہمہ مصنوع قداست خیالے کم گیر
باچاں آتش تراب زلا لے کم گیر
آخرے جاں شعلے ہست کھالے کم گیر

گر وجودم ز غمت رفت خیالے کم گیر
باغ فرخ تو دل بجاں نتوان بست
دل از دیدن سر و قد باغ شد دست
خواستہ صدف میان تو کم لیک شمع
لب تو یافتہ ام چشمہ حیاں چہ کنم
رخستہ وہ کہ بندناں بکھم خال لب



حسن ارکوفہ ماندست ز چو گانت چو گے
تو قوی حال بیاں کوفتہ حالے کم گیر



بے تو بودن از ہمہ دشوار ہ دشوار تر
زار بودم گشتم از روز گرفت زار تر
تو شوی ہر روز از روز دگر بیزار تر
بخت کز خار مغیلاست اسہوار تر
طرہ داری اداں ظالم پریشاں کار تر
دہوائے لعل تو ہر بار گوہر بار تر

اے مرا حال از غمت از ہر چہ دانی زار تر
من خود از آزار چرخ و جور انجم ساہا
ہر شبے زاری کنم در حسرت پیوند تو
کے رسا ند از گلستان وصال تو گلے
گیسوئے تو کردگار من پریشاں ذانک
ابر نیساں را ہی بنیم پریشاں خاکستہ

۳۸۸

اے شد چہم حسن از عشق لعلت غرق چو
چشم او خونبار تر یا لعل تو خوں خوار تر

۷

پیر شدیم و نشد شور جوانی ز سر
ئی نگرم از دہول حاصل خود بیش و کم
موج زناں غول دل گرچہ فروز د رُخیم
شب ہمہ شب باغبان کردہ در باغ قفل
پیک بیہود از مصر گر زسد گو مر س
گر متفرق شوند ہر دو جہاں کے شود

عمر برفت و زلفت صورت یار از نظر
عزم صوری کم است عشق بتاں بیشتر
شعلہ زناں میجد آتش عشق از جگر
مرغ حریف گشت تا بطلع سحر
باد بکفخان رسید داد زیوسف خبر
عاشق و معشوق را تفرقہ از یکدگر

۳۸۹

گرچہ بدست بجا خضم کشیدست تیغ
پائے بروں نہ حسن دوست ستادہ بہر

۹

بقید عشق صیدم کرد تقدیر
دل و دیں بندہ دلبر شد آری
مگر باجاں رود مستی عشقش
عجب دارم اگر عاشق نمی شد
ز بے تر کے کہ از خہمائے ابو
شنیدی قصہ زنجیر و کعبہ
مرا دوست شہ صحت آہنگ کج

رہ تدبیر گم کردم چہ تدبیر
رعیت را بیاید ساخت با میر
کہ دایہ آں میم دادست با شیر
ملک چل صورتش میگرد تصویر
کمال پیدا کشد پنهان ز تدبیر
رخش را کعبہ دان و زلف زنجیر
بیا مطرب ہاں آہنگ برگیر

جگہ کش مدعی کے جائے گیرد
ہر آن رخصت کے ہست اندر مزا میر



حسن راطعہ در عشق جواناں
مزن کو اندریں خونا یہ شد پیر



زدوست دور تو اشد و لے پندل دو
یکے بہشت درون و برون او پر حور
چہ چارہ چکن قندیاے پیل بر سر مور
و لے بر اہل محبت محققست حضور
درونہ ایست مرا ہم بیاد تو معمور
مرا امید وصال تو داشت صبور

میرس کہے گرفت چگونہ مخمور
کجاست حضرت دہلی و خوب رویش
چہ جیلہ چوں کہ رسد زخم عشق بزرگ جلا
اگرچہ غیبت افتاد بر طریق مجاز
اگرچہ کردہ از حد برون خرابیا
ہزار بار بھی مردم از فراق ولیک



میان ما تو آمیزشیت سخت حسن
چو اختلاف موافق میان دیدہ و نور



چشم رخناے تو از زکس تر رخنا تر
خود گجوتا چہ صفت باشد ازین بالا تر
روئے ازین جو بہر و قامت ازین زیبا تر
دل چو دو رخ شدہ سوزاں ترہ چوں زیبا تر
بلکہ ایں بار ز ہر بار دگر شیدا تر
دوش رسوا بدم امر و زالاں رسوا تر

اے رخ خوب تو از عارض گل زیبا تر
طوبی از غیرت بالاے تو پہناں ما نہ دست
خوب زیبا تو اں یافت و لے تو اں یافت
طرفہ حالیت مرا و ز شب اندر غم تو
شب بچوے تو شد م نعرہ زناں دریا و ا
حال دوشینہ شوریدہ امی پڑسی

| | | |
|----------|---|--|
| <p>۵</p> | <p>دل مسکین حسن عشق تو ناپیدا شد صبر از آن غمخیزه دل شده ناپیدا تر</p> | <p>۳۹۲</p> |
| <p>۵</p> | <p>ایست عجب از اعل تو گفتار عجبتر بر بستہ کند دگراز مار عجبتر اسال عجب منیش از یار عجبتر تلمیخت زیاقت شکر بار عجبتر</p> | <p>شکلی عجب داری رفتار عجبتر صفت عجبی کنی از مورچه گویم پارا لب خوانور عجب خیر کنی بود این خشم زخوے خوش تو بس عجب افتاد</p> |
| <p>۷</p> | <p>بے بسیج گنه کشن آهچوں حسنه را از چرخ عجب دارم و از یار عجبتر</p> | <p>۳۹۳</p> |
| <p>۵</p> | <p>خود از رشک تو دایم در قصو نے فرشته این صفت دارد نه خود تو میان این و آن خیر الامور در سرم چوں دیده در دیده خود اگر چوں چشم بدان ام از تو دور اگر خدا خواهد بگویم در حضور</p> | <p>ای بے شسته مجلس مارا تو نور ای پری روی آدم فریب خود روح مطلق آمد چوں ملک در وجود من چوی باشی تو سر بهم بینکے تو خواهم داشت چشم آنچه بر من میرود در غیبت</p> |
| <p>۵</p> | <p>وصل تو جوید حسن هذا محال کے رسد ملک سیمانی بمور</p> | <p>۳۹۴</p> |

اے خال ہند و پیکرت از ترک غارتنا کتر
 نامد ز بہت دوستاں گہے تر کے ز تو چالا کتر
 در شوق بیچار گال بے باک می بیستم لب
 وال چشم اندک شرم تو بیا رزاں میا کتر
 می گفت امشب بلبم یارب کہ داند در چہاں
 من از تو اندہ گلیں ترم یا تو ز من غمتا کتر
 گفتی کہ از ہر چشمہ آلودہ دامن دل
 واللہ کریں تہمت منم از آب دریا پاکتر



باشد کہ روزے یا شبے طوفے کنی سو حسن
 یا در بہت خاکے شود از خاک غیر خاکتر



ذہن من روئے تو بہر دو چو ماہ منیر
 قد تو و قول من راست بود ہجو تیر
 موئے تو و روز من بہر دو خوشب گشت تیر
 وصل تو و کام من یسج چو امید پیر

خال تو و حال من بہر دو سیہ ہجو قیر
 قد من و ابرویت ہجو کال کثر بود
 فرق تو و جسم من بہر دو چو ماہ نوست
 قہر تو و صبر من تلخ چو زہر آبدست



لطف تو عشق من ہجو نسج جاں فرا
 حسن تو شعر حسن بہر دو روان دلپذیر



بندہ روئے تو ام تا نہ کنی رائے دگر

مستوا جائے کہ از تو نشدم جائے دگر

ہر کہ رویت نگر کے نگر و سبزہ و گل
نہیست در سینہ بجز درد تو اندوہ کے
گر تو یک پائے بدیں سینہ نہی ہم بامید
روز بازار سر گیسوئے توتا باقیست
باتو صد سال اگر باشتم چیزے نشوم

اہل فردوس چہ محتاج تنہائے دگر
نہیست در شہر بجز عشق تو غوغائے دگر
چشم داریم کہ بر دیدہ نہی پائے دگر
سود حاصل نتواں کرد بسودائے دگر
بہ از انم کہ بہ ہر چیز شوم جائے دگر

۳۹۷

گر تو صد بار بخاک انگنی امید حسن
خاک بروے کہ کند جز تو تنہائے دگر

۷

مشوای چشم مردم راز تو نور
مرا گفتی کہ بے من جہیت حالت
مرا با تو قیامت عشق افاد
الا اے چشم جاں را روشنائی
بیا کز دور حسن خویش امروز
اگر پیدا شوی در قصر فردوس

بگفت دشمنان از دوستان دور
چہ باشد بے طیبے حال نبو
قیامت کے تو انم کرد ستور
بچشم خانہ کن فوٹا علیٰ نور
تو مستی و جہانے از تو مخمور
بگنج باغیا پہاں شود عور

۳۹۸

نکردی بیچ و قفے از حسن یاد
سیلہاں را کجا یاد آید از مور

۹

الا اے سارباں محمل فرو گیر
گو آں ترک ترکش بند مارا

کہ بگست این دل دیوانہ زنجیر
کہ بنوازاں شکارے را بیک تیر

| | |
|---|---|
| چو جانان میرود جان ہم بروگو باو بخشید خواهی هم زندگانی لب او بوسه دادم دوش در خواب شکست آن میر خوبان عرصه دل مرا از شان آن آیت بگویند بجز خول خوردنم دیگر خدا نیست | بگو بر چنین رفتست تفتیر اگر در مرگ خواهد بود تقصیر توان دانست و نتوان کرد تعبیر فراهم از که خواهد گشت از میر برائے خود نیارم کرد تفسیر تو گوئی دایه خونم داد باشیر |
|---|---|



حسن دنبال آن سرور و آل رو
و لیکن در جوانی کے رسید پیر



دولف (۲)

| | |
|--|---|
| از جاں قبول کرد و کرد از تو احترام هر سو که قبله یافتیم آنسو کنم نیاز از بخیر یان زلفنا تو اش آورند باز اکس دزدو رانداد چنین رشته راز | جانم ہر آن بلا کہ ز عشق آمدش فراز گفتی کہ سجدہ میکنی آن روی را عجب دل از درت گر خجسته ہر سو کہ میرود دیرست تا بغارت دہاست زلف تو |
|--|---|



بارے بگویم ای نسیم دل پیش نگرت
با آنکہ نزد دست نشاید کشاد راز



| | |
|--------------------------------|-----------------------------------|
| از پے دیرے رسیدی دیری آئی ہنوز | سر فلکے پائے تو خیر چچی بانی ہنوز |
|--------------------------------|-----------------------------------|

ماتے دانتظار مفدست بودست جاں
یوسف من گرجہ چشم گشت بے رویت سفید
چند بے زنجیر زلف خود پریشاں داریم
نے ترا از جلد عالم در دل من جاے بود
نغمہ ہجر تو خلق عیش تم را تلخ کرد

جان مسکین برب آمد توئی آئی ہنوز
دارم از بوئے خوشت امید بینائی ہنوز
یا من دیوانہ را باقیست رسوائی ہنوز
عالمے گشتی و در معنی ہما نجائی ہنوز
عیش این بیچارہ شیریں کن کہ حلائی ہنوز

۴۰۱

دل شدہ از دست جاں پاد رکابت عجبے
در چنین حالت حسن را صبر منسوائی ہنوز

۶

مے دوشینہ در سرست ہنوز
من چه گویم جہان معنی را
اے کہ مغرور میسروی زہنا
نیست این راہ راہ رعنائیاں
جستجویش بگفتگو نشود
بر سر آتشم نہد چو سپند

مست خواہم شدن ہم اول روز
ساقیم صورت جہاں افروز
یار ہم مہربانست ہم کیں تو ز
برو اے خواجہ بندگی آموز
خار از پا بکشن دہن بردوز
نیز فرماں ہی رسد کہ مسوز

۴۰۲

اے حسن ہر خود بروں دادی
مے دوشینہ در سرست ہنوز

۵

کجاست ہیچ تو اندر دو چشم فتاں ناز
اگر ز ناز جھائے کند چه شاید کرد

ہزار حسن در و صد ہزار چنداں ناز
کشید نیست ز دیدہ جفا و از جاں ناز

| | |
|--------------------------------|----------------------------------|
| رسید لاله و لیکن کجاست یا لطف | شگفت ز کس و لیکن کجاست با آن ناز |
| چه ظلمهاست در آن زلف کافرش یار | فرید کرده برل چشم نامسلمان ناز |



حسن ز ناز بتاں سر پیچ کر عاشق
همه نیاز توقع بود ز جاناں ناز



| | |
|---|--|
| گر من دل شده یکبار ترا یا بم باز دولت آں بود که یک روز گذشته بر من دیدہ روشن شودم بار در چوں یعقوب طمع خلعت خاص تو ندارم اے کاش چوں شب تیره خود عیش مکدر دام روز و شب قبله من بهر دعا روشن بود | عمر فانی شده را بوی بقایا بم باز یار بآں دولت آں روز کجا یا بم باز گرچه تو یوسف غائب شده را یا بم باز از رقیبان تو تشریف جفا یا بم باز صبح رویت بنماتا که صفا یا بم باز هم دعا کے بکشم کال بدعا یا بم باز |
|---|--|



چوں حسن در غم تو دل بخداے بندم
که آنچه گم کرده ام از فضل خدا یا بم باز



| | |
|--|--|
| خه که گل همدم صباست منور از دبان گل و لب لب لب خار از گل قبائے رنگین و سخت غنچه از خشم خویش فارغ شد لعل را غم طلب که در سحاب | سبز با آب آشناست منور شاخ با برگ بانواست منور غنچه در بندهاں قباست منور مرغ را بین که در دعاست منور اندک اندک شماراست منور |
|--|--|

باغ را خانه گیر گر بتوان

کاب را مهره در مو است بنموز

۴۰۵

حسن از صورت خزاں بگذر

۷

دور معنی بهار را است بنموز

امروز آسمان چو در دل کشاد باز
 آینده رسید رونده تر از صبا
 ای صباروئی که دمش از مبارکی
 یارم که بست با من روزی حساب عهد
 برخاسته است باز خلافتش ز مردمان
 انکشد از غم رفته بود در ضمیر

خورشید و شش کشاد دلم با مداد باز
 کوری دشمنان خبر دوست داد باز
 هر دل که تنگ بود چو غنچه کشاد باز
 عهدی گذشت و میکنند روزیاد باز
 این اتفاق مرد میش چون فدا باز
 بکشاد قفل آن بکلیب مراد باز

۴۰۶

در باغ خرمی شده بلبل صفت حسن

۷

سودا بسان داغ بگوشه نهاد باز

دل ز جارفست که دلدار نمی آید باز
 دل ز هجرانش همی باز کند بنداز بند
 یل علم اند که مایار چو جان بود عزیز
 چون برفتنش باز گزافا دای
 یار هر چند سفر کرد چو گل باز آمد
 پری از من بشد اکنون من دیوانگی

غم فزون گشت که غمخوار نمی آید باز
 بر که بندیم که دلدار نمی آید باز
 وه که جان میرود و یار نمی آید باز
 چه فاداست که این یار نمی آید باز
 چیست امسال که چون یار نمی آید باز
 صبر بیوده من کار نمی آید باز

۷

شب من تیرہ ترا روز حسن شد زیرا
ماہ من هیچ بیدار نمی آید باز

۴۰۷

دردا کہ من از راحت جان دور شدم باز
جان رفت و کز آن جان و جہاں دور شدم باز
آں سرور و اں گشت ہی نالم از یرا
چون بلبل از اں سرور و اں دور شدم باز
پیوستہ با روش نظر داشتہ ام راست
وہ وہ کہ چو تیرے ز کماں دور شدم باز
چون شام و شفق یک بدگر آمدہ نزدیک
ہم صبح صفت جامہ دراں دور شدم باز
با او چو دولب یک نفسہ داشتہ ام وصل
گوئی سبب زخم زباں دور شدم باز
پروانہ آں شمع بدم دوش ہمہ شب
امروز چہ آمد کہ از اں دور شدم باز

۸

در روئے کسے باز نکردم بچاں چشم
تا چو حسن از روئے فلاں دور شدم باز

۴۰۸

منم امروز عشق ترک طناز
کہ ترکیہاںش کہ خشم است گہ ناز

| | |
|--|---|
| <p>هزارش همچین بادش یک انداز شنیدم محتسب گومی شکن ساز همی سوزد میسر نیستش کار نشاید بود صرعی را رسن باز تو کار خود بخام خود بپرداز ترا گر ما به خوش میدارد آواز</p> | <p>هزار از ما بیند از دیک تیر من از هر گز نوائی زخمه او بسا کس کو چو شمع از عشق ان لب مکن ای دل زلف او تعلق چه خواهی ای حکیم از من درین کار به پندارے که داری ز بهد فروش</p> |
|--|---|

۶

حسن را گفتی از فردا میندیش
 تو از انجام ترسی او از آغاز

۴۰۹

ای پیوسته بود ابروے تو با ما کز
 وعده چشم تو چون زلف تو سر پایا کز
 الف قد تو از قد الف را ستر بست
 ابرویت راست چو دوزلف تو دو طغرا کز
 ای قد خوب تو چون دین مسلمانا رت
 طره کافسر تو هر سچو خط تر سا کز
 دل چو برگشت ز من من هم ازو برگشتم
 تیغ کز را نتوان ساخت نیام الا کز
 بنشین یار منی حکم گر انما به فکن
 کعبتین که نشست است بخت ما کز

۴۱۰

در رُوحِ عشق چو رخِ رَہبَرِ بہت رواند بہم
اے حسنِ تا تو چو فریزِ نرُوی زانجا کثر

۷

| | |
|--|---|
| <p>نامہ بنام تو تو اں کرد باز ہم تو ازاں وہم ازیں بے نیاز بوکہ نمازی شودم یک نماز از خود وہم از دو جہاں احتراز مرحلہ بس دور رہے بس دراز زانکہ کربِی و شکستہ نواز</p> | <p>اے مالکِ منعمِ مفلس نواز از تو پدید ارشدہ عشق و فرش قطرہ از ابر غایت بریز آن خودم کُنِ نفسے تا کفم رحمتِ خود رہبرِ ما کُنِ کہست با کرم تو دلِ ما نشکند</p> |
|--|---|

۴۱۱

بندہ حسن را کہ امیدش بہتست
کار تو سازی کہ توئی کار ساز

۷

دل بقصدِ بیدلاں داری ہسنوز
زاریم ہیں چند آزاری ہسنوز
کار ما برہم زدی و میسزند
ترکِ چشمِ تیغِ قہاری ہسنوز
کردی اشکِ عاشقانِ شکرتِ فام
ناکشیدہ خطِ رنگاری ہسنوز
بر طرقتِ نہ مستی دوشینہ را

جام دیگر کش که هشیاری هسنوز
 اے چو بادہ در کشدی خون من
 ہم ازاں مے در قح داری هسنوز
 شہرے از انعام غامت تازه شد
 از غریباں یاد می ناری هسنوز

۷

از وفا دردِ سرت گشته حسن
 تو گشته از جفا کاری هسنوز

۲۱۲

ترک باشد نہ اینچنین خونریز
 یایکے پردہ فرو آویز
 ہر کراپائے هست گو بگریز
 من مجنوں خوشم براہِ حجاز
 دیدہ بردوز زین بلا انگیز
 سرچو فرہاد در سہم شبیدیز

باز پیرگان غمسنہ کردی تیز
 یابر آویز جسدہ عالم را
 عشق تو بر کشید دست ستم
 تا چو لیسے شدی تو ماہِ عرب
 اے دل ارچشم می زنی زبلا
 ترک شیریں سوار کو کہ کشم

۷

حسن آئینخت بادِ دش
 زان سنجہاے اوست درد آئینر

۲۱۳

بیاساتی اسباب شادی بساز
 بیاراں جگر پرورِ دلنواز

چو گل را میسر شد اسباب ناز
 جگر خوردنِ جام از حد گزشت

خلوت نشیناں خبر دہ کہست
بے مہربانی ہم را از انک
امام محمد گلہ می کنند
نگویم غم سینہ بادل بے

درمیکدہ چوں در توبہ باز
حریفان ملولند قصہ دراز
بت اندر دلم چوں گذارم نماز
نگویند بامست دیوانہ راز

۴۱۴

نیاز سے کہ در عشق دار حسن
کہ داند بخیر حضرت بے نیاز

۷

ردیف (س)

اے چہرہ گلزنک تو گلزار ہمہ کس
خط گرد غدار تو شبے گیر مست
کنجہ طلبم با تو پری روچہ کف من
درویش ترا جویدے جنت فروس
ساقی خس ازاں جام بر دل آرومن
در خانہ پنجاہ مرا عمر چاں رفت

منقصود دلم از گل و گلزار توئی بس
خوے کر زخ خوب تو چکد ما، شمس
آں طاق سیلانی و ایوان مقرنس
بیمار شفا خواہد و نہ بستر طلسم
تا کور کنم دیدہ اندوہ بدای حس
چوں تیر کہ از شست جہد رو بکنڈ پس

۴۱۵

از پائے درآمد حسن دست کہ گیرد
جز فضل خداوند تعالی و تقدس

۹

اے ہمہ شب یاد تو ام نفیس

نامدہ بایاد تو ام یاد کس

رفتی و از سینه زفت این ہوس
مرغ ہوایت چہ کند این قفس
قافلہ سالار بجنباں جرس
پائے نمی آریں ازین باز پس
باقو ازین درنتواں زد نفس
اے تو ز فریاد بہ فریاد رس
اصل ہمہ نظم نظامت بس

خواستمت کرد درین سینه جائے
جال در قویافت کم تن گرفت
گم شدہ من ماندہ ام از کارواں
تا بجفا دست بر آوردہ
ایک نفس ماندہ ز ماطرہ انک
از تو بغیرے چہ شکایت کنم
پیش تو ہر فصل کہ خواہم خطاست

۷

گفتیم از من بگذر ای حسن
چوں گذرد از شکر ستاں گس

۲۱۶

خواہم کہ بوسم پائے تو چند آنکہ یابم دست بر
اے صبح دولت یکدم بادو ستاں شو ہم نفس
باز آ و بنشیں یکزماں تا بسگرد نظر ارگی
جمشید ہم خوان گدا سمرغ مہمان گس
از ماجو برگیری قدم گردد وجود ما عدم
ما ذرہ و تو آفتاب اے تو ہمہ ما ہیج رس
اے خسرو و خواں براں عیشے بشیرینی کہ من
رفتم چو فریاد از جہاں دست تہی سر پر ہوس
از طرف گوی گاہے عین بلا شد چشم من

اے من غلام طرف تو درویش را یک حرف بس
 کہ صومعه سازیم جاگہ مست را بوسیم پا
 فریاد ما و اہم زما مارا زما فسر یاد رس

۶

فریاد بیچارہ حسن بہت از جدائی دلت
 ست عنایت بر کشا بشکن بریں بلبل قنص

۳۱۷

کہ بقائے ندم بہلت دہ روزہ یکس
 ورنہ خواہشدن از دست نگہد انفس
 تشنہ گذر کہ روان میگذرد آب ارش
 نرسد روز پس نیز بفریاد تو کس
 چون شتر باں شدہ خرستہ با و اجر جس

مشولے خواجہ ازین پیش گرفتار جو س
 فرصت امروز کہ داری نفسے دریاش
 توشہ بردار کہ بر باد یہ خواہی رفتن
 اگر تو امروز بفریاد ضعیفے نرسی
 کارواں جی گذرد یکیک و تو بر سر راہ

۶

گوش کن پند حسن تاکہ زیانے نہ کنی
 انگبیس را بچشے تو مگر از کار نگس

۳۱۸

مے اندر وے چو یاقوت اندر الماس
 کہ حیرانیم ماچوں دانہ در اس
 چہرہ خود می نہی بیہودہ پرنفاس
 سہ نیمہ خشت یک پر کالہ کرپاس
 نہ دیو ایں جا گذر دارد نہ وسواس

خوش آں شیشہ کزومیاز دش کاس
 بیا دورے بگرداں آسیا وار
 فلک بنگر خدناگ فتنہ درشت
 مے اندر وہ کہ ما خود میہم نام
 حرم قدسیاں شد مجلس ما

۴۱۹

جہاں دیدی حسن بگزار و بگذر
چہ داری خانہ صد رخنہ را پاس

۷

روایت (ش)

مہ توغہ ات راحلقہ در گوش
خطت فتنہ است و انگہ بر بنا گوش
ازیں گفتن نباید بود خاموش
اکہ ہوش اندر فراق ماندہ مدہوش
اکنوں نا کردہ جرے باز مفروش
اگر فتنہ شیر خوارے را در آغوش

کجائی آخرائے ماہ قصب پوش
مشو غمرہ چنیں بر خوبی خود
چو در گفتن نباید حد حسنت
گرم مدہوش از وصل تو ہوش دار
چو بخریدی ہنسنا دیدہ مارا
خطت برب چوزگی دایہ بیس

۴۲۰

حسن دل یاد گارت داد و خود رفت
مکن آں رفتہ را از دل فراموش

۸

چو دور عشرت تست آغاز را باش
صفائی نیست سنگ انداز را باش
چٹاک ساختایں پرواز را باش
اکہ ایں پیر جواں آواز را باش
نواز شہائے آں دمساز را باش

بیا ساقی طسیرین ناز را باش
چو یک ذرہ دیں نہ شیشہ چرخ
ہوا اے نوارا مرغ مجلس
اشارت کرد چشم نے سوئے چنگ
بیک می ساخت نے با چنگ حسنت

چو شمع چند سوزی کا ذرا باش
زہے پردہ در آخر از را باش

بیایے وعدہ کردہ لب بر لب
بر آردی مرا از آب و گل من

۷

ندیدم گاہ یک گشتی حسن را
سخن از صد برفت ایجا ذرا باش

۲۲۱

کہ هیچ بر من خاکی نمی فتد نظرش
دریں سہ روز کہ دورم زوے چو شمش
سہ روز شد کہ نمی یابم از کسے خبرش
مرا نباشد سو گند جز بجان و سرش
اگر زویدہ من تا دروں دل نغزش
خداے باونگہ دار از ہمہ خطرش

کجا ست آنکہ مرا سہ بود خاک درش
ضعیف و تار شد ستم چو ماہ سی روزہ
مگر ز غصہ من شش داد بود کسے
اگرش بجان و سرم قصد ما بود و شہ
چہ علم باشدش از رحمت سفر کہ نبود
مرا اگر سفرے افتاد یا خط

۸

حسن کہ بود زوے بتاں دلش داغی
کنوں ز آتش دل داغهاست بر جگرش

۲۲۲

دست از اں معشوقہ زیبا مکش
اگرچہ او سرمی کشد تو پا مکش
گفت سرم در چنبر سودا مکش
گفت ہے ہے پائے تا اینجا مکش
داغ دیگر بر دل رسوا مکش

اے دل از عشق جیباں پا مکش
پائے در آمد شد کوش خوش است
گفتش سرمی نہ سہم بر خط تو
خواستم زلفش کشیدن تا کمر
اے طامت گوچہ رسوائیت این

مصلحت در گوش مجھ راں گو
توتیا در چشم نابینا مکش

۷

چشم گریان حسن بین دم فرن
روز باراں رخت در صحرا مکش

۴۲۳

دل کز غمت محروم شد حالے جگر خوں کردش
چشم از جالت دور ماند از خانہ بیرون کردش
اشکے کہ می آمد بروں چون دُر دزدان تو خوش
ہیچوں درون عاشقان یکبارگی خوں کردش
عشقت رسید و ملک و دل گرفت شاہنشاہ شد
عقلم فضولی می نمود از شغل یکسوں کردش
بختم کہ اختر داشتے از خاک تیرہ تیرہ تر
از خاک بوس در گہت طالع ہمایوں کردش
شب لا بہا کردم بے باگیسوے شہر نگ او
واں مار زخمے تازہ زد ہر بار کافوں کردش
گفتم طبیب عشق را ہاں جان ہمارم چہ شد
گفتا پیش دیدہ بدی درد سرا فروں کردش

۷

دوش از دہان قایمے در گوش ہم نام او
من از غزلہاے حسن پر در کمنوں کردش

۴۲۴

| | |
|---|--|
| <p>آنکہ بے او بے خبر بودم خبری یا بمش اگر ضلالت نام نہی ایں اثری یا بمش اللہ اللہ من بعد خون جگری یا بمش امشب کیو شب بستر دمی یا بمش لاجرم ایں بار آب دگری یا بمش صبح بری آید از گل تازہ تری یا بمش</p> | <p>یوسف کز خانہ غایب بود در می یا بمش اے ملامت گر نسیم دوست جانم تازہ کرد کم مکن بیش اے فلک آں یک جگر گوشہ گیسوش از تار خود میداشت وزم تیر و تر چشمہ خضرش دہن نطق اندر او جوشت خار خار عشق او خواہم کہ از جاں برنم</p> |
|---|--|



۱ حسن چشیم ست یار عاشق شد دل
زود دریا بش کہ در عین خطری یا بمش



یہ از صد جاں شیریں ست لعل شکر آلودش
چو دل شیریں برد از ملامت کے کند سودش
گرفتم انک من فرمان دل بردم بدل دادن
گنہ کردم و لے ایں بے گنہ کشتن کہ فرمودش
دل از چشمش امانے خواست آں کافر ناد اورا
ز زلفش ہم قفا ہنہا کرد آں ہندو بخشودش
نکو داند کہ مقصودم جز از وے نیست یک عمت
بمقصودم نہی خواہد ندانم چیست مقصودش
خوش است آں روے چوں آتش بہ عالم از او روشن
و لے ترسم کہ آب از چشمہا بیروں زند و دوش

دل یک شہر در ضبط مثال حسن او یابی
خصوصاً کہ خط جاں بخش طغرایے برافزودش

۴۲۶

حسن بے یار و بے دل آنچنان شد کوفی داند
کہ روزے دلستانے بود یا وقتے دے بودش

۷

زیار نوش لب کردم متوج نوش
ہمہ درگوش گویند ہم در آغوش
کہ ہوش از حیرت او بودہ بیہوش
کمان ابرواں آوردہ تا گوش
بلا آموز خطے بر بٹا گوش
شہ افلاک را گستردہ سر پوش

تعالی اللہ چہ دولت داشتہ دوش
فنون دوستی افسانہ نیاز
چہ گویم آں حال بے بدل را
کنند گیساں افگندہ تا پایے
فریب آمیز خالے بر زخماں
بساط حسن افگندہ در آفاق

۴۲۷

معنبر کردہ دوش از رلف مشکیں
حسن امروز کے دریابی آں دوش

۷

وز ہدم و ہمنشیں فراموش
شد دست در آستیں فراموش
حقا کہ کف نگیں فراموش
شد سنبیل و یاسیں فراموش
یا خاطر نازیں فراموش

اے بے قوم از دیں فراموش
آگفتہ ز غمت فرو درم جیب
اگر لعل تو بنگرد سیماں
بازلف و رخت جہانیاں
گویم سخنے اگر نگرود

یاد آر کہ ہر گزم نکردی یکسارگی اینچیں فراموش

۷

در نصرت حسن تو حسن را
دل گم شد عقل و دین فراموش

۲۲۸

زمن بیزار شد گوہچناں باش
خرد بیکار شد گوہچناں باش
ز سر بیمار شد گوہچناں باش
بساطِ خار شد گوہچناں باش
خلل بسیار شد گوہچناں باش
در خار شد گوہچناں باش

دل از غم زار شد گوہچناں باش
در آمد عشق و دست حکم بخشاد
وے کاندک و لیل صحتش بود
مقامے کز ریاحین فرش گل بود
بنائے زهد و بنیاد و رع را
ہماں خانہ کہ دیر طاعتم بود

۷

بشقم طعن می کردد خلقے
حسن ہم یار شد گوہچناں باش

۲۲۹

جانے تو ازاں عالم ارواح بکجش
مہرے بغریباں کن تہرے بگدا بکجش
بر عادتِ دیرینہ ماں نقد جفا بکجش
وانگاہ برال کج کلہ و جست قبا بکجش
اے بخت ہر اں خواب داری تو مرا بکجش
اے عقل تو دم در کش و مارا بکجش

جانا ز سر زلف نسیمے بصبابکجش
بکجائے رخ و فرخ و دھن تنگ
تشریف و فاد تو طمع می توان داشت
می گفت مرا عشق کہ جاں را کمرے بند
ناگاہ شبے خفتم و دیدم سر خود را
ایں عشق یکے واقعہ بود حسد الی

۴۳۰

اے دوست یکے درد حسن را نظر کن
زال ز گس نو خیز بہ بیمار دوا بخشش

۵

ایک آن سروے کہ من می جستش
ایں سہیل اندر دیار بہتد بود
بلکہ با من بود آن یوسف مدام
منت بیرونیاں حاجت نبود
چوں صبا در ہر چمن می جستش
من ہاں سوئے یمن می جستش
کاش ہم در پیرہن می جستش
اگر درون خویش تن می جستش

۴۳۱

خود حسن می گفت کو خواہد رسید
من بدان فال حسن می جستش

۷

روز عید ست از لب یا قوت حلائے بخشش
چوں ترا ہم در ازل خرمائے شیر آلود ہست
اے ہلال ابرو رخ داری چو عید آراستہ
خسرو و خواہاں شدی تیمار مسکیناں ہمدار
چشم ز گس غنچہ لب چوں بنزدائے گرو
حیف باشد کال چناں بہا نہی بر بہر لب
تشنگان ہجر را رحم آور و مائے بخشش
عید وقت کشتکال را شیر خوائے بخشش
روزہ داراں را ز خوان عید حلائے بخشش
با ہمہ مستیز جائے قہر کن جائے بخشش
پردہ از رخ بگلن مارا تماشا ئے بخشش
ایں طہر ز باہم چون من شکر خائے بخشش

۴۳۲

درو با ئے ہجرتو در ماندہ ام ہچوں حسن
آخرازل لبست یا قوت حمرا ئے بخشش

۷

| | |
|--|---|
| زلفت کہ باد بر رخ رختاں رساندش دل پیش دار و از سر زلفت شبہ دراز عاشق امید بر خط سبز تو داشتست دیوانہ کہ بر پر موریش دست نیست بستم آہ خود دل خاکی خویش را بردست دل دہم پس ازین قصہ حسن | ابرے بود کہ بر مہ تاباں رساندش آں طاقت از کجا کہ بہ پایاں رساندش تا آں خضر چشتہ حیواں رساندش یکسوہات مہر سلیمان رساندش ہم آہ من بگنبد گرداں رساندش باشد بارگاہ الغناں رساندش |
|--|---|



اعظم معز دولت دیں آنکہ روزگار
ہر آرزو کہ او طلبد آں رساندش



چہ اندازی سوئے دشمن بسان تیرم از ترکش
کماں دار از پئے قرباں بسوئے خویشم اندرکش
مرا گویند ترکش کن کہ آں دلدار بدکیش است
چگونہ ترک جاں گیرم نمیکرد دلم ترکش
بلائے عشقت اے دلبرہ لائے محنتم افگند
چو من در لائے ہجرانم ز لائے محنتم برکش
خطت را اگر خطا گفتم کہ مشک نافہ چینست
غلط گفتم خطا کردم خطے گرد خطا درکش



حسن گر عشق میوزی چرا سریشی بایے
ولے عشق جاناں را ز بام عرش بزرکش



رویف (ط)

| | |
|--|--|
| <p>تا نقطہ نیست دائرہ را نیست دور خط آل حرف ذات تست تو در خود مشو غلط ذات تو بود تا بدم آخر و وسط و ازوں چو دیو گشت و شد این محب خط جہدے نمائے تاکہ شناور شوی چو بط زیرا کہ تاب ماہ نمی آورد شمشط</p> | <p>اے درمیان دائرہ مانند نقط حرفے کہ ستر ہر دو جہاں منبج درو اول جواہرے کہ زافوار شد پدید ہر کس کہ ماند بے خبر از ذات خوشین در بحر معرفت کہ محیطے است پر زور و نیستی سمندر ازیں ناکر کن حذر</p> |
|--|--|

۷

خاموش یکو ماں منیش اے حسن تو بیچ
 میکن بیان جوہر انساں بدس نمط

۴۳۵

رویف (ع)

| | |
|--|--|
| <p>جاں بد و ادلی تر اے جاں الوداع گل سفر کرد اے گلستاں الوداع الوداع اے پیر کفعاں الوداع دیو بر بود اے سلیمان الوداع اے قریمناں دبستاں الوداع اے سخن گویان گیہاں الوداع</p> | <p>دل زما برداشت جاناں الوداع یاسمن رفت اے سمن زار الفراق کاروان مصر یوسف را برد خاتمے کا قبائل بروے ختم بود خط عمر از لوح جاغم شسته شد ہر خاموشی بریں لب مے نہند</p> |
|--|--|

۵

دوستان رفتند و ما پا در رکاب
اے حسن دستے بدہاں الوداع

۴۳۶

دیدہ شد عاقبت تم در سرایام وداع
نچشید ست مگر جوئے از جام وداع
بشکنند کام بنا کام بہنگام وداع
آخر الامر ہمیںست سرانجام وداع

دوش خوں نچتم از دیدہ بہنگام وداع
آنکہ صد شور و شغب میکند از سختی مرگ
ہر کہ در کام کند شکرے از عیش و نشاط
چوں برفتم بود اعمت دل دین تا تو برفت

۶

از وداع تو حسن نامزد موج بلاست
وہ چہ بودے کہ نبودے بجاں نام وداع

۴۳۷

ردیف (غ)

ماہ را از غیرت بر سینہ داغ
زلف تو بر روے دزدے با چراغ
سبز رستت گردا گرد باغ
غنجہ ہر بادے کہ دارد در داغ
از تکلفہاے مشاطہ فرساغ

اے تو اندر دیدہ چوں شب چراغ
چشم تو در غمزہ تر کے با خدا گ
خط سبزت را چگویم گویا
پیش روے چوں گلت بیڑ کند
حسن مادر زاد تو دادہ ترا

۷

خال تو حال حسن را تیرہ کرد
بر چنای لبسبیل نشاید جور زاغ

۴۳۸

رویف (ق)

کارم بہ جاں رسید ہمیںست کار عشق
بد کرد روزگار مرا عشق نیکو ان
ادر بزا و دایہ عشقم بہ سپر و رید
اے گورکن نہ رخ ترک ساز گورمن
ناید فرو بہ منزل مقصود محملش
اشکے چو لالہ دارم و روئے چو زرد گل

سرفشت ہم نمیرود از سر خار عشق
یارب ازین بتر نشود روزگار عشق
خوں بود شیر خور و غم اندر کنار عشق
با من بس است اندوہ و غم یادگار عشق
اشتر دے کہ اندکشیدست بار عشق
آرے ہمیں شکوفہ دہد نو بہار عشق

۵

تاکے ہوس کنی گل و گلزار اے حسن
خارے طلب کہ رہ کندت خار خار عشق

۳۹

رویف (ک)

دوش در آمد از درم آمدن نہان ترک
شکل قدش چو سرو نوزگ خوشن جو برگ گل
زلف سیاہ پاکشاں رے سفید عرق خے
گفتمش اے نگار من گر سخنی نمی کنی

از گل تازہ تازہ تر ز آب روان ترک
غنچہ صفت جوان تر بلکہ از جوان ترک
جیب باد و اشہ چشم زم چنان ترک
کوری آں قریب یک نظری نہان ترک

۶

گفت بخندہ اے حسن کے بر تو کشیدے
گرے بدے سوئے تو ام خاطر کے کشان ترک

۴۰

رویت (گ)

| | |
|--|--|
| <p>از دبانست چه چشم دارم رنگ گرچه تنگست لیکن اندروے وہ کہ میدان سراخ یافته پیش رویت کہ زہرہ را ماند کار عشاق بے نوازش تو عاشقان تو ز خہب ساخوردہ</p> | <p>کہ دہانت چو چشمت آمد تنگ از شکر تنگ دیدہ ام بر تنگ رخش را چا بکانہ برکش تنگ ماند میزاں نیکوای بے سنگ کج بماندست است بچوں چنگ ہم بسوے تو میکنند آہنگ</p> |
|--|--|

حسن آنجا رسید توانست
راہ بس دور بود و مرکب لنگ

۹

۲۲۱

| | |
|--|---|
| <p>صبح چوں می زند دم نیرنگ خورم صبح رنگ بہ کہ کشید وقت صحبت خوش بود این وقت ساقیا عیش زنگیانہ باز خیزد آہنگ بزم کن اینک باد اندر ہروت دارد نامے چنگی از بہرہ دام مجلس را دف کہ در دور خویش آئینہ است</p> | <p>می یک رنگ خواہ چند رنگ صبح زنگے ز حقہ نیرنگ باد خوش بوے و بادہ خوش رنگ دل چہ داری چو چشم ترکان رنگ ناے مطرب بساز کرد آہنگ ننگدہ میسج در توضع چنگ بگریاں چنگ در زدہ چنگ بروہ از صبح در و نواں رنگ</p> |
|--|---|

۵

ہر زمانے حسن ز کشتی بزم
بحرے اندر کشیدہ پہچو نہنگ

۴۴۲

رویف (ل)

خط مشکیں زیادت کردہ باخال
ندیدم فرقی از خطِ سر تو تاخال
چناں کال روے گندم گون راخال
چنین ہا مادت فرمود یاخال

خجے از عنبر تر مژ راخال
میان ہر دو زلفت نسرق دیدم
لبت را یارب آں کجند چیز بست
مرا آں خال مادر زاد تو کشت

۵

حسن چوں خال شد از تو سیہ پوش
مدار از روئے خوب خود جدا خال

۴۴۳

اے خادم خط تو گشتہ سنبل
بنگر کہ چہ حد باشد ایں تا مل
تا چند تو اں زیست بر تحمل
شتم ہمہ جزو ماکنوں کل

خط تو ز عنبر خطیمت برگل
جز بر دل من نیست بارِ جرت
بس طرفہ طریقت عشق بازی
بیار نوشته ام حدیثِ خواباں

۷

باری چو رود نظم را تفکر
در مدح شہنشاہ کغم تا مل

۴۴۴

تازہ می دارد رُخ تو نام گل
 موئے در مو بافتستی دام گل
 جامہ حاجت نیست بر اندام گل
 مرغ ہنگامہ کند ہنگام گل
 مے گوارا تر بود آیام گل
 زان بچوب اندر کشند اعلام گل

اے کہ از ہنر نہادی دام گل
 این نہ خط خوانم کہ بر طوط چمن
 آستین از روئے زیبا دور کن
 گفت و گویم از ہوائے تست باز
 ذوق لعلت از کیہ دہ شد بلے
 عارضت صف سمن خواهد درید



عاشق گلگوں رخت چوں شد حسن
 اینک اینک گونہ زر فام گل



از دست فراق تو بجاں دل
 بر بندہ چہ میسکنی گراں دل
 از دیدہ ہی و ہسم رواں دل
 اگر اہ شد اندراں میاں دل
 کز زلف تو ساخت خاں دل
 از زلف خوش تو مو کشاں دل

اے زادہ بتو ہمہ جہاں دل
 گز نیست دلت زنگ خارا
 دل می طلبی و گر چہ خوں شد
 یک روز میاں بزلف بستی
 بنگر چہ خوش آمد اں سوادش
 گردست رسد تو انم آورد



بشنو ز حسن حدیث دردش
 اے یار قدیم مہرباں دل



در سینہا غیزی و در دیدہ قبول

اے در کمال حُسن تو حیران شدہ عقل

اے بختِ آں کسے کہ تو بروے کنی نزول
 بہر گہ کہ بادشہ بدیارے کن و دخول
 تو چو سپھر سرکش و مہجول زمینِ حمل
 ماکشتہ بہ کہ طبع لطیف شود ملول
 گر نام من مطلق کئی یا لقب جہول

برجہۂ تو آیتِ رحمت نوشتہ اند
 عشقتِ خراب کردلم ہمچنین بود
 نرمن شکایت آید و نر تو فروتنی
 مارا غم تو کشت و گفتیم قصہ باز
 بارِ امانتِ تو ز سر کے ہم فرد

۷

گر بشوی حدیثِ حسن ورنہ ماتمام
 گفتیم و جز بلاغ نہ باشد علی الرسول

۲۲۷

کہ زیر ہر شکن شہرست مقتول
 بشتن کے شود آئینہ مصقول
 نشد شہد از لبِ نوشینت مغضول
 ولے معنی او از تست مخول
 بہجرا نہ شاید جست معقول
 باستغفار نتواں بود مشغول

چنین یکبارہ مشکب زلف مقتول
 زگری چشم من تیرہ شد آرے
 زچندین خول کہ کردی نوشین شہد
 کند صدف اندر بیت خود نخل
 رخت ہم آتش آمد ہم گلستان
 دراں خلوت کہ محرابم تو باشی

۷

حسن را قابلِ اسرار خواندی
 ہمیشہ متا بل تو بادِ مستبول

۲۲۸

از دور تو دور باد آفت عین الکمال
 عید بنا گوش تست گوشہ ابرو ہلال

اے بُخ چو ماہ تو دادہ جہاں را جمال
 عید نکردیم ما پردہ ز رخِ برفلک

| | |
|---|---|
| روئے چہ پوشی از انک بے توجہاں پیچ کوئے توجیم نہ باغ، اینک نعم البدل گفتیم اے دوست رو مصلحتے پیش گیر منفی عشق تو باز این چہ روایت کند | چشم جہاں روئے تست مردک دیدہ حال روئے تو خواہم نہ گل اینک حسن سوال دوستی تو بست مملکت بے زوال کرده وصالت حرام خون جہاں حلال |
|---|---|

۷

گر تو بدانی کہ چسیت عاقبت عاشقاں
حال حسن میں سخت بگزرازیں حبال

۴۴۹

| | |
|---|--|
| و داغ غریزاں رسانیدن دل یکے عہد نابستہ بستند محمل زہے سوز مہلک زہے دور مشکل ہمیں بود از وجہ امید وصل گہے دست بردل گہے پایے در گل چو اں قبلہ من برفت از مقابل | برایم با کارواں یک دو منزل شبہ عیش ناراندہ رانند جملہ زہے دور ناخوش زہے بخت کشرش ہمیں بود از رفتد ایام باقی منم ز آتش سینہ و آب دیدہ میترسند یک سجود و داعی |
|---|--|

۹

حسن چند سیارہ اشک رانی
نہ مہ را طریقت منزل بمنزل

۴۵۰

| | |
|--|---|
| ملاحتہ تہماے لطافتے بکمال بجائے نقطہ دراں جیم جائے یافتحال شدہ ضعیف گرفتار شحتہ قتال | زہے طراوت حسن زہے مزید جال زہے شک دارہ جیم کرد صفہ سیم اسیر غمغزہ شوخ تو شد دل تنگم |
|--|---|

| | |
|--|--|
| دل منست بچو گانت خوئے کردہ چگوئے غلو مکن بہلا کم کہ فوق می نہ ہد بیاریک قج اے نور چشم شقائق ستارہ باری چشم چو دید گفت حکیم مرا ہی نخر دیج کس بیازارے | رسیدہ ہر طرفش کو بگشتہ حال بحال چو من نکارے وچوں سوار درد نبال ولے چو چشم من از خون دیدہ مالال کہ حکم طالع باراں مقررست امسال غلام را ہرے نہ چہ عیب برد آل |
|--|--|

۷

زنا لہائے حسن خوں گریست ہر کشید
چگوئے حکم کنم زخم خوردہ را کہ منال

۲۵۱

| | |
|---|---|
| شامل تو لطیفست صورت مستبول اگر قبول یافت ترا ارادت من چونامہ تو بخواندم ہزار بوسہ زدم زندگانی من بے تو حلق حیانند وجود تو کیے آیت است از رحمت امید آنکہ شود با حصول دیدارت | مباد جز تو مرادل بدگرے مشغول نرخم از تو کہ ہم قابلی و ہم مقبول ہزار بوسہ دیگر بہت پائے رسول کہ بے وسیلہ جان نیست زیتن معقول امید کایں طرفش باشد اتفاق نزول مراد ہر دم جاں حاصل و غرض محمول |
|---|---|

۷

زدست عشق چہاں عاجزست عقل حسن
کہ پیش شمشیر جبار عامل مغزول

۲۵۲

| | |
|--|--|
| ایں منم کز تو سلامے بمن آورد رسول نامہ آورد رسول تو ومن از شادی | آوازہ ترک کرد ہوائے من امید وصول اگہ سرنامہ ہی بوسم وگہ پائے رسول |
|--|--|

| | |
|---|--|
| <p>گر جوابے ننویم کرمست بسیارست من خود از شوق تو پیچیده سرم چون تبا روئے خود ساخته ام صفحه بجائے کاغذ قلم از نوک مژگن کرده بیا ہی از چشم</p> | <p>فضل کن ہر چیز ترا در نظر آید ز فضل تن مالال چو قلم از کشتش عشق ملول عذر قرطاس بود نزد کریمیاں مقبول ہمہ شب شرح غمت را بجات مشغول</p> |
|---|--|

۹

گفتیم حال حسن چیست اقبال غمت
کار بر حسب مرادست غرضها محصول

۴۵۳

بار ہا گفتم بخواہم گفت وصف آں جمال
 نے خیال است این نیاید حسن او اندر خیال
 ماہ خوبانست و در ہر خانہ کو منزل کند
 بیچ اندیشہ نباشد با چنان سر از وبال
 ہر اگر یک روز ہمسر خود بنام او زند
 کس نہ بیند بیش ملک نیمروزش را زوال
 عاشقان را ضربت مشوق در کار آورد
 گوئے را بر زخم چو گاہ ہی بینیم حال
 ایں چہ پیدا دست کا ندر مجلس مامیرو
 دل مغنی دزد دو طنبور یا بد گوشمال
 لیلے اندر قافلہ بیں تند می راند شتر
 کاروانے در جل حیران و مجنون در جمال

اے صبا بختا نقاب از صفحہ رویش یکے
 فال ما فرخندہ کن زان آیت فرخندہ فال
 از فراق او غمے بر سینہ دارم، سچو کوہ
 کوہ ہسم نتواند این غم را نمودن احتمال



اے حسن دست تو در فتر اک وصلش کے رسد
 ایں طرف فقر قوی آں سو غنائے بالکمال



دی گذر کردم بہ صحرائے کہ بد ماوائے گل
 بیل آسا شد دلم اندر سر و سودائے گل
 بلبلاں دیدم بر آورده فغناں بایک دگر
 از سرستی و بیہوشی دراں صحرائے گل
 نالہ چوں لبیل بر آوردم کہ بود اندر دلم
 یاد روئے یار چوں دیدم رخ زیبائے گل
 ہچو گل در غنچہ رو از من نہاں کرد آن نگار
 ورنہ بارویش کجا بودے مرا پروائے گل
 ہر کہ خواہد کو بہ بیند چہرہ زیبائے یار
 گو بیا کنوں و بنگر چہرہ زیبائے گل
 گر نہ گل در جست وجوئے روئے یارم آمدست
 پس چرا رقت چندیں خار اندر پائے گل

۲۵۵

اے حسن چہ جائے گلزار ست چل بلبل بنان
زانکہ باغ آراستہ از روئے شہر آئے گل

رولف (م)

مرا کا مشب توی ہمزاد و ہدم
تو نے ہی نوشی و من درخارت
ز عشق آں رخ چوں آفتاب
چگونہ آدمی حیران مانند
چہ زلفت این چو شام تیرہ من
کجائی اے بہشت این جہانی

یروں زد خواب ماخیزہ ز عالم
تو از شادی نمی خسی من از غم
چو صبح اینک شمرہ میز غم دم
پری پیدا شدہ از نسل آدم
کہ یک روزش ہی نیمم فراہم
فدایت این جہاں آجہاں ہم

۲۵۶

حسن از آستان ماندہ محروم
نشد سگ در حریم کعبہ محرم

چیت مطلوب تو تا از سراں برخیزم
اندریں رستہ دکانیت مرا از طاقت
یک جہاں طعنے ز ندیم کہ نشینی بیکار
بے تو از دنیا و عقبے چو بخیزد چیزے
سوئے گور من اگر بگذری اے سرو ہوا
اگر از منرمہ عشق تو در نفعہ صور

ور جہاں حکم کنی از سر جہاں برخیزم
اگر نہ سووائے تو باشد دکان برخیزم
اگر تو دستے بدی از دو جہاں برخیزم
تو بیا تا ہم ازیں و ہم از اں برخیزم
سرو تو بنگرم از دور و رواں برخیزم
نیم بنگے شنوم قص کنان برخیزم

۲۵۶

دردے از درد بنہ بر سر من بندہ حسن
تا ازین زہد فروشی زباں بر خیسزم

۵

| | |
|--|---|
| <p>صورتِ جاں فرات می بینم از خوشی عید خوانمت شاید تا نہ بینی ندانیم خرسند نظر از چشم او بدوز دلا</p> | <p>جان خود خاک پات می بینم اکہ بسے روز بات می بینم اگرچہ چندین جفات می بینم اکہ بعینِ بلا ت می بینم</p> |
|--|---|

۲۵۸

نشیدی حسن نصیحت من
چہ کنم مبتلات می بینم

۷

| | |
|--|---|
| <p>سرگرداں کہ خاک پائے توام تا تو چوں آسماں شدی سرکش تا تو سلطان آرزو بخشی چند بیگانگی کنی آخر اگر نہ رایت بود نیارم ز لیت اگر اجابت کنی دعائے کسے</p> | <p>عهد شکن کہ در وفائے توام من زمیں وار خاک پائے توام من بصد آرزو گدائے توام می شناسی کہ آشنائے توام من کہ خود زندہ ام برائے توام من شب روز در دعائے توام</p> |
|--|---|

۲۵۹

از درت دور نیستم چو حسن
چہ توان کرد مبتلائے توام

۷

| | |
|-----------------------------------|--------------------------------------|
| <p>دل خوں شد ندانم با کہ گویم</p> | <p>چہ دل کز دل بجا نم با کہ گویم</p> |
|-----------------------------------|--------------------------------------|

نه در کوشش ره و نه بر درش بار
مرا ز اشکال وصلش می بیرسند
سخن در وصف زلفش خواهم گفت
کمر گامش صفت می خواهم کرد
حدیث آن دهن خود هیچ حاله

چنین بے خانم نامم با که گویم
من این مشکل ندانم با که گویم
اگره شد بر دبا نم با که گویم
غلط رفت از میانم با که گویم
بگنجد در دبا نم با که گویم

۲۶۰

حسن را چاره خواهم ساخت می
من بیچاره آنم با که گویم

۷

اے مرغ بنال تا بنا لیم
از دوستی مواء تو نالی
تو بهر حال گل زنی پر
میدان فراق راشده گوئی
تو یافتی جمال محبوب
تو ساختی هزار دستان

از اختر خویش درو بالیم
ما هم بهوائے دوست نالیم
ما زیر پر فراق بالیم
انگاه پیرس در چه حالیم
ما گم شدگان آن جمالیم
ما سونختگان بسوز لالیم

۲۶۱

ما و حسن و نوا و ناله
اے مرغ بنال تا بنا لیم

۷

بیا که تا تو بر فتنی ز خویش تن رفتی
تو همچو یوسفی در مصر حسن خود باقی

مرا بادنت شاد کن که من رفتم
که من ز بیت الاخوان خویش تن رفتم

لب تو باز باں بند کرده بود مرا
رخت اگر چه گلے بود از چمن به بود
چو لاله و گل خنداں نهاد عشقم خار
مرا نه چوں سخن خود رواں ہی کردی

و وعید رفت بهال مهر بر دهن رفتم
من ار چه بلبل بودم ازین چمن رفتم
که سوخته دل و آلوده پیرهن رفتم
رواست اینک من هم برال سخن رفتم

۴۶۲

رواج شهر تو از بودن حسن بودست
حسن چو رفت من اندر پے حسن رفتم

۷

قرار و عهد تو ایں بود من ندانستم
همه سخن چو دل خویش سخت می گوئی
چو دل بدام و جاں لا اله الا الله
کمان وصل ترا خواستم کشید و لے
دل ایں قیام ترا در گماں ہی دانست
دم وفات ز دم همچو صبح صادق آه

نید هر تو کیں بود من ندانستم
دل تو سخت چنین بود من ندانستم
جزای ایں همه ایں بود من ندانستم
فراق تو بچم کیں بود من ندانستم
گماں نبود یقین بود من ندانستم
دع که باز پس ایں بود من ندانستم

۴۶۳

حسن که دل تو بچشید و پیش هم بردی
بلے دل تو بدین بود من ندانستم

۷

ای گل بیا که از چو توئے دور مانده ایم
تا باز چوں بهشت شدت از تو لگتا
دم و سوسه که سنگ زلال نشان گرفت

بے روی گل فشانست گلابی فشانده ایم
ما از گل بهشتی خود دور مانده ایم
دانه چو لاله بر رخ خویش نشانده ایم

| | |
|--|---|
| مردان برسم خوش چین خانه ساخت با ناگل بیایغ دهنستر پارسینه باز کرد سر بر زده چو سبزه زمی دل بیادوست | مادر سفر که رسم نبودست مانده ایم بایچ حرف از ورق آن نخوانده ایم رخش دل از در همه بیرون جهانده ایم |
|--|---|



ز دگر چه پر شسته نرسد حسن صفت

هر دم بدست باد سلامی رسانده ایم



در بند فراق تو آزاد نمی آیم
من بر در تو بارے بے واد نمی آیم
انصاف که از خانه بے زاد نمی آیم
شب نیست که در کیت چون یاد نمی آیم
دل کوفته که دستی تا یاد نمی آیم
آں لاشه هم از محنت افتاد نمی آیم

از من چه گنہ آمد کت یاد نمی آیم
گر تو ز در یاری بیداد کنی میکن
اندرا ره عشق تو خوں جگر م زادت
تا تو دهن از پرش چوں غنچه فروستی
تشریف سلام تو دیرست نشد حاصل
باخته تن در هم می آمدے که گه



گفتی چو حسن بر من چو شاد نمی آئی

من غمزه عشقم چو شاد نمی آیم



خاک کیش یا فقیتم از آب حیواں فارغیم
از که اندیشیم چو زانند شیء جاں فارغیم
ما قلت در پیشه ایم از کفر و ایماں فارغیم
کز عطائے پادشاه منع در باں فارغیم

ما بجاناں زنده می باشیم از جاں فارغیم
جاں فدائے دوست شد از دشمنان پاکه فارغیم
دوست میدانیم بس کعبه چه باشد دیر چه
گر تو زین کلبه گله داری برو از ما میر

| | |
|---|---|
| عشق دارم در دروں ان طعن میاں کاں چہ باک کشت مارا اگر دعا میخوانی اے زاهد غول | نوح داریم آشنا از بیج طوفان فارغیم ما بیدہ نم کنیم از ابر باران فارغیم |
|---|---|

۵

عقل و جان یا چنین را دور می دار و ز ما
ما حسن را یار خود کردیم زیشان فارغیم

۴۶۶

داغ غمت بردل و تن میکنم
ایں چه دلیریت کہ من میکنم
بہر خدا ایں چه سخن میکنم
خاک خجالت بدہن میکنم

باز بگوئے تو وطن میکنم
دوش سہ بوسہ زدہ ام بردت
دی سخن از وصف تو کردم بے
پستہ دہن گفتمت اینک بعد از

۵

گر تو بزنجیر تسلیم کشتی
پیشکشت جان حسن میکنم

۴۶۷

بیا کہ ہر چہ کہ دارم ہمہ برائے تو دارم
اگر تو عیب نگیری بتار پائے تو دارم
کہ ایں متاع کہ ہم از عطائے تو دارم
بخاک پائے تو گر من کہے بجائے تو دارم

جفا کن کہ من از جان سرو فائے تو دارم
خرد کہ از سرفکرت رموز غیب شناسد
گرت بہ پیش کشم جاں مراں ز خود زیرا
چو خاک پائے تو گشتم بجائے من کہ کن

۷

تو بادشاہ جهانی حسن گدائے در تو
من ایں گلیم قناعت از لائے تو دارم

۴۶۸

| | |
|--|--|
| <p>امروز چہ روزست کہ از روئے تو دورم ہر بار نمازے کہ ادا می کنم امروز اصحاب محبت را با صبر چه نسبت بے زلف رخت خود بکشم من کہ بصد جا باطلعت و گیسوئے تو خود یاد نیاید بوسے بلب جام زل در دہم ریز</p> | <p>از رویہ چہ موئے شد م از ضعف چہ مورم واللہ چہ تو غائب شدہ نیست حقورم لے ولے بن کر چہ تو محبوب صبورم دیوانہ زنجیرم و پیدوانہ نورم نظر طارم فردوس نہ از طرہ جورم تا بوئے بہشت آید ازین فسق و جورم</p> |
|--|--|

۷

نزدیک بگردن شدہ ام چوں حسن امروز
دور از تو چو از صورت زیبائے تو دورم

۳۶۹

| | |
|---|---|
| <p>دل کہ از دست بتاں بردہ بدم می نامم آتشی در دل آوارگی در جہانم متنی شد کہ دریں باد یہ سرگردانم سایہا رفت کہ در صورت او حیرانم وہ من سوختہ بر سایہ او لرزانم آں لبے را کہ برو بوسہ زدن نتوانم</p> | <p>پنج روزست کہ در شش مدہ ہجرانم تا ازاں راحت جاں دور فادام افتاد او چو کعبہ بجرم ساکن و من گم شد دل بار بار خواستہ ام وصف جمالش کردن آفتابست کہ آسیب زواش مرسان اے دم صبح توانی کہ دعاے بد می</p> |
|---|---|

۸

من ندانم کہ سلام حسن آنجا کہ برد
ایں کرم کس نکند ہم تو کنی می دانم

۳۷۰

| | |
|----------------------------------|-------------------------------------|
| <p>گذشت از ہفت چرخ آہنگ دروم</p> | <p>دریں شش روز کز روئے تو فردوم</p> |
|----------------------------------|-------------------------------------|

| | |
|---|---|
| <p>نخوردم آب جز از چشمہ چشم زرنگ آمیزی عشق بتاں میں نہ عاشق گرد راہ دوست باشد سحاب ادا رجمے آب چشم بخارِ حشر عشق آویخت ذیلم</p> | <p>دریں غربت ہمیں بود آبِ خودم سرشک لعل بر رخسارِ زردم من اگر گردم بجوئے دوست گردم صبا اجری استکان آہِ مردم بدست خون و باد افقِ آدم</p> |
|---|---|



حسن را قصہ محنت درازست
 من این قطعہ میں جا ختم کردم



ہفت روز از لطف ہجراں دل چو دوزخ تا فتم
 روز ہشتم رہ بصدِ مہشتِ جنت یا فتم
 بر بساطِ حسن معشوق از بسا آمد کے
 من چو بیدق کو نشود فرزینِ بسرِ بشتا فتم
 تاز بازوئے خودم بالیں نہاد اداں دلتاں
 بازوِ عنسم را بزورِ نئے عنسی برتا فتم
 تاز از لطف او چو چنگ از پائے تا سرِ تلخ تلخ
 خویشِ چوں شائے با گیسوئے او در با فتم



اگر حسن سرے نگہ میدارد او میدارگو
 من ز مستی انچہ در دل داشتہم بشکافتم



اے بخونم لائے کردہ من برائے تو خوشم
 باخوشی و ناخوشی من بارضائے تو خوشم
 توزہ در کشتنم راء و خسر د گوید گریز
 من مبتد پیر خرد ناخوش برائے تو خوشم
 یک خوشی ناورد و بختم گر چه از ادبار من
 گو میا در من باقبال جنائے تو خوشم
 تو بخندہ همچو گل خوش باش زیر امن چاہ
 گر چه غرق گریہ ام ہم در جوائے تو خوشم
 گر سر افزاں بتاج زر سر افزائی کند
 خاکپائے تو کہ من با خاکپائے تو خوشم
 ہر کہ میسر و صوفیاں گویند اندر پردہ شد
 من بہر پردہ کہ باشم بانوائے تو خوشم



گر کشی بندہ حسن را چوں حسین کر بلا



ہم بحق حق من خود در بلائے تو خوشم

ترکی آخامی کند چه کنم
 ناک اندامی کند چه کنم
 ز گش نامی کند چه کنم
 کشف این نامی کند چه کنم

ترک من نامی کند چه کنم
 چشم ترکان اش بہر غم
 سر او سر برستی دارو
 دین من عشق دوست شک خطش

چشم را یازمی کند چه کنم
هوس کا زمی کند چه کنم

هر زمان بهر قصد مرغ حسد
دل چون شمع سوخته ز لبش



بر حسن کو بزخمه اشس خود کرد
خوئے بد سازی کند چه کنم



که چوں بر پر قطره شد دامنم
که طوفان و حسرت پیرا منم
پری یا خود آیدب اهریم منم
شد اندر دم از دلم با منم
چو آتش زد این عشق در خرمنم
چه تدبیر چوں فتنه منم

تو خوش خوش چو گل خنده زن کا منم
بن پائے اے چشمه خضر روئے
تو گیو فشان دی ندانم که گشت
دلیم تا زلفت فرو دآمدست
ز صبرم جوئے گاه بر گئے نماز
من این عشق را خود کشیدم بخود



حسن را اگر از تو ملامت کنند
من آل دوست را بدترین دشمنم



از خویش دور میکشیم تا کجا روم
اے ماه روئے هم تو بگو تا کجا روم
من صورت تو دیده تماشا کجا روم
جان و دلم تو داری تنها کجا روم
نے رہبری نہ قافله پیدا کجا روم

دل خو گرفت بر درت آیا کجا روم
عالم ز شرق و غرب بغیراں و رائے تست
یاراں ہی روند تماشاے باغ و گل
کہ کہ بطنز گوئی کز پیش من برو
راہے دراز و منزل مقصود ناپدید

| | |
|--|--|
| من ہم ہوس کنیم کہ آیا کجاروم ایں جاسرے ہی ہم آنجا کجاروم انگن گہر گذاشته دریا کجاروم | خلقے برائے حاجت خود کعبہ می روند سلطان علای دولت دیں کعبہ نیست دست مبارکش بجانگنج گوهرست |
|--|--|



گوید حسن کہ من در جاناں گرفته ام
آساں را آستانہ والا کجاروم



| | |
|--|--|
| از یکے دست خرم وز دگرش گردانم بخورم راحت جان و جگرش گردانم کہ بیک جرعه می بخیرش گردانم بہترش نوش کنم بہترش گردانم دیدہ خویش فدائے نظرش گردانم سر خود را بچیل خاک درش گردانم | مے کجا تا شکر آب جگرش گردانم رنگ مے بچو جگر راحت جانست لے عقل کز غیب خبر را دہم میدانم جام شادی ہمہ بروئے النخاں اموز ہر کسے خدمتے آرد من مفلس چہ کنم بامیدے کہ اگر بر سر من پائے ہند |
|--|--|



یک غلامیت حسن نام و درونے ناخوش
گر قبول از تو فتد گرد مشر گردانم



| | |
|--|--|
| زاں جُوعہ کہ از لب تو خوریم مانامہ زہد در نوریم مادرت دم سگانت گردیم دریاب کہ آفتاب زردیم | مستی عشق تازہ کردیم اکنون کہ تو خط خود نمودی پیر کہ کہ تو در شکار باشی اسے مہ کہ سر تو سبز بادا |
|--|--|

ما فوبت خود تمام کردیم
کز دور غمت خراب گردیم

تو طبل نشاط خود فرو کوب
مستی چه کنی بے نالداست



تو شاد بمان که ما حسن دار
دور از در تو اسیر در دیم



ور بخد گم زنی دست تو بوسه زخم
موی بر آید ز پوست پوست تن بکنم
سلسله را چه باک طوق تو در گردنم
باد بروز جزا چنگ تو در دامنم
نالہ بروں آمدہ از گد رگ در تخم
تیر تو نیز ست سخت بگذرد از جو ششم

گر تو برانی ی تیغ از تو سپر لب گم
بر کنخم دل ز تو در بخلاف تو ام
غم خورم در مرا جائے بدوزخ کنند
اگر شبے از جور تو دم زده باشم چنے
راست چون گم که رگ است نہاد م عشق
چوں تو زنی غمرہ تقوی من ضلعت است



عشق بتے داشتہ آن صنم اینک تویی
قصہ حسن داشتی آن حسن اینک منم



این بند گیم خوش کن تابندہ ترست گم
پروانہ مطلق وہ تا گرد سرت گم
چوں مور کمر بستہ گرد شکرست گم
ور خاک شوم روزے ہم خاک درت گم

بکھلائے در رحمت تا خاک درت گم
پروانہ منم امشب بر شمع رخ خوبت
از مار سر زلفت گرایمنے باشد
تا جاں بودم در تن باشم سگ کوئے

جاں بر تو خدا کردن باید ز حسن آموخت

۳۸۰

در تیغ زنی والله من ہم سپرت گردم

۵

آرزو داشت که یک قصه بدست تو دهم
جان پاک دل صافی شده را اگر گویی
والله از تیر زنی بر جگر کم هربارے
گلہ نیست که کشته شدم از نادک تو

شرح خونریزی آں زگرست تو دهم
خند متی و دلب یاده پرست تو دهم
از جگر بر کشم و باز بدست تو دهم
که اگر زنده شوم بونہشت تو دهم

۳۸۱

اے حسن گردل تو بشکند از لشکر غم
عشق را مژده نصرت ز شکست تو دهم

۶

نه تو گفته که روزی از تو جوئے خوں برانم
چرخن بود که جاں را کمنت نثار مجلس
بدو بوشه با تو گفتم که مرا هیچ بتاں
غلیان گریه من گذر نفس گرفتہ
خردم تو بخواند همه زہ تو بے من
بضمیر ہر کہ نبود ہوس پری چالے

چہ خوشست گر برانی من خستہ ہم برانم
بر جو تو غریزے چہ بضاعتت جانم
نشہ اتفاق گویی کہ بدیں بہا گرانم
غم دل تمام گفتن چسکنم نمی توانم
بر واد آں حکایت مراد از زبانم
اگر او فرشتہ گردد منش آدمی نخواہم

۳۸۲

چو ہوائے عشق گیر دجہت سماع گیرم
چو حدیث درد جنبہ غزل حسن بخوانم

۶

زہدے کہ من نہ دهم کم گشت از وجودم

ساقی بیار بادہ کاں نیستم کہ بودم

عشق کے افلا نے میبا ختم بلا شد
برہر و خاکہ کردم بیداد با کشیدم
حال دلم چه پرسی در اشتیاق زلفت
سودات بختم لے جاں سرمایہ ہم نداشت
خط بر رخ تو گوئی کز سینه پر آتش

تخنے کہ در خطر گمبکا شتم در و دم
برہر و عا کہ گفتم دشنا ہما شنیدم
جاں سوخته چو عودم سودائے بے عودم
سودم ہیں کہ عمرے سر بردر تو سودم
شبہا کہ آہ کردم پر مہ رسید و دم

۴۸۳

گفتی حسن ز خواں باز آیم اندک اندک
ہرگز تو باز نانی بسیار است آزمودم

۷

حدیث اشتیاق چوں نویسم
دلم آتش ہی ریزد مژہ آب
بوصفت اشک خود از دیدہ تر
اگر دانم کہ خواہد خواند لیکن
درون خاطر خود جائے فرما
سیاہیہا ہمہ از چشم من بخت

زہر چہ فزون ترست افزوں نویسم
منیدانم کہ نامہ چوں نویسم
سخنہا چوں دُرِ مکنون نویسم
چہ دار یہا کہ از مجنوں نویسم
حدیثے کز صفت ہیروں نویسم
مگر ایں ماجرا از خوں نویسم

۴۸۴

غزلہائے حسن بر تو چنانست
کہ سوئے ساحراں افوں نویسم

۷

چہیست کہ یکبار نمی پرسیم
یار ہمانست کہ پرسد زیار

زین غم و تیسار نمی پرسیم
چوں کھنم اے یار نمی پرسیم

| | |
|---|---|
| مردن از اندوه تو فخر منست واقعہ بسیار شکیب اندکست پارخبر داشتی از آہ من | اگرچہ تو از عار نمی پرسم زانکہ و بسیار نمی پرسم آہ کہ چون پار نمی پرسم |
| ۳۸۵ | خون حسن آب شد و ہم نگفت کائے بت خو خوار نمی پرسم |
| ۷ | ۷ |
| باز دل دادم و دنیا دلدار شدم خرقہ از من بکشایید کہ زلف بت من چہ غم گر خرد و صبر و دل از من بہرند طنہا میزدے آہ گرفتاراں را آسمان نیز زمین کوہ مرا خواند آمین دوش میکشت من غمرہ را غمرہ یار | محرم کعبہ ہدم محرم خمار شدم شکلے انجخت کہ پابستہ ز نار شدم زانکہ من زیں ہمہ پیش از ہمہ بہرار شدم تا خود آہے گرفتارین کہ گرفتار شدم بارے این مرتبہ شد گرچہ گرانبار شدم یار خوش می شد و من نیز باں یار شدم |
| ۳۸۶ | چند ازیں گود سخنائے حسن کردم گوش از قبول سخنش قابل اسرار شدم |
| ۹ | ۹ |
| ماگرچہ بدیم یا نکوئیم اے خواجہ بگوئے ہر چہ خواہی بالا تر بہر کہ هست بنشین ہر چند کہ نیست در جگر آب | چہ نیک چہ بد از آں اوئیم بر ما تو مگیر ہر چہ گوئیم ما خود ز فرو تراں اوئیم یک قطرہ ز جوئے کس بخوئیم |

گر غرق کنند ماں بدیا
گردوست زدست رفت بار
گل آند و بوئے یار آورد
ایں رفتن ماچو گل بے کاش

ہم دست ازین صفت نشویم
تا پائے ہی رود ہجویم
آں یار کجا کہ گل ہجویم
تا باز چو گل رسد برویم

۳۸۷

چوں گل غمت اے حسن البصلہ
گل داند و ماکہ در چہ تویم

۷

بنمائے رخت کہ فال گیریم
ما ذرہ تو آفتاب مانی
گردیدن خود حرام داری
مرغان قفس فدا دگائسیم
گر جبل منین بدست نماید
چوں خوش خواہیم روز خود را

با وصل تو اتصال گیریم
از پر تو تو جمال گیریم
ما کشتن خود حلال گیریم
از فر تو پروا بال گیریم
فراک ترا دوا ل گیریم
از روئے خوش تفضل گیریم

۳۸۸

روزے کہ تو با حسن نشینی
آں روز ہزار سال گیریم

۹

اے باغ و بوستانم بے بوستان جام
نہ صبر ماندن دل از دوری تو آئے
برد آں ہمہ خوشیہا دوران روزگارم

من جان ہجویم کہ از تو بدلتانم
درین چہ صبر ماند چوں از تو دور مانم
آعاقبت چہ باشد تقدیر آسمانم

| | |
|---|--|
| چندانکہ دیدہ بودی پندار در سر من از دفتر و صلاحت حرفے نماند ده وه از تو چگونه پرسم آں وقت خوش که گرتو خواهم که باز گویم احوال نا توانی روزے به بهت دل جان هم کنم نشان | امروز اگر به منی پنداریم نه آغم این غصه با که گویم این قصه با که راغم حال دلم برسی من حال آں نداغم از بیم آه سوزاں آں هم نمی توانم اگر فرصت دهد دست از چرخ جان ستانم |
|---|--|

۷

وقت خوشست خرم هاں اے حریف هدم
نظم حسن بروں کش تا این غل نخوام

۲۸۹

| | |
|---|--|
| سر صبح بدیں بوی پیکر تو در آیم گیرم که شاد سر گیسوت و بسکن هر حکم که خواهی بسر ما ز قضا کن هر که که همی خوانی مستغرق شکریم امروز گروے هنر خویش نمودند گفتی چه کنی آنکه هنر شاں به عیبت | کز گیسوئے شب بنگ تو بوی بر بایم سریت در اں مکتب گرد یکشائیم ما هم همه بر بسته زنجیر قضایم واندم که همی رانی مشغول دعایم ما را هنر نیست چگونه بنمائیم اگر عیب نه فرمائی آں طائفه مائیم |
|---|--|

۹

بیمار بگفتار حسن داشتہ گوش
ما هم یکے از حلقه بگوشاں شمایم

۳۹۰

دورے دورے در قینہ داریم
ما ترس ز حکم دی نداریم

ے ده که خار دی نداریم
ترس همه مردماں ز فردست

شاہاں ہمہ رخت خاصہ خواهند
 اے ابرکمن ہوائے ژالہ
 واللہ کہ سباج می نیزد
 با ایں ہمہ نیستی کہ ویری
 اے خواجہ بمعرفت چہ نازی
 گر خلوت تو درون کعبہ است

ما اقمشہ کیسہ داریم
 ما خانہ ز آہنگیسہ داریم
 ایں جنس کہ در سفینہ داریم
 از ہستی غم دمسینہ داریم
 ایں در نہ از ایں خسینہ داریم
 ما عرش درون سینہ داریم

۴۹۱

ہاں اے حسن از قرابہ خویش
 مے دہ کہ خم سار دی نداریم

۶

فراق یوئے تو بسیار شد چہ چارہ کنم
 شبے کہ بچو مہ از اوج حسن جلوہ کنی
 اگر وصال ترا حکم بر ستارہ کنند
 گر فتم اینکہ بہ بندم دہاں ز نالیدن
 نمی تو انم دل بر جدائی تو نہاد

مگر لباس حیاتے کہ ہست پارہ کنم
 اگر رضا دہی از دور یک نظارہ کنم
 من از مژہ ہمہ آفاق پر ستارہ کنم
 طپیدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم
 مگر لے چو دل تو ز سنگ خارہ کنم

۴۹۲

نیافتہ چو حسن بار بردت یکبار
 چہ بو الفصولم کیں آرزو دوبارہ کنم

۹

دل بہ دلبر عاقبت تسلیم کردم اے سلیم
 در کلاہ ہمت در ویش تا یک ترک ہست

تا بروں و ادام علم از عالم امید و بیم
 ترک جنت خوشترست ہرچہ دجنت بحیم

یا فتم الحمد لله ہم بکوائے عشق دوست
در گلوئے قمر باں از سوزن طوقے کردہ اند
دوش سودائے دگر میدیدم اندر سیرین
مایہ من میں کہ دست عشق تخم می نہد
آبِ خضر اندر دہن شربت چکری آئے طبیب
وقت سعدی خوش کہ خوش میگفت بعد از ہر چہ

آنچہ در اکھد میخواندم صراط المستقیم
تو ہماں خطیبی و عارف نوائے یاکریم
گل فروشاں سیم می بر بند و دل نشاں سیم
بر تر از دارالجنان بالاتر از نارائے محم
آسماں زیر قدم طالع چہ نبی اے حکیم
وقت عذرا در دست استغفر اللہ العظیم

۴۹۴

زبانِ ندیبہا کہ میگوید پشیاں شد حسن
آرے آخرا ز پشیاںی بود حرفِ ندیم

۷

نیم من مرد در داو و لے بر خویش می پوشم
بدست خویش چشم عقل دور اندیش می پوشم
روائے عشق بر بالائے چوں مانا کساں ناید
من این معنی نکو دانم و لے بر خویش می پوشم
بد و گفتم چہ را ہرگز نخندی در حضور من
بگفتا سلک مروارید از درویش می پوشم
ہم از نوک غنہ بر دل من میں زندہ نیست
چو در و تے میرسم خوں می نایم نیش می پوشم
پرسیدم کہ تیرت از کد میں کیش می آید
کہ من آں تیری بوسم و لیکن کیش می پوشم

زہے غفلت کہ حال سینہ باخواباں نمیگویم
چہ درماں دردِ بدراکز طیبیاں ریش می پوشم

۴۹۴

حسن میگویم کز دشمنان پوشیده داراں سر
مگوازدشمنان کز دوستان خویش می پوشم

۷

کجائی اے زلفایت بقائے جان و تنم
عذابِ تفرقه دوستان کسے داند
دگر چه داغ فراغمِ نہی بریں دل لیش
اگر چه طعنِ دشمن مرا بچشت اے دوست
ز خاک من گلِ راحت بروں دمِ حشر
حدیثِ سینہ سوزانم اے بہشتی روی

بیا کہ بیش نماذ احتمال جاں بہ تنم
کہ مبتلا بود اندر چنین بلا کہ منم
مرا کہ سوخته روزگار خویش تنم
نگاہاں میر کہ بدیں طعنِ سپرِ فلغم
اگر از خے تو گلابے ز نمد بر کفغم
میرس کاتش دوزخ برآمد از دهنم

۴۹۵

حسن تو نام نہاے مرا بحسن وفا
تو گر دگر شدی اے دوست من جہاں حنم

۷

سر سوداے آں دارم کہ روزے ترک سرگیرم
بپایش در فتم زین رہ مراد خویش برگیرم
چو چشمش روزے از مستی بہ بیماری برآرم سر
چو زلفش کیشب از سودا پریشانی ز سرگیرم
چناں یا عشقِ خوروم دریں مدت کہ نتوانم

که تا من در جہاں باشم پے کار سے دگر گیرم
 کمر و طرف می بندد برائے آنکہ زر دارد
 من از رشک کمر روزے رہ کوہ و کمر گیرم
 بت خورشید روگر زر طمع دارد زمین تا من
 ز رنگ چہرہ چوں خورشید عالم را بزر گیرم
 دوائے عاشقی یا زور یا زر یا سفر باشد
 مرا چوں زور و زر نبود مگر راہ سفر گیرم

۵

حسن نظمی کہ من دارم از بچوں حسن روزے
 حدیث لعل او گویم جہانے دگر گیرم

۴۹۶

تا کہ بندہ شد دست از ہمہ آزاد ترم
 من بوقتے کہ ترا بندہ شوم شاد ترم
 من خرابیت شدم و دہم آباد ترم
 من دریں شیوہ عجب از ہمہ استاد ترم

تا غمت یافتہ ام ہر نفسے شاد ترم
 بندہ ہر وقت کہ آزاد شود شاد شود
 ہمہ آباد تشیناں ز خرابی ترسند
 چہ فرستی غم خود تا کند استاد مرا

۶

اے حسن گر تو ز عشق لب شیرین تیان
 ہچو فریاد شدی من ز تو فریاد ترم

۴۹

کا شفتہ عشق شد وجودم
 از دل بدماغ رفت دودم

امروز من آل نیم کہ بودم
 خوردم دوسہ جام آتش انگیز

در پائے حریف مرفشاندم
عشق آوردم بلائے من شد
حال بد من بتر شد از تو

از فرق خود کله ربودم
تخنه که بکاشتم درودم
اے شوخ نکوت از مودم

۴۹۸

در بند خزن نمی فتادم
گر پند حسن همی شنودم

۷

توانم که پیوسته روشسته باشم
غم دل بندست تسکین جانم
صلاحیت باطن از من مجوید
تصرف چه وزم که نازک مزاجم
عمل ناستودست خرقه چه پوشم
حسن از ملامت دلم می خراشم

ولیکن زخونی که از دیده باشم
ز چهره کافیت وجه معاشم
اگر چند ظاہر بدیں شیوه فاشم
دکاں چوں کشایم که کاسد فاشم
دروں ناستردست سرچوں تراشم
شبه درخوش آورد این خراشم

۴۹۹

همی پرسیم خاطر جمع داری
تو خاطر براں دار تا جمع باشم

۷

تو حسن مطلع حسنی من از هولے تو مستم
ور آفتاب بتانی من آفتاب پرستم
مرا بباغ چه حاجت کنوں که روئے تو دیدم
مرا ز سرو چه خیزد کنوں که با تو نشستم

من آن شکاری عشقم که از کینکه خلوت
 چو چشم باز کشودم نظر بروئے تو بستم
 رسید هوج معشوق و جوش رفت ز عقلم
 گذشت که کبه شاه و قصه ماند بدستم
 خرد ز صحبت جاغم قدم بردل زرد و گفته
 تو دانی و غم جانان من از مخاطره جستم
 چه پُر سے از غم مجسوس ہیں کہ حال دگر شد
 چه پوشی آن لب سیکوں ز من کہ تو به شکستم

۵

حسن ز درد تو گوید کہ کار حسنه تقویٰ

۵۰۰

اگر خراب شد از من به من گیر کہ مستم

در کسے از بخت خوشنودست من بارے نیم
 عاقبت بر حرف مقصودست من بارے نیم
 ایا آں روز مسعودست من بارے نیم
 آں گل سوریست یا عودست من بارے نیم

خلق برامید مقصودست من بارے نیم
 ہر یک از نوزادگان بوالبشیر بروج خدا
 صبح خیز جان بدروز از غم جانان ناز
 گر کسے ہمدست او شد تا بوسد آئینش

۶

گفتم دو شینہ ہمزانوے یا رخود بدی
 آں تو بودی یا حسن بودست من یا نیم

۵۰۱

دل ز دستم شد آں دل بند عناکے رسم

وہ ندانم تا بیاں معشوق زیبا کے رسم

بر لب شیر نیش انگشت طمع کردم دراز
دلبرم بالائے بام وصل می خواند مرا
پایه وصلش بلند و پایے بنجم آبله
یار با گفتم کنم چوں بخت آنجا دغله
دوستان گویند فردا بردش خواهی رسید

آنکه انگشت دراز آمد بخلوا کے رسم
نزد بان عمر کوتاہست بالا کے رسم
اے عفا اللہ من بدل پایہ بدیں پاکے رسم
وہم زحمت میدہد ورنہ آنجا کے رسم
این چنین دروے کہ من ارم بفر داکے رسم

۵۰۲

ہر کسے را ہے کمی پوید بمنزل میرسد
چوں حسن من نیز جہدے میکنم تاکے رسم

۷

جاناں شبکے خود را در کوئے تو جا خواهم
تو باغ طریفانی ہم باغ ترا ہم نخل
خلقے ز در کعبہ خواہند مرا د خود
اگر سلسلہ زلفت بر دور چنایاں بندی
ہر بار ہے آنی شمشیر ہوا کردہ
چوں بہت بقائے من باقی ببقائے تو

وز جام لب لعلت یک جرہ دوا خواهم
در دم چوز تو باشد پس از کہ دوا خواهم
اے کعبہ وقت من من از کہ دوا خواهم
در پنج نماز خود دوزخ بر جا خواهم
آں کن کہ ترا باید من بندہ ہوا خواهم
بس ہم تو ہماں باقی خود را چہ بقا خواهم

۵۰۳

بیچارہ حسن گوید نظمے باسید تو
نظمش چو رواں کردی امید روا خواهم

۷

اشب فلک موافق من شد زمانہ ہم
خاص از برائے صید دل مار سید باز

چشم ز روئے خوب تو افروخت خانہ ہم
از زلف دام کردہ و از خال دانہ ہم

| | |
|--|--|
| از غمزه دور باش و ز گیسو نشان ہم از دل کناره گیری و از جاں کرانہ ہم ایں ذوق داشتہ شکرے زان میانہ ہم عیش مدام بل طرب جساودانہ ہم | از بہر ضبط ملک حسن ساختہ گفتہ کنارہ گیر بگفتا بشرط آنک بگرفتم آں میان چویشکرش کنار ہاں اے حکیم طالع مسعود من بہیں |
|--|--|

۶

احسن اے حسن غزلے خوب ساختی
زہرہ نسا ز دایں غزل وایں ترانہ ہم

۵۰۴

| | |
|--|--|
| صبر از درون سینہ بروں شد قرار ہم امروز بخت پشت بمن داد و یار ہم آں روز از جہاں شد آں روزگار ہم سوزن دریں جراحت گم گشت خار ہم کیں دیدہ درفشان شد یاقوت بار ہم | از دست دل بجانم و از جور یار ہم دی یار کردہ بود من روی و بخت نیز یک روز نیم شاد کہ بودم ز روزگار میخواستہم بروں کشم از پائے خستہ خار جاناں کیے دو لعل شکر بار بر کشائے |
|--|--|

۶

در دو غمہ کہ داشت حسن در فراق تو
کز اشتیاق مردم و از انتظار ہم

۵۰۵

| | |
|--|---|
| شمع جاں می نندہ نور ز جاناں دورم ز قصورم خوشی باشد نے از حورم گوشہ چشم تو نگذاشت بے ستورم ور نہ من از طرف خویش بغایت دورم | چہ شبست ایں من از شمع شکر لب دورم کز قصورے بود از ناز خوش او فردا شوخ چنما ز بتاں گوشہ گرفتہ کیچند گر چہ فرماں تو اینست کہ من نزدیکم |
|--|---|

تا پریشان سر زلف تو ام محسوسم تا خواب لب میگوں تو ام معسوسم

۵۰۶

از لب تو که حسن تر سخن از جگره است
مست شد جگره جہاں من چہ بے غم

۵

از ناز کویت میکند ہر بار خوش می آیدم
شوخ ز غیرے ناخوشست از یار خوش می آیدم
گویند سوئے باغ کش ذوق مے و میوہ بخش
بے او بہ شتم نیست خوش دیدار خوش می آیدم
زندہ ز بے صبری نخل وز بیدی پائے بگل
نہ صبری خواہم نہ دل و لدا خوش می آیدم
آں روئے چوں خورشید و مہ محراب کردم چند گ
انکوں ازاں زلف سیہ ز ناز خوش می آیدم

۵۰۷

بر عشق آں ماہی تن اقرار کردم چوں حسن
انکار چوں آید ز من این کار خوش می آیدم

۹

دوستان کیچ میر سید کہ چوں شد عالم
راست چوں نامے کہ نالیدن اواز دیدہ
لے کماں کردہ ز ابروئے کمیں کردہ ز چشم
روئے تو دیدہ دگر قرعہ خواہم انداخت
برجولے نظر افتاد بہ پیراں سالم
من غم دیدہ ہم از دیدہ خود می نام
من چہ صیدم کہ چنین داشتہ دنیا لم
کہ بندست ہماں آیت رحمت عالم

| | |
|--|--|
| دستے گر بر سرائی بندہ فروغی ناری منت سندس واستبراق فروغی نہ | پائے بگذار کہ جیشیم جہاں میں مالم گر زگیوت سلاسل بود و اغلام |
| مگر از رحمت خاصم نخرے ورنہ مرا باغبانا کجی و راستی من سنگر | ہنرے نیست کہ آں عرض دید دالم کہ بر آںساں کہ ہی پروریم می بالم |



حال خود خواستمت گفت حسن چوں دیدم
حال زار تو بے زار ترست از حالم



| | |
|---|---|
| ما جگر خستگانِ مسکینیم پاکبازانِ چاک دامنیم تو ہماں بادشاہ خود کانی باتو در کنج خانہ شادانیم باتو اے مدعیِ جدل نتواں خواہمے نوشِ خواہ صومشیں | جز غمت مرہی نمی بینیم خاک خسپاں خشتِ بالینیم ما ہماں بندگانِ مسکینیم بے تو در ہشت باغ غمگینیم ہرچہ خواہی بگوئے ما انیم ہرچہ دین تو ما براں دینیم |
|---|---|



چوں حسنِ میر ویم در رہ عشق
سر ندادہ زپائے نہ نشینیم



شبے آں چشم مست و آل لبِ خوشخوار را دیدم
زگر یہ چشم من تر شد پشیمانم چہ را دیدم
مرا گفتند سوئے او مبسین دیدم بلا کردم

مرا گفتند گفت دل مکن کردم سزا دیدم
 ثباتِ صبری پنداشتم در خود غلط کردم
 نشان دوستی میدیدم اندر وے خطا دیدم
 سگب کولیش بشت آں خوں که چشم بخت بردم
 ز مردم مردمی نامد ز سگ بارے وفا دیدم
 شب اندر موج خوں بودم خیالش دستگیرم شد
 بجدانده در آں غرقاب روئے آشنا دیدم
 ندید این چشم من جز در سر زلف بلا شورش
 ازین چشم بلا جوئیں همه عصر این بلا دیدم

۷

حکیم ارپندخواهی گفت میگوهر را خواهی
 ولیکن از حسن بگذر که اورا مبتلا دیدم

۵۰

را کنید که نختے چو بخت خویش بشورم
 بخیه فکند در آخر دلالت دل کورم
 اکند گیوئے ساقی کشید و برد بزورم
 اگه از حبش گئے از جیں رسید غارت خورم
 بزیر پائے رعونت فرو مال چو مورم
 اگه آں فرشته رحمت بست مونس گورم

نہ دل بدیدہ دلبر نہ زرب دست نہ زورم
 چو مرد عشق ز خندانہ بودہ ام من سکین
 نخواستم کہ در پے روم مجلس مستان
 بزلف چوں حبش او نہ را جیں چو بدیدم
 پری رخا تو سلیمان دستگاہ مرادی
 ز زلف خویش نسیمے من رساں کہ مرادی

حسن چه گفت که اے منزه ناز کشیده

۵۱۱

بدان کرم خود مرا پیش که عورم

۶

ساقی گل دل بیار با هم
خزقه فلغم که راست ناید
این باده اگر صبحیاں رات
حے درده و باز جائے خود شو
گفتی که بکعبه رود عاکن
خیم خانه بخاص و عام دادی

باشد که کنی دے فرا هم
این جامه و جام باده با هم
درده که شبانه ایم ما هم
ما تهیم و بت لا هم
خود کعبه ما قوی دعا هم
آخر قد حے بدیں گدا هم

۵۱۲

ہر گہ کہ فتح دی حسن را
یک جبر عہ کرم کنی مرا هم

۶

بود گہے کہ سر گیسوئے تو باز کنم
ہمہ حدیث بہشت است آیت رحمت
بموضع کہ مراقبہ مشتبہ گردد
نماز کز جہت خود کنم ہمہ پیچست
اگر ندیم کنندم بصحبت محسود
مسافرے کہ برو گردے از درت نبو

برائے وصل توازوے شبہ دراز کنم
بفال روئے تو ہر مصحفے کہ باز کنم
بجانب کہ قوی آں طرف نماز کنم
دعاے تست کہ آں از سر نیاز کنم
حکایتے کہ کنم اول از ایاز کنم
اگر ز کعبہ رسیدست در فراز کنم

۵۱۳

کنوں کہ وصف عشقت علم شدم چو حسن
رواست کز ہمہ عالم احتسار کنم

۶

دلم بروی و منت می پذیرم
وگر گونی بمیسر اندر غم من
شبت خوش باد لے مرغ سخن
طیپ آں پہ کہ از در باز گردو
بیادت روز و شب مستم تو گونی
گہ ز خشم زباں گہ تیر غمزہ

اگر سرخواهی از سر دست گیرم
عجب باشد گرا از شادی نیرم
کہ من در دام بد مهرے ایرم
چو بند دردنا درماں پذیرم
شراب دوستی بود دست شیرم
نگار من چہ مرد تیغ و تیرم

زکات حسن خود دادی حسن را
گرا و مسکینت بارے من فقیرم

۵۱۴

۱۱

خدا نہ لے ماہ روے کبک خرم
آہوئے دام جسته را مانی
لقب خود اگر نہ گونی تو
مہ توئی در میانہ خواباں
بر لب جام اگر نہ لب خویش
بدہ آں جام نیم خورده خود
با تو بادہ حلال میگیرند
گفتیم حال ابتلائے تو چیست
عشق در عہد تو قوی حال است
ہمہ در خواب خوش بیارامند

بسلام آمدی ز دار سلام
پاکشاں از دوزلف مشکین دام
ماہ و خورشید را کہ گیر دام
آسمانت بود کنارہ بام
جاں چکہ جائے قطرہ از لب جام
تا بگیرم نصیب عمر تمام
عمر بے تو با تفاؤ حرام
ایں بلا نیست دور از انجام
صبر آوارہ عقل دشمن کام
من مسکین نہ خواب نہ آرام

۵

ہیچ شب در غمت نخفت حسن
”عجباً للحب کیف ینام“

۵۱۵

از بہت دل چہ جاں کنم کہ ندارم
میکنند من چہ افکنم کہ ندارم
خیرہ چہ گیرند دامنم کہ ندارم
شاد ترا ز ہر ہر منم کہ ندارم

از درد دنیا چہ دم زخم کہ ندارم
خلق بخت امید تخم متنا
نقد مراد اندر آستین حیات
شاد نشسته شما بد آنچہ کہ دارید

۶

دزد چہ گردد بگرد من کہ حسن دار
شب ہمہ شب لغو مینرم کہ ندارم

۵۱۶

برت را جز گل و سوسن نگویم
سخن از بوی پیراہن نگویم
حدیث دوست با دشمن نگویم
ز میر تو سر سوزن نگویم
صفات کعبہ در گلخن نگویم
اگر ہم خود بدانی من نگویم

رخت را جز مہ روشن نگویم
اگر رنگ قبایت بنیم از دور
نگویم با خسر و احوال عشقت
مثل گر خود رود سر در سربخ
حدیثت در جہاں پوشیدہ دارم
مرا گونی بگو مقصود تو چیست

۷

اگر در وصف حسن تو نباشند
غزلہائے حسن احسن نگویم

۵۱۷

رہ ہلاچہ نمائی چو مبتلائی تو باشم

در جہاچہ کشائی چو در وفائی تو باشم

اگر زحر غم تو سزار موج بر آید
اگر بیای رعوت سرم بجاک بیانی
بروز حشر چو خلق ز نیم غم شونت
اگر بشت بر دم نظر ز حور به بندم
سفر برائے تو پویم حضر برائے تو جویم

چه باک دارم از انہا چو آشنائے تو باشم
جو سر بر آورم از خاک خاک پایے تو باشم
فغان کنند من آن لحظه در وفائے تو باشم
دریں جہاں در آن نیز در وفائے تو باشم
سخن برائے تو گویم خمش برائے تو باشم

۵۱۸

تو بادشاہ بتانی امید من بتو ای بس
کہ چون حسن ہمہ سالہ کیے گدائے تو باشم

۷

باز می آیم و سر در قدمت بینم گم
رفتنی رفت بختائے کہ باز آمدہ ام
بوئے رحمت ز غبار قدمت می یابم
خواستنی را بسر کوئے تو افکندم باز
دوستی در تو مایہ ایمان نیست
بیچ اندہ نبود در دل گورم و اندہ

میر بختندہ توئی بندہ شرمندہ منم
اگر تو دتم نہ وہی دست بیائے کہ زخم
رخت امید بہ کتف کرمست می فکنم
زانکہ تا بے تو ہی باشم بے خویشتم
میکشد ہم بسر کوئے تو حُب و طعم
تا ز اندوہ تو پیوند بود بر کفنم

۵۱۹

چه شد آخر کہ خداوندی خود کم کردی
جان من من نہ ہماں بندہ کیس حسنم

۷

شمع است رشت یا مہر دو خطا دیدم
من در تو نظر کردم تو در سخن بندہ

در وصف نمی گنجد روئے کہ ترا دیدم
تو صنعت من دیدی من صنع خدا دیدم

| | |
|---|---|
| جز عشق نمی خواهم از جمله حاجتہا بر روی تو ام فتنہ من باغ چرا جویم رقم بیکر کویت سر در سر آغم شد باداد مقابل شد ہر چند ستم کردی | ما طاق دو ابرویت محراب دعا دیدم برقد تو ام عاشق من سر و کجا دیدم مستانہ رہے رقم مردانہ سزا دیدم تاویل وفا کردم ہر چند جفا دیدم |
|---|---|

۹

شاید کہ حسن را دل چوں لالہ بود پر خوں
کال ز گس پر خواہش در عین بلا دیدم

۵۲۰

| | |
|--|---|
| من دوست ترا دارم اے دوست ترانیا لعل کہ بخون دل ما ز دیدہ بدست آمد عاشق کہ بیانہ جاں او ز زندہ کجا ماند اے رانہ رقم برہ من نقش تو می نمیم ہر گہ کہ نہاں باشی با یاد تو مشغولم خونیت مرا قبلہ جز کعبہ کوئے تو شہرے بصفت طاعت من ہم نخواستہ ابا تم با آنکہ در اندازم خود را بہ گلستا نہا | شمع شب تاریکم گنج دل ویرانم اگر دست نیفتانی در پایے تو افشانم تو دیر نہاں تا من میبازم و میبازم اے بستہ گرہ بر شب من ٹکل تو میدانم اگر پردہ بر اندازی در روی تو حیرانم اگر روی بگردانی من قبلہ بگردانم خلقے بدر کعبہ من ہم بہ سیا بانم و ائمہ زرد و بیروں خار تو زردا مانم |
|--|---|

۷

زین شعر حسن بشنو حال دل مسکیناں
صد درد نہاں دارد ہر بیت کہ میخوانم

۵۲۱

| | |
|-----------------------------------|--------------------------------------|
| دل خواستہ جاناں با جاں تو می بخشم | جاں گر چہ کہ دشوارست آساں تو می بخشم |
|-----------------------------------|--------------------------------------|

| | |
|---|--|
| یا ایں بہ تو می آرم یا آں بتو می بخشم تو منظر خود بنمایاں بتو می بخشم لُو لُو بہ تو میریم درجاں بتو می بخشم من مستی خود چوں گل خنداں بتو می بخشم بسیار گشت گوید ایماں بتو می بخشم | جاں پیم بقا باشد سر خود چسب دارد گفتی بہشت اندر ایواں بود و منظر لعل لب خود بنماتا بہ نفس از دیدہ چوں باختر اں گرچہ تند آمدہ بر من گر نہ علمائے دین گویند کہ کفر است ایں |
|---|--|

۶

گفتی غزلے بنویس از نظم حسن بر من
گر تو سر ایں داری دیواں بتو می بخشم

۵۲۲

| | |
|--|---|
| ایں را چہ شکر گویم و آنرا چہ عذر خواہم گو باد شمع میکش من ہم نشین ماہم در غم راہ داری من بندہ خاک اہم من بر سر عزیزت یک موئے کج نچاہم اگر در نہیب پیلم کہ در پناہ شامم | چون نیم شب نمودی روئے چو صبح گاہم اگو غول راہ میزن من مہمان خضرم گر خانہ می نشینی ایں دیدہ خانہ تست شانہ بخواہ و موئے رافرقہ براستی کن تو شاہ تخت و تختی من چوں پیادہ پشت |
|--|---|

۷

گر با حسن درانی از توبہ تو گریزد
ور قصد من کنی ہم از توبہ تو پناہم

۵۲۳

| | |
|--|--|
| ولے در عالم عشق آفتاب عالم افروزم بنائے عشق را رازم شب عشاق را روزم بداں فیروزہ و صفا صفا عشق فیروزم | اگر از گردش اختر چو شب تاریک دروزم فضائے فصل را بازم سر و صدق را سازم مرا بر خاتم ہمت فلک فیروزہ آمد |
|--|--|

| | |
|---|---|
| مکر بسته ز جزایبش آید تیر در خدست مرا امروزیوں باغ خزان دریافته منکر ز سلطان سحر نجات ارامید بخاطر شد | و گرناید تیر آه با جوازش بر دوزم اگر بختم کنی یاری بود هر روز نوروزم نظام الملک طوسی را نظام الملکی آموزم |
|---|---|



حسن گوید چه باک از سوختن شمع جهان من
چهار تار یک ترکود اگر کمتر شود سوزم



| | |
|--|---|
| ۱. ترا خوبی ز اندازہ بروں ناز هم گریه شوخ ز راه طنز بدخوی کند رسم خوزیزو کند انداختن عیار راست رازے اندر سینہ من بود بے تو عمر با یا کرشمه کن بیا یا ناز چندین خشم حست ابروان جفت طاق افکنه اینک من | لعل تو در خون من شد غمزه غماز هم از همه بدختری تو شوخ هم طناز هم تو بچشم و زلف خوزیزو کند انداز هم سینه ام بشکافتی تنهائے سینه راز هم خشم می سازی کرشمه می کنی و ناز هم هر کی ز ریشال مقام ساخته کج باز هم |
|--|---|



در هولے تو ندانم چوں شود حال حسن
چوں ز نالیدن بماند مرغ را پرواز هم



وہ چه رویت امیں کہ ہر ساعت در وحیراں ترم
تا سر و ساماں گزیدم بے سرو ساماں ترم
شہسوار اسوے من ہیں چند گردی گرد کوئے
اے سرت گردم من از کوئے تو سرگرداں ترم

خانہ آب و گلم در اندہ از دیواران اشک
 مست بنیادم پھسہ بارینگی ویراں ترم
 تا بدیم چند گہ آں صورت جاں بخشش تو
 صورت دیوار دیدی من ازاں بے جاں ترم

۴

اے حسن گفتی کہ من حیرانم از دوری دوست
 اے کہ بے او زندہ مانم من ازاں حیران ترم

۵۲۶

و ربچہاں خوش نہ ما (جہاں) میریم
 گر تو نہ بخشی رواج باز دکاں میریم
 خلق براں در رود ما بنشاں میریم
 ما بگلیم سیہ خوشتر ازاں میریم
 ما بطریق امید در پی شاں میریم
 ما بسامع است رقص کناں میریم

ہر منہ بر کراں مازمیاں میریم
 شمع محبت تویی شمع بازار عشق
 کعبہ نشاں یافتہ بندہ گمراہ گم
 با شتر سنج مو قافلہ خوش میریم
 راہ رواں رفتہ اند در رہ تو مودوا
 مدعیان گردشند منکر رقص و سماع

۵

دہمہ جاچوں حسن جز تو نخواہیم دوست
 گر تو نہ در میاں مازمیاں میریم

۵۲۷

طاقت برسید و بقایت نرسیدم
 باشد خبر بے بشنوم از تو نشنیدم
 ہر ناز کہ کردی بارادت بخشیدم

امروز چہ افتاد کہ روئے تو ندیدم
 گوشے سوئے در داشتہ ہوشے سوئے قاصد
 ہر راز کہ گفتم بہ تکبیر نہ کشادی

داروے پس بود که امروز چشیدم

برخاست طیب از سر من آه درینا

۷

بخشای حسن ازل خود قفل تا سفت
جز کعبه توثیت درین باب کلیدم

۵۲۸

صلای عشق و هم عشرت مدام کنم
که بر در تو رسم روز با مقام کنم
نماز را بگذارم ترا سلام کنم
ز صف برآی که شمشیر در نیام کنم
مرا چه زهره که در پیش تو کلام کنم
یکه بخند که آں در دیا تم نام کنم

اگر شبی بسر کوئی تو مست نام کنم
دو بار کوچ کنم از مقام خود هر روز
مثل اگر به نماز آیدم چو تو پرینے
زبان فروشی من با تو که رود آری
تو از خار بلبل بر نهاده هر سکوت
همه دعای من از تندی تو غارت شد

۳

حسن در اہل تصوف تمام بدناست
مگر بخدمت مستانش نیک نام کنم

۵۲۹

لاجرم آنچه شنیدن نتوان آں دیدم
دم مهری ز دم و پرده خود بدریدم
همه بفر و ختم و عشق تبی بخشیدم

بند میدادم را خلق و من نشیدم
صبح دار از جگر سوخته خوں آلود
رخت تقوی و متاع خرد و مایه زہد

۹

ترس می بود مرا در غمش از رسوائی
آخر الامر همان شد که ازاں ترسیدم

۵۳۰

صد بار بار کرده دگر بار میکنم

باز انده تو بدول خود بار میکنم

| | |
|---|---|
| <p>من از صلاح و تقویٰ خود عار میکنم جملہ متاع زہد بسبب ازار میکنم خود را بہ توبہ از چہ گنہ گار میکنم خطا از چہ میکشی کہ من اقرار میکنم خون جگر بہ آب مژہ یار میکنم پیوند آن بر شستہ زنار میکنم گفتا کہ درس شعر تو تکرار میکنم</p> | <p>تا تو بنواز و شوخی خود فخر میکنی و اندر زخمت عشق تو تا خانہ پر شدہ چون در رہ تو مستی عشاق طاعت اے ترک خوب خط کہ مرا بندہ سختی تا خار و خس ز رہ گزند تو بروں برد این خرقہ کہ پارہ شد از عشق زلف تو گفتم بفاختہ کہ چہ می نالی این چنین</p> |
|---|---|



گفتی حسن نعلیق خواباں چہ کار توست
 تا جاں دین تن است ہمیں کار میکنم



ز بحر بار دل خوں شد کجا شد آن بگوئیدم
 دریں گرداب خونخواره چو گم گشتم بگوئیدم
 گل نواز زبان حال با من گفت آخر شب
 کہ من بوئے فلاں دارم بوئے او بگوئیدم
 وضو از خوں کند عاشق چو من سجده برم اورا
 بخوں صرف کزدیدہ فشاغم ز اں بشوئیدم
 اگر چہ می نباید کرد مویہ بر سر مرده
 ولے بے او بدیں زاری کہ من مردم بگوئیدم

حسن در ہر غزل گوید حدیث روزگار خود

۵۳۲

ولے ایں درد دل پیش کہ میگوید گویا دم

۷

منم یارب شستہ پیش تو یا خواب می نیم
 تو خود گلزار سیرانی زچہ از چشمہ حیاں
 ولے کرشوق آں بہادر میخانہا میزد
 چہانے بادہ ناب از لب میگونت نوشید
 دو چشم کعبتیں تو بکار رفتہ غلطیدہ
 دو ابرو چوں کجاست شترہ تیور نظرناوک

تو مہمان منے کامشب شہتیاں می نیم
 بچہ اندیس از دیرے تر ایلرب می نیم
 کنوں از طاق ابروے تو در محراب می نیم
 چو دور من سیدان بادہ را خواب می نیم
 بنخواہم بخت با ایشان لے قلاب می نیم
 بنخواہی کشت عاشق را بلمہ باب می نیم

۵۳۳

ہمی نیم حسن را من زیر پائیت افگندہ
 الہی بخت او بیدار شد یا خواب می نیم

۷

آں دوست کزدل جاں من دوستار اویم
 با غم چہ میفرستی سروم چہ می نمائی
 گر از خودم بر آندہ دم بنا امیدی
 ہستم بنزد خلقے دیں دارو پاک ہب
 اگر دسرش نشانم جان عزیز خود را
 گفستی چو کشتہ گشتی از چیت شادی تو

مستت ز گس او من در خمار اویم
 با کس قرار نتواں چوں بقیرار اویم
 تا یک دست در من امیدوار اویم
 لیک از ہوائے زلفش ز نار دار اویم
 جان و سر عزیزش ہم شرمسار اویم
 کشتہ شدن چوینی آخر شکار اویم

۵۳۴

سہلست رفتن دل در عشق روئے زیبا
 گر سرود حسن را من بندہ یار اویم

۷

| | |
|--|--|
| <p>دل نامراد خود را بہر دو خویش دیدم دل و جان دین نقوی ہمہ پیش تو کشیدم کہ چو آب دیدہ خود بہ ہزار سود دیدم تو ہی من منازل زبرائے تو بریدم کہ ہزار بار ہستی بہ از انکہ می شنیدم کہ بست روی و مویت شب و روز عیدم</p> | <p>چہ سعادست یارب کہ بخدمت رسیدم غم عشق و سرسینہ ہمہ پیش تو کشادم بکش آتش دل من بحضور خویش کیرہ تو دری و من گہر ہا ز برائے تو فشا دم بہر ہزار منزل بہ ہوائے خوبی تو خوشم از رفت بر من بخوشی شب و روز</p> |
|--|--|

۶

حسن انجمن مخالف ہمہ دشمن اندان
مگر از دعائے تست ایں کہ بدو ستاں سیدم

۵۳۵

بیاد رخ دستاں بودہ ایم
چو سوسن ہمہ تن زباں بودہ ایم
ہمہ روز در ذوق آں بودہ ایم
کہ یک چند ہمہ از شاں بودہ ایم
کہ مانیز روزے جواں بودہ ایم

سحر گاہ در گستاں بودہ ایم
در اوصاف رخسار گلزنک یار
صبا نرم و گل تازہ و سبزہ تر
مے چند خوردیم بر یاد شاں
بشمار گشتم جوانی مکن

۷

حسن و آں وقت را گویند
پس از دیر ہا میہماں بودہ ایم

۵۳۶

یک شہر خبر دارند من از کہ نہاں دارم
و حکم کند واللہ از دیدہ رواں دارم

عمر سیت کہ در سینیہ سوداے فلاں دارم
بیچارہ دلم خون شد ایں دل تنواں دارم

| | |
|--|--|
| روزه بختایم من از وصل بته دیگر بجز سایه نماند امروز از هستی من باین مستانش چو برگشتند از قاعده مذہب یارب نہ بری از من آن مونس جافم را | کز یاد لب لعنت تهر سے بدیاں دارم دیں سایہ کہ نمی بینی زان سرچوہاں دارم ساقی قدح در دہ من نہ ہیشاں دارم ہر کس کسے دارد من بندہ ہماں دارم |
|--|--|



آرم چو حسن پیش جان را و جہاں ہم
کز جملہ جہاں حقا آں جان جہاں دارم



| | |
|--|---|
| یاراں دل دیں زدست دادیم مشتوق چشم رفت افسوس چشم ہمیشہ ستارہ ریز است جاناں قدمے بندہ کہ این سر من کشتہ آں کساں کہ از ناز گفتی کشتت بسا مراوی | دستے کز پائے در فدا دیم نایافتہ مباد دادیم گوئی بہمیں ستارہ زادیم زیر قدم تو زان نہادیم کشتند و نمی دہند دادیم یارب برساں بدیاں مرادیم |
|--|---|



بند دل در ہم حسن را
بختائے چو سہرا و کشتادیم



| | |
|---|---|
| اگر بہت ترا جاناں آہنگ بخوریزم تا نور بصر ناگہ از دیدہ بروں ناید دُہاست چشم من گردست و بدست | من خون دل خود را از دیدہ بروں ریزم خاک قدمت ہر دم در دیدہ دروں ریزم نظارہ کنی کیں دُر در پائے تو چوں ریزم |
|---|---|

زین پیش کزین دُر لکم داشت پشاست
صد ملک ہی ارزد بعلے کہ کنوں ریزم

۵

روزے چو حسن بوسم یا قوت شکر بارت
با آنکہ بخواہی کشت زان غمزه خول ریزم

۵۳۹

راست شد کایے کہ من می خواستم
لاله ز خسارے کہ من می خواستم
ہم بہ ہنجارے کہ من می خواستم
سرور قمارے کہ من می خواستم

آمد آں یارے کہ من می خواستم
خانہ من کرد باغ و بوستان
نیم شب آمد نہفتہ از رقیب
بر سر من سایہ رحمت فلند

۶

یار خود خواہد ہمہ کس اے حسن
اینک آں یارے کہ من می خواستم

۵۴۰

آں روئے تو بیدہ و دل زان گزیدہ ام
من پائے دل با من حیرت کشیدہ ام
اگر آئینہ بہ بینی دانی چہ دیدہ ام
گفتا از ان فتم کہ فراواں دویہ ام
کایام شیر بود کہ ایں مے چشیدہ ام

من بچو روئے خوب تو روئے ندیدام
تا بر کشیدہ تو سر از حبیب حسن خویش
اگفتی چہ دیدہ کہ چنین مبتلا شدی
اگفتم یا شک خود کہ چہ می اففتی چنین
پیرانہ سر کجا رود ایں مستی از سرم

۵

دست ارد حسن بگز دیکر ناں لببت
دانی کہ چند دست بدن اں گزیدہ ام

۵۴۱

| | |
|--|---|
| سینہ از اندہ پہنوده سر اسر شستم ماہ من تو بہلاکم چہ کمر بندی چست در تو چوں زلف تو آویخته ام موئے بویئے سُرمہ دیدہ ام از گردہ خویش بدہ | کہ دروں یافتم آں گنج کہ بیرون جستم کہ من اند صفت عشاق بغایت چستم سخت بے رحم کسی گر بگذاری سستم ورنہ من دست ازین دیدہ پر خوں شستم |
|--|---|

۹

نقشیم اے حسن از باغ سخن سروی تو
کاج چوں سبزہ زیر قدمت میرستم

۵۴۲

| | |
|--|---|
| خشم و نازے کہ ترا بود کنوں دانستم آنکہ پیانیہ پیمان تو شد سر بر بست در جدائی تو شد بند من از بند جدا حاش شد کہ خورم بے لب شیریں تو آں تو داری زمین ہمہ خواہاں الحق دی درون دل یک نہر زوی آتش تو دیدہ نادیدہ ہی کردی و میخندیدی زلف تو بوسہ زدم لعل لببت کہ دم یاد | شکل شوخی تو بیرون و دروں دانستم بر تو نزدیک ترے بخت نگوں دانستم من دانستے این درد کنوں دانستم بے تو ہر آب کہ خوردم ہمہ خوں دانستم قد خوب تو الف ابروے تو نوں دانستم غرض آمدن از خانہ بروں دانستم بدہ انصاف کہ آل تعبیه چوں دانستم آرے از مارچہ ترسم کہ فسوں دانستم |
|--|---|

۶

اے حسن این کہ دل دیں بہتیاں بخیدی
بای عقل شمر گرچہ حسنوں دانستم

۵۴۳

| | |
|----------------------------------|---------------------------|
| من در اندوہ تو این حال نمیدانستم | اتر طالع این سال نیدانستم |
|----------------------------------|---------------------------|

| | |
|--|---|
| لافت بودست که فال دل من نیک آمد غمزه شوخ تو چون غارت دلبا میگرد گفته غمزه قتال تو مادر زاد است در هوای تو بتا پر زدم و فتنه بود | زیر و بالا شدن منال نمیدانستم ترک می دیدم و قتال نمیدانستم این بلائی و گر از خال نمیدانستم کال زماں نام پروبال نمیدانستم |
|--|---|



گرچه در کار حسن لعل تو تقصیر دشت
تا بدین غایتش اجمال نمیدانستم



تم در گوی بازی شد من اینجا عشق می بازم
خسریم چون کفمن از دور با نظاره می سازم
سر می دارم فدایش ای رقیباں هاں چه میگویند
اجازت هست تا این گوی با چو گانش در بازم
چونم گم بسوزد من بجاں مجلس برافروزم
وگر سر خواهد از گردن ز سر گردن برافروزم
من گرتیز بیند ز اوج حسن خود روا باشد
که من چوں موم پیش چشم خورشید بگذارم
اگر فردا نه بینم در بهشت آن چشم را والله
ز کوثر گر کس آبم دهد در کوثر اندازم
سه ساله میکند هفتاد ساله را زرا پیدا
بیا ساقی و بر ترده که تا پیدا نشود را زم



حسن صدباری گوید که چونستان راه او
مرا گر بسنجو باشد به گفت و گو نبرد از هم



چو گل خوش بشت گفتم گر در دل تو یادمی آیم
وگر آن نیست لب لب و در فریادی آیم
وگر آزادگان را بنده سازی هم بجان تو
که اول من ز آزادی خود آزادمی آیم
کشیدی گرچه در سلک سگانم هم خوشم و الله
که بارے گه گه وقت شکارت یادمی آیم
چو خاکم گرچه هر روز برون می افکنی از در
هم از راه هوا داری رواں چو باد می آیم



نه بود امکان که یادم چو بسیدن پیت
چو اکنون داده ره از رخت دلشادمی آیم



مرا عمریت کا نذر جان غم جانان خود دارم
یک جان دگر گوئی درون جان خود دارم
بمشقش کرده ام اقرار و دل تصدیق میگوید
من این تصدیق و این اقرار از ایمان خود دارم
ز عاشق سرخروئی خواست عشق او بجهانند

من ایں دولت سخت از چشم خل افشان خود دارم
 ز چشم خون دل بیرون قدا لے میرمہ رویاں
 نظر کن بر خسرا بچے کزدہ ویران خود دارم
 تو لے ہمسایہ زیں آتش گرفت از چہ می ترسی
 کہ من سوزے کہ دارم از دل بریان خود دارم
 فسوں گو ہر چہ میخوانی کہ زہر از من فرود آید
 کہ من ایں تیر زہر آلود افسوں خوان خود دارم

۵

حسن از تو بر جسم گر کنی در مان در دامن
 کہ من شادم براں در دے کہ از در مان خود دارم

۵۲۶

اگر گل رفت گورو من گلستانے دگر دارم
 خلاف باغها من باغ و بستانے دگر دارم
 گلستانے چہ خواہم کرد کز یاد رخ دلبر
 بروں ایں گلستانہا گلستانے دگر دارم
 کہم ایں جان رسمی را فدائے جان دلبنداں
 مرا از مرگ بیمے نیست من جانے دگر دارم
 بیک کشتی کہ نوح ایگخت کے ماند جہاں سالم
 کہ زیر ہر مژہ چوں نوح طوفانے دگر دارم

حسن تو ایں جہاں ترک کافر کیش خود داری

۵۲۸

من این کافر دیها از مسلمانے دگر دارم

۷

به جان تو که چو جانیت غریزی دارم
 خیال زلفت تو ام هر شب شب قدر
 ز سلک خیل سگانت شدم تعالی
 بنزار جور کن لیک روئے خود بنما
 چه پاک گر همه آفاق دشمنم دارند
 گرم مقابل این در همه جهاں بخشد
 چو کچشم غریز تو آسپین خوارم
 هوای روئے تو هر روز روز بازارم
 کجا رسید باقبال عاشقی کارم
 ز روئے خوب تو آرامم اریا زارم
 کز انچه داشتنت دوست تر همی دارم
 همه جهاں بگذارم در تو نگذارم

۵۲۹

 اگر از حسن گنجه آیدت در گذراں
 که شرمساری او را شفیعی آرم

۷

دست کجا میرسد تا زلفت بر خویم
 قلب همه عاشقان نامزد دوست
 بنده شدیمت و لے تند شو عاثریم
 چند براں ایستی تا کنی ام غرق خویش
 کعبه اکوئے تو فبله ماروئے تو
 غیرت یعقوب بود دیده فرو بستنش
 در هوس پایے بوس عمر بسمی بریم
 قسمت ما کم کن ما هم ازاں لشکریم
 صید گرفتی و لے تیغ کش لاغریم
 آب دوشیم بست بگذر تا بگذریم
 اگر نمنائی تو روئے ما بکه روئے آوریم
 گفت چو یوسف گشت ما بکے نگریم

۵۵۰

 گر ز فراق حسن گم شده حیرتست
 ما که ترا یافتیم یافته حیراں تریم

۷

| | |
|--|---|
| <p>شکیوں رفتے بر رخ آں ماه بیدیم گویند که در سال نہانت شب قدر رُخ را چه صفت گویم و خط را چه توان از عارض و گیسو و زخدا نش بیگجا نور صحر عشرت و ہمتاب شب ہر از غیب ہر اں لطف کہ صورت توانست</p> | <p>مقصود دل المنستہ اللہ بیدیم من آں شب فرخندہ بیگماہ بیدیم آمینتہ صبحی بشبانگاہ بیدیم ہم یوسف و ہم رشتہ و ہم چاہ بیدیم از دولت رویش کہ و بیگماہ بیدیم یک یک ہمہ در صورت دلخواہ بیدیم</p> |
|--|---|

| | | |
|------------|--|----------|
| <p>۵۵۱</p> | <p>میگفت حسن چون برخ دوست نظر کرد از مات برستم چو رخ شاہ بیدیم</p> | <p>۶</p> |
|------------|--|----------|

| | |
|--|---|
| <p>روئے تو ہجو باغ می بینم تاز شوق دو چشم من چارت کبک را در ہوائے رقارت دل آتش گرفته دزدلفت می نخواہی کہ بوی من بجشی</p> | <p>ماہ را از تو داغ می بینم دورخت بہشت باغ می بینم شیوہ کبک و داغ می بینم گو بہر شب چراغ می بینم اتفاق دماغ می بینم</p> |
|--|---|

| | | |
|------------|---|----------|
| <p>۵۵۲</p> | <p>اے بازی گرفته شہرے را با حسن نیز لاغ می بینم</p> | <p>۷</p> |
|------------|---|----------|

| | |
|--|---|
| <p>من کہ از جسریارنی گریم یار من برق وار جست از من</p> | <p>بے دل و بے قسار می گریم لا جسم ابر وار می گریم</p> |
|--|---|

| | |
|--|--|
| راست چوں ابرجامر چاک زده گوهر گم شد دست از آن همیشب خاک از خون من نگار گرفت بند بندم جدا شد است امروز | در هوای بهار می گریم نووے آبدار می گریم بس که بے آن نگار می گریم کز جدائی یار می گریم |
|--|--|

۷

اے حسن راتو دیدہ روشن
ننگری تاجہ زار می گریم

۵۵۱

| | |
|--|--|
| من از دست گیر جہاں آگہم بہاں خود تحت تصرف شود زمن یوسف دور دارد زماں مرہ تو کجا شد کہ ہر شب مرا کشا دل از دیدن دوست ہم آخرا زین نسخ مژدہ دہ | کہ نصرت دہد بر جہاں ناگہم کہ بر تخت الفقر فخری شہم کہ بے اوست روی زمین چوں جہم دو عیدست یک غوہ آل ہم بدین نسخ امیدے بد کہ گہم ندائے اذا جاء نصر اللہم |
|--|--|

۷

من آں بادرا کز رہ اور شد
حسن وار از دیدہ خاک رہم

۵۵۲

| | |
|---|---|
| صبح را خوش باداے داشتم ساقیم چوں آفتاب می چو صبح یک نفس از بعد چندین روزگار | بتگیہا را کشاے داشتم راستی خوش باداے داشتم روزگاہے بر مرادے داشتم |
|---|---|

از ریش تند بادے داشتم
ورنه در خاطر فسادے داشتم
عشق مشفق اوستادے داشتم

دوست حاضر همچو شلخ گل دے
هم صلاح حال من بود آن قیوب
من بکشم لوح دل از هر دو کون

۸

از شب ما خوش چه پرسی ای حسن
صبح دم خوش بادادے داشتم

۵۵۳

باغ جلے خوش شد ست آنجا کشیم
ماچو سبزہ ہم سوئے صحر کشیم
بادہ ہم گل می کشد کشش تا کشیم
مرد وار از هر دو منزل پا کشیم
داغ بر رخساره من دردا کشیم
سائبان بر قبضه مینا کشیم
وز خط ساغر بران طغنه کشیم

خیز تا خوش خوش سوئے صحر کشیم
رخت خود چوں سبزہ بر صحر کشید
باغ از گل می بخشد دگل ز باد
چوں بیک ره سر همی باید نهاد
هم ازاں آتش که دی در مازند
پردہ پندار با را بر دریم
عقل را منشور عشق آریم پیش

۵

اگر حسن یکبارہ شد در می من
ما بزلف ساقیش بالا کشیم

۵۵۴

در نیم تنم ز دیدہ و سختن نیافتم
از دست آب دیدہ نهفتن نیافتم
ناگه خزاں رسید و شگفتن نیافتم

دوش از غم فراق تو خفتن نیافتم
بیار خواستم که کنم راز دل ہنای
عمرے چو غنچه بودم دل بسته در بہار

گفتم بگویش غم دل آہ سینہ سوز
در حلق من گرہ شد و گفتن نیافتم



گفتم برویش چو حسن خاک آستان
تر شد ز خون دل مژہ رفتن نیافتم



بر یاد نام نیک تو در نیک نامیم
تشریف ما، ہمیں کہ بداع غلامیم
شاہا میر سرائے لغت از ما کہ عالمیم
آں ترک را بجوئے کہ ما اہتمامیم

تو شاہ و ما اسیر مکند غلامیم
تعریف تو بقاعدہ خواجگی خوشست
گفتی چه حاصلست شمار از نعمات
چشمست بر نیم غمرہ جہانے خواب کرد



گفتم پنج بیت بیادست چو پنج گنج
ما خود حسن نہ ایم غلام نظامیم



نوشاب نے شکر را برابر بانگ نے کشیم
در زیر سنگ بو کہ بیاری مے کشیم
تا جام صاف پیش نیاری تو کے کشیم
تا داغ بے نیازی بر ملک کے کشیم
ہنگام آں رسید کہ سردی کے کشیم
ہم در ازل شکستہ شدہ چند بے کشیم

اے خوش فوارہ رنوائے کہ مے کشیم
اے یار مے بیار کہ دست طرب باز
گفتی کشید کین خود از چرخ کینہ دل
کے در عرب بمعنی داغست مے بیار
ہنگام بہار جوانی منسا ند گرم
پے در کمان کشند و لیکن کمان مات



آہ خیال دوست اگر کوئی اے حسن
درے کہ رنجی تو ہاں پیش وے کشیم



| | |
|----------------------------------|---------------------------------|
| امشب کند گیوے مشکینست در کشم | امشب از آن دوپسته شیرین شکر کشم |
| زلفت دل مرا ز نخلدانت ساخت چاه | امشب رس بگیرم و از چاه بر کشم |
| زین پیش گر ز نظم چو در تحفه کردی | امشب ز دیده بهر زنارت گهر کشم |
| روزے فشانده ام گهر از دیده بردت | امشب عقیق خد متیت از جگر کشم |

۷

دم دم کشیده چو حسن در دردت
امشب حریف من تویی آهسته تر کشم

۵۵۸

| | |
|----------------------------|-----------------------------|
| دے پرغوں و جانے مبتلا ئیم | چه با این پیشکش پیش تو آئیم |
| نگار اہم بخاک آستان | کہ خاک آستان را نشانیم |
| چہ نسبت حدر را با آدمی زاد | تو از شہری و ما از روستائیم |
| مگر یک شب بکوی غویش مارا | تو بخش جاوگر نہ ما کجائیم |
| جہاں دجرعہ جام تو شد غرق | نہ مادر یا کشاں ہم آشنائیم |
| نمے خواہم بجز زنجیر زلفت | از ہے دیوانہ عاقل کہ مائیم |

۵

حسن چوں از سگان در گہت شد
فلک گفتش کہ ماہم از شما ئیم

۵۵۹

| | |
|-----------------------|-------------------------|
| رخت آئینہ رنگ می بینم | خطبر آئینہ رنگ می بینم |
| لب شیریں و غمرہ شوخت | نسخہ صلح و جنگ می بینم |
| دل تو میکند زبردستی | دست خود زیر رنگ می بینم |

صلح کردم بهوسه دهننت چه کنم وقت تنگ می بینم

۷

اے حسن کے رسی بمنزل وصل
مربک بخت لنگ می بینم

۵۶۰

تو بہ کر دیم و باز بشکتیم
ہمچو زلف دراز بشکتیم
رود بگست ساز بشکتیم
سپاہ نیاز بشکتیم
ہمہ دندان آرز بشکتیم
قبلہ کج شد نماز بشکتیم

باز عہد نیاز بشکتیم
بس کہ دنیا لبتاں رفیقیم
زہد گم گشت دیں فدا کر دیم
دوش بارے صف رعونت را
یک طپا نیچہ بروے حرص زدیم
رہ غلط شد عنان بگر دایم

۹

چوں حسن جامے از صفا خوردیم
شیشہ نوش و ناز بشکتیم

۵۶۱

بر سر و روانِ توفدا باد روانم
تو از دل لجاں دوست تری لعل و جامم
یاروے نکویت چه بد افتد ز زیاغم
کیں شیوہ نکو دایم اگر یہ سچ ندانم
تا غاشیہ ردوش ہم پیش تو رانم
من مٹھڑہ آب ز دیدہ برسانم

خوش میروی اے شمع سراپردہ جامم
گر دوستی جان بود اندر دل کبرس
یکرہ بمن عمر زیاں کردہ بکن روئے
بگذار کہ باز ہم بروئے مگو عشق
راے سفرے داشتہ دوش بران خوش
آنجا کہ کند غمرہ غل غوار تو خوریز

ہمراہ شوم از سرِ اخلاص چہ گوئی
 یاسورہٗ اخلاص ہم از دور بخوانم
 زیرِ مایہ تو انم کہ شوم پائے ترا خاک
 بوسہ زدن از بیمِ رقیباں نتوانم

۵۶۴

ہرگز چو حسن دست نذارم ز غنانت
 واللہ کہ نماغم بہ از اں کز تو بسانم

۸

دیگر مدہ اے راحت جانِ دُردی در دم
 ہر شش جہتم عشق دغا باز تو بگرفت
 گردِ دعویٰ عشق تو کھم ہست مویہ
 نالہ بفلک بر شدہ و زخم نہ پیدا
 اے کاش کہ در راہِ سگان تو شوم گرد
 از خاکم اگر بادِ اجل گرد بر آرد
 کو بند مرا تو بہ کن از صحبتِ خوباں
 من مستم از اں بادہ کہ بر باد تو خور دم
 دشوار بروں آید ازیں ششدرہ زردم
 اینک بدور رخ ہر دو گواگو نہ زردم
 بیچارہ طیبیاں ہمہ در ماندہ زردم
 آں سخت نذارم کہ سگ کئے تو گردم
 گردے شوم و گردِ سر کئے تو گردم
 بسیار چینیں پند شنیدم کہ نکردم

۵۶۵

گفتی کہ حسن بادِ گرانی شدہ مشغول
 من در غمت از ہر دو جہاں فاغ و فردم

۷

گرا ز جورت بجاں بودم بین کاخر بجاں رفتم
 رقیباں را بشارت دہ کہ من زیرِ آستانِ رفتم
 کمندت را ہماں صدیم اگر در کعبہ ام بینی
 سمندت را ہماں گردم اگر بر آسمانِ رفتم

تو از تعلیم تیر خویش خونم را رواں کردی
منم شاگرد اشک خود که در رفتن رواں رفتم
چگویم راست چوں ابر بہاری در ہوائے تو
خروشنے صعب و بادے سرد و چشمے در نشان رفتم
جگر پر درد و رخ پر گرد و جہاں در تابتن در تب
چہ پر سی ہچناں زارم کہ دیدی ہچناں رفتم
خطا گفتم چہ بر خط و فائے تو نہ ادم سر
ز خار و خاک کہ اں جستم بباغ و بوستان رفتم



بیاد طلعت خوبے تو دیدم فال روشن را
مرافال حسن روداد من بارے براں رفتم



بکن اے شوق در مانے کہ از شوخیت در ماندم
غفا اللہ گر غبارے بود من از دیدہ بنشاندم
سواد زلف تو فرمان ضبط است از پئے دلہا
چہ پنہاں داریش از من کہ تا پایاں فرو خواندم
خیالت در سخن با من گہرمی سفت یک صبح
زہے در ہائے ناسفتہ کہ من در پایش افشاندم
باشک خویش گفتم روئے مردم ہیں مرو گفتا
دلہم خوں کردہ خون جگر می ریز من را ندم

۵۶۷

حسن دوش از غمت می گفت با صد ناله زاری
مرا از جاں جُلّائی به که از جا ناں جدا ماندم

چہ رویست ایں پری رویا که من حیراں آں ماندم
به پیوند تو دل بستم ز خود دامن بر افشاندم
ببای بر شدی کز روزا بالا سئ چوں سرے
تو بالا آدی و من بصد حیرت فسر و ماندم
خدا داناست کاں دم کز دیر تاں شدی طالع
مرا اخلاص واجب بود و من الحمد می خواندم
کلوخ راه تو بردیده نشاندم ز بن غفلت
چرا دیده نکنم و اں بجائے دیده نشاندم

۵۶۸

زبان خوش کردم از نام تو مانند حسن الحق
برانم در جهاں گاهے چو نامت بر زباں راندم

| | |
|--|---|
| <p>بیا که بگسلم از خویش و با تو پیوندم اگر دل از چو توئی بر کنم کجا بندم چو روزه دار بمباه نو آرزو مند تو چه نمودی و من خویش را در افکندم بهر چه می رسد از گرم و سرد خرمدم</p> | <p>کجا شدی که بصد جانم آرزو مند فرشته بُو و پری رُو و آدمی خوئی سر از دیر پیچه بزول کن که ابروان ترا گنه مرا نه ترا بود کز زخدا منت اگر پرسی گفتم دگر پرسی سرود</p> |
|--|---|

خلاف عہد بود گر گلے کنم غارت
بیوئے کردن گلزار نیست سوگندم

۷

نزد که چشم ارادت نہی بہ ہستی من
کہ چوں حسن نظر از ہر کہست برکندم

۵۶۹

مے از لب خم و نقل از لب نگار چشم
کجا ست شیشہ مے تا یکے ازاں بشیم
کہ پیش چرخ زبردست ست ز کشیم
امید دانگ نداریم با چہ مرد بشیم
کہ ما بنا خوشی روزگار خوش خوشیم
ہنوز از طرف مٹوئے والی جشم

دوئمہ گذشت بجز جام دہنی نکشیم
ہزار غصہ ازین ہفت شیشہ در دل ما
چگونہ دور مرادے توان کشید امروز
ز شش جہات جہاں بنیم ہر ہر مہر
خوشی زان روز در رود شش خوش باد
چرا کنیم زغم روئے خوش صاحب چس

۹

حسن در اندہ شامست یا شت تا ہر روز
بعمر کوتہ خود تازہ روئے صبح و شیم

۵۷۰

دیں اسیر زلف شد ایساں بہم
آں بروں ناید مگر با جاں بہم
تا دہانش بشکنم دندان بہم
خصم را با چشمہ حیواں بہم
مصر را آتش زدے کفیاں بہم
خال و خط بوالعجب با آں بہم

دل فدائے دوست کردم جان بہم
عشق با جاں در تن من جا گرفت
از لبست لا فصدف یا رب کجاست
ماہ من خط و لبست شرمندہ کرد
یوسف اردیدے فروغ روئے تو
نیکو اں ہستند لیکن آں تراست

اگر بجائی دل کہ از تیسر تو خست
چشم تو با خط خون ریز تو یار
خدمتے پیش آورم پیکاں بہم
ترک میں مست آدہ فرماں بہم

۶

بر حسن رحمے کن آن ہندوی تست
اون تنہا جگہ ہندوستان بہم

۵۷۱

یعنی نظر بصورتِ خوباں چرا نہم
بر دیدہ عیب گیرم و بردل خطا نہم
من جائے کفش چشم خودش زیر پا نہم
پردانہ دار ہستی خود را فنا نہم
ایں یک دل خراب شدہ چند جا نہم
روزے ز درست دیدہ تراز در بلا نہم

ہر لحظہ جان شیفتہ را در بلا نہم
ترک خانی آفت جاں شد خطا نہم
موزہ چو بہر گشت پیادہ بدر کشید
اگر پرتو جمال تو یا ہم شبے چو شمع
لبے چکان زلف پریشان چشمست
میگفت بار ہا دل بد روز من مرا

۹

گویند ایں قصیدہ پیش حسن بخواں
داغ دگر چہ بردل آں مبتلا نہم

۵۷۲

ہر چہ زان در دہندہ پندیریم
کہ نہ ما مردمان تزویریم
ہر کجا عشق شکر و شیریم
ما گرفتار نفسہ زیریم
ہیچناں شر مسافر قصیریم

مادر دوست قبلہ می گیریم
ساقیا مردی کن انچہ کہ ہست
ہر کجا زہد آتش و آبیم
خلق آفاق شعبہ زوراند
جاں بیایش فشا ندہ ایم منور

مصلحاں می کشد ناں از طعن
مطر باز را بخانه نتوان بُرد
شیر گردوں بگردانز سد

ماز شوق سماع می میریم
خانه در کوئے مطرباں گیریم
ما سگ آستانہ پیریم

(۵۶۳)

اے حسن ماز اہل تحقیق تھیں
گرچہ ظاہر ز اہل تخت سیریم

(۷)

ساتی ز خار سر گراںم
جانیت مرا بلب رسیدہ
آوارہ حسن خانہ زادت
اے ماہ زمیں بیار دورے
گفتی کہ ستارہ توسعت
در قیمت من چہ می فزائی

مے دہ کہ بلب رسید جانم
بارے بلب قدح رسام
آوارہ کست ز خانام
مفریب بدور آسمانم
من طالع خود بہ از تو دانم
واللہ کہ ہر سچ ہم گراںم

(۵۶۴)

گر داغ نہی سگان خود را
من بندہ حسن در اں میانم

(۷)

اشکے چو عقیق از اں فشانم
از دست تو نالہ چوں توان کرد
گر تیغ زنی تو می توانی
از پائے میفکن این چنینم

کز لعل تو میدہد شام
مہرب تست بردہ نام
من آہ زدن نمی توانم
چوں دست گرفتی آنچنانم

| | |
|---|---|
| برابروے خود گرہ چہ بندی در حق تو ام گمان فضل است | من بنده نه مرد آں کماغم شر منده مکن ازیں گماغم |
|---|---|

| | | |
|-----|---|---|
| ۵۶۵ | گفتی که دل حسن که آزد از غمزه پرس من چه دانم | ۶ |
|-----|---|---|

| | |
|---|---|
| لے دست گشته سبیله جانم غم تو کاں برابر جانست تا شنیدم لب تو میگوشت گر بگردانیم بهر کوئے طاقت دیدن رخ تو کراست تارے از زلف خویش تحفه فرست | خاک پائے تو آب حیوانم زود جز برابر جانم من ازاں تو بهایشما غم من ازل کوئے رو نگردانم من سکیں شنیده حیرانم جمع گردان دل پریشانم |
|---|---|

| | | |
|-----|--|---|
| ۵۶۶ | چند پرسی که چیت حال حسن قصه اوست اینکه می خوانم | ۶ |
|-----|--|---|

| | |
|---|--|
| چشم گزروئے دوسته تر داریم خون دل ریختیم شسته نشد هنر و عیب ما چه می پرسی ناصحا پند ما چه خواهی گفت چند گوئی ز دوزخ و ز بهشت | اگر شود چشمه دوست تر داریم داغهای که بر جگر داریم همه عیبیم این هنر داریم هر چه گوئی ازاں خبر داریم ما جز این غم غمسه در داریم |
|---|--|

۵۷۷

حسن گفت از درم بگذر

ما جز این در کدام در داریم

۵

چشم مست بنامی کشدم
طاق محراب ابروان شما
گرچه مہلت حیات می بخشند
چشم بستن نداشت سود مرا

بار با گشت و بازی کشدم
در میان نسا می کشدم
مژہ ترکست از می کشدم
چشم بستم چو بازی کشدم

۵۷۸

گر حسن شد ز عشق بیچاره

چه کنم چاره سازی کشدم

۶

کجا راضی شود جانان بدین جانے که من دارم
کرا ہماں تو اں خواندن بدین خوانے که من دارم
روا باشد مرا گر خون جان خود خورم زیرا
غم این جان نخواہد خورد جانانے که من دارم
دل من حالے آورد دست برہر مئے از بھش
فراہم کے شود حال پریشانے که من دارم
دریدہ دامنہ دارم بخوں آلود پنداری
گریبان گل سرخست دامنہ که من دارم
دل پر آتشم شد از حضور دوستان بستاں
خلیل آباد میخواند بستا نے که من دارم

مرا ایمان غم یارست مذہب عشق و دیں سستی
خداوند افریدی وہ بامیسا نے کہ من دارم

۸

دریں غم چوں حسن دارم ز خود سیر آمدہ جانے
کہ ذوق زیستن دارد بدیں جانے کہ من دارم

۵۷۹

رویت (ن)

دور کن این عقل دور اندیش من
عشق پیوند منست و خویش من
صورت ناخوانده آید پیش من
زخم تیر ترک کافرش من
چوں شود حال دل درویش من
کہ فراہم خواہد آمد ریش من
چند می ریزی نمک بر ریش من

ساقیا جام مے آور پیش من
من نہ پیوندم بخویشاں بعد ایں
سورہ خواہم کہ خواہم در نماز
اے مسلماناں مرا قرباں نہاد
میل او بر مال و بر عقل است و دیں
تالیش ہر بار میریزد نمک
ناصحا چوں نیست پندت سودمند

۵

اے حسن چشمش اشارت می کند
نوش می خواہی منال از نیش من

۵۸۰

وے مرہم درد دل فکاراں
اے دوست چنینی کنند یاراں

اے آرزوئے امیدواراں
از دشمنی انچہ بود کردی

دیوانہ شدم چو سایہ داراں
از دل نرود بروز گاراں

تا سایہ زلف را گزیدم
اینہا کہ تو میکشی بریں دل

۶

تا کے گذری حسن بر آں در
چوں بر سر کشت خشک باراں

۵۸۱

نہ دل ز تو خبرے یافتہ نہ دیدہ شاں
ہماں دلیل کند عشق آفتاب و شاں
چو روز شد شوم از ہر قرۃ تارہ شاں
ز ہم نشینی خوش خاطر ان خوش نشان
ہر اقبالہ ز فرم است ز فرم شاں
سماع در سر من رقص جبارہ کشاں

منم ز دست تو دامن بخون دیدہ کشاں
چو ذرہ زار شدم در ہوائے تو آری
در آرزوئے تو ام ہر شب ستارہ شاں
طریق زہد بیک پے ز خاطر مہرجاں
کنون کعبہ من کوئے مطرباں گشتہ است
بیاد روئے تو در روز رقتم بیند

۷

حسن ز جام لب تو خسار ہا دارد
اگر حریف نسا زیش جرعہ بچشاں

۵۸۲

غرق بلائے عشق تست ایں دل قبلے من
خیمہ بروں زد از جہاں صبر گریز پائے من
ماندہ پیرہ عدم حاجت ناروائے من
اشک زدواں من نگر صوٹ باجرائے من
حلقہ گیسوئے تو بس سلسلہ دعائے من

اے ہم نشادی دلت از غم و از بلائے من
بر دل من چو شمع شد عشق دراز دست تو
آہ کہ بر امید تو عمر گذشت و ہچناں
قصہ محنت مرا شمع و بیان چہ حاجت
قبلہ جان من توئی کعبہ چہ کار آیدم

لاف و فائے تو زغم بس قدم سگانت را
خاک چرانمی شوم خاک بریں فائے من

۴

اینست خطا که چوں حسن بوسه دم در ترا
پیش کمال عفو تو سهل بود خطائے من

۵۸۳

منم امروز و عشق مهر ویاں
تا نهادم بیائے خواباں سر
من سگب آستانه عشقم
گرچه بر رخ زخون دل جویت
گوئے صد زخم بیش خورد منور
با گل ار خلوتے کفم گردو
دل گرفتار سلسله مویاں
لقبم شد سر سخن گویاں
آدمی کرده پری رویاں
دل و جانم فدائے دلجویاں
ہست پیش رکاب شہ پویاں
خار تا محرم از زمیں رویاں

۴

پا بدریائے عنسم نهاد حسن
دست از آب دیدگان شویاں

۵۸۴

بتاں سلطان ملک حسن مادر سلک درویشاں
ولاد امن فراہم کن کجا ما و کجا ایشاں
شوم از کج درویشی پئے نظارہ شاں بیروں
مگر بیروں ز نظارہ نیامد قسم درویشاں
ندامت تاچہ خواہد آں دلارام جسگر خوارہ
ازیں مشتے جگر پالودگان چند درویشاں

در آد عشق و عظم برد و ناورشش پشیمانی
 پشیمانی کے آید گرگ را از غارت میشاں
 کسے کاں ترک ترکش بند را دل وادندشید
 کش از بند مہیاں گیرند یا از کیش بدکیشاں
 اگر تو با عنہم لیلیٰ بر غبت خویشے داری
 چو مجنوں فرد باید شد ہم از خوشی ہم از خوشیاں

۷

حسن در پائے خواباں سر بجا شد فدا کردی
 نکو اندیشہ کردی علی الرغم بد اندیشیاں

۵۸۵

بر یاد لببت خلعے خوں از جگر آشاماں
 سر در سر کارت شد نہ سر شد نہ ساماں
 کے در تو رسد ہر گز این دیدہ تر داماں
 کاں قوم بلا سوزند شوریدہ سر انجا ماں
 عاشق صفتاں عاجز خواباں ہم خود کا ماں
 تا نام تو در ناید در دفتر بدناماں

اے درہوس رویت گل چاکر دہ داماں
 سر گشتہ بسے گشتہ بہر سر و ساماں
 اے خشک فرومانہ عقل از در دیدار
 اے خواجہ مروچنیں پے بر پے عشاقش
 نا بود چنیں بود ست این خستہ دل سکیں
 برو جہ نیکو رویاں نہ ہند برات تو

۷

بازار حسن گرمست از آتش عشق تو
 این دود کجا خیزد از طائفہ خاماں

۵۸۶

سر شک لعل مرا میں بگو عقیق ترست این

سرشک نیست نگارا نشانے از جگرست این
 گر آفتاب و ستاره نظیر روئے تو گویم
 ز بندہ عیب مفرم تفاوت نظرست این
 خیال سبز خطت کہ ماند در نظر من
 مزید باد این رویزید فی البصرست این
 دل از ہوائے تو گشتہ تمام مشرق و مغرب
 زہے کہوتر ہمت ہنوز نیم پرست این
 ز روز وصل تو ماندہ بشام ہجر دریغ
 دم چو صبح ازاں شد کہ شام بے سحرست این
 شنیدہ کہ شبے نیست بعد روز قیامت
 شہم کہ روز ندارد قیامت دگرست این

۷

اگر رقیب تو پیر حسن چہ ماند بریں در
 برات روئے دہ اور اچو کہ خاک درست این

۵۸۷

قد تو تیرست یا شمشاد یا سرو چمن
 لفظ تو خوشتر بود یا دُر یا عقد پرن
 موئے تو باریک تر یا معنی دُبار من
 چشم تو غوریز تر یا ترک مست پر فتن
 وصل تو خوشتر بود یا عمر یا جاں در بدن

روئے تو ماہست یا خورشید یا برگ سمن
 ابروت کج تر بود یا ماہ نو یا دور چرخ
 زلفت تو تار یک تر یا روز من در عشق تو
 زہرہ تاباں تر بود یا مہر یا پیشانیست
 ہجر تو بد تر بود یا مرگ یا تن بے رواس

فتنہ روئے تو یا عمر بہشتی یا ہے یوسف مصری تو یا سلطان خیاب غنق

۵

طرہ اتیرتاب تریاتاب آتش یا دلم
حسن تو دلگیر تر یا عشق یا شعر حسن

۵۸۸

لالہ بہ میان یا سہیں کن
مے را و پیالہ را قریں کن
اے ماہ من آن کیت زیں کن
آں سرکہ کہ ہست انگلیں کن

ساقی دم نقد را کمیں کن
خورشید ہلال را قراں دہ
زد زردہ آفتاب جولاں
رو را چہ ترش کنی سخن گوئے

۶

صد حرف حسن بگوش داری
آخر بیک ابر و آفریں کن

۵۸۹

در جگر خوردن جگر خوارم کن
از تو زیں بہتر طمع دارم کن
ابن جنیں یکبارگی خوارم کن
من کہیم آخر ہماں یا دم کن
در شکنج او گرفتارم کن
من کن گفتن نمی آرم کن

من کہ غم خوار تو ام خوارم کن
روزگارم زیں بہتر خواہی کہ است
گر گم خوانی بنواں سنگم من
اول از یا بیت تقصیر سے نبود
زلف مشکن اگر گرفتار سے ترس
زخم ظلم خود ہمہ بر من میار

۵

چوں حسن از ہجر زارم کردہ
از سلام خویش بیس زارم کن

۵۹۰

| | |
|---|---|
| بیا کہ باز نشست ایں دلم بچوں خوردن تو آفتابی و من صبح می توان دانست زیر سایه خود پرورید زلف تو ام کنوں مبارک باد طوفان هندستان | چه شد که باز نمی ایستی زخون کردن که بے تو من نتوانم نفس بر آوردن غریب نیست ز هند و غریب پروردن که طوطیاں را آموختی شکر خوردن |
|---|---|



ز ہے حسن کہ بد نیال نوائے عشق زنی
 که قمر یانت غلامند طوق در گردن



اے ترک گلرخ بیش ازین درد و دلم حاصل کن
 اے جان و دل چندیں جفا بر عاشق بیدل کن
 خواہی کہ حال عاشقان آشفته نبود روز و شب
 برگرد ماہ عارضت زلف سیہ حاصل کن
 از صل جاں بخشائے تو بوسے تمنایم کنم
 اے صاحب روئے نکو منع دل سائل کن
 رفتی و بادخواہ من پیوستی اے آرام جہاں
 من چوں ہوا خواہ تو ام امید من باطل کن
 جاناں چہ رفت از من خطا تا قصد خونم کردہ
 بے جرم خونم رنجتین بد باشد اے غافل کن
 اے عیب جوئے عاشقان ہستی ز عالم بے خبر
 من غرقہ در بحر غم تو خندہ بر سائل کن

۵۹۲

مانند یارِ خوشن و دیگر کجا یا بد حسن
جز برد یارِ یار من اے سار باں منزل کن

کیست از یاراں کہ دارو در جہاں یارے چنیں
دل ندارم در جہاں از عشق دلدارے چنیں
گل اگر چه داشت رخسارہ بصد پردہ نہاں
ہم نزدیک پردہ بروں ناو در خائے چنیں
کبک در گزیر پا آورد چندیں تخته سنگ
وانگہ از یک تخته ناوردو رفتارے چنیں
دوش در خون غرقہ گشتم تا خیانت دادوست
اللہ اللہ شب چناں و روز بازارے چنیں
امشب آمد جام مے را جائے بکف کردہ یار
مرحبا جائے چنیں جائے چناں یارے چنیں
میڈ ہم جان را بجاناں گردہد پیما نہ پر
عاقبت پیما نہ پر خواہ شدں بائے چنیں

۵۹۳

خوب کن کارے حسن جانان ز گفتار حسن
زانکہ جوئی و نیابی خوب گفتارے چنیں

| | |
|--|---|
| اے باد ازاں بہار نسیمے بارسا یعقوب وارد اسفائے ہمینہم | وشت حریف گشت ندیے بارسا زاں یوسف زمانہ نسیمے بارسا |
|--|---|

اگر یک قنوج یا بی نیمے بارساں
ہر ہر صفت کتاب کریمے بارساں
از لب امیدار مژدہ جیسے بارساں
زاں روئے یک سیاہ گیمے بارساں

از پنچہ لبش کہ لطافت برست ختم
بلقیس وار ہر پرستیم باز دور
از حسن او بخوف رجائیم و مبدم
از خلعت مراد کزاں در رسد بتو

۴

نظم حسن بیک نظر زگرش در آ
یک ایک صحیح کن ز سقیمے بارساں

۵۹۳

بکشا قبا و پیرہن ما قبا مکن
لے ماسگان داغ تو رسم خطا مکن
ایں نیل را بگوشہ خورشید جا مکن
آں نیل چشم زخم کند مر ترا مکن
در شست او فاد و زوش را مکن
تغویز جان اہل دست زیر پا مکن

لے ترک کر خنائی چندیں خطا مکن
داغے برخ نہادہ بر رسم خنایاں
باسینہ کہو و مہ از جائے میسر و
گفتی کہ نیل کردہ ام از بہر چشم زخم
دل راست بچو تیر بر اوں رشکیش من
زلفت کہ شد سواوش طو بارساں در آ

۴

لے حاجت حسن تو حاجت روا کنش
اگر از تو جز تو خواہد حاجت روا مکن

۵۹۴

باہم نفسان خود آخر نفسے بنشین
یک روز فکری تو از بازوئے من بالیں
من خود نزیم بے تو نہاں کئی پروں

اے آئینہ جا نہاد خود منگر چندیں
صمد شب نگریدستم از حسرت تو تار و
بادوست گپہ خندہ پیدانہ کنی دندان

| | |
|---|--|
| اے دل تو صلا در وہ گرے ندیدار کا یارست قبولے جان تا کیت قبول او فرما کہ شیریں رگشت بجای طاب | اے جاں تو جگر خوں کن گرے بخت کیس یا سینست دل قرآن ناصیت ایس تخت ہمہ چیزش خبر دوستی شیریں |
|---|--|

۷

مسکین حسن ست ازوے سز فقر مسکین
یکشب نشد او ساکن در مسکن امیں مسکین

۵۹۶

| | |
|--|--|
| اے ملک ہمہستی گرد سر درویشاں خاک قدم ہر یک در دیدہ روشن کش دست ہمہ عالم را پہات کہ گرد آرد گفتی کہ چرا نبود پیوند بخویشاں در کیش نکوناماں من راست ترا تیرم تو نرم دلی یارا از سخت دلاں بگذر | سر اے سراں زیند خاک قدم انشاں اندیشہ نیکست این کوری بدانیشاں چوں موج زندناگہ خوں دل درویشاں خویشی چه محل دارد در عالم بخویشاں چوں تیر برون حبتہ از صحبت بکیشاں با گرگ خطا باشد گرگ آشتی میشاں |
|--|--|

۷

بیا خطا کردی باز آئے حسن کنوں
روئے بزمیں آور درویشی درویشاں

۵۹۷

| | |
|--|---|
| اے دیدہ ہا یکے نظر کن گرد رخ خود بکش خط تر دے کہ بگوش تست نشاں اے جوی بہشت چشمہ خضر | از موج دو چشمہ ماحذر کن گلزار حیات تازہ تر کن آں زہرہ اتابک قمر کن ایک روز بسوئے ما گذر کن |
|--|---|

| | | |
|--|--|---|
| اے بادلب رسیدہ جانم تا کے غم جاں غوری حسن خیز | اے جان عزیز را خبر کن دل خوں شد و حیلہ دگر کن | |
| ۵۹۸ | معشوق مزاج چوں دگر کرد تو نیز مسلج خود دگر کن | ۵ |
| اے برده روئے خوب تو صبر و قرار من دریاب کز فراق تو جانم بلب رسید طوفان شدست گرد من از آب دیدگا وقتست گر بعین عنایت نظر کنی | دے گشته ہیچوز لطف تو آشفته کار من اے راحت رواں و خداوند کار من اے نوح وقت من نظر کن بجار من کاند رخم تو سو ختم اے غمگسار من | |
| ۵۹۹ | امشب دگر چلو نہ بروز آورد حسن کامد نماز شام و نیامد نگار من | ۶ |
| آں سروراکہ دیدی رفت از برم خراب زیر خاک رہ اگرچہ دامن ہی کشد او مجلس مجلس اول چوں شمع بدستاده رقعارش انطراوت چوں ماہ صبحگاہی عود از ہمہ صفتها هست از دوزلف او خوش ور از قبول پُرسی خود بہترین عیت | بے اُبدن نہ طاقت باو شدن شساب من خاک راہ اورا در میکشتم بدایاں منزل بمنزل کنوں چوں ماہ شد خراب رخسارش از کنوئی چوں یاد نیکناہاں از شکش از سوزد باشد یکے زخاں اقبال بردرا و از کمترین عنایاں | |
| وصفش حسن کند کو اندر سخن تاست | | |

| | | |
|---|--|---|
| ۶۰۰ | وصفہ کہ بہت پیروں از وصفہ نامتالیاں | ۵ |
| اے آفتاب نیکیاں آخر شہم را روز کن اے صبح وہ لبت بار من کرنی بری از ہر بر اے از شہب گیسوئے تو ہر شب مرا فدیے دگر گفتی بہاں آمدن روزے شوم روزی تو | شام امید خلق اصبح جہاں افروز کن اے شمع جاہنا کار من گر میکنی از سوز کن پردہ زخ یکسو فلکن روز مرا نوروز کن اے روز من بے تو چو شب آں روز را اموز کن | |
| ۶۰۱ | مرغ ہوائے تو حسن صید تو شد حاکم توئی خواہی بدارش در نفس خواہیش دست آموز کن | ۷ |
| اے دوست کیزانے بادوست شاد نشیں مائیم و مجلس مے زانوزہ صراحی ہم جام شکر میں کُن ہم محل شکر افشاں بے آں دوزخ نہا شد روے مراد روشن آخر بوقت ہجر اں تعجیل بود چنداں میدان عیش خالی تا کے بود نکارا | ما را قرار باتست از ما فرار گزیں امروز یہاں شوزانو برار و بنشیں ہم خانہ غنبریں دار از زلف غنبر آگیں بے آں دولب نگرود کام حیات شیریں اکنون کہ روز وصل ست تاخیر حسیّت چندیں گوئے طرب در افکن حال زمانہ می میں | |
| ۶۰۲ | بندہ حسن چو بنوشت اوصاف حسن رویت بخت از طریق احساں کردش ہزار تحسین | ۸ |
| اے جان برت دورم دورم ز برت اے جان | جہاں شدہ ام بے توبے تو شدہ ام حیراں | |

| | |
|---|--|
| در دے زغمت دارم دارم زغمت درے بیچارہ من مسکین مسکین من بیچارہ باتو سخن گویم گویم سخن با تو جانے زہاں دارم دارم زہاں جانے | درماں نکنی دانم دانم نکنی درماں شاداں نزد م یکدم یکدم نزد شاداں فرماں نہ کنی دانم دانم نکنی فرماں بتاں و بدہ بوئے بوئے بدہ و بتاں |
|---|--|

| | | |
|-----|--|---|
| ۶۰۳ | ہر دم حسنت گوید، گوید حسنت ہر دم اے جاں زغمت مردم، مردم زغمت اے جاں | ۶ |
|-----|--|---|

| | |
|---|---|
| خوشست ارچہ نتوان نگہ داشتن بیک پلہ صد جاں بیک پلہ تو دے را کہ بازلف افتاد میل ترا ختم شد جعد در پیر من کشیدی اگر تیر خود در دلم کہ مردنم گرنہ حاضر شوی | وجود تو در جاں نگہ داشتن تہینست میزاں نگہ داشتن بزنجیسر نتوان نگہ داشتن شب قدر نہاں نگہ داشتن خوشتم ہم بہر یکاں نگہ داشتن حد کیت ایماں نگہ داشتن |
|---|---|

| | | |
|-----|--|---|
| ۶۰۴ | حسن مے بہ پیمانہ عشق کش نہ شتر طست پیمانہ نگہ داشتن | ۷ |
|-----|--|---|

| | |
|--|---|
| سایہ شب حجاب ماہ مکن خط شبگوں بر آفتاب کش زلفت را جائے بر سر بریدہ | ماہ در سایہ کلاہ مکن روز بر عاشقاں سیاہ مکن دزد را سوئے گنج راہ مکن |
|--|---|

| | |
|---|---|
| ننگہ داشت آئینہ نقشت در من آتش زدن گنہ باشد منزلے نو بگیر ہر روزے | ہیچ رواند و نگاہ مکن تو بہشتی و شی گناہ مکن آفتابی تو کار ماہ مکن |
|---|---|

| | | |
|-----|---|---|
| ۶۰۵ | بشکستی بظلم عہد حسن ایں دلیری بعہد شاہ مکن | ۶ |
|-----|---|---|

| | |
|---|---|
| نگہ میدار یا راحق یاراں ہمہ امید ما در برقع تست دل من یک جہاں غم دار و ازیار توئی کہ عشق آن بہاے میگوشت بوقت گریم خندہ تو معافست اینکہ نام در تہوت | بجی دوستی دوستداراں برار امید ما امیدواراں دو چنداں از ملا متہائے یاراں چو من مست عقل ہوشیاراں چو خورشیدے کہ خند روزباراں نشايد منع بلبل دیہاراں |
|---|---|

| | | |
|-----|---|---|
| ۶۰۶ | حسن ہر شب حسینی وار گوید کجائی اے قرار ہیستہاراں | ۷ |
|-----|---|---|

| | |
|--|---|
| پیش لے یوسف عہدار نہ نیسے برسا چوں تو جانے من سوختہ خود نرسد زلف تو برد دل آگاہ نشد مشالہ تا تو رفتے من بیچارہ بصد فوجہ گری | ما مقیم در تو گشتہ تو در شہر کساں ہوسے می پزم آخر چو دگر بوالہوساں شب چو ہم خویش بود و ذو چہ عیساں ایں دعا خواستہ ام ہر نفس از ہنہنساں |
|--|---|

یارب آں یار مرا گرچہ چو یاراں ہرگز
از برائے لب تو خواست نفیر عشاق

ایک سلامتی نرساند سلامت برساں
بہر شیرینے میخیزد شور مگساں

۵

از خساں چشم مزین خیز چہ جائے آنست
جائے در چشم حسن ساز علی الزغم خساں

۶۰۶

کردم جگر از درد تو خوں از تو چہ نہاں
راز سے کہ دروں بود مرا دیدہ برون داد

خوں را بجمہ دارند نہاں من ز تو دارم
اے تنہف من ہمہ کار چو کارم

خوں کز مرثہ افتاد بروں از تو چہ نہاں
اے محرم بیرون و دروں از تو چہ نہاں

این من آلودہ بخوں از تو چہ نہاں
بایک نفس افتاد کنوں از تو چہ نہاں

۷

آں قاعدہ عقل حسن جملہ فروشد
آوازہ برآمد مجبسنوں از تو چہ نہاں

۶۰۸

ز دست آں خط شبگون کہ بر مہ میکشد جاناں
مسلمانی بفسر یادست فریادے مسلماناں

مجنباں اسے صبا زلفش کہ بہت آسایش دہا
مشور آں روزگار خوش بدیں مشتے پریشاناں

خیالش گر خواہد جاں بشیرینی بر افشاغم
ترش روی نیاید کرد اندر روئے مہماناں

بر آغم تا بجای بازی نہم سر بردش امشب

درش گربوسه نتوان زد بوسم پائے دربانان
 چه رختها کند یارم چو گرد آگه از کارم
 دے احوال درویشاں که گوید پیش سلطانان
 پشیمانم که بے اوزیتتم هم پیش او میرم
 شنیدم تو به مقبولست آنجا از پشیمانان

۴

حسن گر عشق میوزی چنین بر دل چه میلزی
 بیک دل در نمیگنجد غم جان و غم جاناں

۶۰۹

طاقت نماند ما را بے رویار بودن
 تعلیم گیر اول مانند خوار بودن
 گر بایت چو مجر در صدر یار بودن
 کاند ر غم عزیزان تا چند خوار بودن
 از مردی نباشد مردم شکار بودن
 حاصل از آن چه دارد ناپایدار بودن

عمرے گذشت تا کے در انتظار بودن
 اگر تو بباغ وصلش خواهی چو گل کشی سر
 از سوز سینه دم دم دودے بر آتش غش
 کو پیک تا پیامے از ما بگل رساند
 اے ترک تیر غمزہ بر ما چه میکشانی
 در برق میں کہ کہ تیر افگند بمردم

۴

خیز اے حسن که جاں را در بانقش
 کار سیت بد نباشد دنبال کار بودن

۶۱۰

جز بردنت ایستاد نہ توان
 آنجا نظر فساد نہ توان

دل جس پر غم تو داد نہ توان
 روئے تو بہشت عارفانست

| | |
|--|--|
| گفتی غم باز دل بروں کن شطنج وصال تو تو اں برد بیہات کہ پیل بند عشقت تاسہو نیفتدت بازی | چیزے کہ دے داد نہ تو اں بے تعبسیہ مراد نہ تو اں آساں آساں کشاد نہ تو اں لُخ برُخ تو نہ ساد نہ تو اں |
|--|--|

۵

ہے بے چو حسن روی دریں راہ
بے رہبر اعتقاد نہ تو اں

۹۱۱

| | |
|--|---|
| الاے مونس جان غریباں رقبیاں گرد تو ہر یک بلائے چو راجہتا نصیبت آمد امروز خلاصی بخش دلہارا ازاں لب | ز درد عشق تو عاجز طیبیاں بلا باد بر جان رقبیاں یکے بر پرس حال بے نصیبیاں کہ شب دشوار باشند بر غریباں |
|--|---|

۷

حسن را بس خوش افادست باتو
کہ خوش باشند با گل عندلیباں

۹۱۲

| | |
|--|--|
| خواہ صلائے خوف دہ خواہ بشارت اماں آدمی پری صفت چوں تو نیا فتم دگر شیر فلک نیاورد طاقت تیر غمزاہات تا نصیبت در تخم بے تو نفس کجا ز غم اے بدو لعل چوں شکر زبدہ اولیں بشر | ہر چہ مراد تو بود ہست مراد من ہماں بصفت پری چہ آزاد میاں شوی نہماں من چہ کج کہ چوں تو بے بر چو منے کشد کجاں کیست ازیں نفس مرا بانفس دگر ضماں و اے بدو چشم جانتاں فتنہ آخر الزماں |
|--|--|

من بچد کہ از خدا جز تو نمیکنم طلب
روئے نیاز بر زمین دست عابر آسمان



نزد تو آورده حسن قصه عجز و بیکیسی
تو بکمال مرحمت بکس عجزش نمان



سینه بر آورده آید فرو ریخت خوں
ہر سحر آتش زند بر فلک آب گوں
راہ نپرسد کہ چند باز نگوید کہ چوں
پیشہ ہمیں داشتست تیشہ زن میتوں
دل شدگان کے روند از درد دلبر برون
ما بشما میرسیم نحن بکم لاحقون

عشق نہ فتم بے صبر ندارم کنوں
نائب آہ منست قصہ غور شید زان
عاشق صادق کسیت کو بریاضت رود
بارغم عشق را همچو ستوں پایدا
مورچہ در شہر ماند مرغ در اطراف باغ
اے دل لے جاں شما ہمہ دلبر شوید



نیست عجب گرد و ست بازی الحسن
ہمت تو ہر ہمت رحمت اور ہمنوں



خوں شد دل دیوانہ ام زلفت بیازی ہچیاں
آخر رسید افسانہ ام شب را دازی ہچیاں
از جو چشم کافرت گشتم چو خاک کے بردرت
واں خال ہند و پیکرت در تر کتازی ہچیاں
گرچہ ز ناز بے عدد کردی سجد بندہ رو
من میکنم از اشک خود رخ را نمازی ہچیاں

تو ہر شبے در خواب خوش دور از تو من اندوہ کش
من در فراقت شمع و ش در جا نگداری بچپناں

۷

غم با حسن دماز شد آشوب شب آغاز شد
در ہائے رحمت باز شد و آن عشق بازی بچپناں

۶۱۵

من از نماز خشت مستم بیاے مست نماز من
دروں دیدہ آکز دل بروں افتاد راز من
بست می ساخت کارم پیش ازین کنوں نمی سازد
ہم آخر کار خواہد ساخت روزے کار ساز من
چگونہ شکر گویم ایں سعادت را کہ پیوستہ
مستم از بندگان تو توئی بندہ نواز من
در اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامتت دارم
مگر چوں قامت خوبت قبول افتد نماز من
بقامت فتنہ شد شہرے زہے قد بلند تو
ز زلفت تازہ شد عمرے زہے عمر دراز من
سر و کارے کہ من دارم اگر از عاقبت پرسی
ہمہ محمود خواہد شد چو تو هستی ایاز من

۷

حسن بر صبح میگوید کہ اے روزم بتور روشن
بکن نماز مقبولت شبے بشنو نیاز من

۶۱۶

| | |
|---|---|
| <p>بندہ رویت ہر عالم چو من درچہ افتادم چہ می پرسی رسن جان من نشیدہ حب الوطن خواب خوش ناید گسں پیرہن من مقررم بر خطائے خویش تن گیسویت را مشک گفتم بر شکن</p> | <p>اے زگلزار رخت عالم چمن بستہ زلف و زرخداں تو ام جانخواہم جز کہ اندر کوئے تو عشق ندیدم بر خلل در اعتقاد ہرچہ بد گفتم تو خط عفو کش قامتتہ را سر و گفتم بر گذر</p> |
|---|---|



کے قبول خاصہ و عام آمدے
گر نہ نقش حسن تو بودے حسن



مشکے کہ کشید آں بت بر برگ گل نسریں
ترسم کہ ز مشتاقاں ہم دل بہر دہم دیں
آں شاہسوار اینک آمد بکنار صف
بنگر کہ ندیدیستی ماہے بمیان زیں
وانہ کہ چناں شاہے گر رخ پہ بساط آرد
و صحبت او ہرگز پا کج نہ بد فرزیں
دانم کہ دعائے سن نہ پذیر دو تنگ آید
خلقش چو دعا گوید آہستہ کتم آئیں
یار از لب شیریں گر گوید سخنے یا من
فرہاد صفت بد ہم جاں زال سخن شیریں

حیف است ازین حالت باند عیاں گفتن
گر نذهب ماداری با مرده گو تلفتین

۵

گفتی چو حسن شنیم در زاویه درویش
گراز سرهستیها برخاسته بنشین

۶۱۸

با من نمی سازی دے اے یاد تو دمساز من
امشب که همراه تو ام چوں صبح بخشار از من
که که سرے میباختم در کوئے تومی تاختم شکستی ساز من
بانا خوش می ساختم بر هم شکستی ساز من
زایر و کمانے ساختی بر ما خدنگ انداختی
از خویش دورم ساختی اے ترک دور انداز من
در سینه دارم تب ز تو خلقے پراز یارب ز تو
اے مردغم امشب ز تو یاد آیدت فردا ز من

۷

گفت حسن از تست بس هرگز نه گفتی کینفس
کاینک گرفتار قفس مرغ سخن پرداز من

۶۱۹

مه عیدست و فصل گل قلع از باده خدا کن
رخ چو ماه خود بنما و عید ما دو چندان کن
برویت عشق از اں بازم که در کویت سر اندازم

من از تو عید می سازم تو از من بنده قرباں کن
 بہار عالم افروزی یکے خمیہ بصر از من
 سوار شکر آرائی یکے رخ سوئے میداں کن
 سرت گردم بہ روز عید رسم گوئے می باشد
 سر خود گوئے گردم من تو زلف خویش چو گل کن
 بجنباں لعل میگوں خرد را ہوش یکسو نہ
 بغلطاں چشمستانہ فلک را دیدہ حیراں کن
 وفا خوب آید از خواں اگر ایں آیت ایں بہ
 بہ بیداد تو ہم شادم اگر آں بایت آں کن

۷

اگر فرما یدت دلبر کہ چوں دل در میاں نہ جاں
 حسن تو بندہ فرمانی کمر بر بند و فرماں کن

۶۲۰

ندانم تا چہ خواہد کرد عشق یار من با من
 دل غمخوار من با من غم دلدار من با من
 چہ خوش جائیست غم گزست ترک مست من با من
 چہ خوش جائیست غار ارست یار غار من با من
 مرا و راز دولت یار و یار غار من عشقش
 آہی یار او با او بدار و یار من با من
 نگہ میدارم از گیشوش یک مولے مسلماناں

بوقت مرگ بگذارید این زنا را من با من
 بنائے ہر امیدم باز میں مہوار شد آخر
 چہ کینہ داشت یارب بخت نامہوار من با من
 شکارے افگناں ہر سو کہ خواہی بارگی میاں
 مرا افتادہ بگذار و دل افکار من با من

۷

نخواہم حاجت خوش بچو گفتار حسن از تو
 اگر حجت نخواہی ساختن کردار من با من

۶۲۱

نخوری غم غریب بطریق عکساراں
 قدم بصف یاری گدے بسوئے یاراں
 بوجد گر پئے من کند دعائے باراں
 ز تو بشکند گل دل چو دل گل از بہاراں
 چو سراستین مقلس ز بجائے قرض داراں
 تو داسے تا بر آید غرض ہسیہ اراں

چہ فادکت نیفتد نظریے بسوئے یاراں
 چہ شدت کمی نیاری ز سر زنگواری
 سوئے زابدان عالم خبرے برید پاس
 بہ تو خوش بود زمانہ چو زمیں بسیرۂ نو
 صنما بقائے گل میں ز صبا دریدہ دامن
 من و عالمیت چل من با امید و نشستم

۵

حسن ارکند گنا ہے بکرم نہ بخش اورا
 کرم شہاں بہ بخش گنہ گنہ کاراں

۶۲۳

کوئے بتاں نظارہ کن تجانہ اسلامیہ
 گردین دل غارت کنند احمد شد زین میاں

اے آنکہ محکم بہتہ کعبہ پرستی را میاں
 خواں فریم میدہند استغفر اللہ زین سخن

اے دوست من بست تو ام در باغ فروم ہم
 مرغ کہ جذب زین ہو آتش نذر آشیان
 یک رہ سوئے گلزار شو با جامہ نیلو فری
 آگل بصد جابر و پیرا ہنہ از پرنیاں

۹

جاناں کجا تاب آورد جان حسن باہشت تو
 رواہ مسکین را چہ تاب از حملہ شیر زیاں

۶۲۳

ساقی سوئے مایکے گزر کن
 حلقم کہ زلفت و تاب شکست
 از قفل شیشہ غفل انگیز
 من خود ز غم بہت خرابم
 چوں میدہیم جگر گوی
 اے چشم و چرخ نازیناں
 از بوسہ لب مرا شفا دہ
 عشق آمد و صید کرد دل را
 جاں را ز حیات نو خبر کن
 یک جرعہ مے بریز و تر کن
 و این سخت مرا ز خواب بر کن
 جامے بدہ و خراب تر کن
 نقام کہ کنی ہم از جگر کن
 یک رہ یہ نیاز ما نظر کن
 و ز خندہ شب مرا سحر کن
 اے عقل تو فکر خود دگر کن

۷

بایجبہ عشق زور نتوان
 تا بہ توان حسن خدر کن

۶۲۴

کنوں کہ باغ ز گل تازہ شد گل از باران
 طراوت لب مشوق بگ غنچہ بست
 چگویم آن رخ خوئے کردہ را بنام از د
 ہوئے بادہ بجنبید در سہاراں
 نسیم طہرہ اور روزگار عطاراں
 گل آناں برو چیدہ قطرہ باران

وگر نہ شیوہ من نیست کار بیکاراں
بیاد آشتی کن ز نو بختاراں
بمرحمت نظر کن باین گرفتاراں

چو دورم از شکر او بروزه مشغولم
کجائی اے کہ در زابداں ہی پُرسی
توئی چو سرور آسیب فتنہ آزا

۷

حسن ز طاق دو ابروت قبلہ میازد
مگر قبول شود طاعت گنہ گاراں

۶۲۵

شکر خداوند را اذهب غدا الحزن
بوئے گلایش بہر درد و سرمن ز من
اگر دمہ آویختہ طرہ توبہ شکن
کعبہ ما کوئے او کعبہ مرغان چمن
تا کہ بدو حاضر غایم از خویشین
یوسف من بانست من چکنم بہین

نوش لبہ در رسید ہوش برفت از حسن
روئے چو گلبرگ او تر بگلاب عرق
بر گل ترکاشتنہ سبزہ مردم فریب
مخ بگل عاشقت ما بگلستان او
قاعدہ اتحاد لازمہ عاشقی است
پیرہن ہستیم از تن من بر کشید

۷

این چہ حدیث باز کز تو بروں میفتد
تیغ بلا بر سرت لب کشائے حسن

۶۲۷

لب بلہم بر نہ و جاں تازہ کن
شب قدح دادہ آں تازہ کن
عمر کہن گشتہ شاں تازہ کن
پردہ بر انداز و جہاں تازہ کن

پردہ بر انداز و جہاں تازہ کن
اے شدہ دل از لب میگو نیست
بوئے ازاں بادہ بعشاق بخش
بے رخ تو تازہ نگر و جہاں

| | |
|---|---|
| از تو دم خسته خار بلاست بر ورق حسن خود از خط و خال | بر گل تر خط اماں تازه کن حجت نو ساز و نشان تازه کن |
|---|---|



اے حسن اندیشہ اغیار رفت
باز سر عشق و سلاں تازه کن



رسم عاشق چیت جاں در عشق جانان باختن
ہم بیک داوختیں کفر و ایساں باختن
بر بساطِ عشق بازی قائمست این تعبہ
از بتاں دل بردن از اصحابِ لُجاں باختن
این دل گردیدہ رسوا چہ بازم در ریش
پاکبازانند و انجا قلب نتواں باختن
ذرہ را گفتم کہ رقصت این کہ پیدا کردہ
گفت عشق آفتابِ انگاہ پنہاں باختن
نقد جاں در ششدر عشقش بنہ عیار وار
این چنین نزدی غمی شاید ہر ساں باختن
گیسوئے او بردم منصوبہا آورد کج
عاقبت او برد با چندیں پریشاں باختن
کعبتین چشم غلطانی و باز بہا دی
تو حریف شوخ چشمی با تو نتواں باختن

۶۲۹

۷

اے حسن باز اے از زلف و زرخندان بہاں
پیر گشتی خوب ناید گئے و چو گاہاں چہستان

کار عاشق نیست بے معشوق چندیں زیتن
بے لب جاں پرور او مردنست این زیتن
گفتیم در عاشقی در باز دیں و دل بے
خز دیں مذہب نشاید بے دل و دیں زیتن
وہ چہ شیریں آمد از فرہاد جاں دادن بے عشق
تا قیامت بعد از اں بر نام شیریں زیتن
من بروئے تو ہی بنیم جہاں از من مرو
زانکہ ذوقے نیست بے چشم جہاں میں زیتن
ہر زماں از شرم نمی میرم چسگویم خود بگو
تا چہ بے شرمی است این بے یار چندیں زیتن
گر بیانی مے خورو، سیچ از غم ما غم محض
عاشقاں را عادت است اے دوست گلین زیتن

۶۳۰

۷

مرگ سکیں واردہ یارب حسن را پیش دست
چوں کرامت کردیش پیوستہ سکیں زیتن

دل خوں شد و ز چشم تراں دلبر بہا ہچناں
عہد و وفا کمتر شدہ عشوہ گر بہا ہچناں

ساحریدی در دلبری احمد شد دید مست
 آن ساحریدها برقرار آن دلبرها همچنان
 از شهریاں دلها بری لشکر کشتی خونها خوری
 در شهر زینساں بنیت در لشکرها همچنان
 هر بار می پوشد دلم از صبر بر خود پرده
 دال چشم شوخت میکند پرده درها همچنان
 تا سر بریدی زلف را موئے نه سنجیدی ز ا
 زنا بر بریدی و لے آن کافرهای همچنان
 گر غزه خونریز تو در خون جانم شد چه شد
 هست آن لب جان بخش را جاں پرورهای همچنان

۸

اگر از لقت آه حسن هر هفت دریا خشک شد
 در چشمه چشمش نگر در وے تریها همچنان

۶۳۱

بجا افتاد کار من در یغاورزگار من
 دریغ میخورم هر دم در یغاورزگار من
 نه آغم شده اندم شد در یغاورزگار من
 کمی پرسد کرد گویم در یغاورزگار من
 چه روز است این که پیش آمد یغاورزگار من
 چه شد آن زندگانی با در یغاورزگار من

زمی گشت یار من در یغاورزگار من
 زهر دریا که من کردم جوے کمتر نشد درم
 نه دل در غم قرینم شدن دلبر من نشینم شد
 بته بودست دلجویم کنون حسرت یوم
 بجائے نوش نیش آمد بلا بر جان نیش آمد
 کج رفت آن جوانیها ماندان کار منی با

| | |
|--|--|
| چہ ناخوش روزگار ست این دیار روزگارِ سن | بترس از گل کینار ست این مے بگذر خار ست |
| <div data-bbox="159 288 283 405">۵</div> <div data-bbox="304 277 718 421">غمی کز سینه میرید دل از جان دست میشوید حسن ہر روز میگوید در یغار روزگارِ سن</div> | <div data-bbox="750 288 874 405">۶۳۲</div> |
| <div data-bbox="138 437 480 708">اے مرد ماک دیدہ آخر نظرے کنوں نوں شد مگر ابرویت اں خال قطر بنوں من جاں بدیم پیشیت گز گذری قانون اصحاب حرم مبنی دیوانہ تراز مجنوں</div> | <div data-bbox="553 437 895 708">بے لعل لب ت پر شد چشم ز دورِ کنوں ابروے تو خوش نقشے اں خال اں بالا قانون طبیبانست غم خوردن بیمار اے لیلی اگر محمل را فی سبوح کعبہ</div> |
| <div data-bbox="169 745 294 861">۵</div> <div data-bbox="325 724 718 868">مردم چو حسن آرم از دیدہ و دلِ پیشیت اشکے چو عقیقِ منخ انظمے چو دورِ مکنوں</div> | <div data-bbox="750 745 874 861">۶۳۳</div> |
| <div data-bbox="138 900 480 1171">بے چہرہ و گلرنگش عالم ہمہ خار ستاں چو راند سوائے خانہ شد خانہ نگار ستاں آں شوخ چو بنماید روئے چو بہار ستاں چون نہ نہاں گردد در گردش کار ستاں</div> | <div data-bbox="553 900 895 1171">اے سرو سمن بومیں روئے چو بہار ستاں چوں رفت بباغ اندر شد باغ باز جنت ہر جا کہ گلے باشد از شرم فوریزد در سوئے شکار آید خورشید ز رشک او</div> |
| <div data-bbox="169 1208 294 1324">۷</div> <div data-bbox="325 1187 718 1331">کم لاف حسن چندیں از جامہ زید خود جام لب میگویش بے نوش چہ کار ستاں</div> | <div data-bbox="750 1208 874 1324">۶۳۴</div> |
| <div data-bbox="138 1362 480 1426">آرے لطافتے کہ تو داری کراست این</div> | <div data-bbox="553 1362 895 1426">سرویت قامت تو ز باغ کہ خاست این</div> |

اے عالم خراب نہ سادہ چہاں است
برخیزہ خط ہمیشگی انجا خطا است
ایں درد را دو مطلب لا دو است
خول کرد و دیدہ میر و دم ز کجا است
ناگہ خیالات آمد گفت آشنا است

ہم سبکلت پریشاں ہم نگر تو سرست
رویت کہ ہست مصحفی از آیت جمال
بادل حدیث عشق تو میگفت دل چہ گفت
معلوم شد جرات ظاہر ہر آنچہ بود
شب بودہ ام بخون جگر آشنا کنان

۵

دلبر بچشم دل زمیاں رفت صبر کن
از ہیچ کس منال حسن کر خداست

۶۳۵

برده لعل لب تو آب ہمہ جو ہریاں
میشوی طالع وز ہر طرفی شتریاں
چہ کنم غارتیانند ہمہ لشکریاں
ذکر غبی تو افسانہ شاہ پریاں

اے کہ از شرم زخمت روئے نہفتہ پریاں
مشتری می طرفی دارد از افلاک تو ماہ
لشکر غمزدہ تو دین مرا غارت کرد
شب ہمیشہ غم عشق تو ندیست

۵

حسن از جملہ جہاں روئے ہیں درد دار
لاف ازین درتواند زدن ہر دریاں

۶۳۶

بگرفت جہان دل بر رسم جہانگیراں
یکشہر غلام او بر رسم ہمہ میراں
ایں فتنہ ز چشم بود اے خانہ او دیراں
از کوئے کہ می آید تو بہ شکن پیراں

آں جان ہمہ عالم داں میر ہمہ میراں
دل مست بدام او بر بستہ بدام او
عشق ز کجا افتاد تا کرد دم پرخواں
ایں کو دک نورستہ چوں سرور رواں یازاں

| | | |
|---|---|-----|
| ۷ | بایندہ حسن گرچہ پیوستن او خیر است پیوستہ مسلم باد از آفت شریراں | ۶۳۷ |
| دور کن این عقل دور این پیش من عشق پیوند منست و خویش من زخم تیر ترک کافر کیش من چوں شود حال دل درویش من کے فراہم خواہد آمد ریش من صورتش ناخواندہ آید پیش من | ساقیا جائے بیاور پیش من من نہ پیوندم بخویشاں بعد ازین اے مسلماناں کند قرباں مرا میل او بر مال و عقلست دین تا لبش ہر بار میریزد نمک سورہ خواہم کہ خواہم در نماز | |
| ۷ | اے حسن چشم اشارت میکند نوش میخوای منال از نیش من | ۶۳۸ |
| ہند سر بر خط آں خامہ من دہم بوسہ بر مہر آں نامہ من نگینہا از این ہر دو بادامہ من کہ بے تو چو گل میدم جامہ من چو گرد آرم از اشک ہنگامہ من ندارم سر خاصہ و عامہ من | اگر یابم از تو کیے نامہ من بیاد دہان چو انگشت ریت ہم از مہر آں مہر بیرون کشم کجائی تو اے باد آراستہ نظارہ کند چرخ ہنگام شب سرے دارم از بہر تیغ تو خاص | |
| ۷ | حسن دار روزے رسم عاقبت بکام خود از یار خود کامہ من | ۶۳۹ |

لافساز دم خاصاں زن تنگ عیاست این
تو نیک نیشی دشنام تماست این
تو در طلب سیمی اندیشه خامست این
بتاں قدح در کش یا تر و حرامست این
اے تحت نری ز قہر بگریختماست این
تو پوئے نمی یابی آخر چه ز کامست این

اے مدعی کمدان آخر چه نکلاست این
بیار بدم گفستی بسیار بناید گفت
من بر قدم فخر سر یافخر است این
چوں دور نیست اینک ریزم عینها
بر اوج شربا بین کسب که درویشاں
پُر شد ز گل نظم هم مشرق هم مغرب



نامم که حسن باشد از عالم غیب آمد
هم نامورے چوں من دان که چہ ناست این



نه در اندازہ شریعت منہ در حد زباں
این قدر مست که دیوانہ شدند آد میاں
روح چوں بند کمربش لبش بستہ میاں
کار سودا است کہ سود بود گاہ زباں

این سعادت کہ گنج دیدش از دور عیاں
آدمی بود پری بود ندانم کہ چہ بود
عقل چوں در شدہ در خدمت او طغی گشت
گفتم اورا کہ ز سودا زباں دیدم گفت



زباں آمد از آسیب غمش جان حسن
گوئی که بوسہ بدہ مرده خود راز دہاں



یا جنبش آن سرو من لجے نیست این
من سچ ندانم ز کلام حق نیست این
اے مدعیان قصہ آن پیر نیست این

بوئے دل من بردنیم نیست این
سرویت کہ چوں در دل عاشق بخراشد
چشم ہمہ پر نور شد از گرد قبایش

| | |
|---|---|
| زیر پیش یک غمزہ بکشتت جانے اے عقل چه لشکر کشی از توبہ و تقوی دی یک غزلے در دفراد نظرش بود | اے دل سپر افکن کہ ہاں تیغ زنت است این بگریز ادین ترک کہ لشکر شکنت است این میگفت بیار این طریح حسن است این |
|---|---|



جان را چو شکر از لب جاناں نتوان داد
فریاد بداند کہ چه شیریں نخت است این



| | |
|--|---|
| جاناں ظلم محراب نہادی چه باشد این روزے ہزار بار دل از دست عشق تو گفتم کہ دل بند بہ بدگفت دشمنان شہرے ز پند من بصلاح آمدند باز | از خط و عہد دور فدا دی چه باشد این فریاد کرد و داد ندادی چه باشد این دل سستی و زبان کشادی چه باشد این تو ہم ہاں طریق فساد دی چه باشد این |
|--|---|



ہر لحظہ سینہ حسن از ناوک مرہ
خستی و مرہی نہادی چه باشد این



| | |
|--|--|
| زہے محراب شرع و قبلہ دیں تو بر تخت نبوت شاہ بودی ترا آں روز شد بنیاد این کا خدایت شکرے دادہ ز قرآن الا اے مردم چشم دو عالم | نبوت راز تو امرکان سکین برس قصہ نشہ بود و نہ فزین کہ آدم بود بین الماء والطین پس آنگہ قلب آں شکر چہ یاسین ایکے در حال مایچا رگاں ہیں |
|--|--|

دعا ہائے حسن در دین و دنیا

۵

بآسین تو مقرون باد آسین

۶۴۴

گل تو میرسد نے شکل سرو خانہ خیزست این
 چہ جائے گل کہ بوئے آں بہار شک یزست این
 نگارم آفتاب حسن رویش قبلہ گاہ جاں
 طلوع آفتاب از سوئے قبلہ رستخیزست این
 چو خوبان عرب محل نشیں آمد بیا مطرب
 بہ نسبت از عرب چیزے بگو وقت حجیزست این
 مرا غمزه زباں میگفت تا کے لاف این تقوی
 ترا سچوں نمازست آں و اما تیغ تیزست این

۹

حسن در وصف عشق پانیمشروند منربازان
 تو خواہی در پناہ توبہ بگریزی گریزست این

۶۴۵

روایف (۹)

جاں بصد جاں کمتر مولائے تو
 اے سرت گردم کہ گشت از رائے تو
 دلو خوں بالاست از جوزائے تو
 ترک فرماں گفت از طغرائے تو

اے بہ خلوت گاہ جانہا جائے تو
 راے سرگردانی من وداستی
 تا کم بستی تو چشم آفتاب
 تا خط آوردی تو سلطان خود

تا کشاید بندے از یکتائے تو
دست آں نبدد کہ بوسم پائے تو
تا گیس میرانم از حلوئے تو
اے جهانے چوں حسن شیلے تو

آسماں چوں بندہ در خدست دوست
بر رکابت بوسه خواهم زد و چو بخت
دستبوس ارنیست دستوریم ده
مدتے شد تمامه نوگشته



این غزل آرایش ہر نیم راست
راست چوں زبہ جہاں آرائے تو



خون دل من آب کرد آتش اشتیاق تو
روئے برائے تو کف کار بافتنق تو
شمع بلا کشم کیے سوختہ فساق تو
دل ہمہ داد صبر را داد بخت طاق تو

آہ کہ سینہ سوز شد آہ من از فساق تو
رائے بکشتنم زدی روئے پیچ از انک من
یہ کہ بیکدم کشی ز انک من اندرین میاں
ابروئے بختت اے صنم طاق فدا دہ لاجر



مر حسن شکستہ نامہ روزگار میں
روز گذشتہ و شبے لذہ ہم وفاق تو



در درّ ناب ریختہ یافت ناب تو
تا وقت صبح ماو غراب رکباب تو
صحیہ دمیدہ وے چوں آفتاب تو
من باشم وے کہ تو کردی خراب تو
دانی کہ فراق باست میان جواب تو

کل خواہم از جان وئے چوں گلاب تو
اشب دیدہ و دلم از میہاں شوی
روزے بہ بنیم آں شب اندوہ خویش را
خواہم کہ در خراپ من سرد روں کنی
گفتی جواب خوش دہمت نہ تو خود بیا

۶۱

گفت حسنِ خوشت که گویاش کرده
در وصف و مدح کرم مالک رقاب تو

۶۳۸

رخبختی سیم و زور ریخته در پائے سرو
صبر بوده زیاد قامت زریبائے سرو
کرده ز گل خرمغی رست ببالائے سرو
ویدہ مکروست باز جز تماشاائے سرو
تا کہ نہ بیند فلک سایہ بالائے سرو

خلعت نوروز میں راست ببالائے سرو
شور فگندہ مرغ خندہ شیرین گل
سرو قدال جا بجا دیدن سرو آمدہ
نرگس ہر مست تو تا کہ در آمد ز خواب
ابر منظر کناس بر سرِ باغ آمدہ

۶

یک گرہے بر کشا از سر زلف دو تا
کار حسن راست کن چوں قد تخیائے سرو

۶۳۹

نور و تاب اس گل نشان روئے تو
چشم کشادہ دانش حیران روئے تو
مرغی کہ خو گرفت بہستان روئے تو
پروانہ شمار ز دیوان روئے تو
ما پاک تدبیر و مسلمان روئے تو
مائیم چند روزے مہمان روئے تو

امروز ماہ باغ و گلستان و روئے تو
دی چوں باغِ فتم ز گس تا وہ بود
پرواز کے کند بہوائے بہشت بیش
خورشید را کہ شمع فلک شد خطاب او
خلفے ز زلف کافرت ارگم کند راہ
رو تازہ دار اے گل دلہا کہ ہنچ مرغ

۷

جاناں نوائے خوش ز حسن خواہ زانکہ او
خوش بلبلیست بر گل خندان روئے تو

۶۵۰

| | |
|---|---|
| دو غسل تو کہ مرا میدهند جاں برد تو گیسواں بیاں بسته وز پریشانی ہلال و قوس قزح با چناں بلند بہا اگر قلم نہ دہانت صفت کند ہر دم مرا کہ چشم چو چشمہ شد است گر آئی غرض توئی ز جہاں ہر دو در نہ خود ہنہ | دلے و جانے دارم قہائے شاں ہر دو نکردہ کم سر ہوئے ازاں میاں ہر دو چو ابرویت نکشید نزدیک کماں ہر دو بزخم تیغ فرو برش زباں ہر دو نثار سرور و روانت کمن رواں ہر دو بیک پیشینے ارزوم جہاں ہر دو |
|---|---|



بہائے بوسہ میخواست از حسن دل جان
بیا کہ او بنو بخشید را نیگاں ہر دو



بانائے نوائے عشق را پروہ کجا و ساز کو
پس سراغتاد تو درت ہم ایاز کو
قص و سماع شوق را صوفی خرقہ باز کو
اکت ہمہ صفہ صفا پست قناد راز کو
ساز صلاحیت شدیں سوز جگر گذار کو
مائدہ خود تسم شد چاشنی نیاز کو

اے دل اگر تو عاشقی نالہ جاں گدا کو
گردم عشق میننی چوں پسر سبکتگیں
حرقہ ہستہ کہ ہست از سر سرخی کشی
دوش من خراب را راز بباد داد دل
نقش سجد بر زمین نقد دعا در آستین
اے ببا طرازی کا سہ کجا پریم شدہ



ہست طراز نیستی زیب قبلہ معرفت
اے حسن ارتواں قبا یافتہ طراز کو



غوش کا نیست کہ پیوستہ کیس دارم ازو

چشم مستش کہ دلے گوشہ نشین دارم ازو

| | |
|---|--|
| تسخ برداشت اگر خوں و لہم خوابد نیست یار بدہر کہ با ما مہم کیں می و زرد حاصل ہر دو جہاں در سرو کاش کر دم | گورواں باش کہ مقصود ہمیں دارم از تو با کہ گویم من دستہ کیں دارم از تو آخر الامر دنیا و نہ دیں دارم از تو |
|---|--|



اے حسن نامندہ ام بندہ آل خانم علی
ملکت لئے زمیں زیریں دارم از تو



بیا در مان درو من کہ در ماندست جاں بے تو
مذارم با جہاں کارے چہ کار آید جہاں بے تو
توتا چوں ازار چشم مشتاقاں شدی قائب
نمی خواہم کہ بنیم بیش سوئے آسماں بے تو
اگر چہ راحت اندر زندگانی گفتہ اند اما
چہ بے راحت کسے کو زندہ ماند یکزماں بے تو
مرا بے تو مضیلاں در سرو خار و خشک دریا
نکو تر یا معاذا شد بہار و بوستاں بے تو
بہستان و باغ ہم میفرستی من نمی خواہم
توئی بہستان باغ من چہ خواہم کرد آں بے تو
نخن اندر بہشت است اے گل و گلزار من و شد
عذاب جاوداں باشد بہشت جاوداں بے تو

حسن راہزداں کوئی چہ برستی زباں بے من

۶۵۴

۹

تو گل ابلبل آں بہتر کہ نکشاید زباں بے تو

زہے شرمندہ گلبرگ تراز تو
بنہ لب بر لب جام و مرادہ
چو سروے رستہ اندر دل ما
نہ خوبے چوں تو خیزد در ہمہ شہر
اگرچہ غایبی از روئے ظاہر
مرا ہر شب بیا دروئے خوبت
مرا کشتی و این بد کردن امر تو
ہمہ در روئے تو حیراں بالندہ

حلاوت و ام کردہ شکر از تو
اکہ ہم نقل از تو گیرم ساغرا تو
کہ یار کو خور و جز من ہرا تو
نہ چا بکتر بجز بملہ لشکر از تو
بیاطن نیست کس حاضر تراز تو
گل و لالہ دم در بستر از تو
چہ نیکو میر و دای دلبر از تو
اکہ خواہد داد روز محشر از تو

۶۵۵

حسن کہ سر نہد در پات کہ روئے
نہ سردارد در بلیغ و نہ زرا از تو

۷

قد تو سرے عجیب دیدم مہ تاباں برو
آنچہ رخسارست تو آوازہ است باں خطوش
گر قدر روزے خضر را بر لب شیرین چشم
دی کہ میرفتی تو عقل من مرا انصاف دان
زلف جہاں آویز چشم دلتاں نہا من
گفت مشاطہ روم رویش بیا را ہم چو مہ

روئے تو ماہی و خورشید فلک لرزاں برو
یا گل سوریست رستہ جا بجایاں برو
وہ کہ تا چوں تلخ گرد چشمہ حیواں برو
کاینچناں کو میر و عاشق شناساں برو
تا تن خاکی بریں خوبی نشاندجاں برو
چوں حریر سادہ ہست از مشک کفر ماں برو

۷

لب ہی خاید ہمہ روز از فراق او حسن
تا چہ حد دارد الہی بخت بد و ندان برو

۶۵۶

مصرف بادعین کمال از کمال تو
سیارہ را سپند کند بر جمال تو
ریحان توئی و عالم خاکی سفال تو
عیدے دگر کنیم زہر یک ہلال تو
جائے کہ ہست فتنہ روئے تو خال تو
دورخ فراق تست بہشت مصال تو

فال مبارکست نظر بر جمال تو
ہر صبح دم بر آتش خورشید آسمان
جانان توئی و جان جانے طفلست
گر بنگریم ابرودیت لے ماہ یک شبے
مردم چگونہ سرکش از خط عاشقی
بسیار خواندہ ام صفت دفرخ و بہشت

۸

مکیں حسن خیالے ماندست در غمت
زاری کمال ہمیشہ بنزد خیال تو

۶۵۷

دیدہ شود گر شبے آں بُخ ہمو ماہ تو
سنا پاد مباد کج گوشہ آں کلاہ تو
تا بدعا بدل شود کینہ داد خواہ تو
اے من یک جہاں من خاک شکار گاہ تو
از تو گر بزر کردہ ام و آندہ در پناہ تو
من کم جاں گرفتہ ام بہر مزید جاہ تو
تا بدعا بدل شود دعوی داد خواہ تو

میکشتم ای دو دیدہ را سر ز گرد راہ تو
اے ز ازل قدر حاجت قبائے نیکی تو
در عصا بچین روئے کشادہ اندر آ
تو کہ شکار دوستی خون مرا چہ عزت است
بندہ خویش را چہ انا مگر زیر پاہی
اگر بہلاک عاشقان کار تو پیش میرد
در عصا بچین روئے کشادہ اندر آ

| | | |
|--|---|------------|
| <p>۵</p> | <p>برگنہ کی میکنی عذر کہ میکنہ طلب اے ہمہ طاعت حسن گرد سر گناہ تو</p> | <p>۶۵۸</p> |
| <p>کفر سر کیوش میں سرمایہ ایساں درو روحیت در ظاہر بشر و جانیاں حیراں درو ایک بنہ میں خسرو ش صد شہ جیواں درو چشم از ہمہ خویز تر از غفر تر کتاں درو</p> | <p>لعل دارا نعم نگر آرا مرگاہ جاں درو حوریت و صورت قمر انجم از وزیر و زبر و ظلت زلفش مو رو گرد لعل ناب او زلف و خط مردم کشش این چرخ قتال</p> | <p>۶۵۹</p> |
| <p>۶</p> | <p>خود گیت بیچارہ حسن تا خون او ریزد کے یکشت خاکست او بے از یاد جان جاں درو</p> | <p>۶۶۰</p> |
| <p>ویرانہ غریباں گلزار و گلشن از تو بر چشم من قدم نہ اے خانہ روشن از تو قمریت بودے من طہقے بگردن از تو بسیار شکر گفتم بادوست دشمن از تو حقا ذخیرہ دارم صد جانیں تن از تو من مستم دوستی تو از مے و من از تو</p> | <p>اے شمع آشنائی ما چشم روشن از تو اے دیدہ مردمی کن جہان من شواہب تو باغ عاشقانی اے کاش تا قیامت اے دوست تا دلم را کردی بکام دشمن چہ پاک اگر زمانہ جاں از تخم برآرد بر خیز تا کہ ہر دو رقصہ کینہم یک جا</p> | <p>۶۶۱</p> |
| <p>۶</p> | <p>جان حسن مرخاں زیرا کہ ہستی اے جاں تو پاک دامن از مے او چاک دامن از تو</p> | <p>۶۶۲</p> |
| <p>و رہا اے دادہ ہم باش گو</p> | <p>گر غم قسمت کنی غم باش گو</p> | <p>۶۶۳</p> |

| | |
|---|--|
| عقدِ عقلم گرفت از انتظام گردلِ غمخوار کردی غرقِ غول از غمت ہر زخم کا یہ برد روئے تو دیدنِ چو صبح آرزوست بے لب رخسار تو راحت کجاست | عقدِ عشق تو محکم باش گو آں دلِ غمخوار خرم باش گو ہر کر دلِ نیتِ بغیم باش گو ورزبانے نیتِ یکدم باش گو جوئے خضر و باغ آدم باش گو |
|---|--|

۷

مہرہ ہراز از حسن بر میچینی
بر مجھیں ایں مہرہ در ہم باش گو

۶۶۱

| | |
|---|--|
| در دست چرخ خانہ بہائے سرا گو اسیم گرو سلاح گرو چار پا گو صقہ گرو رواق گرو بار جا گو قزعاں گرو تغا گرو آسیا گو شادی گرو ملیج گرو زیر کا گو حجت گرو قبالہ گرو ماجرا گو | ماہیم یک قباشدہ آں یک قبا گو اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہاں ویم گر میہاں بیاید جائے نشست کو شرمندہ مانڈا زپے ترتیب نان شاں کس نیست تاکہ کوزہ آبے دہد مرا یک خانہ پر کتاب کنوں کا بندے ٹا |
|---|--|

۵

حالم زبے نوالی اکنوں چناں شدہ
بر خلق می نہم چو حسن خویش را گو

۶۶۲

| | |
|---|--|
| ہم نشین و ہم نفس ہم دوست او می نگجند ہچو گل در پوست او | دل بدو دادیم چوں دلجو ست او چوں صبا بر ہر کہ روزے بگذرد |
|---|--|

معتبر نبود پریشان گوست او
عالمے بدگویش نیکوست او

دل ز زلفت او شکایت میکند
ہر کہ خواہد یار نیکو رو اگر

۹

گر کسے را بہت در عالم کے
مرحسں را ہر دو عالم اوست او

۹۶۳

دام ہستی بر در مرغ بلار را دانہ شو
دہ بدہقانں را کن شخوہ ویرانہ شو
در صفات کیسوانش صد باباں چنانہ شو
اے خردمند جہاں گر عاقلی دیوانہ شو
مرداں پیاں نئی دنبال این پیمانہ شو
گر فسانہ میشوی با سچاں افسانہ شو
خواہ شیر کعبہ خواہی سگ تجانہ شو
خویش کن از خود جدا و ز خویش ہم گمانہ شو

اے حسن عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو
حاصل عالم چہ پسی عشق را کیش علم
در مقالات خرش چوں مینہ یکے دوش
زلف او زنجیر شد دیوانگان عشق را
ظاہر اندر جامہ زہدی و باطن سوئے جام
جاں شیریں در رہ جانان بدہ فرادوا
پنجیہ ہمت قوی کن طوق زنجیر استوار
در رہ دلبرمنہ بر خویش و بر بیگانہ دل

۹

کار مردانست بر روئے نکو عاشق شدن
اے حسن عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو

۹۶۴

آب حیوان در زخندان دارد او
آں ندارد ہر کسے کاں دارد او
میش زان اکنون دو چندان دارد او

قوت جاں در لعل خندان دارد او
در ہمہ عالم نظر کردم بسے
انچہ یوسف داشت در حسن جمال

| | |
|---|--|
| دل بسختی پہچو سنداں دارد او عاشقاں را باغ و بستاں دارد او بے رخ خود، سپوزنداں دارد او وہ چہ شیریں دُر دنداں دارد او گوئیابہر چہ پنہاں دارد او | سینہ سیمین ز مرش را مبین از رخ چوں لاله وز تہ چو سرو عرصہ روئے زمین در چشم من زیر وچ بعل و یا قوت لبش گرد روز رخ شب زلفین خویش |
|---|--|

۶

گر حسن از عشم بنالد آشکار
درد پنہاں در دل و جاں دارد او

۶۶۵

یک دلی دارم در و صد گونه تاب از روئے تو
جلہ مجلس در گلست و در گلاب از روئے تو
چند روزے عاریت بوداں از خطابت از روئے تو
میسر از آفتاب و آفتاب از روئے تو
قبلہ من تو دعایم مستجاب از روئے تو
دہ اجانت تا براند از من نقاب از روئے تو

اے منور گشتہ روئے آفتاب از روئے تو
روئے خنداں خوئے آلودہ چمن پوشی از آنکہ
راحت جاں گر لقب کرد گل را در بہا
مہ چو رویت کے بود زان روئے کو پیوستہ
رو بسوئے قبلہ باشد ہر کسے را در دعا
حسن یوسف را سخن سازاں صفہا کردہ

۷

روئے بختناز آنکہ اکنون ہا حسن را از فتوح
وعدہ کردند باوئے فتح باب از روئے تو

۶۶۶

دیوانہ و درپائے او بندگران زلف تو
من بندہ شوریدگان ازل از ان زلف تو

دارم دے دیوانہ در ہم بیان زلف تو
اے کردہ زلف خویش را شوریدہ چوں احوال من

| | |
|--|--|
| گفتی کہ حال خود گویا حرف گفتن کے تو چون وعدہ دیدار شد زلفے بشوخی برشاں والنجر خواندم یک سحر آثار رویت یافتم گرچین زلف کافرت ز درخز آسان دلم | قصہ درازست اے صتم چیلستان زلف تو بر کنگر مہ کے رسم بے ریمان زلف تو والیل گر خوانم دو شب یام زنتان زلف تو آباد بادا تا ابد ہندوستان زلف تو |
|--|--|



کلاک حسن رازاں بود دے عطر اوراں
کو مشک بند دباراں از کارواں زلف تو



| | |
|---|---|
| باز فدا در سرم غلغلہ ہواے تو دیدہ تمار میکشم در قدمت قبول کن دل طلبیدہ زمین پیش کش تو میکشم سرچہ بود کتا از تو بسر رضا شوی | سوختہ عنبرم تو ام ساختہ بلاے تو تختہ نامرے ما خود بود سناے تو وز ہمہ راے سر کشی سر کشتم زراے تو ہر دو جہاں فدا کنم از پیے ایک ضاے تو |
|---|---|



زار شد از غمت حسن اے مہ آفتاب رخ
گر ہمہ ذرہ شود کم ٹھنڈ ہواے تو



دولیف (۵)

| | |
|---|---|
| اے غمت آشنائے دیرینہ عمر ما پارچند روزہ ماست گر شبہ از درم در آئی شاہ | با تو مارا ہواے دیرینہ عشق تو آشنائے دیرینہ اے تو شادی فزائے دیرینہ |
|---|---|

| | |
|------------------------|-----------------------|
| من سرور ریم اندہ نو نو | دید ہا ماجراے دیرینہ |
| گر زیارت دیم می پرسی | منم آن بتلاے دیرینہ |
| سر آستان حضرت دوست | کے گزاریم جائے دیرینہ |

| | | |
|-----|---|---|
| ۶۶۹ | تو جفا ہی کنی حسن ہیچناں برو فائے دیرینہ | ۶ |
|-----|---|---|

| | |
|----------------------------|------------------------------|
| مردنہ تا ہمہ دل غول نہ | لاف محبت چہ زنی چوں نہ |
| باتو چہ ضایع کفم افسون عشق | سنگ دلی قابل افسون نہ |
| طعنہ مزین نقطہ تقلید را | چوں تو ازین دائرہ بیرون نہ |
| مدعیے گفت بلیلی بر طنز | رو کہ چناں پاکباز موزوں نہ |
| لیلی ازین حرف بخندید و گفت | باتو چہ گویم کہ تو مجسموں نہ |
| خشم فرو خور ہمہ عالم تراست | تا نکشی بار فرسیدوں نہ |

| | | |
|-----|---|---|
| ۶۶۰ | اے حسن احوال تو دیگر شد دست انچہ کہ اول بدی اکنوں نہ | ۷ |
|-----|---|---|

| | |
|--|--------------------------------------|
| شورشے زان لعل شیریں درجہاں افگند | آتش غم در رواں عاشقان افگند |
| یوسفی یا ماہ گردوں یا فرشتہ یا صنم | دامنا عشاق را اندر گھاں افگند |
| خون دلہا ریختی چندا نہ کہ بیند شمیم من | کشتگان عشق را در ہر مکاں افگند |
| ماہ رویا ناہائے زار من بین و بگو | کایں چہ فریادست کاں نہ جسم جاں افگند |

| | |
|-----------------------------------|------------------------------------|
| جیف باشد زان چنان رنج بجز مهر وفا | گرچه تو جور و جفا اندر میاں افکنده |
| من بمیدان غم تو پهلوانی کرده ام | زین جهت گویم که شایا پهلوان افکنده |

۷

در دول دارد حسن از لعل خود در مانده
آنجویندت که سایه بر فلان افکنده

۶۶۱

| | |
|------------------------------|---------------------------|
| اے به خوبی در جهان افسانه | خود تو گنجی و جهان ویرانه |
| هر چه در کاشانه خلعت جو | نزد تو نقشه است بر کاشانه |
| چشم از خوں جلگه در آشناست | با تو میگویم نه با بیگانه |
| من تهی کردم دل از پیمان زبده | کیست کو پرده دهم پیمانه |
| گردل دیوانه بردی جان مبر | گفته اند از حسانه دیوانه |
| یک ششم بر وصل خود پروانه ده | گو بسوزان شمع تو پروانه |

۶

قابل سنگ حرم نامد حسن
کاش خسته بودی از بتخانه

۶۶۲

| | |
|---------------------------|------------------------|
| خه که از ماه خوبتر شده | سمن اندام و سمیر شده |
| راز من همچو روز پیداشد | آچو خورشید پرده در شده |
| آئینه در نظر مقابل دار | گرچه منظور نظر شده |
| دوش دیدم بمه دگر باره | مه همانست و تو دگر شده |
| خوبی و نازکیت چه توان گفت | ز آنچه گویند خوبتر شده |

۶۴۳

چند گوی رحیم دل شده ام
بر حسن رحم کن اگر شده

۷

اے از در لطافت ہم سنگ تو گہرنہ
ہرگز نبود بستہ چوں عنجبہ دہانت
شاخ تمام قامت ہم قامت تو نبود
چوں دید در تو نرگس چشمش بماند حیران
ہر شام تا سحر کہ در سایہ دوزلفت
پیش آکہ از دو چشم صد جوئے خول
وز بندہ ہائے شیریں ہم تنگ تو شکر نہ
گل در شب نختیں می باشد و دگر نہ
ورس و سر بلندست ہم با تو سر بسرنہ
ورباغ ہم بماند اما در آں نظرنہ
چوں شمع میگذرم ہمایہ را خبر نہ
آنکہ ز آشنایاں کس را بماند گذرنہ

۶۴۴

ز اشک حسن را تالاب رسید طوفان
اے دستگیر عاشق دستے بگیر ورنہ

۷

اے ز علت آب حیول ریختہ
از قد تو شاخ طوبی بشکند
شاہ انجم بر براط آسماں
آسماں عقد ستارہ در جہات
خاک در گاہ ترا از روئے عطر
زلف جہاں آویز تو دیدم شبے
لوویت آتش ز لعل انگینختہ
اے لب تو آب کوثر ریختہ
خانہ خانہ از رخت بگریختہ
ہر سحر از روئے خود با گسیختہ
آہواں بانافہا آمیختہ
ماند بان من ہاں آویختہ

۶۴۵

گفت نصرت حسن تو بندہ حسن
بس دقت است آں و نیکو نیستہ

۶

| | |
|-----------------------------------|---------------------------------|
| عمرم خدائے روئے تو لے مہ چسکوئے | عمرسیت تانیدہ است وہ چسکوئے |
| بے تو چوماہ داست تمام کاہشے تمام | بے من تو لے تمام تراز مہ چسکوئے |
| امشب اگر ہے نہ نامی رخ صبح | چرخ از افق دمد آنکہ چسکوئے |
| مہ نیم جام شکل بدیں گا و پشت راند | مائیم و یک صراحی و خرکہ چسکوئے |
| گفتم دلا بچاہ ز تھداں او مرو | اے پابگل باندہ دراں چہ چسکوئے |

| | | |
|-----|--|---|
| ۶۶۶ | رہ میروی دل حسن خستہ می بری اے بروہ صد ہزار دل از رہ چسکوئے | ۶ |
|-----|--|---|

| | |
|-----------------------------------|------------------------------------|
| اے درمہ روم در سے یک روئے چو رویت | کوئے تو چو فردوست فردو چن کویت نہ |
| یوسف شدہ در خوبی بل خوبتر از یوسف | از دیدن ادبیری وزدیدن رویت نہ |
| تہا نہ منم دل را ہر بستہ بوسے تو | کو آنکہ بہر بوسے دل بستہ بوسیت نہ |
| شوریدگی عالم از خوئے تو شدہ نے | از بے نمکی بخت است از نمکی خویت نہ |
| تو چشمہ خورشیدی من ذرہ خورشیدیت | ہر سو کہ روی چشمہ مشنوکہ بوسیت نہ |

| | | |
|-----|---|---|
| ۶۶۶ | بگذار حسن دعویٰ کہ عالم معنی من ز گسیت نمی بینم چہ رنگ کہ بوسیت نہ | ۷ |
|-----|---|---|

| | |
|-------------------------------------|------------------------------------|
| شاید اریار کشہ پردہ براں سے چوماہ | چہ توان کرد دراں سے بدیں دیدہ نگاہ |
| اگر بہ داور برم ادراکہ دلم را بردست | نبود راست تراز قامت او بیچ گواہ |
| آب حیوان نتاغم بدل خاک رمش | نور یوسف کہ بدل کرد ستار کی چاہ |

| | |
|--|--|
| توبه فرمایم از عشق مبادا که کفر هر یک از درق عشق فرو خواند و نشد چه توان کرد اگر رخت بمنزل نرسید | نیست درند هب عاشق تیر از توبه گناه بحقیقت کس از سر حقیقت آگاه خضر را نیز درین بادیه گم گرد و راه |
|--|--|

۷

حسن ارسر طلبند از توبه شکرانه بده
طالب سرشده ذلک من فضل الله

۷۶۸

| | |
|--|---|
| آه یارا که زد و دلم آگاه نه بجول محرمستان شبانگه می باش تخت شاهیت که بغیر اندر زین رخ تسلیع تو دصفت صفای لنگر سیر سیاره چه پرستی ز منجم شب و روز نم و بادیه حیرت و گمراهی چند | آه من می شنوی محرم این آه نه گر چو گل منوس مرغان سحرگاه نه رخ درین عرصه منه بید و آینه نه هر و میدان تو کفایت علی الله نه که تو در احسن تقویم کم از ماه نه تو غماں باز کش ای خوابه که گمراه نه |
|--|---|

۹

گفتیم حسن این خرده چر کردی تو کبود
ده زد و دے که بروں میدهم آگاه نه

۷۶۹

| | |
|--|--|
| چو بنسائی رخ گلزار گونه همیشه چشم تو مست است جانا بدفع چشم بدگرد لب لعل شفا حاصل نشد درد و دلم را | گل اندر حال گرد و خار گونه ولے درد لبری عیسا ر گونه یکه خطه بخش زنگار گونه اگر زان زگرس بیار گونه |
|--|--|

| | |
|---------------------------------|--------------------------|
| اگر تو مئے ترکستان نگر دی | اگر آید بت فرخار گونه |
| خود در صدر دیواں خانہ عشق | بہی باشد ولے بیکار گونه |
| کجا بودی کہ تولید است لغت | لبت ہم اند کے افکار گونه |
| چہ عمر است اینکہ بے تو میگز ارم | نفس پیودن بیکار گونه |

۹

حسن ہموارہ در وصف قدت
ازاں گوید سخن ہموار گونه

۶۸۰

| | |
|---------------------------------|----------------------------------|
| نہ ہے بہ آمدنت بخت مرجا کردہ | بنفشہ زیر کلمہ سرور قبا کردہ |
| عنا چوں شب گیسوئے خود کشیدہ را | ولیک صبح صفت عاقبت صفا کردہ |
| تبارک شدہ آں چہ بے آنچہ خط است | اگلے و سبزہ از رحمت خدا کردہ |
| ستارہ خط ترا خواندہ و ثنا گفتہ | فرشتہ روئے ترا دیدہ و دعا کردہ |
| بگرد تو ز سیدہ بتان چابک چسپ | ختائیاں بد و انیدہ و خطا کردہ |
| بسان سرمہ سیر کردہ روز بر خوباں | دو چشم تو کہ سیاہند سرمہ ناکردہ |
| ہزار خوب بچشم در آمد و بگذشت | تو نور چشم منی در دودیدہ جا کردہ |
| چہ گویمت کہ چہ نغمہ آمدی بچ صفت | بیک نفس ہمہ در دمرا دوا کردہ |

۷

حسن بگردت گشتہ بڑی لطافت
تو کعبہ وار ہمہ حاجتش روا کردہ

۶۸۱

| | |
|------------------------|------------------------|
| ساقی مئے لعل فام در وہ | منشیں علی الدوام در وہ |
|------------------------|------------------------|

| | |
|---------------------------|---------------------------|
| مے را بعرب مدام گویند | من ہم گفتم مدام در ده |
| گر خفته نصیب پخته گال است | ما سوخته ایم حنام در ده |
| مپند مرا چنین تہی دست | چوں سجدہ نما ند جام در ده |
| بر غنم صلاح نامتال | مارا قدح تمام در ده |
| فردا تو و دوستان خاست | امروز صلائے عام در ده |

۷

گردوست گرفتہ حسن را
آں دشمن ننگ نام در ده

۶۸۲

اے غیرت حورو پری وے حیرت خورشید مہ
مہ پیش خورشید رخت ہم سر نہادہ ہم کلہ
گردولت از ماشد چہ شد با بخت باقی باش تو
گر مہرہ گم شد چہ شد بر عرصہ قائم بادشہ
جان پریشاں خاطر اں در زلف تو آسودہ بس
زلفت عجب شوریدہ شوریدہ حال اں را پینہ
شبکہ خیالت ایں طرف یکبار گشتے گرد و من
وہ بارگشتم بر سرش پاداش یک نیکیست دہ
ساقی تو کان عیش را علیٰ شدی باعل و در
مہ را چگویم چہ کند تو طالع شوی با بدر مہ
ساقی بمیگوں لب بے بُردی خمار مردماں

اے چشم و جاں را مرد مکنتی ازین سوکن نگ



یک جرعه پرده بشو جملہ گناہان حسن
از توجہ آید جز کرم و زماچہ آید جز گنہ



مرا ز دائرہ جمع یک خط افزوں ده
مرا جگر دہ آں بادہ جگر گوں ده
بیاد سجدہ و سجاده را بجسجوں ده
ہمارا شتریلی بدست مجنوں ده

بیا عزیز من از شیشہ بادہ بیڑوں ده
کباب شد جگر کم بے مے جگر گوند
ازاں جلاب خرافات شوے یک جرعه
عنایتی کن اے میر کارواں یک روز



حسن لطائف غیبی ہنایں شاید داشت
جواہرے کہ درون دست بیڑوں ده



بلبلان عشق را سرمست و شیدا کردہ
من کیچہ زراں پارسیا نام کہ رسوا کردہ
تو عجب ترکی کہ چندیں شہرینما کردہ
وہ کہ در یک وعدہ چنداموز فردا کردہ
ما بکل کر دیم بارے ہرچہ با ما کردہ
من ندانم تاچہ دعوی آشکارا کردہ

سبزہ ترک ز گل سیراب پیدا کردہ
اے بہدت پارسیا ہا بر سوائی بدل
ترک بسیار آدست از ہرینما ای طرف
می نیندیشی کہ فردا نیست ہماروز را
ہرچہ می خواہی کن باچوں تو بخصمی کرا
از لب از غمزه ہم جان بخشی ہم جانتاں



اے حسن بر آستین نظم خود تو کن طراز
خاصہ این ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ



رگس گل سرے چو تو در خواب ندیدہ
 ہر روز بخاندست و بروئے تو دیدہ
 بادے کہ ز خاک سر کوئے تو دیدہ
 صد تیر درو شانہ کیے را نکشیدہ
 سر داہ و ہم پیش رکاب تو دیدہ
 اے برہمہ باریدہ و برمانجکسیدہ

اے سروخو اماں و گل تانہ دیدہ
 صبح آیت زیبائی و افنون لطافت
 در آب حیات آتش غیرت زدہ حقاً
 ہر لحظہ دلم را ہدف ساختہ چشمت
 از گوئے تو باید صفت دوستی آموخت
 ابر کرم لطف تو بارانست بر رحمت



گرچہ ز رسیدن حسن را از تو بوائے
 با و است ہمہ میوہ مقصود رسیدہ



چشم خوں افشان مارا تو سیا آوردہ
 ہاں بدہ گز نامہ زان آشنا آوردہ
 این نشانہا زان ترک خست آوردہ
 جز ہاں شورے کہ زان شیریں قبا آوردہ
 اے معلم بیت مسجد از کج آوردہ
 سوئے مورے کش ز مستی زیر پا آوردہ

اے صبا گردے کہ زان خوں ریز ما آوردہ
 آشنا با میکشم در خون چشم از انتظار
 تیر شوقش در دل من می نشانی بے خطا
 نیست اندر شہر ما امر فردا شو بے دگر
 آں دبتانی نماز عالمے بر ہم نہاد
 اے سلیمان پری رویاں کیے آخرہ بین



آز چشم شوخ یک غمزہ بزدی بر حسن
 زخم دیگر بردل آں مستلا آوردہ



چشم مست زخم بریاں زدہ

اے غم عشق تو راہ جاں زدہ

وزمرہ تیرے دگر پہاں زودہ
خیمہ اندردہ ویراں زودہ
خند ہا برپستہ خنداں زودہ
چوں گل نوحاستہ باراں زودہ
گنجین وگہ ہندستاں زودہ

تیغ راندہ برضعیفان آشکار
شحنہ عشقت چہ خواہد از دلم
آں دہاں شکرینت غنچہ وار
باسخ خوے کردہ برہام آمدی
زلفت آوردہ ز فتنہ لشکرے



پائے بند زلفت تست اینک حسن
دست در سودائے بے پایاں زودہ



مادے بے تو نبودہ گر چہ تو بامانہ
لے عفا اللہ پس کرائی تو اگر مارانہ
زخم تو پیدا تو در ہیچ جا پیدا نہ
ہر چہ سخاوی ہمیکوئی بگو تنہا نہ
ملک خوبی خوش میراں تو دیں غوفانہ
ہاں حریفایں خرابی چند ہستی یا نہ

جان خود جائے تو کر دیم ارچہ خود آبخانہ
ماترا ایم از ہمہ عالم خلاف ہر کہ ہست
ترک من خوریزیت پہاں نبی نامعجب
گفتی از تنہائی تو ہیچ غم نبود مرا
عشق اگر لشکر کشد تا قلب عاشق شکند
تو ز شوخی شیرگیر و ما ز جام عشق مست



جاں فروشد و غم جاںاں تانہ اہل دل
رخت گرد آرائے حسن تو مرداں سودائے



درمندان غمت را پرستے کن گاہ گاہ
خرمن صبرم بباد نیستی شد کاہ کاہ

اے طبیب آخز من تا کہ نہ پرسی آہ آہ
میکشتم بار غم عشق تو بردل کوہ کوہ

| | |
|--|--|
| در ہوائے ابرویت پیوستہ سرگرداں لہلاں پیل بند عشق تو بر عرصہ دل استوار درد جاں سوزم بدرماں بہ نگردوائے حکیم | میشود باریک نایں غم میگزیر شاہ رخ بنامک مات است از غنائے شاہ شاہ داروئے درد دل ریش از لب لال خواجہ |
|--|--|

۷

از مہرستی حسن چاہ ز خندانیش گرفت
دست بگرفتیش کہ اے دیوانہستی چاہ چاہ

۶۹۰

| | |
|--|---|
| بت مست خوئے کردہ گرامزدہ کیے لام الف بستہ عیار وار زنوک مرثہ بر دل عاشقاں کمیں کردہ آں خال بندے او ز گیسو برانگیختہ لشکرے سجونی او کے رسد آفتاب | رسید آتش عشق در مازدہ بداں حرف کونین را لازدہ زدہ ناوک و بے محابزدہ رہ دین و دل ہر دو یک جازدہ ولے خویش بر قلب تنہا زدہ کیے ہرزہ گردیست صفر ازدہ |
|--|---|

۷

حسن را چو زلف سیاہش نگر
ہمیشہ پریشاں و سودا زدہ

۶۹۱

ردیف (می)

| | |
|---|---|
| مست دوشینہ بادہ باقی یکدم از دور ماہ مجلس شو | قم علی الساق ایھا الساقی اگرچہ خود آفتاب آفاقی |
|---|---|

| | |
|--|--|
| دل بیک داؤدہ احسن قول خود راست کے توانی کرد | ہیچو ابروئے جنت خود طاقی کہ زپردہ دران عشاقی تا خود اسال ہرچہ میثاقی کہ تو مقصود جان مشتاقی |
|--|--|

۷

بحسن دہ بوجہ احسن وام
تا کند جسع غصہ در باقی

۶۹۲

| | |
|--|---|
| ز خط عہد خود بیروں مہر پائے گل اندر جیب دارم خار پائے مگر بوسے تو اغم داد بر پائے ہا لم چشم دیگر بردگر پائے ز تنگی دہانت شد شکر پائے قلم کردار میا زم ز سر پائے | ز بے خط نہادہ بر قمر پائے من از شکب رخ تو داغ بردل تن از بہر رکابت خستہ کردم اگر یک پائے بر چشم ببالے سخن می بشکنی تا وقت گفتن ز عشق آنکہ بر خط نہم سر |
|--|---|

۷

اگر جورت حسن را دیر تر گشت
تو از دور فلک ہم دیر تر پائے

۶۹۳

| | |
|---|---------------------------|
| دلا با آل لب دلبر چہ بازی ببازی دین تو برد آں دغا باز حریف خود نہ بینی ہر چہ بازی کلائے را با ہنگر چہ بازی | ترا صفر است باشکر چہ بازی |
|---|---------------------------|

چه زود عشق می بازی بدان چشم
چه کردی گرد آں شرکان و غمزه
چه بُره می نهی در ششدر عشق
ترا باست عذراست هر چه بازی
چنین باتیرو با خنجر چه بازی
که او بدست مطلق هر چه بازی

۶

حسن اول چو دل برداشت دلبر
کنون داو پس بامر چه بازی

۶۹۴

اے باد ز گل خبر چه داری
گرشته چو گرد باد گشتم
بر عارضش از نظر فداوت
گفتی همه داغ خواهدت دوست
دشنام لبش فزوده عمرم
زاں آب حیات اثر چه داری
از غایب با خبر چه داری
بخش من از آن نظر چه داری
اے من سگ تو دگر چه داری
زین سحر فزای تر چه داری

۷

هر صبح حسن همی نواز د
کای باد ز گل خبر چه داری

۶۹۵

روئے کصفت کنند داری
تا کو کبه تو مه رواں شد
گل پیش تو کمت سیر پیاد
پار ارجه یکے بدی ز خوبی
بر بنده کماں کش که تیرت
سرخیل بستان روزگاری
مد پیش نشست از عمار
اے سر و رواں چه شهسوری
امسال یکے از آن هنراری
افسوس بود بهر شکاری

اے چشم تو ترک غمزہ مائیز
ہم ترکی و ہم سلاح داری

۶

اے زندہ دلے حسن بیادیت
یک بوسہ بخشش یاد گاری

۶۹۶

اے رشک بہ بتان چینی
مر می تا بد ز آسماں روئے
ناز تو عظیم دلنوازیست
اے چوں تو کیے نیافریدہ
در پردہ چہرہ ماندہ چو غنچہ
مر جہہ و مشتری جبینی
زاں روئے کہ تو میر زمینی
الحق کہ عظیم ناز مینی
در خورد و ہر سزار آفرینی
مخرام کہ سرور استینی

۷

بابندہ حسن دے ز احسان
منشیں کہ حریف و ہمنشینی

۶۹۷

مائم و دے و آرزوئے
بے مایہ تراز سبوئے بے آب
خلقیت بجستجوئے آں ماہ
اوموئے ز منوئے فرق کردہ
وصل ارجموشی دست ناید
اے باد بہر پیامے آنجا
در ماندہ عشق ماہ روئے
آبے نچشیدہ از سبوئے
از ہر مژناک شادہ جوئے
مادر غنیم موئے او چو موئے
زیر پس من و عشق و بایئے ہوئے
از بستہ بند آرزوئے

کالے یوسف روزگار آخر

دریاب دل حسن ہوئے

۷

۶۹۸

| | |
|---|---|
| <p>جان ست جہاں خراب ہوئے ایک جمعہ ازاں شراب ہوئے روح القدس خطاب ہوئے از توف دلم کباب ہوئے اگر در جگر من آب ہوئے باری شب مہتاب ہوئے</p> | <p>گرچوں لب تو شراب ہوئے اے کاش چار جوئے فردوس چوں جاں دہنت نہاں ست ورنہ اگر سینہ نہ تر بدے ز اشکم کشتہ شدے آتش دلم نینہ گیرم کہ ہمہ جہاں شب آمد</p> |
|---|---|

کرد از تو سوال حسن دوش
 یالیت کیے جواب ہوئے

۷

۶۹۹

| | |
|--|--|
| <p>بر لبے دستے بمالم یا لبے نزد روز روئے تو لیلی شبے از تو روستن تر نتابد کو کبے کز بہت شور لیت در ہر کتبے ہر کرا جانے بود در قبالے ورنہ بجشایم خدنگ یار بے</p> | <p>آرزو دارم کہ روزے یا شبے باب شیریں تو شکر شریک گرز میں را آسماں سازد خدا اے دبستانی کہ بود استاد تو عاقبت دم از ہوائے تو زند دست عشق تو دہان من بہست</p> |
|--|--|

۵

صد طریق است اہل معنی را ولے
 از حسن وصف تو خواہند اغلبے

۷۰۰

| | |
|---|--|
| از ما چه دیدہ کہ جنیں زود میروی از ما غماں بتافتہ در تاب میشوی این جان دیر مانده ز ما زود می رود اینجانی نشینی از بهر خاطر م | ما را بکشته خود گل آلود میروی آتش بجان ما زده چو لود میروی زین غم که دیر میرسی و زود میروی هر جا که میل خاطر تو بود میروی |
|---|--|

۴

از بهر یک نسیم تو صد جان دهن
گر تو بدین معامله خشنود میروی

۴۰۱

الحق که تو حق آل ندانی
یک ذره دراو نه هربانی
امسال شنیده ام هجانی
آخر تو بروی هم چنانی
یا تربیت بد آں زبانی
یارب که بهمدلایانی
دشنام به بدی روانی
چه چاره که از درش برانی

دل ندیم اگر چه دستانی
کو از دل تست نیم ذره
بے مهر عظیم دیدمت پار
از بهر چه خویت این جنس است
گفتی چو زباں کخم بکامت
با آنکه بے نماز عهدت
گفتی سخن روانت بادست
بیچاره حسن سگ دست

۵

گر طوق شکار در غرض نیست
داغیش بنه بیاسبانی

۴۰۲

منت جان چیست که جاناں تویی

دل تو زنده است مگر جان تویی

دولت شهر است که سلطان تویی
 و آنچه بدون صفت آں تویی
 چیت مگر چشمه حیاں تویی
 هم سبب راحت ایشاں تویی
 حکم تو کن صاحب فرماں تویی

با تو چسراشاد تبا شد ولم
 آنچه صفت می کنم از حد برون
 این همه تاریکی گیسوئی تو
 گر بعباد اندز تو عاشقتاں
 ما همه در خوف و رجا مانده ایم

۷

جان و سر تو که وجود حسن
 صورت عشق است در و جان تویی

۷۰۳

حریفان خود را فراموش کردی
 سخنهای بیگانه در گوش کردی
 و لے بادہ جائے در گوش کردی
 دگر بار این دیگ در گوش کردی
 مگر سر و مارا در آغوش کردی
 مرا بارے از هوش بهوش کردی

بگزار رفتی و مے نوش کردی
 همه آشنائی نهادی بگوشه
 کلم دادی و نقل الوان نعمت
 تفت دل برون میزد با دم
 گل افشاں ہی آئی اے باد خوشبو
 نمیدانمت نافه یا چیت با تو

۸

نکوشد که بهوش کردی حسن را
 ازین گفت و گو فراموش کردی

۷۰۴

عشاق ز سرگزند آئین سر اندازی
 گر تو ہی آنجا از نیخ بر اندازی

از دروے دلاویرت گر پرده بر اندازی
 طوبی که بهر شلخه از قند تو میل افد

| | |
|--|--|
| باز آ کہ دریں میدان کس نیست حریف تو اے در تن مسکیناں از تیغ تو جانے نو جاں را ہدفے کردہ نزدیک تو می آیم اے چشم و چراغ جاں ناز تو چہ کم گردد | شمنیر زدن از تو از ما سپر اندازی افتد کہ بر یک شتہ زخمی دگر اندازی آنا وک مثرگاں را نزدیک تر اندازی اگر جانب بد روزاں رونے نظر اندازی |
|--|--|



کت گفت کہ شہرے را بدی بکرم دستے
چوں وقت حسن آید از پاش در اندازی



| | |
|---|---|
| درستم راستم یک رائے ویکرے عروس دہرتا در جسلوہ آمد کہ خواہد آں عروس بیوفا را یکے چوں بگذرد دیگر در آید ہمہ بر طبع خود کم می توان یافت نہ در ہر روئے بینی رنگ یوسف | کجی در من نہ بینی یکسر موئے دلم ہرگز نظر نہ دانت ہر سوئے کہ ہر روزے کہ نوشد تو کند شوئے بآمد شد عمارت یافت اس کوئے طباع راتفاوتہا ست در خوئے نہ در ہر پیرہن دریابی آں بوئے |
|---|---|



نباشد حاسداں را با حسن خوش
بتابد ز نگہار از آئینہ روئے



| | |
|--|---|
| اے کہ لاف از عالم من میزنی دین دل دادی بدینا اے عزیز روزبان خویش تن را سربہر | ترک عالم کن گرای فن میزنی دوستاں را کفش دشمن میزنی بے زبانان را چہ گردن میزنی |
|--|---|

کوہ را سنگ فلاخن میزنی

عربده با چرخ داری اے عجب

۵

اے بمعنی صد شے ہیچوں حسن

پچوں بمعنی میری تن میزنی

۴۰۷

وے پچوں حدسُ ندانی از کجا گوئی
اک احوال گدائے چند نزد بادشا گوئی
بشارت نامہ عشق بہت نامہ پارا گوئی
من از تو خود نیازم ندانم تا چہا گوئی

دلا خواہم کہ یک ساعت توصف یار ما گوئی
مرا بار بیت در دل اے امیر بار ہیچ افتد
چو نامش بشنوم غمہا بشا و بہا بدل گردد
ہمہ دشنام گوئی گر سلامی گویت جہاں

۶

ہمہ ز انعام عام تو رسیدہ بر سر گنجے
حسن اینک بکنج صبر مشغول دعا گوئی

۴۰۸

کہ نوشد با تو شرط دوستداری
ہمہ ہنگامہ پیشینہ رگاری
بزر چو گاہ کہ تو چاہک سواری
سر شک ماست یا غن شکاری
دریں کلمہ کنجہ آں عماری

بیا اے تازہ سرو جو باری
بیک نظارہ رویت ہم زد
ہمہ پیش تو سر گرداں چو گوئیم
چرا خرست آں دامن قبایت
خیال روئے تو وانکہ دل من

۶

حسن یار تو شد تو یار او شو
کہ یاراں ایں چنین کردند یاری

۴۰۹

اے برج شمع بتاں چشمِ حیا غل توئی
عالمِ باطن تو داری میلِ ظاہر حکمِ نسبت
گر بکج خانہ شینم نور آں خانہ زتست
در سواد زلف تو اشکالِ بینم موبوئے
پرسم از ہر ساریاں کتِ حسیّت در محلِ بگو

روز من از تست روشن اخترِ مقبل توئی
در زباں بادِ گراں مشغولم و در دل توئی
و رسفر پیش آیدم ہمراہ و ہم منزل توئی
من نمیدانم محمداں آں مشکل توئی
پرسم از محل و مقصودم از محل توئی

۶۱۰

اے حسنِ جاں بر قضاں بصورتِ مقبول یا
باتوزاں گویم کہ این احوالِ قابل توئی

۶

من کہ باشم تا مرآتِ شریفِ ہمرازی دہی
نزد عشقت پاک میبازم ولے رسمِ از آنکہ
چشمت از خنجرِ گداری عالمے را خوں برنیت
بنده خود را میکشد پیشیت زمانے خوش
طرہ را از خالِ یکسویں کہ نیکو ناید آنک
تھما میبازم از نقدِ سخن در وصف تو

کاش کہ ز پاپوسی خویشم سرفرازی دہی
کعبتینِ چشمِ غلطانی مرا بازی دہی
غمرہ را دیگر چنغلِ لاک اندازی دہی
وہ چہ خوش باشد اگر تیغے بایں غازی دہی
دزور با آں چاں طرار آنبازی دہی
تا من درویش را ملک سخن سازی دہی

۶۱۱

گر نبوشی دروے از مخخانہ دروے حسن
داد معنی از حے سعدی شیرازی دہی

۶

اے عشق ترا بردلِ من منتِ جانی
این دیدہ ماسوے تو دایم گراں بود

جاں را بتو بخشم کہ تو جاں بخشِ جہانی
اے رفتہ و بگذشتہ بر ما فکراںی

باید کہ یکے شرط کنی با من ازین دو
از در غمت بر جگر سوخته دغلیست
پرویز نصیب از لب شیریں چو شکر برد
ایں درو چنانست کہ گفتن نتوانم

یا خود برسی یادل مارا برسانی
اے پیخبر از در و توایں داغ چہ دانی
مارا شکرے بخش کہ شیریں تر ازانی
ور نیز بگویم تو شفتن نتوانی

۶۱۲

تا چند حسن عشق شراب و غم شاد
باز آ کہ ز پیراں نہ پندند جوانی

۹

افتد کہ سوئے گوشہ نشیناں گذر کنی
اے رفتن خوش توبہ از چشمہ حیات
امروز آشتی کنی و مہر و مرحمت
گفتی بدایع خاص مکرم کف ترا
قصہ ہی ستانی و ما ہم بایں خوشیم
دی گفتیم بخون تو شمشیر تر کفم
گوشے بدر و دل نکنی ہم خوشیم ما

سرد خرابی من جیپارہ در کنی
روزے بود کہ جانب ما ہم گذر کنی
باز و خطاب عریضہ روز و گر کنی
ایں وعدہ را امید وفاست گر کنی
اگر ایں طرف بگوشہ چشمہ نظر کنی
ہم عاقبت بر رفتن من دیدہ تر کنی
اگر ایں طرف بگوشہ چشمہ نظر کنی

۶۱۳

چوں بر در تو جاں دہد از دوستی حسن
باید کہ دوستان دگر را خبر کنی

۶

دُر در صدف آں آب نذر کہ تو داری
با خال خوش خط ترا فروں تری ماہ

مہ بر فلک آں تاب نذر کہ تو داری
سرواں ہمہ اسباب نذر کہ تو داری

چشم تو یک غمزہ جہاں بست و ز گس
عالم تو بیک است تو بجائے کہ سلطان
نور و بغض گل و در صد ورق وے

ابن دولت در خواب ندارد کہ تو داری
ایں گوہر نایاب ندارد کہ تو داری
یک فصل ازین باب ندارد کہ تو داری

۵

بوے بختن دہ کہ شود مست بآں لطف
کیں لطف مے ناب ندارد کہ تو داری

۴۱۴

دل دیوانہ خوابست تو ہم میدانی
باغ بے دوست غلبت تو ہم میدانی
عمر در عین شتابست تو ہم میدانی
جان من در شکر آبست تو ہم میدانی

جگرم بے تو کبابست تو ہم میدانی
دوستی نیست کہ در باغ نشینم بے تو
امید تو کم صبر و سبکمن چه کم
ہم از ان تشنہ نوازی کہ بہت کرد شبے

۵

از حسن این چه سوالت کہ مشوق تو
این سخن را چه جوابست تو ہم میدانی

۴۱۵

چرا ندھی دیں غرقاب دستے
مگر از ننگ چوں من بُت پستے
جہاں از قنہا امین نشستے
مراقبت اندر ہر شکستے

بخون دیدہ می غلطم چو مستے
چرا چوں تو بتے در پردہ باشد
اگر سرت چینی ز بیانی خواست
شکست قلب میکیناں گرا ز بست

۷

اگر خون حسن را ریخت چہ شمت
چہ میرنجی خطائے کرد مستے

۴۱۶

| | |
|--|--|
| گلے یاسرو یا بدر منیری برے ناخوردہ از نخل جوانی دل و دیں خدمتی تست پذیر ز گور کشته ات می آید آواز یکے در بہت ذرہ نلکہ کن اسیرت خواہم این دل او ہرگز | بہر سو چہ کہ گویم بے نظیری دریں حسرت بسر بردیم پیری سرے شکرانہ گر ہم می پذیری کہ یارب قاتل مارا نگیری ہوئے کیستش با آن فقیری خلاص او نخواہم زان اسیری |
|--|--|

۷

حسنِ عمر تو از فوتازہ گردد
اگر دپائے مہ رویاں ہمیری

۶۱۷

| | |
|---|--|
| زہے رونے خوبت بہار خوشی تو سرے زبالا رواں کردہ خوش رخت خوشتر از روئے گل در بہار ترا گرد لب سبزہ زارے خوش مرا دوش با تو شبے بود خوش لبت پرے و چشم ہا پر خار | غم تو مرا غمگسار خوشی من از دیدہ ہم جو بہار خوشی خط تو بر نو بہار خوشی مرا از مرہ لالہ زار خوشی نہ شب بود لب روزگار خوشی شراب خوشی یا خمار خوشی |
|---|--|

۹

غزل خوب خواہی حسن را بخوان
کہ یاد دہد روزگار خوشی

۶۱۸

| | |
|--------------------------|--------------------------|
| اے کہ سر تا بقدم جاں کسے | جاں کشم پیش تو جاناں کسے |
|--------------------------|--------------------------|

| | |
|---|--|
| <p>چند دشنام چو زہرم بدی زلف چوں چترسیہ باز کشائے خانہ چشم زدم آب و لے خال تو دل ستد و باز نداد نیمت در عہد لب کافر تو خوانی از طنز مرا کافر دل داغ کردی چو دلم صد جا بیش</p> | <p>اے بوسہ شکرستان کسے اے بدیں قاعدہ سلطان کسے تو کجبا آئی مہمان کسے نیست این طفل بفرمان کسے ناخل یافتہ ایمان کسے چہ تو اں گفت مسلمان کسے بیش ازیں داغ مکن جان کسے</p> |
|---|--|



صدغن داں چہ حسن عاشق تست
اے تو معشوق سخن دان کسے



باشنگاں در دہ آب خوشی
ز روئے خوشیت مابین خوشی
تو مست خوشی من خراب خوشی
سوالے خوشی را جواب خوشی
سرود ترے و رباب خوشی
بخفت است نادیدہ خواب خوشی

بگرداں نگار شراب خوشی
کہ مار از زلفت شبہ خرم است
من از ناز مشائے تو خراب
لبست خواہم آخر زبانی بدہ
چو خوش بود و شینہ مطرب دست
وے ساہا شد کہ این نخت من



حسن کار بخت ناخوش مشو
خمش باش و در کش شراب خوشی



| | |
|--|---|
| یک زمان گلشت گرد بجانب صحرا کنی شہرے اندر عشق خودے شوخ رسوا کردہ ایک در عالم بحسن غیش لیلا گشتہ خاک گشتم بر سر هر کو قیام بہر انک فتنہ رویت شد مے فتنہ انگیز چہاں مدعی بگذر ز درو عشق او پند مہ | صد ہزاراں ز اہل را بیدل شنید کنی بس کہ آن چند کس را همچو من سوا کنی چند چوں مجنوں مرا گشتہ ہر جا کنی بو کہ یکدم این تن مارا بجا ک پا کنی وہ کہ تا کہ خلق را بے دین دل چاہی ما کنی یا ہی خواہی کہ باز از سر مرا سوا کنی |
|--|---|

۶۱

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب
اے حسن تا کہ حدیث آں رخ زیب کنی

۶۲۱

| | |
|---|--|
| اصل از اں اخترت حاصل نیک اختری بے لب چوں شکرت آب ندارد تری زلف ز لب دور وار دیوز انگشتی ز آنکہ خوئے بشود دزاں برخ مشتری اے کہ بدوعل تر زاب خضر خوشتری | اے رخ چوں زہرہ ات رشاک رخ مشتری بے رخ چوں زہرہ ات ماہ ندارد کمال نوش لب وقت بوس زلف چہ آری لب خوئے زہرت باز شد بند قبا باز کن خیزد و رخ یکے آتش موسی نمائے |
|---|--|

۶۲

شوبہ حسن ختم کن خاتم گویاے خود
ز آنکہ برو میشود ختم سخن ستری

۶۲۲

| | |
|--|--|
| صدائہ ست یک اندہ گزارا بیستے ایک آرزوئے فطال دیکھار بیستے | مرا بروز غم امروزیار بیستے گزار برد گورم در آرزوئے فطال |
|--|--|

| | |
|---|--|
| مرا خود آہ درونہ ببرد از سر وقت طبیب چونکہ مرا شربتے دہد گویم منم غریب ز شہر و توئی غریب زمن من از غم دل و دل دہلے یار بخت | دیں چنین سر وقت آہ یار بایستے کہ چاکشی ز لب آں نگار بایستے ہولے غبت ما ساز گار بایستے عجب ازیں دو کیے برقرار بایستے |
|---|--|

حسن تو در صفت عشق استوار کردی پائے
ولیک پایے سہر استوار بایستے

۷۲۳

۷

| | |
|---|--|
| باد آمد و از سر من آورد سلامے آباد ہراں باد کہ چنراں بدید او اے ہد ہد نامہ بر عشاق اگر صبح خدمت برسانی و بجز تو کہ رساند کے باد برد نامہ و ہد ہد خبر آرد آہ ایں چہ ہوا و ہوس ست آہ کہ نہود | از دوست ہوئے دوست رسانید پیامے کاں سر و مہ آرد دیکے سر بسلامے افتد سوئے آں کبک خرامند خرامے در بار کہ شاہ زمین ہوس غلامے ایں بستہ صحرائی و آں رستہ دامنے ناپختہ نرا ز ہچو من سوختہ خامے |
|---|--|

۷۲۴

بر خیز حسن گام طلب در رہ حق نہ
کالحق نرسی جز کہ ازیں گام بگامے

۷

| | |
|---|---|
| چشم شوخ تو کہ در عین دغا اندازی من باندہ بخطر خانہ مات و تو مہنوز با تو من دایم شطرنج و فا خواہم باخت | ہرہہ بر چید ازیں سوختہ بازی بازی دست در ہرہہ بدہری خودی بازی گرچہ تو خود بجفا لعب دگر آغازی |
|---|---|

| | |
|--|---|
| بیری از شہ انجم گرو حسن تمام کردم امید ز دل طرح چو میداغم آنکہ زلف کج میشکنی چوں روش فرزیں باز | اگر دو رخ را تو درین عصہ پیش اندازی با چوین مغلّس بے مایہ تو کمتر سازی ایں چہ نسو بہ فتنہ است کہ نمی پردازی |
|--|---|

۷

دست بردے بنمایم دو جہاں را چو حسن
بحر یفئی خودم یک نفس را بنوازی

۷۲۵

مہ من چہ باشد اگر گہے سوے دو تہاں گذرے کنی
بمراد مانفے زنی بہ نیاز مانظرے کنی
شب من نگر کہ چہ تیرہ شد متو تعم بعنایت
کہ نقاب بر فگنی ز رخ شب تیرہ را سحرے کنی
چو بہ پیش تیغ تو سر نہم غلطت گر پے کشتنم
ز خطایہ سپہ کشی ز صف شرہ حشرے کنی
بکجا روم ز صف غمت کہ درید قلب مرا ہمہ
تو توانی از سر زلف خود کہ نشانہ را طفرے کنی
دل خستہ را بنامیت با امید آنکہ مگر گہے
ز رخ و زلب مدوے دہی ہم ازاں دو گل شکرے کنی
چہ غمت ازین مضمح اگر بعیاد تم قدے نہی
چہ خوشست بر لحدم اگر بزیا تم گزرے کنی

حسن از طریق رضاے تو در گے نکر وہ بجائے تو

۷۲۶

نسر دکنوں بوفائے تو کہ بجائے او در گے کنی

۶

بو سے بدہ از شکر چہ پرسی
بردار نقاب از رخ خوب
گفتی کہ چہ حال شد دولت را
سوز دل خویش با تو گفتم
لختے سخنان بندہ را باش

رو باز کن از سر چہ پرسی
اوصاف بہشت بر چہ پرسی
دل سوختہ شد در چہ پرسی
بریاں شدن جگر چہ پرسی
چندیں زدرو گھر چہ پرسی

۷۲۷

جانان خبر حسن زمن پریس
از قاصد بے خبر چہ پرسی

۷

بیاساتی کہ قوت جاں توداری
قدح میداں و مے رنگیں کیستے
سر از چوگان زلفت ہر کہ بر تافت
دلہم جان تو از چشم تودارو
چو مے دادی بگو نفل از کہ خواہم
نمک را عاشقاں آں نام کردند

بالماس اندروں مر جاں توداری
بعیاری چنین میداں توداری
سرش را گوئے کن چو گان توداری
مے چوں چشمہ حیواں توداری
شکر در پستہ خنداں توداری
بجھلند کہ امروز آں توداری

۷۲۸

حسن دور سخن بریادشہ نوشش
کہ آں معنی دریں دوراں توداری

۹

| | |
|--|---|
| <p>دلا آں درمزن تادہ سانی یکے شمع برافروز آں جہانی مراد من بمن کے میر سانی تو ناز ناز نیسناں راجہ دانی از تیغ وز عاشق جاں فشانی سبک بارے برآ سودا ز گرانہ کہ نیکو مرد آں بد زند گانی ولے بر طہر تیغ لن ترانی</p> | <p>در جاناں زدن کارسیت جانی چو میدانی شب آدایں جہاں را مراد از شمع نور عشق دارم گرایں رہ میسروی ہشیار میر نثار افشاں تیغ یار جانست بجاناں داد عاشق جان خود دوش بشہر امروز آوازہ چنانست بہ موسیٰ گو کہ بر ہر کوہ تیغ است</p> |
|--|---|



بہ تیغ عشق شوکستہ حسن وار
اگر خواہی بہتائے جاودانی



| | |
|--|---|
| <p>سر رشته عشق است میانے کہ تو داری کابش بہر آب دہانے کہ تو داری بر بندہ یقین است گمانے کہ تو داری صفہا شکنہ تیر و کمانے کہ تو داری جوشن چہ کند پیش سانے کہ تو داری بارے ہم ازاں سروروانے کہ تو داری</p> | <p>سرچشمہ نوش است دہانے کہ تو داری کوثر بحضورت بخشاید دہن لاف گفتی کہ بکشتہ شدنت نیست گمانم بشکست صف عقل مرا غمرہ و ابروت از نوک مرہ چاک زدی جوشن صبرم اگر رفتہ بعالم فگند قامت غوباں</p> |
|--|---|



گفتی حسن آشفته خوابان جہانم
چہ خوب جہانست جہانے کہ تو داری



بیاد ت شاد بنشینم بارے
 مابن گر کہ مسکنیم بارے
 بیایکدم ترا بسینم بارے
 کہ گر خشکیم شیرینیم بارے
 تو با خود باش ما اینیم بارے
 ازاں لب جوعه بگزینیم بارے

چو دل را رفتہ می بینیم بارے
 ز خواباں یک نظر و چیز کاشت
 چه بینم ایں جہاں بیوہ را
 یو خرم اگر گہے خارے مازن
 دریں رہ کار کار بنخودانست
 چو جام پارسائی خورد بشکست

۷

حسن گرندہب تقلید خوش کرد
 لیکن گو ما بریں دینیم بارے

۷۳۱

بہ ہر موئے سسل مبتلائے
 بلائے ہمتین مصطفائے
 کہ من دام در حاجت روائے
 فرو وہ دلبرے بردلربائے
 دریں دریا ہمیزن دست پائے
 بگویم گر نہ خواہی گفت جائے

گرہ زد باز بر زلف بلائے
 بنام ایزد ہے خال و نہ زلف
 بکعبہ بردغم حاجت نداری
 نہادہ خال بر رخسارہ خوب
 بیایاے آنکہ ہستی طالب ہے
 مرا گوئی کہ جائے او نشان دہ

۷

حسن صد بار سر آشنائی
 بگوید گر بیاید آشنائے

۷۳۲

خط صلحے ز ترک جنگ جوئے

کہ می آرد ز زلف یار بوئے

نگفتیم هیچ بالا و فروئے
 زہے روز خوش فال نکوئے
 نشد ہمتائے او در پیچ توئے
 چنینہا چشم دارند از چو توئے
 بندست از سر گیشوش بوئے

فروشد دل دراں بالا و ہرگز
 اگر روزے از اں رخ فال گیری
 گل را چہ تو بر تو شد ہمہ لطف
 بہ یوسف چشم روشن داشت یقو
 کجا پیراہن یوسف کجا ما



حسن تو جاں بجاناں وہ کہ غیبت
 فدائے خوب روئے خوب گوئے



زہے جانے کہ جانانش تو باشی
 دراں دوزخ گلستانش تو باشی
 کجا میرد اگر جانانش تو باشی
 ہراں بلبل کہ بتانش تو باشی
 دراں مجلس کہ ریچانش تو باشی
 بشرط آنکہ سلطاناش تو باشی

زہے دل کہ جہاں جاناش تو باشی
 اگر این دل رابنف عشق سوزند
 دلم در تنگنایے مرگ ماندست
 شود و مرغانِ عرشی را نوا بخش
 چہ حاجت عطر روح افزائے فردوس
 مژہ چوں چتر میدارد مرصع



بامیدت حسن با درد خود
 خوشا در دے کہ درماش تو باشی



کس مبینا و درد تنہائی
 در کہ بینم چو رفت بینائی

بے دو چشم مرا تو بینائی
 چشم از طلعت تو روشن بود

ہمہ دارم ولے تومی بانی
درد دیگر کہ دیرمی آئی
جان من پیش ازین چه بیانی
عاقبت سرکشد بر سوانی

ہرچہ بایست آدمی باشد
درد دیدم ز زود رفتن تو
جان نپاید اگر نپائی تو
ہر کرپائے بنگشت فراق

۷

حسن این جاسر شک خون می بار
یار یکبارگی شد آنجانی

۷۳۵

مرا بیدل رہا کردی و جستی
ز دیدہ خاستی در دل نشستی
اگرچہ عہد ہا کردی شکستی
مرا از سر نخواہد رفت مستی
مثل نشنیدہ مستی و پستی
دروں کعبہ نتوں بت پرستی

دل مرا در ہوائے خویش بستی
کہ میگوید کہ رفتی از برم دور
مرا گفتی دل تو نشکنم میش
لب شیرین تا ہست میگوں
بہل متنازع در پائت شوم پست
بگویت آمدہ در خورچہ بیغم

۵

حسن چون از دو عالم در تو آویخت
براں بے خانماں در از چه بستی

۷۳۶

مست گشتی و راہ گم کردی
مور بیچارہ زیر سہم کردی
سن نہ وادم تو اشتہم کردی

ترک من دی گز رہ خم کردی
مست گشتی و تندراندی رخس
گفتہ بودم کہ دل نخواہم داد

مازلت درازدم کردی

تانه گردند گرد گنج رخت

۶

حسن از ساکنان صومعه بود
تو بشویش وقت خم کردی

۶۳۷

ما بے تو چو بلبلان بزاری
تو هم به سناج روزگاری
با آنکه بدیده در نیاری
اے دوست بیا که تاجه داری
به زین نبودم تمام کاری

اے سرور روان جو باری
روزے نتوانخت روزگارم
سر مه کنم استخوان خود را
ما دشمن عقل و جاں خویشیم
کارم به تمام کردا بستر

۵

بستت حسن بزلت او دل
جیفت گرش فروگزاری

۶۳۸

پرده ماهمیدری محرم راز کیستی
سر و بلند قامتی عسمر دراز کیستی
اے همداد و یالت خوش چاره باز کیستی
حاجت مار و اگنی سر نیاز کیستی

اے تو چن بادشاه بنده نواز کیستی
دُر بزرگ قیمتی تاج سر که میشوی
روئے تو زدنیکوئی پرده زناه چاره
اے بکرامت آمده بر سر وقت بندگا

۷

بنده حسن لب و زباں گفت که بنده توام
تو بزبان خود جو بنده نواز کیستی

۶۳۹

| | |
|--|--|
| <p>چو غنچہ در صف گل صاحب کلاه توئی کمر بند که سالار هر سپاه توئی نه رواج در اوج کشور که شاه توئی مرا بر وز و شب آفتاب ماه توئی ز قوس و کمان گریم گریز گاه توئی گناه چیست چو بخشنده گناه توئی</p> | <p>بیا که بر همه خوبان شهر شاه توئی کله پوشش که فرمان هر دیار تراست ز به نشاط در این سینہ که منزل تست برو نشان فلک حاجت مدارم از آنک زدست تو بکه نام ز نام حکم تراست هر اس عیبت چو امید مر حمت از ترست</p> |
|--|--|



کدام قاضی حکم حسن تواند کرد
که هم میا بخج و هم خصم و هم گواه توئی



چه بته که هیچ سرف نبود بدین روانی
خبر از برون چه پرسم که تو در درون جانی
تو بیا سلامت اینجا چه سلام مرسانی
اگر این حیات گیرم بحساب زندگانی
چه شود شبی نشاطی ببری برو نشانی
به مفرحی مدد کن هم از این شکر که دانی

چه گل که هیچ غنچه نبود بدین جوانی
سفری چو تو غزیری ز نظر بود از دل
تو غنا بدین طرف ده چه رسول میفرستی
بجمال جانفزایت که عزامتست بر من
همه روزه می نشانی غم تازه بر دل من
به هوای یک حدیثت من صد هزار سودا



بجمال حسن و قتی ز حسن ربوده دل
دل و جان فدائے بهیت که هنوز پیمانی



منم درویش تو شاہی مرا با تو چه ہمراهی

من آه سحر گاهی تو از جام چه میخوایی

سراز دام تو نتوان تا فتنه میکش هر چه میگیری
بگرد نقطه خورشید مشکین دایره برکش
تواز در و فراق من چه دانی زانکه در یارا

جبال م زون هم نیست میکن هر چه میخواهی
ممالک را مسلم کن بطغرائی شهنشاهی
چه معلوم است تا بے او چگونه می پنداری

۴۲۲

ز غمهای حسن لے جاں اگر آنکس نی شاید
ز اندوهی دستان تو نگر راجه آگاہی

۹

وعدا می کنی و میگذری
هر سحر یک دو گام پیشتر است
نشد از من خیال زلف رخت
کس بحسن تو نیست در عالم
اے بوقت طلوع بدر منیر
نه سلا می دهی نه دشنامی
من همه عمر خود ندانستم
هم بجان عزیز جات کفر

شادمانی مانمی نگری
آه من از ستاره سحری
من ندانم فسون دیو دیری
خود تو از حسن عالمی دگری
وے بگاه خرام لبک دری
نیک بیگانه وار میگزری
اکه همه عسرنام من نبری
اکه هنوزم ز جاں عزیزتری

۴۲۳

حسن از عشق مست و بیخبرست
تو از آن مست خویش بیخبری

۹

اے بشوخی نهاده بنیادے
دل گرفتار غمزه تو بماند

از غریبان نمی کنی یادے
بیگنا ہے اسیر جلا دے

ہر یکے در فن خود استادے
تا فن چیت گر نیدادے
ہر کجا مشکست بکشادے
کہ ہی بشکند بہ ہر یادے
از تو زیبا تر آدمی زادے
ہرست امروز محنت آبادے

چشم تو بجاں تنال لب جانخش
داد جستم ز گیسوئے تو بتافت
کو نسیم صبا کہ از زلفت
زلفت تو تو بے مسرا ماند
اے کہ تا دور عالم است نژاد
دل ویران من بدولت عشق



بہ کہ در پائیت او فتم چو حسن
نیست مارا جزایں بہ افتادے



خود تونی سر و فر خوبی بے
ہرگز این اقبال یا بد کا بے
آنجناں در آفرینش اولے
یکدو بیند ہر کجا بہت احولے
در حرم نبود جنب را مدخلے
وز فراقت ہر رباطے مقفلے

اے رخت اور اقل گل را محلے
سر و ہرگز رہ بر فارت نبرد
عقل عشقت را ندیدہ آخرے
از کثر اں ناید نشانے با تو راست
دل بجاں بستہ چہ آید بردرت
از قدومت ہر مقامے روضہ



باحسن گفتی چرا عاشق شدی
صد جوابست این سوالت را و بے



چوناز تو مرا با تو نیارے

زہے با عاشقان نو کردہ نازے

| | |
|--|--|
| چہ پُری نختے دارم درازے شوی بیچارہ را چارہ سازے نمیدارد عفی اللہ جاں نوازے | ہمہ شب در خم آں زلفت لگیں بود گا بے کہ ہماں من آئی چرا بیمار خود را جاں بخشی |
|--|--|

| | |
|---|-----|
| حسن گر روئے تو قبل نماز مباد آتش مستہول افتد نمازے | ۶۴۶ |
|---|-----|

| | |
|---|--|
| جاں در بلائے ہجر کجا مبتلا شدے ایں روز روشن شب تیرہ کجا شدے یار بچہ بوئے اریکے از صد و فاشدے ہستم براں کہ بند ز بندم جدا شدے طاعت قبول گشتے و حاجت واشدے اے کاش کا یں بقائے دور و زہ فاشدے | جاناں اگر امید من از تو روا شدے خورشید رویت از شدے غائب از نظر از دست و غدائے تو بیا یارب آدم من ایں جُدائی ار مثلاً دیدے بخواب تو کعبہ منی و چہ بودے کہ از تو ام چوں خواست بود روز فراق تو عافیت |
|---|--|

| | |
|--|-----|
| کے کر دے بخوں چہ حسن ہر دم آشنا آب حیاتم از نفسے آشنا شدے | ۶۴۷ |
|--|-----|

| | |
|---|---|
| وگر داری بہن بارے نداری ولے تیمار ہمارے نداری مگر جز من گرفتارے نداری زمن دسوز تر یارے نداری | نظر بر ایچ غنوارے نداری طیب عاشقانت نام کردند پسبل کروم ہر دم کشتی تیغ اگرچہ سوختی جان و دل من |
|---|---|

تو بایں کارها کارے نداری
که دل داری و دلدارے نداری

بروای عقل ما دانیم و عشقش
بروای مدعی عمرت حرمت

۶

دکان لاف مکشالے حسن باز
که چنداں روز بازارے نداری

۴۲۸

خشم را حدیث آخر آشتی
کردی ای جاں انچه در دل آشتی
آشتی کن آشتی کن آشتی
عاقبت بگذشتی و بگذشتی
تا بکه در بند شام و چاشتی

رفتی و رسم وفا برداشتی
داشتی در دل که بیجا غم کنی
خشم را از سرنگن چوں خوب نیست
گفتی از تو نگذریم نگذارست
روز عمرت بر سر آمد موش دا

۵

ای حسن عاشق شدی رافت مجھے
گندمت ندهند چوں جو کاشتی

۴۲۹

ورستے رسد ز تو داور آں ستم توئی
جز تو که ره برد در آں محرم آں حم توئی
منت غیر چوں برم زانکه ولی نعم توئی
خود چو حساب نیکنم حاصل آں رقم توئی

گر غم تست روزیم مونس روز غم توئی
کعبه دل بخون جاں پاک بشستم از بتا
وعده قبول کرده نعمت خود تمام کن
صفحه جاں عاشقاں هست بخون قدم زده

۶

روز قیامت از حسن سپوشمار هر کس
عرض سخنوراں شود در صف شان علم توئی

۴۵۰

| | |
|---|---|
| اے چہ لال داشتہ شخص مرا بلا غری سی و دو کو کبت میں راجع دارتا مگر یوسف اگرچہ روشت آئینہ جمال زو تاز تو قوتے ہی یابد اساس حسن تو کار دباستخوان و تو غرورہ ز ظلم خون ما | درد و لال خود نگر میں دو کو اکب دری بیت و دو سالہ عمر باز رجبت آدری یوسف عہد ما توئی آئینہ کو کہ بگری بردل من قوی بود قاعدہ قلندری اگر پری استخوان خورد تو ہمہ نخل چرخوری |
|---|---|



روئے تو شتری حسن از پے حوت می تپید
ہم تو براں مقیم شو کوست مقام مشتری



پیش تو گل پیادہ شد تا تو سوار میری
اے تو بہشت نیکواں تو بچکار میری
زلف کند ساخته سوے حصار میری
رحم فرو گذاشته زخم گزار میری
کبک خرام گشتی گام شمار میری

اے ز بہار تازہ تر سوئے بہار میری
خلق مجبے تو دواں شد سوئے باغباں رواں
ریشک فریب تاختہ تیغ کرشمہ آختہ
غمزہ چوتیر داشتہ زہر براں گماشتہ
رہ چو صبا نوشتہ تادہ چو گل گذشتہ



اے ہمہ دل بدلم تو بندہ حسن غلام تو
ہفت زمیں بکام تو تو ز کنار میری



چوں دور زمانہ کبے دیر پنائی
از درد جدا گشت نہی درد جدائی
امروز چہ باد ست کہ ایں سوئے گرائی

اے کس چو تونہ از چمنے سیر چرائی
دور از تو چو تو دور شدی بند زبندم
مرے کہ سوئے کس نکند میل بہر باد

| | |
|--|---|
| دل خانہ تو سازم اگر تنگ نیائی اے جان من آخر تو ندانی کہ کجائی کا قبالہ واد بارم حکیت خدائی | جہان منی خانہ من تنگ تراز دل جان تو کہ من بے تو ندانم کہ کجایم افلاکس مرا طعنہ مزین ہر خدا زانک |
|--|---|

۷

تدبیر چہ ساز حسن انہوں کہ برآمد
نام تو بسلطانی و نامش بگدائی

۷۵۳

روئے چو بہت بہت چو شمع چہ گدازی
اگر چارہ کار من بیچارہ نسازی
کز گوشہ نشینان نہاں خانہ رازی
ہند و بچہ با ترک کساندار بہازی
لیکن تو ورائے ہمہ ترکان تراز
رخسارہ خود کردہ ام از دیدہ نمازی

اے ماہ کہ شمع ہمہ خواباں طرازی
امروز دیں کار مرا چارہ کہ سازد
ہرگز نتوان داشت نہاں از دل از تو
پیوستہ بدنیالہ چشمت رود آن خال
بر جلد نیکوئی ترکاں چو طسرازند
از بہر سجود در تو دوش ہمیشہ

۷

از تو بند بندہ حسن جاں بحقیقت
کیں عشق حقیقی ست نہ سودائے مجازی

۷۵۴

جانم فدائے نامت با من بگوچہ نامی
در چارہ نباشد ماہے بدیں تمامی
اگر سیم خود پوشتم نوع بود ز حامی
زاں لعل آبدارت یک چند بوسہ زامی

اے سرو خوش خراماں یا رچ خوش خرامی
سرکش چو نہ سپہری روشن چو بہت کوکب
تا عاض تو باشد سیاب گوں در افشاں
با آنکہ در و صلم بخشیدہ تو خواہم

عفوست کر خیمت تیرے رسید مارا
گونی تو کعبہ دل دل کمتریں غلاست
بے قصد بود دامن "دمیا بغیر راحی"
اے کعبہ را کشیدہ در حلقہ غلانی



سہلست اگر حسن را کردی بکام دشمن
باید کہ دوستش را بینم بدوست کامی



امسال یار باشی چوں یار بزرگودی
تو خون جان من خور ز بہار بزرگودی
یاری کنی و ہرگز از یار بزرگودی
ناگرد اندک خود بسیار بزرگودی

اے یار بیعتی کن کز یار بزرگودی
گر روزگار با من ز بہار خور و بر گشت
یاری چو کردی از نو در گردنت کہ منع
سرمایہ جوانی بس اندکست جاناں



ہر بار از حسن گریز گشتہ نگارا
بارے امیدش اینست کہیں بار بزرگودی



بے محرم خود مرہم یک ریش نیابی
آں مایہ کہ از دست دہی میش نیابی
آں رہ بچپ و راست پس میش نیابی
تا گم نشوی گم شدہ خویش نیابی
ایں گنج بجز در دل درویش نیابی

اے دل بہ تمنائے غرض خویش نیابی
دردے تہود اند ترا مایہ ہمانست
ز اں سوئے جہانست رہ یافتن دوست
از خویش بروں شوز در دوست دروں
دنیاطلباں را چہ خبر از غم مولے



بگذر حسن از دعوی ہر مرز و اشارت
دعوی ہمہ بچیت چو معنیش نیابی



| | |
|---|---|
| از کرشمہ باز شورے دجہاں انداختی آں دہان پر نمک بر سچکس پیدا ہو شہسوارا اے کہ بیرونی زمینان صفت چست برستی کمرانگہ نہ چیرے درمیاں دی کہ رفتی سوئے بتاں ہیچو گلزار ہشت گل دہان باز کردہ میزد از شکل تولاف | لب فروستی مارا درباں انداختی خندہ کردی و شورے دجہاں انداختی گوے بردی گفت گوئے دریاں انداختی یا زوہی عالمے را در گساں انداختی غلغلے دلب بلان گلستاں انداختی رخش بر کردی و خاکش در ہاں انداختی |
|---|---|



بدا دواں نامہ دادت حسن گریہ کنان
قصہ اش خواندی و در آب رواں انداختی



| | |
|---|---|
| اے دو جہاں فدائے تو تو ز جہاں دیگری گرد و گرد شہر ما بست ہزار گلستاں عقل سپر نمی کند پیش خدناک عشق تو زافت مرگ ہیچ تن جان نہر و مگر کن | باغ و بہار حسن را سرور و ان دیگری تو بر خان لالہ گول لالہ ستان دیگری زانکہ تو در صف بتاں سخت کمان دیگری من تو زندہ ماندہ ام زانکہ تو جان دیگری |
|---|---|



اے ز جہانیاں ترا مثل نیافتہ حسن
گرد و مرست ہمہ جہاں تو ز جہاں دیگری



| | |
|--|--|
| اے قاصد از کجائی از ہر کجا کہ آئی از آستینت مارا پریشاں گشت امن دارم بنہر ماہی کز خرمن جمالش | بہ نشیں کہ ہست در تو سیمائے آشنائی ایں نامہ میکشی تو یا نافہ می کشائی خورشید خوشہ چسپد مانند روستائی |
|--|--|

| | |
|---|---|
| بادام چشم متش واپستہ سخن گوئے عشق کشید شمشیر در راہ لا ابالی امروز وقت صبح آید از سلائے | جان بخش جان ستان بے دعویٰ خدائی سو داش کرد غارت باز ابر پارسائی خوش وقت صبحگاه مال آغاز روشنائی |
|---|---|

۵

ہاں اے حسن شب روز آید ناکہ آخر
روز وصال باشد بعد از شب جدائی

۷۶۰

| | |
|--|---|
| پیشیں مگر باز ایند چشم ز خوں آلودگی خالے و خطے بے خلل چشم بے فرمودگی استغفر اللہ زیر سخن عشق تو آلودگی نہ دست تو دار و خیر نہ تیغ تو آلودگی | اے شہد نوشین بہت پاک از ہنہ آلودگی داری جمال بے بدل روتے تو بے شل شل گفتم بر غم عاشقان آسائے گیرم ز تو اے خون خلتے ریختہ وانکہ ازاں خون نختن |
|--|---|

۶

نور حضور تو چناں بر ما تجسلی می کند
کز خود حسن غایب شد رت از غایت کم بولی

۷۶۱

| | |
|---|---|
| دوش در دل بودہ امروز در جان منی جاں زیر پائیت افتادم کہ جانان منی من ازاں مرغان تو، تو باغ دستان منی تو بدیں لبہائے شیریں شکرستان منی قطرہ در کار من کن کاب حیوان منی | اللہ اللہ ایں تونی یارب کہہاں منی سیر بسوداے تو در بازم کہ سرباز توام مرغ صبح از بوتان و باغ یادیم مید خستہ و پرویز گر شیریں شکر دوداشت اے کہ عمرے تشنہ بودم شکر و صل ترا |
|---|---|

گر حسن صد بار میگوید کہ من زان توام

۷۶۲

کے چناں باشد کہ یک رہ گویش آن منی

۵

اے دو چشم درہوائے لعل تو درخوں کے
ظاہر باطن بلاغ اتحادت سو ختم
دی زور دے سینہ بادیاور میگفتم حیات
صد ہزار آشوب اگر ہر دم رسد ز اہل غم

جام جاں پرور کرم کن اں بیگیوں کے
ہم دروں باتو کے داریم ہم بیروں کے
خستہا صد پارہ شد ہر پارہ درخوں کے
باک بود چوں دل لیلی ست با بجنوں کے

۷۶۳

گر حسن آہے زوے دوش از درون بقیار
برقرار خود کجا ماندے ز نہ گردوں کے

۷

اے بہار خرم از رویت گرفتہ خرمی
زلف تو یا این کہ در ہم شد و لے این مکی اد
حسن تو ہر روز از روز و گرافزون تر
عقل گوید از چہ دیدی روئے گندم کون
کوئی غمہائے تو اندر جائی گاہ جاں رسد
گر بخشی و رگیری چارہ جز تسلیم نیست

چوں نسیم گل حریم قدسیاں را محرمی
چند دلبہار افرام کرد با این درہمی
نعمت فردوس را بہر گز کجا باشد کمی
آدم نجا با بغزیت سکیں آدمی
حال اینست تو ز احوال غریباں بے غمی
من کمینہ بندہ ام تو بادشاہ عالمی

۷۶۴

آستان عشق را بنیاد نو کن اے حسن
کیں بنائے زہد را چنڈاں نباشد محکمی

۷

اے زطراوت رخت تیرہ شدہ گل تری
غنچہ چہ گر خوش ست تر در نظم تو خوشتری

| | |
|---|---|
| جلد بتان نازنین از حق اندیاز چیں شکر گل کیے شونچوں تو باغ در شوی جاں بغبت دہم مگر رحم کنی و دل دی جاں نہ تار سیکشتم بر قدمے کمی زنی روز غم تو مر مر از از شکست گو شکن | تو ز ہشتی اے صنم بلکہ بہشت دیگری ماہی و مہ قرآن کنند چوں در آب بگری سر بہت نہم مگر پائے ہنی و بگری دیدہ قدم کنی ہی بر طرے کہ پے بری من بہ شکستنی خوشم گر تو شکستہ پروری |
|---|---|



چیت کہ شکستی از حسن شکستل
خون دلش بخوردہ ہیچ غمش منخوری



| | |
|---|---|
| باز ایں چہ جور ہاست کہ ہمال میکنی پیش کہ خط نوشتہ اے شوخ کز جفا حالی چونیت در ہمہ میدان حرفت تو ساقی بدہمے کہ دہد راحے بھر اے محتسب چون توبہ بدتت نداده اند جاناں تو از نخست صف صبر می دری | جانم اسیر غمرہ اقبال میکنی ہر جا کہ الف می نگری دال میکنی خود گوے می ربائی و خود چال میکنی تجیل عمر میں تو چہ اہمال میکنی خون قرابہ بہر چہ پایا مال میکنی بس قلب عاشقان را دنبال میکنی |
|---|---|



ایں طرفہ کز حسن کہ ضعیفست بے نوا
کہ قصد جاں و گہ طلب مال میکنی



پر رو یا بنام ایزد جمال حور عین داری
مژہ چوں نیش زنبورے دے چوں انگبیس داری

کہ بیند تیز در خالت ز بیم چشم قنانت
 کہ از ہر یکے ہند و دو ترک اندر کیس داری
 اگر مرہ روئے روشن دارد و گل بے جاں پرو
 ترا چونان صفت کردن ہاں داری ہمیں داری
 اگر خوباں بسا عدلے سیمیں خون حلقے را
 ہی ریزند این محبت تو خود در آستیں داری
 ز حال دین من کہ کہ چہ می پری تعالیٰ امہ
 مرا چوں خود توئی قبل بس انگہ لافیں داری
 اگر در چیں بتاں باشند گیسو ہائے خم در خم
 تو اندر ہر خیم گیسوئے چندیں جابے چیں داری



حسن گریار سلطان وار کھکے کرد بر جانت
 ترا آں بہ کہ درویشانہ روئے بر زمیں داری



نزار دل شدہ را بند بستہ بختائی
 اگر بتاں تو سجدہ بر ند می شائی
 تو حاضر آمدہ انگہ مرا شکیبائی
 میان خوبان سر و بلند بالائی
 بگو سخن بدر از بیت یا بزیبائی
 غلام امر تو ام ہر چہ حکم فرمائی

بہر کجا کہ تو گیسو کشاں دروں آئی
 شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ را نمی شانید
 بطرز و طعنہ ہی گوئیم شکیبایاں
 بقامتے کہ نہ پستت و لے بلند ترا
 سنا زے سخن سر گرد از کثر
 سگ تو باشم و خاک درت شوم کچھ

۷

اگر نہ چشم حسن خاص بہر دیدن تست
بہر خویش ہمینا دروئے مینائی

۷۶۸

چرا روز مرا بدخواہ بودی
نیک شب منظر لم را ماہ بودی
تو نہ خوش خفتہ در خرگاہ بودی
وراں بعیت تو شاہنشاہ بودی
مگر کز عشق من آگاہ بودی
سفر کردم تو ام ہمراہ بودی

چو از شہائے من آگاہ بودی
نہ روزے بردل من ہر کردی
من از تو چوں شفق در پشتِ کون
ز ملک حسن میشد در ازل ذکر
مرا گفتی سفر کن یا بدل کن
بدل جستم کہ چوں تو ندیدم

۵

حسن این راہ صاحب نعمتاں بود
تو بارے فی امان اللہ بودی

۷۶۹

مے شہانہ کہ باقیست نوش می نکنی
چرا ہماں کرم امشب چو دوش می نکنی
چہ فائدہ کہ یکے زان گجوش می نکنی
چہ دیگہ اے دل نگیں کہ جوش می نکنی

چہ شد کہ قول حریفان گجوش می نکنی
بیک کرشمہ مرا مست کردہ بودی دوش
ز عشق لعل لببت صد ہزار در سقم
ز کاسہ سر عاشق گذشت آتش عشق

۵

چہ مرغی اے حسن این الہائے دلکش بیت
اسیر دام شدی و جموش می نکنی

۷۷۰

چه باشد گر شبی با من بباری
قیامت کرده از شب کند
اگر رویت نباشد قبله من
چه شکرمی نماید نخی دوست

کئی دلدادۀ را دلنوازی
به از روز قیامت در درازی
نباشد یک نفس از من بباری
چه شیرینیت یارب عشق بباری

(۷۷۱)

حسن کاریت بر عکس افقاده
ازین سو عجز و زان سو بے نیازی

(۷۷۲)

حریف من تویی امشب اگر چهرت خرابی
در آمدی و بر آمد امید گم شده من
چه نیم هست گذاریم شهر بند تکلف
به جستجوی تمنای باش تا فتنه دل
بدوستی منم ستاره سعد نگرود

نصیب عمر به نیست قدح یار شرابی
حدیث من بچه ماند با هتاب و عربی
بیا که عالم عقلم نهاد رو بخرابی
چو حکم اوست سراسر تو سر حکم چتایی
بهم نشینی زر گر کلید گنج نیابی

(۷۷۳)

منم مقیم در او حسن کجا رسد انجا
که آن مقام ندارد محل خاکی و آبی

(۷۷۴)

خواب دیدم که چو گل خنده زنا می آئی
چون سمن تازه و چو سرو روا می آئی
گرد رخساره نیفتانده بحکم عادت
پهنا نازکنا خنده زنا می آئی

دیدہ ام رفتن تو لغز تراز چشمہ حضر
 چشم بد دور چہ گویم بہ ازاں می آئی
 من چہ گفتم چو بیدم کہ در ا بسم اللہ
 جاں کفم جائے تو کہ عالم جاں می آئی
 چمن آب و گل این میوہ کجا آرد بار
 بارک اللہ مگر از باغ جناں می آئی
 بخت را مانی و بنیاد ہمہ دولت ہا
 بخت ایشاں تو کہ در خانہ شاں می آئی

۶

جایگاهت حسن از دیدہ بدل کرد بل
 چکند کہ نظر خلق نہاں می آئی

۷۷۳

خدہ چہ پرسم از کجا خوئے کردہ خداں آمدی
 بسم اللہ اینک نزل جاں کہ منزل جاں آمدی
 خوش خوش بہ بخت دل برآ جاں خاک راہ تو چرا
 آگاہ نا کردہ مرا ناگاہ ہماں آمدی
 گنجہ کہ گوہر چینمت سر وے کہ سایہ شینمت
 ماہے کہ روشن بینمت صبحے کہ خداں آمدی
 اے شاخ کیسویت علم وے قلب عشاق چشم
 از مشک بر گل دم بدم صف کش سلطان آمدی

رخشے چو آتش زیر تو صحرائے دلہا صحن او
خورشید و ش کیے خاستہ تنہا بیدیاں آمدی

۷

مسکین حسن نالاں چو نے مخمور تو ناخوردہ مے
در کلبہ تاریک دے چوں آب حیواں آمدی

۷۷۴

چو زلف تو بکتری وعدہ داد تا دیرے
نکو باند وریں اعتقتا تا دیرے
قدم بر آتش نتواں نہاد تا دیرے
کہ نے بداری وقت کشا تا دیرے
کئی بنا لہو سر باد تا دیرے
پس از قیامت ہم تازہ باد تا دیرے

خط خوش تو کہ سر سبز باد تا دیرے
بخد مت لب خذانت غنچہ دل در بت
درون دل کفایت جاوے بشکائی
بتیر غمزہ جہانے خراب خواہی کرد
مگر کہ فاختہ ہم داغ دارو از تیر بجز
بہار حسن تو خوانیم تا قیامت خوش

۷

سرازدیچہ بکش یا بکش حسن را زود
کہ بردت نتواں ایستاد تا دیرے

۷۷۵

جان و سر تو جاناں کاں ہم بیانیستے
با آں مہ تنگی ہم دستے بدمانستے
خون میخورد از حسرت کے کالج چنانستے
کو با ہمہ خیر خود چیزے بنو مانستے
ہر جا کہ سلیمانست دیوانہ آنستے

دل می طلبی سہلت گر حکم بچانستے
رہ یافتے ایک رہ دستم بہان تو
غنچہ دہن تنگ است تا دیدہ شد دل تنگ
گل رفت و پس از رفتن عیش چنم کالج
انگشتی لعلت پوشیدہ بماند از نہ

گفتا که در اشک از دیده روانم
در گنج سخن گفتی آن نیز روانست

۷

خط تو بعین عشق افکند جهان را
ورنه حسن خسته این حرف ندانست

۷۷۶

دل ضعیف قوی شد بیک پیام که دادی
دو گانه واجهم آمد بیک سلام که دادی
نصیب بود لیم را کنی ز شکر خاصیت
کنون فرشته مگس شد صلا عام که دادی
تو دیر مان که نماند سه ساله چه دو بوست
سه سال مست بماند بدین دو جام که دادی
بصفت بار بر آ دیده لگام با ملق
که بر دو کون بر آید بیک لگام که دادی
عقیقه از لب لعلت بدیده وام گرفتیم
چو دیده غسل فتانند بگیر وام که دادی
پیام دادی و گفتی قرار گیر به محنت
مزید راحت من شد هال پیام که دادی

۷

حسن زنت برین در مقام یافته 'وه وه
گرش مقیم گذاری درین مقام که دادی

۷۷۷

| | |
|---|---|
| <p>دل را ازو ہر اسے جاں ازو خروشنے چشمش بغیرہ نیشے نعلش بخندہ نوشے در ہرست ہمدے در کینہ سخت کوشے در وقت دلیوازی یکبارگی بخوشے ہر جہہ فگندہ در مغز عقل جوشے در چین زلف او میں ہر سویا ہ پوشے</p> | <p>روزم بہ مے فروشد در عشق می فروشنے خردے ولے بخوبی یک فتنہ بزرگے در وصل دل فروزے در ہجر سببہ سوزے ہنگام عشق دادن ہر مومے ازو زیانے دادہ مرا لبالب جو نشان مے کہ ازو گویند ہرست دچیں شہر سیاہ پوشاں</p> |
|---|---|



پیر خرد حسن اکنوں مرید گرد
کز توبہ توبہ کرد دست بردست مے فروشنے



| | |
|--|---|
| <p>کوش طلب از مند جمشید چہ پرسی بوسے کہ دہد عود تو از بید چہ پرسی از بوم صفائے رخ خورشید چہ پرسی تحقیق امید از دل نو مید چہ پرسی</p> | <p>رویش نگر از طلعت خورشید چہ پرسی یارے کہ کند یار من از غیب چہ جوئی از عقل صفات رخ محبوب نیاید گفتی بچہ حدست امید تو بدلبر</p> |
|--|---|



ہر بار ہی پرسی کا حوال حسن چسیت
بہبات ازیں محنت جاوید چہ پرسی



| | |
|---|---|
| <p>بروں خرام کہ تازیر پائیت افکنے بخاک پات کہ دندا ہناش بشکنے خداے درست دہر تازیخ برکنے</p> | <p>سہرے کہ بر درایں آستانہ می زرنے زلفت از سہر مومے طمع کند شانہ چہ کرد طوبی با قامت تو پایے وراز</p> |
|---|---|

کہ عنکبوت صفت بر در تومی تنمے
کہ می گرفت کہ چوں گل دریدہ دامنمے
چہ سخت جانم گوئی ز سنگ و آصنمے

تو یار غار منی و مرا چہ بہتر از اں
اگر نہ خامخت می گرفت دامن من
دلے بر آتش سوزاں ہی زغم یارب



فسرہ ماند حسن از غم جہاں اے کاش
ز آتش غم تو شعلہ براوزنے



زاں جام جاں نماندہ بر جان ما سپاسے
در وہ سب جہاں رازاں محل صرف تاسے
با فاضلے فاضلے با اطلسے پلاسے
خود در دریا نباشد با در دامن قیاسے
چوں نامدست ز آدم یک آدمی شناسے

ساقی بیا کہ از شب بگذشت نیم پایے
زاں پیش کا در صبح از زر صبح طشتے
با ما پلاس دار و چرخ ار نہ در نہ بتے
دارم خار غصہ صافی وہ ارد ہی
پیش سگ افکنم دل تا قدر من شناسے



بے خوف بے رجائے بچوں حسن نباشد
نر کس امید دارد ز نہی چکس ہر اسے



ز تو بس غریب باشد اگر م فرد گزاری
نظرے بجال من کن بطافتنے کہ داری
نہ بچار رکن عالم ملکہ بدیں سواری
بہ صفت چو ابر رحمت چکنم اگر نیاری
نہ مرا بجال قربت نہ ترا طریق یاری

شب روز چوں غریباں کشم از غم تو خاری
شکرے ز پستہ بکشا بطرافتنے کہ دانی
نہ بہ ہفت چرخ باشد ملکہ بدیں لطیفے
بکرم چو آفتابی چکنم اگر نتابی
سر و کار من دیں غم بکجا رسد کہ داند

۶۸۲

حسن ارچہ کج ہنادے کلہ کرشمہ بر سر
بیر تو بند اکنوں کمر امید داری

۵

گل خمیہ بھرا ز دمان گر ہو سے داری
اے سرو بتوشاد تم شکلت بغلاں ماند
مارا بدعائے مانکشا درے اشب
جاناں ہمہ خواباں را باشند ہوں کشتن
پاے بگلستاں نہ گردست سے داری
اے گل بتو خوشنودم تو بوئے کسے داری
اے صبح تو یاری کن گر خوش نفسے داری
من کشتہ این کارم خیزار ہو سے داری

۶۸۳

اگر باتو حسن وقتے صحبت طلبہ مشنو
حیفست کہ گوہر را در سلک خیمے داری

۷

اگر بود ترا خارے رفت از در تو بارے
اے تازہ بہار جاں رنم دل دشمن را
گر بندہ خریدن را از خانہ بروں آئی
من سر ز تو بر زانو ہم زانوے تو دو با
چشم نشد از گریہ یک چشم زدن خالی
تا چند بجاں بردوں در قصد کساں با
دایم امید اکنوں نظارہ گلزارے
امروز کہ گل داری بر دوست قشاں بارے
امروز مرا باشد از اقبال تو بازارے
ایں کار گراں بختت اے بخت بکن کارے
دریا بگھر دادن مفلس نشود آراے
یکبار بدل دادن دریاب دل یارے

۶۸۴

تو خواجگی خود را کردی یہ حسن ثابت
آں کسیت کہ می دارو از بند گیت عارے

۵

میوه باغ نیکوئی مایه شوخی و خوشی
کاج مقرر شد قاعد سبوشی
در دل آن نور تر می شده آب آتشی
جرعه او پیش اگر آب حیات می جوشی

کودک می فروش می کرده چو عقل سرکشی
من چه کنم که از گشتش جام نبیزد در کشم
روئے چو آفتاب او چون به پیاله تافه
اے خضر از شراب خود جرعه نشان خاکه



خیز و چو خاک پست شو پیش سگ دشمن حسن
گر تو بهت بلند آدمی ملک و شتی



جاں بے تو ہی ناله چندیر چه ہی پائی
با جلد جاں بے تو فریاد ز تنہائی
وہ صبح شود طالع دائم کہ تو می آئی
تا کرد مرا چوں خود شوریدہ و سودائی
نام تو بروں آمد از دفتر زیبائی
ہم چشم کنی روشن ہم خانہ بیارائی

گاہا ہمہ باز آمد وقتت کہ باز آئی
گل آمد و صد گونہ خوابن چمن باوے
گر غنچه دہد بوئے دائم کہ تو میخیزی
سوداے سر زلفت انگلند من شورے
فالے کہ نکو دیدند در شہر بتان چیں
اے مرد مک ویدہ افتد کہ بنور خود



گفتی کہ بخوابم شد مہمان حسن روزی
تا خیر نمی شاید حکمے کہ تو دسر مائی



چرا با بندگان در بند کینی
دہاں بکشا کہ جسد انگینی
شود روئے بتان روم جینی

مکن ناز اچہ ترک ناز نینی
ز خاموشیت عیش بند تلخ است
زر شک روئے تو اے ماہ بت رو

| | |
|---------------------------|-------------------------|
| برپیش تو کمر بند و ستاره | کلج نہ کہ ماہ راستینی |
| مرنج ارخوانمت ماو زمانہ | زماں دانکہ خورشید زمینی |
| ترا خوبی چو ملک کی قبادات | بنزد ہر گدائے کے نشینی |

۵

حسن را در ہمہ حال آفریں گئے
کہ کرد اندر سخن حسر آفرینی

۷۸۷

مرا طاقت نمی ماند برفقارے کہ می آئی
شدم دیوانہ رویت نمی ترسم ز رسوائی
توئی روشن دریں عالم من سکیں بگرد تو
چو پروانہ ہی سوزم مگر تو شمع دلهائی
اگر روزے بروں آئی تماشا را بگلزارے
زہر سوسرو ہا تا زد بدیں خوبی و رعنائی
نظر بر روئے تو کردم بیک دیدن ربودنی
دلہم خود رفت و می ترسم کہ جانم نیز بر بانی

۷

حسن چوں روئے تو بیند زند نعرہ چنیں گوید
مرا طاقت نمی ماند برفقارے کہ می آئی

۷۸۸

| | |
|-----------------------------------|---------------------------------|
| من خانہ بسازم مگر آنجا کہ تو باشی | وز ہیچ غم غم خورم تا کہ تو باشی |
| وحشت چہ گذارد آںجا کہ تو آئی | دل تنگ چرا باشد آںجا کہ تو باشی |

آں روز بود روز خوش ماکہ تو باشی
 اکنون ہمہ اینست تمناکہ تو باشی
 تا کس نبود در حرم الا کہ تو باشی
 من گرد سرت گردم ہر جا کہ تو باشی

از طنز ہی گوئی خوش باش تو بے ما
 دینے و دلے بود مرا متبلداً احوال
 کردم ہی از نقش بتاں کعبہ دل را
 ایں گرد حرم گردد و آں گرد ذرات



اے عقل زن لاف کہ یا حسن ام من
 بیگانہ عشقی تو مبادا کہ تو باشی



ترکم برسم سارباں اشتر سوار آید ہی
 در پائے اشتر نا شتم خلخال دار آید ہی
 جع منش در ہر زماں گوہر نثار آید ہی
 از شیر مرداں چوں جرس آواز آید ہی
 اشتر سوارم سچو منہ منزل شمار آید ہی
 پس رشتہ جاں بر کشم کز وسے ہمار آید ہی

ماہ سبک سیر مرا اشتر بکار آید ہی
 دادہ چو اشتر مالش از غار و خارا باشم
 تا اشتر او شد رواں چوں بحر کف لب دہاں
 تا آہوئے من یک نفس را نہ شتر را پیش و پس
 اشتر چو گردوں ہیچکے ناسودہ از ہنجارہ
 از سکہ رخ زر کشم بر اشترش زیور کشم



پیش حسن رو بر زمیں بر رخس جاں افکند زیر
 چوں ہست رختے این چنین اشتر چہ کار آید ہی



من از حے تو بہ کردم میل خاطر پہنجاں باقی
 ازاں لہائے میگوننت خوارم بشکن اے ساقی
 بدہ یک جرعه ام حالی و نام نیک باقی کن

نگو گفتند درویشاں مرا حالی ترا باقی
 مراستی نہ از بادہ ست ہست از چشم ست تو
 کہ از طاق ابروان عہد چوں ابروے خود طاقی
 مثل گویند شہرے و گلے اکنوں توئی آل گل
 چہ گل چہ گلستاں واللہ بہارستان عشاقی
 ترا گر روز و شب خورشید و مہ گویند می شاید
 کہ در روز آیت نوری و در شب شمع آفاقی
 چہ فرماں میدہی چندین کہ زہر افشاں شوائے غمہ
 لیے آں لعل شیریں را اجازت دہ بتریا قی

۵

چہ می نالی بدیں نالیدن زار حسن جاناں
 چو مرغ در قفس ماندہ برے دوست مشتاقی

۷۹۱

من بندہ آنکس کہ دل و جانش تو باشی
 آباد ہر آں خانہ کہ مہانش تو باشی
 ملک دل من ملک تو شد تنگ نگرود
 اے دولت آں شہر کہ سلطانش تو باشی
 اے نقش نگین لب تو "فیہ شفاء"
 از من مہر آں درد کہ درانش تو باشی
 عاشق چو خلیل آمد و عشق تو چو آتش

کے ترسہ از آتش چو گلستانش تو باشی

۷

دل تنگ تراز حلقہ خاتم شدہ لیکن
دیوانہ آنم کہ سیمانش تو باشی

۷۹۲

وقتت بوئے عود را گیسوت بختا اند کے
شام است ماہ عید را ابروت بختا اند کے
دیدم بوقت صبح دی یک نیمہ پیشانیت
چوں آفتاب اندر طلوع از گوشہ پیدا اند کے
صد بار بازی دادیم از گوشہ ابروئے خود
یک رہ بجنده باز کن لعل شکر خا اند کے
خلقیست از خاموشیت باشک چوں غائب
وہ آں لب غائب و ش بختا چو لپتہ اند کے
مجموعہ عالم نگر چوں زلف تو ابتر شدہ
آخر ازاں خط خوشت ز نار بختا اند کے
ہر چند ناز و شوخیت بسیار بسیار است ہم
کہ گہ مراعاتے کین احوال مارا اند کے

۷

جاں میدہیت چوں حسن بانیکہ چنیرے اندکیت
بیار بختا از کرم بپذیر از ما اند کے

۷۹۳

ہر شب منظرہ سیارہ کہ گاہے
آں چشم کجا تا بحالت نگرتم سیر
بیداری شبہائے مرا صبح گواہست
ہر تعبیه ناز کہ درت نیست نیکیز
روتافتمی از من کہ زوم بوسہ بیایت
روزے نگرے سبنو زگورم شدہ پیدا

بروے نظر انداختہ باشد چو تو ماہے
بارے بنگہ کروہ چشم تو نگاہے
صادق تر از خود تو اں یافت گواہے
بارے چو شوم مات بدست چو تو شاہے
وہ ایں چہ عذابست بدیں ہل گناہے
صد قطرہ خول بر سر ہر نوک گیاہے

۹

فاغ نشیں گرچہ حسن می نرند دم
آہ از دل سوختہ بیروں زند آہے

۷۹۴

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
ما قبلہ راست کردیم بر سمت کج کلاہے
خیز لے خطیب بر خواں ہر خطبہ کہ داری
رویش نگر چو عیدے ابرو نماز گاہے
گر سرود مسہ ندیدی بایکد گر موافق
بالاش میں چو سرودے بالائے سرماہے
با آنکہ کرد تو بہ فسق از دلم فراموش
ہم گر لبش بہ بسینم یاد آیدم گناہے
بندے اگر کشانید از زلف ظالم او
از ہر خمے بر آید مسر یاد داد خواہے

ہر سچ اشک من میں سر بر زد ز مژگان
چوں شب نے کہ افتد بروئے ہر گیا ہے
یار بنگاہ داری چشم و چراغ مارا
گرچہ نکرد دھس گز در حال مانگا ہے
قوانی گواہ بخوید در عشق بازی من
واند کہ نیست حاجت اقرار را گواہ ہے

۷

عقل حسن چہ باشد اندر حضور عشقت
طفل جہاں ندیدہ در پیش بادشاہے

۷۹۵

من پیش کرم خدمت گرے سپرم بخشی
تیرے جگر شستہ تیرے دگر م بخشی
تا از شکن زلفت یکشب کرم بخشی
افتد کہ ز نخل خود خرمائے ترم بخشی
از خندہ شیرینیت گر گل شکرم بخشی
اگر از لب و دانت لعل و گہرم بخشی

ہر لحظہ ز شوق خود سوز دگر م بخشی
دردے بگلو ماندہ دردے بگلو ریزی
ہر روز بجاں بازی پیش تو کمر بندم
میرم صفتم از غم لب خشک فرو ماندہ
درد دل میکنم شاید کہ بیار آمد
گفتی کہ مفرح کن آن ہم توان کروں

۷

من بندہ حسن زان رو پیش دت افتادم
امید شکر دارم و قنوت گرم بخشی

۷۹۶

رخ عشق توبہ از راحت جاں بیارے

یاد نام توبہ از ملک جہاں بیارے

بے رضائے تو کرا دل کہ ہند دل بچاں
 بیش لعل لب تو سنگ ندارد دیا قوت
 گرچہ از جور و جفائے تو کسے دیر نماند
 سُرخ گل کیست کہ لاف سُخ رنگیت زند
 جرم بسیار مرا چند صفت خواہی کرد

یک رضائے توبہ از ہر دو جہاں بیائے
 جوہر جہاں نہ از گوہر کاں بیائے
 تو براں عادت دیرینہ ہاں بیائے
 خاک پایے توبہ از خون فلاں بیائے
 اندکے عفو تو آخر بہ از اں بیائے

۴۹۶

حسن از نالہ مرغانِ قفس عبرت گیر
 خامشی بہ بود از زخم زباں بسیارے

۴

یک ہفتہ گذشت در جدائی
 افتد کہ فتادگانِ خود را
 ما خود عدمیم بے وجودت
 مارا تو هیچ نسبتے نیست
 تادیدہ جہانیاں جہاں ہم
 ہجر تو علامتِ قیامت

اے ماہِ دو ہفتہ ام کجائی
 از دور نظر اہِ منائی
 ماذرہ تو آفتابِ مائی
 جز نسبتِ عید و روستائی
 بے روئے تو روئے روشنائی
 وصل تو لطیفہِ خدائی

۴۹۷

در بحر غم تو شد حسنِ غرق
 دستیش بدہ باشنائی

۵

افتد کہ شبے بدل نوازی
 بے آئینہ و چشم خون دل نیست

با سوختگانِ خود بازی
 رخسارہ عاشقانِ مازی

| | |
|------------------------|-------------------------|
| چوں زلف تو هندوے ندیدم | در چین جوشش به ترک تازی |
| زلفت چو شب دراز یارب | تاریک شبے بدیں درازی |

۹

گر چوں حسن او فتم بی پائیت
زین پس من و لاف سرفرازی

۴۹۹

ترحم حالتی وانظر بکائی
کمن دور از دو چشم روشنائی
بصحر الفراق من فضائی
حریفان حبله یا ران ریائی
فراشی حزن و همی متکائی
چه باشی کز دم ناگه درائی
شفائی فی شفاکم یا شفائی
چه بودے گر نمودے آشنائی

حبیبی مہجتی قلبی منائی
چو نور چشم من چشم تو باشد
شہر بنا شہر بلہ فی یوم ہجر
زبانم نالہ و خون جگرے
وجودی مولم قلب جریح
چہ خیزد گر پیرسی عاشقانرا
رجائی فی لقا کہو یا حبیبی
اذا ما انت عنی غاب روچی

۷

حسن را و ارباں از ظلمت غم
چو داری در رخان نور خدائی

۸۰۰

ہزار دل شدہ را بند بستہ بکشتائی
اگر بتاں تو سجدہ بر ندی شائی
تو حاضر آمدہ آنکہ مرا شکیبائی

بہر کجا کہ تو گیسو کشاں درون آئی
شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ رانی شناید
بطعن وطنہ ہی گویدم شکیبایاں

| | |
|--|---|
| منازع سخن مرد گرد از کشت سگ تو باشم و خاک ورت شوم حکیم بقامت که زیست است نے بلند ترا | بگو سخن بد را زیست یا بزیبائی غلام امر تو ام ہر چہ حکم فرمائی میان خواباں سر و بلند بالای |
|--|---|



اگر چشم حسن خاص ہر دیدن تست
بہم خویش بینا دروئے بینائی



جہاں بطلعت آراستہ بیارائی
جمال خود چو ہمہ نو بہار ننائی
سلام می نکنی گہ کہے کہ پیش آئی
کہ وہ سلام مرا یک علیک فرمائی
دلہم بختی و بر جان من بختائی
تو از جوانی و خوبی خود بیاسائی

چو بامداد پیکہ بر کنار بام آئی
مرا بہ بینی و گر من بہینمت از دور
ز تو توقع پر سیدنی نمی دارم
منت سلام کنم صد بار بار اے کاش
دلہم برودی و جاں می بری چہ باشد اگر
ز چوں تو شاہ سوارے دے نیا سودم



ز یاد آردہ دست حسن بگیر امروز
و گر نہ قصہ او سر کشد بر سوائی



عبت زیبا جمالی آیت فرخندہ فالی
دیدہ دروئے توحیراں اینت صنع لایزالی
گل کجا روید بہو بیت مہ کجا ماند برویت
تو گل از باغ بہشتی تو مہ از اوج کمالی

سبز گرد گل عیاں کن خال مشکیں را نہاں کن
 با چناں خالے نباشد روزگار از فتنہ خالی
 آدمی زادی تو یا مسر یا پری استغفر اللہ
 ہر خیالے کاں بندم تو بروں از آں خیالی
 ماو عشق ماہ رویاں عاشقے خود مینویس
 ان لیکن ہذا اضلالی ماہدانی من ضلالی

۵

ہر یکے راست حالے بایکے صاحب جمالے
 اے حسن تو حال خود کو حال من میں بود حالی

۸۰۳

مرو کہ میرود اینک زنوک ہر شہ سلی
 تو میہانی عالم دریں میانہ طفسیلی
 نبود قبلہ مجنوں جز از قبیلہ سلی
 ہمیں اثر دہد سخت طلوع چوں تو سہیلی

زہے درو نہ دل را زماں زماں تو سلی
 بیا کہ مادہ لطف کردگار جہاں را
 اگرچہ در عرب از بہر قبکہ نباشد
 بسان قطرہ باراں سرشک من ہمہ در

۷

عنانِ عہد حسن را سزد کہ سہل نگیری
 کہ سخت مشکش افتاد با جمال تو سہیلی

۸۰۴

در خون من مسکیں چندیں چہ ہی کوشی
 حال من بچارہ می دانی و می پوشی
 جامے بغیریاں کش گر بادہ ہی نوشی

مہ را بخط مشکیں چندیں چہ ہی پوشی
 در پردہ چہ می داری آں روئے نگاریں
 دستے بغزیزاں دہ گر زہد ہی وزری

| | |
|---|---|
| گفتی کہ گجا بودی از دولت تو اینک با آنکه برون بُردی رخت از نظرم ظاہر اے خواجہ بقلعہ چند آں دُر کہ خریدستی | موقوف بہ بندِ غم در کنج فراموشی والہ کہ درون دل پیوستہ در آغوشی در چشم زلیخا دار آں روز کہ بفروشی |
|---|---|

۹

بگذر حسن از دعوی کاشفتہ خو با غم
در تو نرزد آتش بیہودہ چرا جوشی

۸۰۵

خلوتے خوش دارم امشب باچہ تو ہمیں تنے
سرو قدے چوں توئے سوسن زبانے چوں منے
آں لب میگوں چہ می پوشی مگر شرم آیدت
مے مہیا کردہ ام جامے بخور شرم اٹکنے
بے لبت مے ذوق نہ دہد بے رخت حور بہشت
بے حضور دوستان گلشن چہ باشد گلخنے
مہ پیا بوس تو صد رہ افتد از بالا فرو
چوں کند چوں نیست بام آسماں را روز نے
زحمت پروانہ را اعراض کردن روئے نیست
ہر کرا چوں شمع خواہد بود روئے روشنے
دی مگر دامن کشاں سوئے چین کردی گذر
کاں طرف امروز چاک افتاد در ہر دامنے
دعوی حسن بت من میکنی اے گل شکن

تو ازاں یوسف چہ داری جز ہماں پیرا ہمنے
دوستے کز جہر و سہ رویاں حذر فرمایم
نیست و اندہ نزد من دشمن ترا وے دشمنے

۸

خون من در گردش گزناور و یاد از حسن
ہر کباز یار خنہ دستے کند در گردن

۸۰۶

غرق غم کنی بکسی عنم گسارے
گرچہ دلت نہ سوزد بر ہیچ زارے
تیرے زدست غمزہ چشم تو کارے
اندر خور کند تو چوں من شکارے
آخر بنگبوت رسد پردہ دارے
راہی ہی رویم بامید دارے
ناموختست عقل دیں صف سوارے

دیرست تا بیکسی لے دوست یارے
در آتش غمت دل و جاں زار ختم
درمان در دمن نہ بازوے ہرست
معذوری ارمین نظرے ننگنی کفیت
خلوت سرے غار اگر اہل قرب راست
از مانہ علم جوئی نہ زد و نہ معرفت
میدان گیر و دار تو داری ہم از ازل

۶

جانا ز در عشق تو در ماندہ شد حسن
نشیدہ کہ در حق در ماند یارے

۸۰۷

اللہ اللہ ایں توئی یارب کہ مہمان مہنی
دوش در دل بودہ امروز در جان مہنی
سر بسودائے تو در باز کم سرباز توام

جاں بزیر پات اندازم کہ جانانِ منی
 مرغ صبح از بوستان و باغ یادم میدہد
 من ازان مرغانِ نیم تو باغ و بوستانِ منی
 خسرو پر ویز گر شیرین و شکر ہر دوداشت
 تو بدایں لبہائے شیرین شکرستانِ منی
 اے کہ عسمرے تشنہ بودم شربت وصل ترا
 قطرہ در کام من کن کاب حسیوانِ منی

۷

گر حسن صد بار میگوید کہ من آن توام
 کے چھاں باشد کہ تو گوئی کہ تو زانِ منی

۸۰۸

بتے شوخے لطیفے دستانے
 خوشے خوبے حبیبے مہربانے
 ظریفے نازکے تیرے کمانے
 قضائے محنتے رنجے قرانے
 امیرے بادشاہے پہلوانے
 لطیفے سرکشے جانے جانے

بردار من روان من روانے
 ہے ہرے گلے مشکے بعیرے
 حریفے دلبرے شنگے دلیرے
 طیبے داروے دردے بلانے
 کندے ناوکے تیرے خدنگے
 شریفے شاہدے خمرے خمارے

۸

حسن مداح او گشتی ازاں شد
 زبانت در سخن گوہر فتانے

۸۰۹

| | |
|--|--|
| <p> نہ درو دلم را دوا می کنی نہ یک شب بجا لم نظر می کنی نہ کام دلم یک نفس می دهی چرا زخم بر دوستان می زنی بخون غریباں کمر بسته نغانے بر آرم ز جور تو من چو جاں در هوایت دهم مردوا </p> | <p> نہ برگشتہ خود وفا می کنی نہ فکرے ز روز جزا می کنی نہ از قید جورم رہا می کنی چرا کام دشمن روا می کنی اکمن جاں کن جاں خطا می کنی بگویم کہ با من چہا می کنی جفا با من آخر چہا می کنی </p> |
|--|--|

نزا در جاں نیت عیبے خراں
 کہ بیداد بر آشنا می کنی





رباعیات متفرقات

| | |
|-------------------------|------------------------------|
| روے زردم زرد داروئے او | دور از آن دل دارو آں رو آبرو |
| آرزوئے روئے او دارو روا | آہ از درد درون و آرزو |

دورِ دوں داوری آرزو روح
داروئے روئے حسن شد روئے او

| | |
|-----------------------------|--------------------------|
| اے دلبر بے وفا کجائی | تا کہ بر عاشقان نیائی |
| بیگانہ زد و ستاں شدستی | با دشمن دوست آشنائی |
| رو زان و شبان دو دیدہ بر در | تا بو کہ چومسہ زور درائی |
| در رخ کف موسوی تو داری | وز دم دم عیسوی نمائی |
| مانند تو نیست در ہمہ شہر | تو صورت رحمت خدائی |

| | |
|---|---|
| گر خشم کنی حیات جانی عشقت چو قضا گرفت مارا بردی دل و رفی از میانہ | در تیغ کشتی مراد مانی اے جان جہاں مگر قضائی چوں می گئی از برم جدائی |
|---|---|

مپار دلم بحیثم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ بر خیز

| | |
|---|---|
| بحسنوں تویم اے پریو بکھنائے دوزلف تا کہ زہر خواہی کہ ہزار دل بانی اے صاحب حسن نیکوئی کن از نافہ امشک گیسوانت کے باشد و کے بود کہ یکدم غم ہائے دل اسیر گویم اے باد صبا گر شن جینی | بر پائے دلم چہ بندی آں ہو از چہ رخ در آوری مکیو یک تیر زن از کمان ابرو تا چند جفا کنی تو بد خو در خون جگر نشسته آہو در گوشہ خلوتے من و تو باشد کہ رہد ز چشم جادو بر رہ گذرے بہاہ من گو |
|---|---|

مپار دلم بحیثم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ بر خیز

| | |
|--|---|
| تا کردہ غمت ز پرہ آہنگ در ہر سر مویت اے دل آرام | عقل از سر ماہ رفت و فرہنگ صد دل چو دل منست او نگ |
|--|---|

چوں سنگ دلی کنی تو من نیز
در باغ در آسے تا بہ سیخی
از دل بدر آ کر کروستان
دریاب کہ جاں لب ریست
ناہم چو فراق تست چوں بائ
اے فتنہ دلبرال چیں چوں

بستم بدل خرین خود سنگ
بر لالہ او گل ز خون مارنگ
وز سر بہ لے نگار من جنگ
اے سرکش شوخ و دلبر جنگ
پشتم ز غمان تست چوں جنگ
در دامن رحمت ز دم جنگ

مپار دلم بحشتم خویریز
بنشیں وز راہ فتنہ بر خیز

اے روئے تو بر قمر زده دق
مشلے تو نیامد از نہ و چار
ہم فتنہ بزلت تست مضمر
گر من نشوم ترا بجاں دوست
گر زانکہ جفا کنی تو امروز
من باتو نظر سہریاں بازم
اے دلبر جاں فرے سرکش

مویست ز عبیر برودہ رونق
شاید کہ کنی تکبیر الحق
ہم شیوہ بچشم تست لمحق
نام نہند جسز کہ احمق
میکن کہ ترا ست دست مطلق
زینہار کش مرا بنا حق
چوں بندہ تو شدم محقق

مپار دلم بحشتم خویریز
بنشیں وز راہ فتنہ بر خیز

| | |
|---------------------------|--------------------------|
| در روئے ہما چو آفتابی | در لب صنایچو غسل نابی |
| محراب دو ابروئے کمانت | در مسجد دل کند خرابی |
| من با عنسم و غصہ و شقت | تو بامے و چنگی و ربابی |
| در زلف تو جان بندہ گم شد | بنگر تو خویشش کہ بازیابی |
| آخر چہ خاست من چہ کردم | باما تو ہمیشہ در عتابی |
| حاشاکہ ز تو خطا بیاید | زیرا کہ مدام بر صوابی |
| تنہا نہ حبیب مائی اے دوست | محبوب جمیع شیخ و شابی |
| یغمائے وجود کر و چشمست | گر طالب رحمت و ثوابی |

مپار دلم بحشم خونریز
بنشین و زراہ فتنہ بر خیز

| | |
|----------------------------|----------------------------|
| اے چشم تو دلربا و سر مست | مے زلف تو دل کشاد و پرست |
| از ہجر تو یحیم چو خساراں | وز عشق تو یحیم داما مست |
| قدت چو بناز و عشوہ بر خاست | جاں بر سر در و غصہ نشست |
| آخر بنگر با برو انت | کز ما ببریڈ با کہ پیوست |
| گر زاناک دل تو نیست باما | باما عنسم عشق روئے تو بہت |
| چوں دید دلم کہ چارہ نیست | پا در عنسم تو بہت آراست |
| مپند جفا و جور چندیں | اے جاں ورواں چو رقم از دست |

مپار دلم بحشم خونریز

بنشین و ز راه فتنه بر خیز

| | |
|--|--|
| چشم تو بجادوئی نگارا هم رحمت و شفقت و مهرے در زلف که هست همچو چوگاں آخر چه شود اگر بعاشق زینهار مرا مکش بجنوہ گر باد صبا وزد بکویت در درد دلم مدام جانا ہر شام و سحر بیا زلفت | بر بست روان جان مارا ہم لطف و ترخے نگارا چوں گوئے فرن دلم سوارا یک ساعت کے کنی مدارا دریاب ہما بتا خدا را از غیرت پے کھم صبارا بفرست بدر و ما دوارا اگویم کہ بسیار گو کہ یارا |
|--|--|

مپار دلم بچشم خوریز
بنشین و ز راه فتنه بر خیز

| | |
|---|---|
| از روئے تو روئے روح زیباست آں زلف چرابود پریشاں زاں موبیاں چرا بندی اے باد صبا بگو بیارم در گفتن او نکو نگہ کن بنشینم و صبر پیش گیرم | وز موئے تو درون سودا اونیز مگر عشق شیدا آں رہن دیں مگر چلیپا کال یار ز جان خود مبرا کز اسر عہد خویش بر خاست ور زانکہ دل طیب باما |
|---|---|

اگر جمع بتان دل من او خواست
گویم سخن چو متدور است

بخشیم و دست یار گیرم
القصہ بخش کای دل آزار

میار دلم بچشم خونریز
بنشین وز راه فتنہ بر خیز

واں روئے چو ماه پر فتن میں
در حلقہ زلف اہرمن میں
وانگاہ رخ نگار من میں
جاں دادہ ہزار مرد و زن میں
افزون ز ہزار راہزن میں
یکبار سیاہ حال تن میں
نالیدن وزاری حسن میں
انصاف وزیر انجمن میں

آں زلف سیاہ پر شکن میں
تا بند خواب عاشقان را
بخشائے دو چشم را بیاکی
در ہر طرے ز عشق رویش
در ہر شہ ز چشم جادوش
اے دوست تخم چو موشہ از غم
یکشب بدرم گذر کن آخر
بگذر ز جفا و جور و عشوہ

میار دلم بچشم خونریز
بنشین وز راه فتنہ بر خیز

چشم سحر آمیز میں یافتہ طناری کند
کو یک دم صد ہزاراں کروغمازی کند
ہندوی آشفتنہ میں تا ترک سربازی کند

زلف شور انگیز او با مہر و مہ بازی کند
شرح حال بید لال از غمہ مستش ہر پس
ہر کہ دید آں طرہ بر بالائے پیشانی گفت

تا ہمارے دروغ نقش سایہ بر من گسترید
مایہ دار عشق رویش مایہ محنت و ہد
تا قبول زلف آں بت گشت جان پر غم
میروم از دست جویش تا در شاہ جہاں

بیل ذہن منیرم دعوی بازی کند
اہلی جان من میں باکہ انبازی کند
باز جانم ہر شبے در قید پروازی کند
آنکہ سم رخس او با سدرہ ہمزازی کند

نہ سوارے کزن دریا غبار انجختست
تارک ترک فلک لے طاق عرش اوختست

چشم کا فریش او از دل مسلمان برد
اے کہ گفتی چارہ کن دل ز چشم وار ہاں
قصہ دل کردن روانہ دویے عشق من
زلف عنبر نیز او باشد پریشان و عجب
من بدین شیوہ ندیدم ماہ روئے در جہاں
گر بنقاشان چشیں رسمے برند از صورتش
ظلمت غم از رہاں جان محزونم مگر

مشکلات عقل را از تن بآسانی برد
چارہ اوچوں کخم کو دل پریشانی برد
کو دست اینہا نداند از نادانی برد
کاں نسیم زلف او از دل پریشانی برد
کو بیک ساعت رواں ہر مہر جانی برد
در زماں آں حسنہا از صورت مانی برد
نور راے روشن آں لطف یزدانی برد

سرورے کز فرط جویش زہر اندآب شد
بود تشنہ از سخا و بذل او سیراب شد

ہر چہ پیش میکند ابرو باویاری دہد
خطا و باشد موجبہ یک مشکل این بود

آں عزیز مصر دل دایم مرا خواری دہد
کو چو بیند عاشقان را خط بیاری دہد

| | |
|--|---|
| <p>بوئے زلف غنبریں آں نگار سرو قد اینچنین خورشید روئے من ندیدم در زین من ز چشماں صد ہزاراں لعل در آوردم تا غر و غول روانم چوں بہ بنید مرا دلبر اظلمے مکن در عہد ایں صاحبان</p> | <p>در مشام روح بوئے مشک تلماری دہد کو بہاؤ آسمانی غاشیہ داری دہد او ہمیشہ مر حسن را نالہ زاری دہد چشمہائے مست اور حال ہشیاری دہد آنکہ عدل نختہ را از تیغ بیداری دہد</p> |
|--|---|

سرفرازے کو سرائے افسر و دیہیم گشت
 میر بان خلق عالم بھچو ابراہیم گشت

| | |
|---|--|
| <p>آنکہ باز چرخ اندر راہ او پرمی نہند مصدر افعال نیکو کف را درود من خیر و اندر خدش بند میان چرخ نہند گرچہ دشمن در رہ او تیز گامی میکند رخس او در مرغزائے چرخ چون جولان کند بہر کہ اندر دامن وے دست دل زد و امانا تا زباں را بر کشودم در مدحش ہرزباں</p> | <p>و آنکہ شاہ نہ فلک بیائے او سرمی نہند تابع آں حرفیم کو اصل مصدر می نہند قیصر اندر درگاہ او تاج و افسرمی نہند لیک خوش خوش نخت در ہر تہن می نہند یک قدم بر قطب یک برفرق محوری نہند آفتاب اندر کف او صترہ زرمی نہند در دہان خاطر من چرخ گوہرمی نہند</p> |
|---|--|

شد نشانی گرجینش مہر و مہ پیدا بود
 لایق تخت قباد و مسند دارا بود

| | |
|---|---|
| <p>اے کہ فتح و نصرت اندر ہر بہت ہمہ بود</p> | <p>دی کہ شیر چرخ از تنہ شیر تور و بہر بود</p> |
|---|---|

آیت نصر من الله ورجبیت دایما
توسن تند فلک در زیران چو آوری
دشمن اندر روز حربت گرشود خود عالمی
عقل کل بر قد جا بست گرد و ز دجا
آسمان خرگاه جاه مایح فراش تست
باچینس جاه و جلالت باچیناں رای
صد هزاران درجاں پروردست آختم

همچو نور آفتاب اندر جبین مہ بود
در زبان اہل گردوں جلد بسم الله بود
خندہ طرہ توان دم جلگی تہقہ بود
از شعار حسیخ اطلس قدش کوہ بود
بنده طبعش شدند انچه دریں خرگہ بود
ہر اگر شہسپہر نسوز اند عظیم البہ بود
حق تعالی بر ضمیرم شاہد و آگہ بود

در دیکھت خاطر من شمع جاں افروز باد
روز گارت دایما چوں عید چوں نور و باد

سرور اچتر سعادت بر سرست دوار باد
شاہدانِ بخت را در کار گاہ بے زوال
ہمچنان کاں جان پاکت بحر گوہر بار شد
دوستانت از تنعم در نشاط خرمی
سرفرازا از عطا و بذل احسان گفت
زاد فی الطہ نور نغمہ می شود گر خواہی
رخش دولت گاہ و بیکہ در صحارای جبال

باغ اقبال جلالت دایما پر بار باد
سال ماہ و روز و شب بارگاہت بار باد
ہمچنان کف سخاوت ابرو نو بار باد
دشمنانت از عنا و غم بریز دار باد
مر مر را در ہر دیکجہ جیبہ و دستار باد
از صطل خاص ایسے تنگ در رفتار باد
زیریں غزم و حرمت دایما سار باد

ناصرت و کار دینی رائے عقل مستفاد
حافظت و درار عقبی خالق جبار باد

ہم شتر غلطید و ہم رخت اوفتاد
بخت ماہنگر چہ بدبخت اوفتاد

چوں شود عالم دریں سیلاب غم
صبر کم دل غایب و دلدار دور

اے حسن مردانہ بر سختی عشق

دل بنہ کیں صاعقہ سخت اوفتاد

مدرّخ شیریں بے دلدار کے
فتنہ حیلست گرے خوشخوار کے
بندہ و او بود دیگر یار کے
لیک برد از پائے ہجرم خار کے
پیش رقم چیت از طرار کے
تا کخم در نیم شب بازار کے
حالے اندر جان من زونار کے
من ندیدم مچھ تو عنّدار کے
رحم کن بر بند گال یکبار کے
کے بیابی ذوق بے ایشار کے
پیش بروم بستہ در ایشار کے
ایستادہ راست چوں سمار کے
رو بساز از بہر خود افسار کے
ز انکہ نبود بہتر از این کار کے

دوش دیدم دلبرے عیار کے
شاہے شنگے لطفے چاہ کے
خلوتے خوش بود از یاران جنس
گرچہ از گلزار رخ یک گل نداد
صبر کردم تا شد اوست خراب
دست در پائش زوم با صدا ب
چوں گرفت از لبش شفتا لوئے
قصہ شوارش چو کردم گفت ہے
گفت ہے شاہ حسن از روئے لطف
گفت بے زر چوں رسی در سیم ما
اچہ چندا نیچہ بود از ما حضر
چونکہ بستہ دیدم آن دم شجر را
در نشانم گفت ہی ہر چیت
اسے برادر بایں کاری مداں

یک نہاں گلگشت گرد جانب صحرا کنی
 خلق اندر عشق خودے شمع رسوا کردہ
 اے کہ در عالم بحسن خویش سیلے گشتہ
 خاک گشتم بر سر ہر کو فادہ ہر آنک
 فتنہ رویت شد مے فتنہ انگیز جہاں
 مدعی بگذر زور در عشق او پسندم مدہ

صد ہزاراں ز اہل راہیدل شید کنی
 بس کن آخر چند کس را ہچمن سوا کنی
 چند چوں مجنوں مرا گشتہ ہر جا کنی
 ہو کہ یک رہ اس تن افتادہ خاک پاک کنی
 وہ کہ تاکے خلق را بے دین دل چن لکنی
 یا ہی خواہی کہ باز از سر مرا شید کنی

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید قییب
 اے حسن تما کے حدیث آں رخ زیا کنی

رسید جان جہانے ز غیب زور ہی
 طویک گہر از درج دل چو خاقانی
 امید واری من دفتر لیست تو بر تو
 نثار راہ سم خنک و خاک گلگونش

ہاں بہ بندگی جان خود فرستادم
 بصد دولت خاقان خود فرستادم
 بہ تحفہ کہ ز دیوان خود فرستادم
 گل سخن ز گلستان خود فرستادم

ہزار جاں بفدائے دلش کہ دریا میست
 کہ گوہرے برش از کان خود فرستادم

تینخت ز پے ضبط جہاں حجت قطعیت
 دریا بہ ازل چوں صفت تیغ تو بشنود
 اے چتر سپید تو در آیات سیاست

تیرے نو بدیں قول و ہدراست گواہی
 تا حشر زہ دور نکو از تن ماہی
 بگفت جہاں جملہ پیدی و سیاہی

| | |
|--|--|
| چوں شد حسن اندر ره اخلاص تو بخیا باد اوجهاں قاعدہ کلک تو محکم اندر کف عدلت ہمہ افلاک و ستارہ | نازد فلک اندر تن او بیش تنہا ہی حکم تو بر احوال جہاں آمرونا ہی واندر پنے عدل تو شہری و سپاہی |
|--|--|

قدر تو معظم تر از انست کہ خواہد
عمر تو فراوان تر از انست کہ خواہی

| | |
|--|---|
| در پردہ چہ واری تو آں روئے نگاریں را دستے بہ غریزاں وہ گز بہم ہی ورزی گفتی کہ کجائی تو از دولت تو اینک با آنکہ بروں بردی رخت از نظر ظاہر اے خواجہ بقلبے چند آں ور کہ خریدستی | حال من بیچارہ میدانی و می پوشی جامے بہ غریباں بخش گرابادہ ہی نوشی موقوف بہ بند غم در کنج فراموشی وانشد کہ درون دل پیوستہ در آغوشی در چشم زلیخا وار آں رود کہ بفروشی |
|--|---|

بگذر حسن از دعوی کا شفتہ غوناہم
در تو نزدند آتش بیہودہ چسپہ رنجوشی

| | |
|--|--|
| یکے حکایت حال فلان دین میگفت نشانہ وقت ملاقات باز باغ بہشت ز چرخ نالہ برآمد چو او کشید کمان ولے چہ سود کہ یک عیب ارد آں سرہ | اکہ شاد باد زہے ذات بارشاد آئیں بر نخت وقت حکایات آب در شیں بہر لرزہ برافناں چوں کشادگیں اکہ ایں ہمہ نہش را فرو برد بہ زمیں |
|--|--|

سوال کردم و گفتم کجوعیب است آں

بمشت بستہ اشارت نمود و گفت ہمیں

| | |
|--|--|
| <p>ز خلق تحسین و ز کردگار احسانے بجل و عقد دو گوش دہند فرمانے ز دل تنوری سازم ز دیدہ طوفانے بباد برد آّب خود از پئے نانے</p> | <p>کے کخلق حسن یافت یافت ہر عت ولے کہ یک رمہ پارہ کند برات طمع بیاں کہ تا شود اسباب حقد و حرص حریق شوم بر آتش خود خاک آب بر سر آنک</p> |
|--|--|

برائے ناں نکم پیش دست حق دانست
مگر کہ وقتے آّبے خورد مسلمانے

| | |
|--|--|
| <p>امان اہل ایماں باد آ میں ترا بر خط فرماں باد آ میں چروئے عید خنداں باد آ میں بد اندیش تو قرباں باد آ میں فراز چرخ گرداں باد آ میں بہ دید اخضر خاں باد آ میں</p> | <p>شہنشاہ زمانہ دولت تو ہمہ عالم ز مشرق تا بہ مغرب جہاں در روے تو اقبال یوسف دریں میداں بہر عیدے کہ باشد علوے طالع شہزاد گانت ہمیشہ شادیت بادا مبارک</p> |
|--|--|

ازاں چار اختر مسعود یا زب
مدار چار ارکاں باد آ میں

| | |
|---|--|
| <p>انچہ من بندہ حسن میگویم سخن اینست کہ من میگویم</p> | <p>خسرو از راہ کرم بہ پذیرد سخنم چوں سخن خسرو نیست</p> |
|---|--|

| | |
|---|---|
| غسب بطور دایره ملک علاء الدنیا تا که در دایره و نقطه حدیثه گویند | که بدو دایره چرخ همی گردد شاد فتح در دایره لشکر او حاضر باد |
| ای هم از زور و هم از روی لقب نور رخسار تو شمع هر نظر بردست آورده دانایان سجود این توانی خواستی حال مرا | آمده ارکان این دولت اسد لفظ در بار تو جان هر جسد وز کف تو برده دریا با حسد دل بدین خسته که گفتم می رسد |
| خشم تو از خار خاری خسته باد در گلویش افتاده خیل من مَسَد | |
| بخیل ز پئے حرمت گذر کند ز سماع که اگر حلال بود هم شنیده تواند | که خوب گفت بخیل این لطیفه زمرے ازاں قبل که ندارد کرامتے کرے |
| نه صدق بود دروگز سرود گیرد ذوق نه آں کرم که به بطرب به بخشد او درے | |
| فصل نوروز موسم با ده است شیشه زده خاکیاں باشد زندگی چیت دل همی دادن باد جاں پرورست اما باد | خاصه روزے که باد با باشد که در آن شیشه باد با باشد مرد باید که باد با باشد اگر پئے دال باد با باشد |
| عقل از باد میسر رود گورو از منش خمیر باد با باشد | |

| | |
|------------------------------|----------------------------|
| نواجہ بر خیز یک دم از سر جاہ | کس چنین پائے بند جاہ نماند |
| یک سر بودلت سفید نہ شد | بیچ مو بر سرست سیاہ نماند |
| چوں حوصل بہ دام گاہ آمد | بیچ زاغے بہ دام گاہ نماند |
| گاہ گاہے براں خطا ہایت | دم سردی چو دود آہ نماند |

اے حسن توبہ آں زماں کر دی
کہ ترا قوت گناہ نماند

ہر کہ ترانیک گفت نیم ورم سنگ
خلق چو جام سلام نزد تو آرد
بہ کہ مکافات او کنی تو بمنہا
تو قدحے بیش بر احسن منہا

(❖)

میکند دم سوال از حرفے
بست چارست حرف نقش پذیر
کہ بہ تنصیف نقش می گیرد
کاہوام انچہ نقش بہ پذیرد

(❖)

اے فضل تو تختہ شوئے نادانی ہا
از لطف بکن کار پریشاںم جمع
عفو تو پذیراے پشیمانی ہا
اے جمع کنندہ پریشانی ہا

(❖)

اے یک نظرت طیب بیماری ہا
دشوار مرا بفضل آساں گداں
ما سیم گرفتار گرفتاری ہا
اے فضل تو آساں کن دشواری ہا

(❖)

صدر القیچے چوں لقب خاص تو نیست
ثنائی از و دست بکشت دوست

بنگر چه نیکو نشست این جالقببت معنی غریمیت دریں حرف بایست

(❖)

ماهیت ضمیر پاکت اے صد زماں کلکت ذنبے ولے نہ بر جیس نشان
اینجاست ہفتہ نمکتہ از لقببت ازماہ و ذنب مگر بروں آید آں

(❖)

دیدم پسرے کے پائے مادر برداشت وز دست پدر کلاہ زبر برداشت
بس دست بر آورد پدر را بنشانند ہم بر سر آں پائے کہ مادر برداشت

(❖)

افسوں خواندم براں صنم باز نخواند از لوح و فاش یک رقم باز نخواند
بر صفحہ دل ز خون دل قصہ خویش بنوشتم و پیشش بردم و باز نخواند

(❖)

جانا چو دولت نرم نگر دو داغم الا بہ غم دو دیدن گریا غم
گفتی کہ چنیں سیل مریر از دیدہ در کوئے تو تا ہی رود میرا غم

(❖)

ہر دم ز تو اشک من در گول آید گاہے ہمہ آب و گہاں ہمہ خول آید
در شیوہ عشق تو ہی غلطد جاں بینم کہ تا چگونہ بیسروں آید

(❖)

جانا گل اگرچہ رایت حسن افراشت پندار و را چو باد باید پنداشت
گوید کہ قبائے لطف دارم چو تو چیست گوید لیکن درست نتواند داشت

گل خندہ زناں و شاد و خوش می آید با قافله مراد و خوشش می آید
فصلے خوشست موسم گل اینک ہم اول روز باد خوشش می آید

(❖)

قمری پقنس ہوائے بتاں دارد بازاری ہر چہ زار تری زارد
گفتا کہ چہ پرسی کہ فرد آد دوش او غفلت می کند کہ بیسروں آرد

(❖)

غنجہ زوروں چو گنج رصافان است شبم ز صفا چو صبح ظرافان است
گلزار کہ کردست گل رنگیں گرد گویا کہ محلہ سپر بافال است

(❖)

امروز صبار از قدم با ہے بہار در علم حدیث بود گونی تکرار
کہ باغور شید در مشارق جنید گا ہے بر چید از گل اخبار شمار

(❖)

بر خاست بت سنگد لے سیمبرم چوں سیم نماند یک درم سنگ برم
چوں سیم و چو زر گر چہ گراں سنگ لیک گر بے زر و بے سیم روم سنگ غرم

(❖)

دیوان برسانمت چو فرماں باشد گر بخل کنم مایہ حیرماں باشد
تو واحد عہدی ز کرام کرماں نزد تو سخن زیرہ بکرماں باشد

(❖)

یالیت ہزار جاں بہ تن داشتے تا در قدم شاہ زمں داشتے

بغداد چو جلالآب شد زیر حسرت کاش چو خلیفه من داشتم

(❖)

اے خلق مبارک تو خاں پرور خلق وز عدل تو جویشن اماں در بر خلق
خواهند همه خلق ز حق تا باشی تو سایه حق و سایه بر سر خلق

(❖)

اے جلمہ جہاں بہ نوبت ملک تو شاد نوبت نوبت فلک بیائے تو قناد
تپانج بود نماز راقوت وقت اسلام بر پنج نوبت قاسم باد

(❖)

کارے کہ دل مبارک سلطان بخت آں خواستہ را خدائے می آرد راست
در ملک موافق ترازیں کار کجاست کا ندیشہ تو موافق حکم خداست

(❖)

دارم دلکے غمیں بیامرز و میرس صد واقعہ در کہیں بیامرز و میرس
شرمندہ شوم اگر پیری عسکرم اے اکرم اگر میں بیامرز و میرس

(❖)

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود واندر دل تو غیر حیفائے نہ بود
بر چہرہ گل رنگ چہ می ریزی اشک باران بہار را بقائے نہ بود

(❖)

دارم دل و دین و سر چہ پیش تو کشم لایق چہ بود مگر چہ پیش تو کشم
گر جاں نہ دہم ترا چہ خدمت باشد بخشیدہ است ہر چہ پیش تو کشم

جانابہ کرم یک نظرے بر جامن
من هیچ ندانم بجز از غم خوردن
کز طالع خود چو سرخ سرگردانم
یک بار گجو کہ غم مخور من دانم

(❖)

اے روئے تو دالہا اذاجلیہا
اے عقل تو سر بنہ گجو کہ طاها طاها
گیوئے تو واللیل اذایغشیہا
کل قبلہ ماست قبلۃ ترضیہا

(❖)

یک تربیت تو یا مستم می پویم - دنبال درگ
حال دل خود بگفتم و می گویم - احوال درگ
صد سالہ حیات تو مقرر آکشتہ - در روز ازل
از فضل خدا و بعد ازیں می جویم - صد سال درگ

(❖)

دل یافت نسیم جاں فرا در شب گیر - یعنی بوبیت
کردست بہ رفتن گلستاں تدبیر - یعنی کویت
چوں کرد مرا بہ سار گہ دیوانہ - یعنی رویت
دیوانہ خویش را بہ فرما زنجیر - یعنی مویت

(❖)

غافل مرواے حسن دریں رہ زہار
زال گونه کہ هیچ بودہ اول بار
بین السعدین است جودت ہمدار
صد بارہ ازاں هیچ تری آخر کار

(❖)

اگر نام تو نقش دفتر افلاک است
اگر نوح ہزار سال در عالم زیست
ہم از ورق حیات روزے پاک است
شد چند ہزار سال کا ند خاک است

(❖)

امروز کہ گل شد است دفتر پرداز
کرد است صبا ورق شمردن آغاز

جملہ ورق شاخ چو سر بالاشد غنچہ چو حساب عقل می گیر د باز

(❖)

برابر فرو میرود این غم که مر است در صبح اثر می کند این دم که مر است
گویند مرا که صبر کن در غم یار اندازہ صبر نیست این غم که مر است

(❖)

عاشق چو شنید است که رفتی به تناب از دیدہ می ریخت سحر که می ناب
از پرده چشم خویش بہر سرفت می دوخت بہ سوزن شرہ جامہ خواب

(❖)

اے یار بیا بیار پیوند آخر با یار ما بسیار خرد آخر
گر دولت آن نیست کہ میرم پیش این محنت بے تو نیستن چند آخر

(❖)

ہر صبح دے واقعہ ماہنگر از آتش ہجر سوختہ جان و جگر
آہن صفتم در غم آن آہنگر با سوختگی کوشت گیارہ سر

(❖)

ما آیت ہجراں ترا بر خواندیم جان و دل غوشتن بجویت ماندیم
اے آئکہ دلت بہ کام غوشت امرو تو کام دل خویش براں ما را ندیم

(❖)

در عشوہ چرخ ایسچ تقصیر نیست در رفتن عمر ایسچ تاخیر نیست
ہر چند بگر حبیلہ بر می آیم جز فضل خدا ایسچ تدبیر نیست

مفرد بچہ روئے در سفر می آرد
چندیں دل و جاں زیر و زبری آرد
برمی دارد دل از همه چه توان کرد
کشتی گیرست و سنگ برمی آرد

(❖)

چرخ از دل من تمام بر بود نشاط
عمریت که پیش روی نمود نشاط
با غصه بسازم چسکنم پندارم
یک خادمه گریز پا بود نشاط

(❖)

دل را غم یا رخ خارے دگرست
تقوی و صلاحیت شعای دگرست
مشغول شدن بدو شمارے دگرست
بیرون ز نماز و روزه کارے دگرست

(❖)

علیست به از هزار فیروزه ترا
خواهیم بحد هزار در یوزه ترا
گفتی مه روزه است اینها کم گوئے
یک بوسه بده ثواب سی روزه ترا

(❖)

بقال بچه از همه شواں سنگ است
بروے همه چیز هست شکر تنگ است
می گفت کسے بدو که سنگش قلب است
بر قلب بدان حدیث قلبش سنگ است

(❖)

جانا ستم تو بر که و مه بگذشت
دستان وفای تو ازین ده بگذشت
گفتی شنبه بیایم آخر شد مه
از وعده تو چهار شنبه بگذشت

(❖)

دل تنگ شوائ حسن از شته دوں
دارند هنر کم و مہا بات فزوں

گر لاف زنند قافع عنهم قاصح
هر طائفه بما لایهم فرحون

دل بسته و بوسه نه فروخته
سودا از دکان خویش را سوخته
داد و ستداست کار بازارگان
آخر پذیرای سچ دنیا موخته

دزد آمد و گروخانه ام جلا کرد
نظاره افلاس نش حیران کرد
یک جامه نو نیافت یک دانه جو
شرمنده او هم شده ام چه توان کرد

هنگام جوانی که چو گل بشگفتیم
هم آخر کار راه رفتن رفتیم
هرگز نه بود میان ما و پسری
پیری چو سلام کرد خدمت گفتیم

مخل مردی در غرطن و طاعون
بر خاسته اش هر کس از مناعون
منهی صفتی ز جسد سماعون
در طائفه و یمنعون الماعون

داری خطوب از کرم یزدانی
چون لعل ترویز مرد ریحانی
مارا به یکے بوسه چه می رنجانی
آخر پسر خواجه بازگانی

ای ترک اگر مرا اسیر تو کنی
پایت بوسم چو دستگیر تو کنی
جانم برف ناوک شرکانت ساز
آل روز که امتحان تیر تو کنی

عرضه که تو داده در آن عرصه دشت
چیراں تو بود حور و جنت هر مهشت
ابروئے ترا اگر چو کمال گوشت گبست
چشمت بارے سلامت از تیر گزشت

(❖)

جانا رخ تو که مه در آن حیران است
میزان صفت از دوروی نور افشان است
هر طره برو چو سنبله می بینم
از سنبله بگریزی بهماں میسزان است

(❖)

اشتب منم از شکل مه نوحیران
آں کوکب رخشنده بد کرده قران
گوئی که فرو خنژید روز جولان
یک میخ زر از لعل سمند سلطان

(❖)

با آن که نه ایم باز دنیا داران
خوایم به پیش چشم نعمت خواران
یا این همه شکر بایاید کردان
بسیار نکو تریم از بسیاران

(❖)

شطرنج کز وهنزار منصوبه کشاد
قایم به یکے دگر نیار و استاد
شه را چو بنار فیل در دست افتاد
این تعبیه تا قیامتش باقی باد

(❖)

دایم دل خود به معصیت شاد کنی
چون غم رسد مت هزار فریاد کنی
دنیا ز تورفته و ترا دعوی ترک
کنجشک پریده را چه آزاد کنی

(❖)

دایم زلف غم جگر تا فتها
باسله درد تو در یافتها

جانا بمراد خود مکن چندیں جور بر طائفہ مراد نایافتہ

(❖)

زر خواست بتے کہ ساعدش سیمین است گوئیم کجا است ز سخن اندر دین است
اینک سُخ چوں زر و شرک چوں سیم ہر سیم وزرے کہ بہت مارا این است

(❖)

بکشائے دگر بزمی و لطف دہاں دل راز کف حرص و حسد باز دہاں
با مردم و مردی جہاں خوش باشد بے مردم خود نمی توان دید جہاں

(❖)

اے گاہ تخم سوختہ چوں سوختہ عود گاہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
من سوختہ ام ز بخت نا ساخته کار با سوختہا ساختہ می باید بود

(❖)

شیری تو چہ شیر گویت شیر نری بس شیر دل و شیر و ش شیر نری
یک شیر نہ وہ شیر نہ دیدم صد شیر تو شیر ز شیراں جہاں شیر نری

(❖)

اے ترک مرا کہ رفتم از دست بخواں بنواز و بخواں وصل پیوست بخواں
شاہیں دلم باز ہوائے تو گرفت چوں میدانی کہ خواندنی بہت بخواں

(❖)

نام بت من بیا با خلاص تمام در فاتحہ فکر کن مجھے بیروں آر

(❖)

محمد گریزول آری زاحمد روا باشد که هست احمد محمد

(❖)
 لطف خدا که بر همه واجب سلامت گو ختم کن یک به یک عین نام تست

(❖)
 یک حرف تو صد صباح آدم نور یک حرف تو بهشت خدا را مایه سور
 حرف سویمی چهل ولی را دستور زان چار چار رکن عالم معسور

(❖)
 گل آند و بوئے او ندارد چه کنم دی دفتر گل ورق ورق میگردم
 چوں آب زجئے او ندارد چه کنم یک نسخه زروئے او ندارد چه کنم

(❖)
 گرمی دهی از دوز گس مستم ده وز مشک از ازل دوزلف چو شستم ده
 زلف تو که نام من مرا می ماند انکار قیامت در دستم ده

(❖)
 با قاضی عشق داوری پیود است کورا همه حکمائے نایق بود است
 زانگاه که ماجرائے ما بشنود است غم را و مرا ملازمت فرمود است

(❖)
 از مکید که نیست نوبه نو غم دیدم یارے که به غم یار بود کم دیدم
 یک چند ز دیدم دست در دامن صبر لے صبر گریز یا ترا هم دیدم

(❖)

چند ازمی غم مست نشینم بے خود من بے دل و ایں دل خریم بے خود
من بے تو ہزار بار دیدم خود را روزے باشند ترا بے سینم بے خود

(❖)

از غنچہ آں دہن دل من باغ است از زلف تو در سینہ من صد داغ است
طوطی لبست را بہ سخن نتواں داشت بر زلف تو دست کس نیابد ز داغ است

(❖)

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود کا نذر دل تو غیہ جفاے نہ بود
بر چہرہ گل رنگ چہ می ریزی اشک باران بہار را بقائے نہ بود

(❖)

دعویٰ چہ کنی بہ حسن چنڈاں اے باغ آں عکس رخ گل مراداں اے باغ
تو بیش نہ از و پس ایں گلہارا بیفائدہ بر خویش خنداں اے باغ

(❖)

زلف تو کہ کار بندہ بکشد اید ازو اے دیدہ و
جاں میدہمت ہم بہ بہائے اول نہ فروشی کہ بوے مشک

(❖)

دوش آمد و زلف غبری بر سر دست در بر شکنے شکستہ رامی بست
گفتم ز نیم بزلت چوں مست تو دست خندید کہ نازدہ چہ می گوئی ست

(❖)

سبز و زلف ترش دبیری آموخت گل از رخت اوراق حریری آموخت

دل را گفتم که سحر گیر از چشمش زلفش بگرفت و مارگیری آموخت

(❖)

گفتم به نهم زرے که در چنگ آید از بهر کفن چو پائے در سنگ آید
آن خواجه که نان و جامه داد به سال آن روز ز بهر یک کفن تنگ آید

(❖)

مغرمت و ملک اے عزیز کرده حق مدار دولت الخ خاں سر به خاں
بر آدمی و گرفتگی جہاں بنام ایزد چو آفتاب که طالع شود زرافشاں
دریں سراچہ شش روزه زیر عنایت تو میزبان کریمی و حسیق مہمان
مخالفتان تو از عمر خود پیشماند چنان که مرگ بخندد بران پشیمان
بازده اندر پیشان حد و چو تخم پیود کہ هیچ تخم مباد از ان پریشان
دعائے عمر تو گویم کہ اندران صورت دعائے خود کنم و جسمہ مسلمان
خدا ت در سفر و در حضر نگهبان خدا ت حق خدا از ہر نگهبان
ہمیشہ بر سر تو باد سایہ سلطان کہ اوست سایہ سجان و چشم سلطان

(❖)

نوز فلک مستوح خواہم شدہ را افزونی عقل و روح خواہم شدہ را
گر نوح ہزار سال در عالم زیست من عمر ہزار نوح خواہم شدہ را

(❖)

گل آدو مستح نامہ شدہ بود در پوست نمی گنجد و جائے آن بہت
یک مژدہ کہ داد جاہ تو بر تو یافت یک خوشخبر کہ گفت ز رہا بہت

اے شاہِ بخلق تو چہ مانند گلِ گل
از ہر ورقِ قمع تو خواند گلِ گل
چوں چندہ زناں روا کنی تنگہ زر
گوئی کہ بہار می فشاند گلِ گل

در خدمتِ شایستہ کمر بستن گل
وز بخششِ بے کراں است ز بستن گل
بر نشادی شاہِ قبہ می بندد باغ
انگاہِ رو و بہیں بسر بستن گل

در شادیِ شہزادہ خضر خاں مہنگر
بر قبہِ چرخِ آفتاب اسپر زر
بادِ اہمہ زیں سراچہ اش عشرتہا
آراستہ تا دامنِ روزِ محشر

العیش کہ عیشِ بیکراست امروز
شادیِ شہنشاہِ جہانست امروز
الیاسِ بخلق می دہد شربتِ خاص
یعنی کہ شہی زان خضر خانست امروز

شہزادہ خضر خاں چوں سکندر شد راد
خضریت کہ از سکندر ثانی زاد
تا خلق کند ز خضر و سکندر یاد
این خضر بیاں سکندر از زانی باد

شہزادہ مبارک کہ شہ گہبان است
خانِ ایست کہ تاجِ مرصعِ خاقان است
خدے کہ دلیلِ بختِ تہواں دانست
در رویِ مبارک مبارک خان است

شہزادہ کہ شادیِ دلِ سلطان است
شادیِ کہ شہاں کنند شادیِ آن است

تاہست جہاں شادی شادی خاں باد چوں شادی جاہاں ہم از شادی خان است

(❖)

تاہست جہاں فرید حناں خواہد بود از دولت شہ جہاں ستاں خواہد بود
چوں شد بہ جہاں ہم لقب شیخ فرید الحق کہ یگانہ جہاں خواہد بود

(❖)

شہزادہ ابوبکر کہ خاں ایست عزیز با خلق جہاں صدق نہاں دار و نیز
بوکر کہ او خلیفہ اول بود بخشید بدین خلیفہ زادہ ہمہ چیز

(❖)

شہزادہ عسکر مدار دُوراں بادا موصوف بہ عدل و بذل سلطان بادا
شاہے کہ کند شاہ عمر عدل امروز یک یک مدد عمر خاں بادا

(❖)

زاں گوئہ کہ یافت در بنی عثمان راہ آثار بنی گرفت ز بنی عثمان جاہ
تا در عالم مناقب عثمان ہست باقی بادا مراتب عثمان شاہ

(❖)

شہزادہ علی شیر شہ عالی رائے چوں نام علیست نام اور روح فزائے
تا در ہمہ نسخا علی شیر خداست ناظر بادا بدان علی شیر خدائے

(❖)

شاہی کہ بہ اتفاق شاہنشاہ است رایش ز بد و نیک جہاں آگاہ است
با بندہ حسن گر گنہے ہمراہ است ہم خلق کریم او شفاعت خواہ است

شاہ ہے کہ بہ اوج فلکش دست راست
 بخضر چہ پایہ زیستن ہم است
 آمد چو خضر خانش ہمایوں پسرے
 در عالم ہمیں سعادت اور است بس است

(❖)

العیش کہ حق نعمت ایماں بخشید
 ملک عرب عجم بہ سلطان بخشید
 آراستہ شد قصیدہ ملک بہ شاہ
 شہ بیت سعادت بہ خضر خان بخشید

(❖)

خان را کلہ بخت مبارک بادا
 بروے ہمہ فضل حق مبارک بادا
 چوں بیت سعادتش موافق افتاد
 این منقبتش نیز مبارک بادا

(❖)

شاہ ہے کہ رخ اوست سوئے دولت دیں
 بر پیل نہاد زیں زبے رائے متیں
 پیل از بہت شکوہ خود فرے داشت
 شہ میں کہ خرید کرد با او فرزیں

(❖)

جُز بردر شہ کس ایں قدر پیل ندید
 پیلان گلہ کردہ میل در میل ندید
 زیں گو نہ کہ فوج فوج می آید پیل
 والله کہ کسے طیرا با بیل ندید

(❖)

اے شاہ کہ تخت فلک مینائی
 بگرفت ز نور چہرہ ات زیبائی
 اقبال ترا تعبہ ملک آموخت
 تا ہر طرفے کہ رخ نہی بکشائی

(❖)

ماہیم زلف غم جگر تا فتگان
 با سلا درد تو دریا فتگان

جاناں بہ مراد خود کن چندیں جو برطائفہ مراد نایافتگاں

(❖)

از سبزہ کہ بسیار شد و گل انبوه ہم باغ جمال یافت ہم کوہ شکوہ
چوں کوہ ہمہ لالہ بہ دامن دارد ز ایں من دوست عشرت دامن کوہ

(❖)

چوں ریخت ز ترالہ آسمان مہرہ ششم پیدا شدہ ابرہا پرانگندہ چو پشتم
ہم غنچہ شد از زرفراواں پر دل ہم باغ ز بسیاری ز گس پرچشم

(❖)

گفتی کہ مرا باغ و زرو کا شاد است آں کز تو بجز تو طلب دیوانہ است
دیدار تو خواہم آں دگر افسانہ است باروئے تو ام بہشت کوئے خانہ است

(❖)

چشم ز غمت دوش ہمہ خون نگیخت باران سر شکم آبروئے جملہ بریخت
خوں گر چہ ز باران سر شکم بگریخت بیچارہ بہ ناودان مرقاں آویخت

(❖)

اے دل ز لبش شکر و قدے می سائ وز زلف دراز او کندے می ساز
کار تو بدای دامن زلف افتاد است درجاں چہ بود بہ تنگ بندے می ساز

(❖)

عاشق چو بہ پینائی دل می بیند بر عشوہ چہ رخ شاد می شیند
تو روشنی صبح نگر ہر صبح کز چرخ چگونہ مہرہ بر می چسیند

آں دور نویں کو کوک پرتلیس ہر چند کہ نقش اوست چون نفس
ننوشته خطی کہ دور شد بر رخ او ہست این ہمہ فریاد من از دور نویں

(❖)

در خانہ چشم آں بت حور نژاد شب مہماں بود و من بدای مہماں شاد
صبح آمد اورفت من اندر فریاد خانہ نبود بہ جز بہ مہماں آباد

(❖)

گر آب ترم موج زند در یادش گداز آتش سینه سینه را دارد خوش
با این ہمہ گنج عشقت اندر دل ما چند است کہ نہ آب بود نہ آتش

(❖)

گردوں کہ بحال زار من خون نکشد یک غم ز درون سینه بیرون نکشد
این غصہ کہ گردوں نکشد از درش باریت بریں دلم کہ گردوں نکشد

(❖)

لے گاہ تخم بہ سوخت چوں سوختہ عود گہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
من سوختہ ام ریختہ نا ساختہ کار با سوختگاں ساختہ می باید بود

(❖)

اشتر ز بہ نہ ہر شتر شیر نراست این بیت شتر میں کہ شتر شتر است
تا چند شتر شتر شتر را چہ محل احسان نہ یک شتر شتر شتر است

(❖)

بر پیل نشیں پیل تن پیل براں تو پیل وشی پیل صفت پیل توان

پیل تو چہ پیل است زہے پیل نیست
یک پیل چو پیل تو زہے پیل جہاں

(❖)

آں شوخ چو در راہ ریاضت بشتافت
یکبار عشاں ز نامراداں بر تافت
گفتم کہ یکے بوسہ بہ درویشان بخش
چنداں کہ نفس زویم تو فوق نیافت

(❖)

امر و خلاصہ ز من جز من کیست
از انجم و انجمن منم نجسم مہین
در حسن ملاقات حسن جز من کیست
کاخر بسگر در انجمن جز من کیست

(❖)

از آتش آب و باد و خاک ست بشر
روح نہ ز خاک و آب باد و آتش
من ز آتش آب و باد و خاکم برتر
بر آتش آب باد و خاکم چہ گزر

(❖)

فرزند غریبت بہ امیری بر ساد
این بخشش غیب ہست از حکم ازل
در ہر ہنرے بہ بے نظیری بر ساد
ہم در نظر پیر بہ پیسری بر ساد

(❖)

ہمائے اوج ممالک علای دنیا و دیں
ہمیشہ تا بچہاں از ہمائے ذکر کنند
فلندہ سایہ انصاف بر زبان و زیں
جہاں بہ چتر ہمایونش تازہ باد آیں

===== (❖) =====

قصائد

رویت الف

۱

۴۸

شے کہ مدد من بود فیض فضل خدا
 شے چگونہ شے من زدستیاری طبع
 شے چگونہ شے برخلاف عادت عرف
 شے چگونہ شے برسماع دعوت من
 زین مثال فردمانہ من منادی غیب
 کہ خیز بر حسب این ند امطر اکن
 باسم حق ز سر سرخسینہ کا سائل
 مرا بشریت این وعظامی صحت شد
 طیب چون بکشاید درد و سازی
 ہزار معنی نو یافتہ تم ز ہاتف غیب
 ازین قصیدہ چو خاوند بر آسمان کینیت

بداشت یک نفسم از غرور نفس جدا
 زیاد را آمدہ و دستگیر فضل خدا
 گہر قرین خس و شاہ ہمنشین گدا
 سپہر چرخ زدہ صبح دم دریدہ روا
 بگوش ہوش من از آسمان سساندہ ندا
 ہوائی گل زندامت چوروی گل زندا
 بدین طریق بنوع عظیم یم یافتہ
 کہ اندکے دل بیمار من گرفت غذا
 در آں مقابلہ رخت و دواع خواہد ادا
 بنکتہ کہ ادا کرد نیست حسن ادا
 زینت گنبدش جنت غارت گاہ صدا

زکا و کا و خا نم چہ غم کہ عصمت حق
 عجب مدار ازیں یک شبہ جواہرین
 شنیدہ باشی لوئے ز نفختہ الریحان
 حسن بقاعدہ اصل شو فیض است این
 شبکہ ذکر وے اندر ثبات این پیوست
 تمام چہرہ شب داشت نگہ روی لال
 شب دراز و من اندر نظر ارہ گردوں
 خیال اینک ازیں آئینہ یک صورت
 سخت مرکب بہرام آن شکاف تہ غم
 عظیم سخت سروخت نرم دم رخسے
 رسیدہ بر پے او چار پایہ دیگر
 گچہ بختن بچارہ گزار وہ شاخ
 دگر بصف دور و جوی زرق و نفاق
 ز شول آن شجرہ بس عجب میدام
 پدید شدہ دگر آب کار مد طبع
 کر یہ کثر و آن تنج پاک علت است
 اسد ہمہ حسداں بد مزاج کافر چشم
 کشادہ موئے ز سر سبیل بقوت کرم
 دو کفہ دگر آنجا اگر چہ ظاہر داشت

بسندہ باشد بینی و بینی و بینی
 چگونہ ساخت بیک شب چنان لال
 حدیث نمونہ سدا داور حجت عدا
 ز سر گوئی و ختم رسانش از مبداء
 چگونہ شب شب تیرہ تراز شب پیدا
 ولیک کام بحر بویے درد بود روا
 شدہ ز جملہاں فرد و چشم بر فردا
 بود بریں دل تاریک شدہ زنگ زوا
 بدین شگفتہ چرا گاہ سبز شد پیدا
 خرد ز ہیئت اضداد او شدہ شیدا
 کہ پایہ پایہ بیغیر و درد دلم سودا
 گچہ بکار غریبہ لکزدہ عدا
 بشکل حور کمر بستہ بام او دروا
 کہ یہ سچ خوشہ جواز نہ ہم من جوزا
 برو ہمیشہ کیے رنگریز کار افزا
 چونچہ اسد آفت رساں و عمر گزار
 کہ قتل کاؤ اسلام نزد دوست غزا
 دروں وے شدہ جو جو روش غزا
 عدالتی بہ تمام و سویتے باز

و لے معنی چوں غوئے ناسنایاں کر
 زبے تر ازوئے انصاف باد و پلہ عدل
 دگر کہ کشد دے لختی گزیده تر ز نماں
 کمان چرخ پے فتنہ زہ شدہ کہ گریز
 بُری کہ سبزہ او آسمان شبانِ حلست
 نداد گو بیکے پشت آب تا داند
 نشانی شدہ اندر صف جفا مای
 منازل بہ ازاں شکر بلا فوجے
 بدایں شد م کہ دہم شرح آن دگر ہم
 زہندوی فلک احوال نجات من تیر
 ز ترک تازی مرغ و کیس نہ سازی ہر
 خے کہ دور قمر پیش ازاں کمی باشد
 بنخلق رخصت نہایت و فلک تیر از ہم
 جفاے لیں ہمہ را کے توان نمود کہ بہت
 سپہر حیات و بہستان فتنہ را لوح
 برونگاشتہ شعری معطل از ہمہ چیز
 تمام شب من ز نالہ ز چرخ و آب ہم او

بعدل فرق کردہ زنا سزا و سزا
 کہ ایں سرش ہمہ نزل است و آل سزا
 ز زور ز سرش گزیدہ مارا ف
 زشت آفت او و اجبت تیر آسا
 از و چگونہ کے را بود امیہ کشا
 تعلقش بد و تارشتہ صبح و سا
 کشیدہ شکر غم بردل ستم فرسا
 مقدمہ شطین آمدت و ساقہ رسا
 مساحت کتم انشاء و جد انشا
 ز شتری ہمہ ایام عیش من چو عشا
 شدت طالع من زین و چشمہ چشم کشا
 میان کاہ خس و بر کران کوہ حصا
 بہاں نمودہ کہ سرعون را نمودہ عصا
 بروں ز داڑہ حصہ و زلف احصا
 کو اکبش ہمہ ازہ بر کنناں بحرف ہجا
 نہ حسن مدح درو بیسم و نہ فتح ہجا
 رسیدہ اند بہفت اختر م بہفت اعضا

ہیں قدر و ایں فصل نظم یافتہ بود
 کہ ناگہاں درے از فضل باز کرد قضا

رسید وقت صبح و وزید باد صبا
 شده ز کثرت اوار و غایت پاکی
 رکاب خسرو انجم روانه شد اینک
 چمن نموده دو صد جام گل بغسیند
 می شبانه خور و خنده خوش از لکاس
 کے خلیفہ ملک مسافری آمد جام
 نماز ایک خلف آراستہ چوبنت اکرم
 زیائے باد و طلب جشن عیش و ادا
 صیغ گویم یعنی چو پامسدا شود
 ز بوس صبح چنان گشت نگالالطیف
 به لاله میں در تھے کاغذی سیاہی
 دم طرب کہ زنی آن حلال گیر چو تیغ
 شراب لعل طلب خاص آن ماں کہ فلک
 کنوں کہ صبح برآمدے مصفا جوے
 بروں فتاد ز خنسانہ فلک جرے
 فروشت چو سلطان شام ازاد ہم
 سر از ریچہ بروں کرو شاہ شرق
 خیال دیو چشہ بتہ از بسیط جہاں
 چو زیر پائے عم بیت گشت مشور زشت

سپہ سبز کلا گشت و کوہ زرد قبا
 فلک مدینہ اسلام و صبح کوی قبا
 خردس ہر طرفی در فروشن چو نقبا
 فلک کشیدہ یکے خوان زر بغیر آبا
 ترش گرفت چہ شینے چو کاسہ سکبا
 دلیل گفتہ بود از چنان خلیفہ آبا
 ہزار سال ز چار اہمستات ہفت آبا
 بوقت آنکہ برآمد و وصل گرد و پا
 صبحیانہ سبک دور نوش دیر میا
 کہ لعل گشت از جوہر کہ کوہ سترایا
 چو کود کے کہ بہ مکتب فرستدش بابا
 غم جہاں کہ خوری آن حرام و انج ربا
 بدل کند شبہ خویش را بگاہ ربا
 و گر نہ عیش مکر کنی و سر ہبا
 بشکل بچہ مست را بہ رنگ چوں صہبا
 سوار گشت شہنشاہ صبح بر شہبا
 پدید گشت ز سر عشق بازی حبا
 جمال داد از ایوان جم عروس سما
 بجلوہ دست بر آورد و لعبت زیبا

بلے کہ این دگرے آن بود که بفتہ اند
 نہر کیے ز پے چیزے آفریدہ شد است
 برائے قلعه شود است ناتہ صالح
 کیے است محض کرم نام انوسیم سحر
 یکیت تا بہ ابید اثر چو باد سوم
 چونک در گری درہر آدمی ہمہ است
 چنانکہ کو کہ صبح دم دلیل کند
 نوائے فاختہ و برگ تازہ گل سرخ
 صدائے نوبت آوائے نوش نوش لبان
 تو بہرہ بطلب و ز پیالہ میدال کن
 برائے تسلیت جان تافتہ جگر ان
 شب دراز و شاقان چرخ و بازی
 کیے شراہہ گلریز بختہ بہ زمین
 فلک چرخ خورشید خون آن طفلان
 برو گواہ چہ حاجت بود در صورت
 ہمہ معاملات او بصدق بازاید
 ز زہرہ نغمہ آہنگ آنکہ او دارد
 فلک کہ گوہر خود را بر بخت پنداری
 خرنیہ ہائے فلک سر بہرقت است

بکار گاہ ازل ہم گلیسم و ہم دیبا
 کیے نشانیہ راحت کیے نشان بلا
 برائے ہمہ رسولست ناتہ غضبا
 یکیت مایہ نیکت خطاب اونکبا
 یکیت ہم ز ازل خوش نفس چ باد صبا
 نشان فتح و صباحت ہم از اوان صبا
 کہ شاہ شرق بردن تاخت آورند لوا
 صبحیاں را ترتیب کرد برگ و نوا
 ہزار بار مرخوشتہ از ہزار آوا
 چو ساخت شاہ افق قصر سبزہ را ماوا
 بہار شامہ کا فور صبح نیست دوا
 چنانکہ میل جوانان بود بہر دو ہوا
 کیے ستارہ آتش گذاشتہ بہر ہوا
 رواں بر بخت چنانوں گذاشتہ روا
 از آنکہ سرخی شمشیر بست گوا
 نخت اگر چہ غلوئے کنند در اغوا
 گرفت مرغ سحر یاد اینست ذہن ذکا
 نخل و خمر نقش است عقد ابن ذکا
 نصیب صبح کہ یکدم میان خفت و جا

کشیده لشکر کشائے رومی روز
 ز تیغ بایست در گریز خیل نجوم
 نمود روشنم این نکته کاسماں صبح
 عجائب فلکی را نظاره می کردم
 درین نظاره خیال نگار در نظم
 بران خیال خطاب من آنکه تا کنی
 دهان خم بکشت باد و مادام ده
 چرخه اید صریحان باده کش که کشید
 بصبح صادق بسند رخسار مطلع او
 رواں چو باد بباده قریب بایش
 نه خوش بود که رود رایگان حسن و قبح

نماند زنگی شب را بیچ جامنجا
 همه بزاوین غم سرب ساخته لمجا
 کند ز صفا آب جسم کی صفا میجا
 غرایب فکرا اندر ضمیر یافت جا
 گنج پدید گنج ناپدید میجو سها
 من ز پائے در افتاده ز دست با
 که بر نهیسم چیزی ز دانش وز دها
 زمانه مهتره ز راز دهان اثر دها
 خلاف شعر که هست احسن او آنکه بها
 بدان صفت که قریب است آن با دها
 که کس نیافت همه عروقت خوش بها

عروس صبح بدین خوبی و تری آنکه
 مزید کرده بروزیور بهار بها

۴۹

۳

چه شد که آن گلگون نیادی بر ما
 خنک بود اگر آمستگی کند سرما
 اثر همی کند از آفتاب می گرما
 بر آنکه ذبح کند بزه ثمن سما
 که یافت است زهر برج پایه اسما

کنون که لشکر غم صفا کشید بر ما
 چو در رسید بهار خجسته گرما گرم
 چه اتفاقات ز سرمائے گل که در مجلس
 در آفتاب نگر بر کشیده تیغ تیز
 حل ز آفت عین الکمال تجی

چو زنگ لاله و بوی سمن گرفت جهان
 مے طلب که نمودار رنگ بهرام
 چو گل بر آرز صف طرب نشاء عیش
 یکے نظاره نورستان گان بتان کن
 گل از جواهر شبنم چو تخت کجیخه و
 نماز اطراف سیتاں ناگویند
 بنفشه کیست چو خاتون گل جمال
 بصحن باغ برافروخت گل سوری
 پیغمچہ بین صبحے نو بہر گل خفته
 چو خوش تے است گل ادا و فائدہ بیج
 زمانہ درمہ روی زمین سوسن و گل
 نظر پیسچ نظاره نمیکند زر گس
 ہو اکہ عطر از دست از کجاست مگر
 چمی کشای چندین متاع مشک اے
 بہار از گل و مل باغ آدم و حواست
 گل شگفتہ مگر گفت شرح حی الارض
 بہار را چو دم شرح بیطین داری
 غرض اقامت سروست و بار گیسوین
 بنفشہ پشت خمیدہ سری فرو کرده

می چو لاله طلب از بت سمن سیم
 ہماں شمائل این ہفت گنبد شام
 کہ چند گاہ نہاند نشان ماوشما
 ز ابر باد بہاری گرفت نشو و نما
 چمن زر گس جام جہاں نمای نما
 بنفشہ روز و شب اندر کوع مست و نما
 میان صف کمر بستگان یکے داما
 ہزار شعلہ آتش ز چند قطرہ ما
 چو طفلکے کہ بگوارہ بند و شش ما
 خوش آنکے کہ نگوئی در آخرش از ما
 مثال داد بہ تہیر تیغ و سنگ ما
 کجا رود چکست سخت علی است عا
 رسید محل مشک از طراز و ازینما
 اگر ولایت بغیر نکردہ یغما
 چو ساقی از قد و لب نخل مریم و خما
 زبان نامیہ تحریر اصرح امری
 بہشت را بریں کردہ اندا ست عا
 کہ ہدیہاں بہ نمازند و لب بلان عا
 گماں بری کہ مگر می بہ پیش امعا

همه فروشد گان سرز خاک بر گیرند
 کتاب خلقت گل که بس خلق شده بود
 چو زلزله زربکف آید از زرب پیوند
 گلاب میچکد از شیشه فلک آرد
 بهر ورق که از وجب گل شود تازه
 گزشت گرچه همه عمر شلخ را باشاخ
 طریق عاشق دارند شیوه مشوق
 بجوئے باغ نگر ماریچ چون شبان
 چه موسم است که مخصوص شد گوسفند گل
 نمود لاله و گل حسن را مراعاتی
 هزار گونه غرور ست در سر هر گل
 مگر بهار بنام بتم کند خطبه
 مگر که بر رخ گل یار من تجسنی کرد
 جمال گل همه باره وئے خبر دیانت
 بهار گوی که می آرد از در خوابان
 سلام از لب دلجوئے من مرا خوشتر
 دو کون صرف ده از نیکوان بوسه بخور
 می چو گل طلب از گلرخان آهوشم
 فسون گری صبا و خیال باز می صبح

بجوئے مثل زند این روز را روز جزا
 فزاسم آمده بار و گمهم اجزا
 اگر چه مرکز پیوند را نگین دورا
 ز فیض دوست چنین بو خوش گرفته صبا
 بنظر سبز کند که خدائے باغ امضا
 ولیک مرغ و می میزند با سر حبیب
 که این تمام سینه است آن تمام رضا
 کشیده هر طرفی یا سمن یا بیضا
 برائے خنده و گریه چو عید عاشورا
 مرا غم که نمایند بر سبیل مرا
 چه حاجت که با او سخن کند اندرا
 که سر و منبر او گشت و قمریان قرا
 که نور او ز ثریا همی رسد به ثرا
 درین حدیث نه بنیم مجال چون چرا
 گل و صبار اسسم جامی و هم اجرا
 که هشت باغ در و چار جوئے را اجرا
 چنین کنند بازار عشق بیع و شرا
 سپیده دم چو رسد آهوائے فلک بچرا
 کشیده لاله از خار و لعل از خارا

بنفشه می نگری کوز چو دست و آتش
بنفشه پیش بتان چمن سرافکنده است
چنانچہ برآورده شلخ ز زخوشه
عروس غنچه لصد روءے روءے پوشیده
نوائے مرغ شش نوپند ناصحال مشنود

قد چنان کر راست چو دست و آتش
که جمله لعل و سپیدند او کیے سمر
تو گویا اسد است این آن در عذرا
بجز صبا که کشاید نفت آب عذرا
که جمله هرزه در ایند بر مثال در

۴

درآیه مجلس و جایی خواه از می جام
تو بخت عذرا ز ناقصان خام در

۴۹

چه جائے زرق و نفاقت ای غلام بیا
زباں بهریدم ماند مطربا تو بگو
بیا و جرم ده بدین شکسته خویش
بخنده گفتی بوسی خجسته یانه
نذاهی کندت روح یانیم القلب
که یانے وصل تو ام صلح میکنم و بوس
هوا به قالب گل میدمد دم عیسی
دهان بلبلد کیشا که گردد از بویش
بنحاصیت بهر باد و ناتوان ازور
بنجاک اگر بچکانند آن گداخت لیل
نگر چه روشن شد روز عیش ناچو گرفت

بیک دیواده مرا وارهاں زریو وریا
خرد به شهر عدم رفت ساقیا تو بیا
که مومیائی من نیست جزیه میم و بیا
همان خشم نفرت اگر نکوی یا
ازاں گم که نذارا علامت آید یا
نگر چه قافیه محل شست که یا
یکه عریضت کن نظراره احیا
زبان سوسن چو سوسن زبان گویا
بله تواند بودن خواص در اشیا
همه زمره در برزند بجائے گیا
ز آفتاب شر آب سماں شیشه ضیا

شراب نیست که دریائے گوهر طربست
 سمن کے کہ کشد یک دو جام شرم شکن
 ز جام بادہ اگر قطرہ فرو افتد
 چو هست کوثر مے مجھے کنسم امروز
 طلب کنیم مزا میسر اول از بر ربط
 مغنیانش نیایش کنان ولیکن او
 و گر ہاں کہ بیک پای قیام میکند او
 رگش ز پوست بروں آمدہ عجب پیرے
 رباب راست اندے غذائے روح درو
 گہے ملازمتش با ورق چو اہل صلاح
 دف است صاحب درو ہاں ہی ماند
 بکوب سینہ دف تا مے آرزو کند م
 نے است شور دادم بیاری ہدم
 چہ نے کہ زان سیاہست خوشنوا زانی
 چو مرد حسن خوش دم بخستی فرمی
 مگر ز بانگ کما نچو خواب شد باقی
 چہ نچ می برم ایں باز کن سر گنجے
 سخا و تم کن اے ترک یک شرابم دہ
 ز غم چو جامہ گل شاخ شل شدل من

پدید کردن گوہر در او بہ از دریا
 بہت با نچو گل بر در نقاب حب
 حیات تازہ دہد خاک مردہ را چو حیا
 وے چو مجلس فردوس مجلس علیا
 کہ اول او در حرمست کشادہ دنیا
 چو کوکے کہ بود خفت در کنار نیا
 سلام گوید ہر شیب کردہ آدہا
 کہ در سوا چہ راست و در سخن برنا
 بپوستے تنکے بر کشیدہ روے انا
 گہے معاملت با خرک چو اہل زنا
 کہ حاضرست بہر مجلس اپنے اپنا
 بلے ز صبر ہی خستہ زد اے پیر تنہا
 دشمن نما ند اگر یکد مے بود تنہا
 کہ ہجو مرغ شکر خواہست شکر خا
 چو اہل ہمت کیساں شدت و بر خا
 بلے خواص سملع آمدت استرخا
 کہ انتہاش بہیمست وابتداش زخا
 زنگ چشمان حالے ہیں بس ست سخا
 بیار جام مے لالہ رنگ لالہ رخا

اگر تو مکنند از صفائے صفت
 مے که گر مثلاً خوردن بجای بقا است
 نشاط می ز درون گنجها برون آرد
 مرا هم این دم خوش طیب از می مغنیست
 بتان سخنم بیانم به قصد دوده و دو
 تا می که نمودم در از تر ز امل
 چو در ز صیف اگر چه در از گفتم شعر
 در از گفتن نزدیک من ستوده نبود
 قصیده نیست کتابی شدت از یک شعر
 گر این کتاب من است او ز نذر خواند
 یکی به بین که چه حدیث برون آرد
 لزوم قافیہ جنس و رحمت اقوا
 همه مواهب غیبی است این آتم نیست
 خدای عزوجل اندرین گریه تنگ
 همیشه بر حسن از فیض غیب کشف عطا
 اگر خلاصه انشا خود کنم انشا
 سپهر نه هم از احکام طایر طبع است
 قلم ز نا قلم آهسته دار چند دماغ

عجب مدار که ز ناز بگسلد ترس
 روی خوش او می رسد بجای بلسا
 کز آن شگفت بگرد سر رجال فنا
 که تخم می بردش کاروان برون آرد
 مگر نقشش برون در زلف غالیه سا
 مگر که بر امل خود در از کردم تا
 و نه خوش است چو قلب تا بقلب تا
 و نه زبان خرد هست این قصیده تا
 کم از کتاب نباشد که نخشد به تا
 فرو در دهمه اوراق ثند با و ستا
 زکات گنج مهنر را هم آست
 نگاه داشتن از شایگان و از ایضا
 این طرف بگی شکر و از طرف اعلا
 کشاده کرد در فضل از کمال عطا
 چو بر علی رضی الله عنہ کشف عطا
 سپهر چاک ز نذر خود این کبود قبا
 بله حساب جل حرف چو آمد طا
 اگر چه هست سواد خط تو مشک ختا

درین خط که خاکی و خطه خندا

یکے بصفہ صفوت قرار گیر دلا
 بشہ نفس تو آشوبہاست از شہوت
 در مجاہدہ زن تا شود دولت روشن
 غبار بود و صفادول زمین و فلک
 اگر صفانکند مرد بر دست فتور
 اگر ولایت تحقیق ملک خود دانی
 خلیل و اچپن آن اہر و کہ از ہمت
 معائنہ کہ ہی پر سیم مخلوت پرس
 پرس ہر چہ کہ خواہی کہ خاصگان خدا
 عطیہ است مرا این سخن خالق من
 ہر انچہ من کنم املعجب کہ گر نکند
 ز چار طاق فلک ساز خیم و حدت
 محاب راہ تو طبع چہار پایہ تست
 کجاست جلالت تو در بزم قرب تا کنی
 گرت چو دریا شور می جوشے باشد
 اگر بشوی آلالش فضول از خویش
 دل فرستہ دشت اخلا و خیرات

کہ ہر چہ ہر طرف در گرفت گرد بلا
 چہ بہ اگر کنی آن شہرہ راز شہرہ جلا
 کہ ہیچ آینہ بجہ صیقل نیافت جلا
 کہ این سفیل گراید و آن دگر بعللا
 اگر و فانکند را بر غلہ است غلا
 بیار حجتہ از وایان ملک و لا
 بجبریل نکوئے انا الیک فلا
 از انک حکم طاعت چو حکم خلا
 جز از خدائے نگویند در خلا و ملا
 اگر چہ بر ملاء خلق میکنم الما
 زبان روح قدس بر ملائک استملا
 مسیح وار گرت ہست ہمتہ والا
 کجاری تو بدین زردبان برآں بالا
 بسان چشم قرابہ دو دیدہ خون بالا
 بدیدہ باشد اشکت چو لولہ لالا
 معاینہ کنی از فضل حق ہمہ آلا
 بدست دیو چرامی فرستی آن کالا

بکنج غم که بستی چو لابر بند
 به چار باش لاله تنگ زد مگر انگ
 بر ترک هر دو جهان گوئی گریه با غمت
 ز خار غار امل آن زماں اماں یابی
 مرا کزین صفت اعراض کرده ام کلی
 روم به سایه دین و خرم گریزم از انک
 وجود من که یک بوم عافیت بود
 گر آرزوست که بر چرخ پای شرف
 بهر چه می طلبند از تو این جهان نفروش
 جهان چه باشد نزدیک نکت پیرایاں
 اثر نماید تسکین بر دم سخن
 کجا رسند برین سمر جماعت غافل
 اگر باطل ضلالت جد زنی صدره
 و گریه سوئی دلی سال کنند دعا
 بهار ملک بنا کن سنای خاندین
 بنص پاک همه نیکی بخشی است و لیک
 هوا و حرص کن چسبیده است یابی
 جو انیم شد و گر عمر هم رود خوشتر
 مرا ز عمر چه راحت که تنگ شد روزی

که گنج در بری از گنج خسانه آلا
 بهار کرد جهان هر دو بد و گوشه لا
 از انکه هر چه که لا باش تر بود اولی
 که این دخت هم از پنج بر کنی هلا
 گماں مبر که در پی در او قسم کلا
 یگانہ نیستم آن هر دو مرغ را چو هما
 از آن دو عزت یافت دام عزت هما
 بر آورد چو سیاره باش شب پیمای
 برین متاع بدین حد شاید استقصا
 چنانکه مزله در جنب مسجد اقصا
 پدید باشد تلفیق نامه ام سخن
 که غافل را دورست کعبه از بطحا
 چو گمزه بند چگون بر بندر بهر ادا
 خدا چه گفت فلن یهتدوا اذا جدوا
 ترا هوس بهر مولدست و بر نشا
 ترا هوای تو بد بخت میکند رها
 چو رسته است زوار الفنا بهار بقا
 که من به آمدن خویش ناخوشم حقا
 مرا ز مشک چه حاصل چو لنگش سقا

چو د چشم نیلے کہ میرود در مصر
سوے خراسان سازے کہ هست غفانام
دریں دورنگی دوران نگین لے خواجہ
جہاں خراب تو عشرت طلب کنی لاول
جہاں بہ آبی ماند کہ ایسا دشمنیت
بہ شعبہ نہ توانی نصیب از خلق
ہماچہ قیمت تست آکشد درشت
عرض راندہند از جہاں پر گئے
فلک خوشہ خود خوشہ بخشندان
کے کہ نعمت حق انکا داشت خلق
حسن بہر نفست شکروا جست از انک
بہیزبانی اصحاب دل ز دیدہ و دل

کہ مرد قافلہ در باو یہ باستقا
دریں دیار ہفت ترست از عتقا
حذر بہت ازیں دیو فعل جورلت
وساویست کہ شیطان ہی کند القا
تو برگذر چہ بینی چو بخت لہ احمق
مقا میرے بسہ دار مقام راں بجا
اگرچہ شاہ و سپاہی و گرچہ شیر و غا
اگرچہ محل بے علم و را فکند غوغا
مثل اگر ہشت بگاہ شگند غوغا
دریں جہان خلق است و در آں جہاں سوا
رسانہ حضرت حق ہر چہ داشتی در و ا
کمر بہ بند چو کردی در معانی و ا

کنوں بیار پس از شرح ہر صفت غزلے
کہ شرط باشد از بعد ہر غرض حلا

۱۳

۶

ز دہ ز تر کش شوخی ہزار تیر جفا
بروں چو آئینہ باہر ہر طریق صفا
بنمزدہ دار سیاست ہوس دار شفا
کہ بتکراں نشانہ روئے شان فقا

کجاست آں مہر کاں گرفتہ ترک و فا
دروں چو شائے بے کین من نہماں
کشادہ چشم و لبش در ولایت خوبی
چنان ز غیرت رویش قفا خورند نہاں

چو دل ممالک دل گشت عشق و سلطان
کنو که رفت من همچو یوسف از یقوت
دل مرا اگر آواره شد ز خانه صبر
حسن تو از ظرفائے زیاده گوئے بمباش
فروگذار ز از زبان فار فضول
اگر ز ناره طبع شعله خیزد
مگوی زین پس اوصاف اهل صبر
مدار بیش بوضف جمال غمهاں میل

وزیر عقل طلب میسماید استغنا
من ببلای فراق و فوای یا اسفا
در خدای بسندست حسرت و کفای
بله فضول نبودست حرفت ظرفا
و گرنه فای و بمانی چو مردم فای
بسک بآباد واجب آیدش اطفای
مگر به صنعت اضمار و شیوه اخفا
که میل نبود صاحب جمال ابوقا

و گر کلام کنی بارے از کلام رسول
که ذوق در صفت مصطفاست مستوفای

۴۸

۷

ز به هوائے تو از من جلاصل دایم
مدار عالمی و علویانت شکر گزار
این صاحب سر صاحب سیر توئی
زیاد نام تو دل را علامت دولت
ز سر دین تو و وجه کین تو دیده
رسول باز پسینی و پیشوائے همه
محمد اسم و مقامت ز فضل حق محمود
ز ننگ صحبت این گنده پیر شیرین نام

پایم بر تخت لسنی یگانه دوسرا
مراد آدمی و عرش یانیت ح س را
سر سران ملک صد صف دوسرا
ز خاک پائے تو سر را عمامه دوسرا
موافقان همه سر منافقان صبرا
شه دو کونی و منشور تو بهرین طغرا
بداده حاصل این خط زمان خط ابرا
نگاه داشته تا روز مرگ استبرا

شکسته صدقه تو قهر صد که کسری
 ز دوشانی تو بوده بحسب رالرزه
 ترا مظلّم مجلس زد و حه طوبی
 شبی که مجلس عالی غرتت بردند
 نخست مسند جاروب تو مقرر شد
 اگر نه زیر کف پائے تو نهادی سر
 براق جاه ترا جبرئیل پر بسته
 ستاره بهر شارت شده در نشور
 حسن ز نشتائے تو برافاضل عصر
 یکے بهر گره از جنس اوست پیشوئے
 ضمیرم این قدرے کرد در سخن یاری
 جهانیات بر سبسته کنند و یک
 خیال از قف خورشید مهت عجب
 تو شهر علم و درال باب با علی است قول
 ز گنج فضل بریں مطلعے که مہتمم شد
 لزوم را و الف کردم این خوانی صرف
 کنوں چه دیه نون و القلم بدمت خاص
 نقاد لفظ تو شد چشم و گوش را راحت
 کنند دعوت تو انچنان در از افتاد

رلوده صرصر قهر تو افسردار
 ز گنج بخشی تو آفتاب را صفا
 ترا سراجی مطبوع ز گنج بخدا
 به نبط ازین هفت نفرش غبار
 ز چه ز دیده رضوان و طر حورا
 بهشت سپو کف دست میشد صحرا
 ز کار خانه و النجسم اذا هوای بهوا
 شب از برای شام تو غنبر سارا
 مقدم است بدیں یک قصید غرا
 صف کلنگ نہ بینی کے ازاں غرا
 چنانکہ حق شنبایت بود کرایا
 تو آفتاب جهانگیری جہاں آرا
 اگر شود بہت یا قوت و ہر ہمہ حمرا
 تو باغ فضل و درود و شکوفہ مرا
 نشا رکن کہ بے گنج دیدہ ام زیرا
 حکیم آخر حدے نہادہ قافیہ را
 کخم ملازمت نون پس ازندام را
 کہ نور دیدہ دینی و در درج دنا
 کہ عالمی ز درازی گرفت نا پہنا

چو اتفاق سواری بود عجب نبود
 گیسو خاک درت را ساخت پرشم
 سزد که بر در تو جان خود کنم تباران
 چو همیان مرا میسر تکیه خاصم
 چه جای هست گرامر و تا ابد با من
 طویل ز جواهر کشیده ام اینک
 تو قائل انا افصح بحضرت تو خطاست
 بصد تو سخن من چنان بود که کسی
 ولی بفرشای تو و فضل تو هم
 تو صاحب ادبی پرده پوش اهل عناد
 اگر فنا شوم از دوستی نام تو به
 فلک کشد بعبادت ز آتش صبح
 اگر بیای تو افتد فلک را بش کن
 کمال حسن ترا خود حسن چه در یابد
 خبی و قایق طعم ز نیم اشارت تو
 کنم بدولت ارشاد تو من جالت
 قبول بخت یا رب قبول گردانی
 رسول حضرت تو سی صد و سیصد تن
 چو در محلت ایمان خویش تن کردم

که آفتاب ضیبت شود بلال خبا
 شد آب دیده او جمله خوں برنگ حنا
 تو کعبه منی و سده تو جائے منا
 مرا برون ز مرا میسر فقریت غنا
 زنج مدح تو و وقت نفست غنا
 نه بر طریق طمع بر سبیل استغنا
 سخن نه روشی چوں من فضولی غنا
 کشد بخوانچه خورشید باهی صمنا
 تو اوان شد از فضلالی زمانه متشنا
 تو بایه گرمی دستگیر اهل غنا
 بقای نام تو خواهم عینم خورم فنا
 بران طمع که شود پیش استانت فنا
 رواندارم بر پشت پاسبان تو مینا
 بخارخانه چین است و چشم نابینا
 تمام تر از اشارت بوعلی سینا
 بدر گیسو که دل دیده راست ان و سنا
 زکات خاطر من بر خواطر دانا
 بدان قیاس شد ابیات شعر من مانا
 بنام هر یک بیتی از من قصیده بنا

کہ ایں خراب ہاں ازین دینا
چنانکہ رسم کہن آمدست بعد شنا

دریں معاملہ ازیت بندہ را پذیر
حسن چو خستہ سخن میکنی دعائے کن

۱۰

دریں محل چہ کنم جز دعائے خاقانی
کہ رہنا و قناش و ما قضیت لنا

۸

دام ملت قبول کن چو زوہوم ولا
آں فلک است کوہا و بر خود علا
حاصل از اں جلالتش غم کہ پست یا جلا
جمع علائق خوشی یا دجنس ملایق خلا
تو بر شک دیو رخ سرخ منی بر بلا
روی بیاں دیکچکن بام کشاپس اول
نم جو بنار داز فلک بر غلہ اوفتد علا
آہ کہ گس نمی دہ خوان صلاح را صلا
بو کہ بروں بری گہے پیے ز گزرگ بلا
ہستی او بعاقت ہست نیست مبتلا

اینست بزرگ نمے صبر بحالت بلا
تو چو زمین رہا کن قاعدہ فرستی
ہر کہ بدور ایں زماں کرد جلالت آرزو
خلوت ذکر بر خوشست الفت خلق گشت کن
فقر اگر سیدہ کند آئینہ مراد تو
چوں ز وفا کشادہ بردل خود دیر کج
صدق چو نمود اندر ولورع اوفتد خل
خلق جہانت یکبیک بہر فساد خست
از سپہ نیاز خود بدتر ساز چوں حسن
ہر کہ دہم کہ در جہاں یافت نشان ندگی

۱۳

نوح ہزار سال بہم ہزار سال شد
در عدد و محل نگر بعد ہزار چیت لا

۹

عید من آں بس کہ بہم آستان شاہ را

از بزل عید می پرسید شہرے ماہ را

| | |
|--|---|
| <p>جشن سلطانی قرب شد چه پرسم عید را بس عجب منع دکه ماه غیذ این پس بنده دار شد علاء الدین والدین احمد کاسمان کرد فراش ازل نصب پی سلطان عهد هست در افواه کاه سال عمر او هزار تیغ چون آبش همه بر راه دیں دارد گزار خلق نیکو نخواه شد دست دعا برداشت خشم بد دل اخذ گشاد لب لب بدوخت چرخ را باندگان شته ستیزه روزی نیست تا که بر صدق یحی الارض نونو نامیب باد از نخست رسیده مرده های جانفزا</p> | <p>غره میمون شته دیده چه پرسم ماه را قبله سازد آفتاب و ظل الله را هر زمان پیشش نیں بوسد مزید جلاہ را بر تر از نہ بار گاہ چرخ خرم گاہ را بس اثر ہادیہ ام آوازہ افواہ را یاک کردہ اخس خاشاک کفران آہ را وانکہ بدخواہ خد ابردار دآن بدخواہ را تا بروں نارد باسانی ز سینہ آہ را نچہ باشیراں نباشد مصلحت ردو باہ را جاں دہر برگ ز خشاں او برگ گاہ را دشمن اندر جاں گرفت اندہ جانگاہ را</p> |
|--|---|

۱۱

جان من بندہ حسن شاہ از جاں بخشی شته
حرز جان خویش کردم بدج این گاہ را

۱۰

جان نثار آدم سیر ویر پائے شاہ را
بے اجازت بوسہ نتوان داد پائے شاہ را
شاہ عالم آمد دعالم برائے شاہ را
نقش بند درایت کشور کشائے شاہ را
تا چہ فرماں رودے خواهد دورائے شاہ را

این منم یارب کہ بوسم خاک پائے شاہ را
خاک پایش بوسد آدم پائے بوسم آرزو
شد علاء الدین والدین احمد کز ازل
جبرائیل از آیت نصوحن اللہ ہر زمان
چرخ از جوارا کمر بست بہر بندگی

| | | |
|--|--|----------|
| <p>بے رضائے شاہ جاری نیت گوی آسمان بحر اصد لرزه بر یک طائے ساکن شد شرم منت ایزد را کہ سر تا پایے من محنت گرفت عیسی از قانون طب می ساخت معجونے ولے شد بہار دولت اینک بستانا چنار</p> | <p>بر قضا سابق ہمیدہ اور رضائے شاہ را تا صفت کردم روانے من عطائے شاہ را اول ایں دیدہ کہ می بنید لقاے شاہ را شریت از نوش حضور دار و شفاے شاہ را دست بالا کردہ میگویشے شاہ را</p> | |
| <p>۱۱</p> | <p>چون محمد بادشاہ و عصمت عون خداست ایں حسن ثانی حسان شد شنائے شاہ را</p> | <p>۷</p> |
| <p>ساقی جان تازہ کن از جام می یکدم مرا گردیں مرقعے اندر کعبہ و زمزم رسید فتح شد ذوالفتح آرزو ہا با شدم آخر ہاست اگرچہ آخر ساست نیز شہ عطار الدین والدین محمد شاہ آنک خسروے کا نعام عاشق بر طریق ملت</p> | <p>خدمت بادا ہم عمر ارکشی خرم مرا چتر شہ چون کعبہ بود کفتیش زمزم مرا گر کئی پیش از حرم با قدح محرم مرا اول عمرت حالے از شہ عالم مرا جز بہرح جان فزایش بر نیاید دم مرا کار ساز و ہر سہ آف تی را و ہم مرا</p> | |
| <p>۱۲</p> | <p>صد ہزار سال بادا بر سریر ملک شاہ ز انکھ شادی شنائے وار ہاند از غم را</p> | <p>۶</p> |
| <p>شفشہ را اساس ملک تابدا قوی بادا عطار الدین والدین محمد شاہ کر عشقش</p> | <p>سرخیس ویش از افسر کینسروی بادا ظفر در ہمسری خواہد فلک در پیروی بادا</p> | |

پس از شری که آورد او و سپیکر شوی بادا
 عدو چون بوم اند کج عزت منزوی بادا
 هیں سر باد پانیدہ ہماں باز دقوی بادا

فلک ہر شب ہی آرد شارش و شری را
 چو گنج افتاد سلطان آفتاب باہر سوئے
 شہ شاہن شہنشاہست باز د ملک را جاں

۵

یہ بیضا ست نے شکل مراد ہر شنائے شہ
 چو دشت موسیٰ آمد ہم دعایش عیوی بادا

۱۳

رواں شد باد نوروزی رواں کن بادہ چہرا
 کہ از اقبال شہ ہر روز نوروزت عالم را
 کہ ایں ساتی شد رواں مجلس شاہ عالم را
 مبارک باد میگوشد سلطان معظم را

بیاساتی کہ فصل عید رونق داد عالم را
 ازین پس ما و جامی از طہال عید روشن تر
 از اں کیجا ہی ایند عید در روز نو اکون
 بصف بندگان نوروز عید اتادہ پندار

۱۶

علا الدین والدین کہ از روز خلق او
 براز عید است ہر روز کہ ہست اولاد او

۱۴

چو عرش جادواں داند ملکش جادواں بادا
 ہمہ حاجت روا بادش ہمہ فرمان رواں بادا
 کہ از الطاف غیبی آنچه او خواہد جہان بادا
 پناہ شش جہات و قبلہ ہفت آسمان بادا
 جہان و ہر کہ دروے بندہ شاہ جہان بادا
 بشادی کہ پائانش نباشد شادمان بادا

الہی دولت سلطان ہمیشہ کامراں بادا
 خضر یار بقا بادش ظفر عطف قبا بادش
 علا الدین والدین محمد شہ دین پرورد
 درش کا مدد و ہم چار طبع و پنج حس ہر دین
 جہاں از بندگی شاہ آزادی شد ایم
 چار شادی شاہان شاد شد یار کہ پیوستہ

| | |
|--|---|
| <p> بهر قلعه که یکشاید عطا بدوح خوان بادا ده و دو برج از انیز فتح شده ضامن بادا فتوح غیب و عیش جاودانی میبمان بادا ز آفات و مخافات زما در امان بادا چو بگو بگو عمر حکم بدی را حکمان بادا که همچون نامق قبولان جمیع انس و جان بادا که بخت آن جوانان تا بهما باشد جوان بادا شعاع طلعت او در بخشش خاں شان بادا کینه مانع و کمر سنگی این آستان بادا </p> | <p> بهر مجلس که او فروز مهر و مظهر بش آید چو از قلعه اندازد زین لاله که برگردون برین فرخ بساطی که نشا طابو مظهر باشد خضر خان مبارک خان و شادین خان که هر جا عمر خاں و شهید صفت بگو خاں هر یک بهما خاں مبارک خاں از نام فرید الحق خدایا حق آن پیر و جان بخت بوالتر شه نشسته آفتاب برین سیار گال یاقم حسن کیس آستان کهن عصمت یافت عالم </p> |
|--|---|

چه باشد گرچه باشد خاطر یک شهر یارو
 من آن گویم که یارب شهر یارش مهربان بادا

۱۵

| | |
|--|---|
| <p> در شش نیم چشم وفا از خاک پای مصطفی یا قوت در معرفت خورشید صبح صفا دل ادرش از الامان جان البشر از الشفا چو ماه کامل در سخن چو سج صاوق صفا چو ال تلج دولت بدیع و صفا فردا اخراج برده از بهما سیل خدمت از قفا </p> | <p> وقت است که از ابر صفا یکسو نیم گرد جفا ای بحر عنفو و طلفت کافی کف و صفا صفت در پیش او هفت آسمان مهر یزدین در هر زمان مازنغ در باغ کمن دیباچه اولاف کن چو حیم صد جنت او چو دلیل جنت او اعداش را چو مگر با مهنه لالت بهما </p> |
|--|---|

اکنون حسن دانی چه به پایش بوس و سر بر نه

| | | |
|--|--|--|
| ۳ | جاں و روفائے او بہ در عذراں چندان | ۱۶ |
| روح آیین دعا کند دولت پادشاہ را عصمت حق پناہ بادا پس شہین پناہ را | | دست فلک چو بکشد بنیق صبحگاه را شاہ جہاں علاء دین کوست پناہ دین حق |
| ۹ | عید رسید پیش کش کرده کساں ماہ را تہنیتہ ہی کند دولت نجات شاہ را | ۱۷ |
| ست درو درو با محمد مسم اسرار ما زانکہ جز قلب شکستہ نیست در بازار ما کار کار ماست کس را کار نہ با کار ما کے خلد اماں سر تر دانے راضا ما ایں نہ بس باشد کہ من یارش شوم و یار ما گر تو ایں رہی رہی یا بار خود یا بار ما آنکہ وصل نیست حاصل نیستش انوار ما پس قدم در نہ بہاں حسانہ دیدار ما | | دیدہ برستی ندارد عاشق دیدار ما خواجہ را گو تا دکان ہستی گزوار ما نایکے را بر کشیم آں دیگرے را در کشیم خار خارشق ما و جاں جان بازار طلب آنکہ از دنیا و عقی یار عی می خواہد او بر در ما بار خواہی بار خود از خود بستہ اندریں رہ مہر تاباں یک پیگیر میرسد ای چہ سز زنداں خانہ خاکی بر آں |
| ۲۲ | چون حسن را بلبل دادیم اندر نعت او توصبا خلقی کجے بقدر ستش از گلزار ما | ۱۸ |

شکل دایره غنیمت گرد من محیط شد است
 همی رود بخل سرگاه مملکت مستر روز
 خورده هیچ به تلخی من آن نوازشم
 بساویسچ کس از دوستان چنین که غنم
 ز دور چرخ خراب و ز دور حادثه زار
 بپیرین که چگونه است در کشاکش بحر
 سفرگزیده همه مردمان من غافل
 دلاوری چهاں بین که از مکابر دزد
 پزارشکر فدا را که نقد ایسان است
 چو شیر خفته بر تنها دم زهره خوش
 بعد شسته عزیزان من آستان بوم
 چو گرد طبع بر ایم صلا دهم به به
 دے ز طالیغ میوه دزدی ترسم
 چهاں ز نظم ترم هست چون پایب
 بحسن نظم حسن یک زبان شدند همه
 زبانش نعت زبان رسول گوید و بس
 مہ چارہ خورشید آفرینش کست
 کجاست یوسف بختم که بچو یقوبم
 با فرست خط عشق مایه بسچو خودے

من ضعیف چو نقطه در ایاں میاں تنها
 ز به گرفت چو خورشید آسمان تنها
 سفید یار که رفت او به بیفت خیال تنها
 بجای دشمن و از جمله دوستان تنها
 ز اهل بیت غریب و ز خان ایاں تنها
 بگاہ آنکه همه بگرد از کس تنها
 چو خفته که بماند ز هر ایاں تنها
 عجب بود که توان بر وقت جان تنها
 اگر چه مانده ام از نعمت ایاں تنها
 نه چون سگ که فسر گیرد استخوان تنها
 رواندارم و در باں بر آستان تنها
 که از کرم نبود طوف بوستان تنها
 که باغ سخت بزرگست و باغیاں تنها
 منم زبان سخن گودراں میاں تنها
 منش همی نستایم بیک زبان تنها
 ازاں زبان سخن گوست این باں تنها
 میان دایره کون قطبیاں تنها
 بیت احسان با چشم خون فشاں تنها
 و گر که به پذیرد ببار سال تنها

جہاں چہ حلقہ خاتم شدست تنگ و تنم

نگینہ دار بماندہ بیک مکان تنہا

۱۹

دراں زماں کہ نہی پابر آستانہ خلد
تو دستگیر کہ می مرا مٹاں تنہا

۱۸

دوش سراج بجز خانہ خسار مرا
جنبش شہر طاوس ملائک رخورشید
شب سراج من از خط خوش ساقی بود
مستیم ہیں کہ چہ اسرار بروں میریم
مدہ اس خواجہ ہمایہ مرا چندین پسند
گفتیم در توئی یا ہم ازیں پسند از
چند گوی کہ درد لستیاں لازم گیر
خار خار رہ معشوق بہ از صد گلزار
سبع ایوان بوجہ شیدم و ہر شب بہشت
عشق کار بست و گربار و گر گویم نہ
دوست گوید کہ عزیزم کن از آتش عشق
اندکے یار من ار از غم من اندیشہ
ز بقعت لیدیم از جادہ بروں می فکندہ
بستہ زلف بتال گشتہ امدمی ہم
مرکب از شہر گیم مقررہ از ماراز آنک

خسرم باز کشادہ در اسرار مرا
کرد آواز لب لب لب بیدار مرا
قاب تو سین نمود بروئے دلدار مرا
اینست اسرار کہ بر بود ز اسرار مرا
یا بروں می کنی از سایہ دیوار مرا
کاش درد ہر نمی یافتہ آثار مرا
ہم دریں محنت و محنت کہ و گلزار مرا
گل و گلزار ترا خارجہ گر غار مرا
ثانی اشین دین غار و سہار مرا
حاجت نیست دریں نکتہ بتکار مرا
ہیچ دشمن نتواند کہ کند خواہ مرا
بس چہ اندیشہ بود از غم بسیار مرا
گیسوی دوست نگہداشت چو زار مرا
کہ رسن بستہ بر آرنجیب زار مرا
جائے جولان نبود جز بہ سہوار مرا

| | |
|---|--|
| بند تصور سر زلف پریشانش بود همدروز از لب تو جان نوم امیدست دجله و جلد چوے از دیده فرو ریخت چون | این همان سدا کرده است گرفتار مرا تا چه روزیست ازین غمزه خو خوار مرا جام من تا خطبت داده اے یار مرا |
|---|--|

۱۰

روایف (ت)

۲۰

| | |
|--|---|
| دل نهادیم چه حکم که از تقدیر است خانه عاقبت امروز مسلم نشود عمر آن نیست که صد سال بخون خوردن رفت دهر ساز نیست که زیر زبرش آهنگست کثری مطلق از اجزای کس چون نبرد گریاده است برین طعنه دنگی باشاه ای بیهوده کیر نشسته گنہت یاد آری ظالمان را نبود پسند بزرگان مانع سر به نخوت چه بر آرد و اے سر و بلند | ترک تیر سپندیه ترین تدبیر است بام او خوار گرفت و درش زنجیر است عمر آن سی طفلیست که اندر شیر است هر چه آن سوی بم است این سوی دیگر است اثر راستی حرف که اندر تیر است همه منصوبه بشه تبسیه تقدیر است که همان یاد گنہ تو تر اندکیر است گو کزن را شب آدینه چه دامنگیر است نخبر مرگ نه چوں نخبه بید انجیر است |
|--|---|

۱۵

و اشعار روز بهیسی بود و من که چو صبح
کای حسن ایس چه رواداشتن تقصیر است

۲۱

نوروز بند و یک نظر شاه عالم است

خلق خوشند و شاه که نوروز عالم است

باغ و بهار من کرم شاه عالم است
 صبح سعادت من میکیں جهانم است
 کارش سرور هست و چون خورشید است
 آفاق تازه و آنکه در آفاق خرم است
 اندر حریم غیب هم سال محرم است
 کاندز جهان همیشه چو قرآن معظم است
 هم ملک و هم خلافت ملکش مسلم است
 فیروز و سپهر خمیده چو خاتم است
 گرچه بر آفرینش گیتی مقدم است
 بر خلق مکرم آمده و ز خلق مکرم است
 امید دار رحمت بند و حسن بهم است
 تار و زگار نامیده زنده هم از غم است
 کاعداش را بسیط جهان چون خیم است

بر شاخ و برگ باغ کرم میکیں بهار
 یکدم که آفتاب صفت رخ من کند
 هر کس که راه یافت بهستان فضل او
 شاهنشده جهان که ز خلق مبارکش
 سلطان عتار و نیا و دیں آنکه رای او
 صاحب قرائن محمد شاه جهان کشته
 و آود و وار بلکه سلیمان صفت برو
 شد سالها که در چو دست بهش شاه
 در اوج قدرت را در سجد عقل اقدم
 ذات کریم شد که کرم و صف خاص است
 هستند شهری از کف چو ابر شهریار
 تا نام باغ زنده ز آثار نامیده است
 خوش باش فرش مجلس شه چو بساط خلد

۵

ایوان ملک شاه مدام استوار باد
 کار کاں اذ بقاعده مدل محکم است

۲۲

مردی که گمان داشت تم یقین فقت
 بیوم ازاں ز غم آتش که انجین فقت
 طراوت از گل در تری زیامین فقت

برین بساط پیشینم که نمیش فقت
 ز خلق ازاں کنم انرا که خلق ناپیدا است
 درین غزال بهر باغبان که باغ مرا

| | |
|---|---|
| صفای دل نشود چوں در او حضور نیست ہزار مردم دیدہ ز چشم من فرستند کے کہ پار ز نخوت بر آسمان میرفت | شکوہ حتم برود چوں از و گیس فرست ولے مرا نظر امت بابرین فرست شکرستگی اسال در زمین فرست |
|---|---|

| | | |
|------|--|------|
| (۲۳) | اگر نہ زنت بکام تو در جہاں کارے حسن مرغ کہ کار جہاں بریں فرست | (۱۵) |
|------|--|------|

| | |
|--|---|
| ز نسج شاہ عالم را بہار است تہال ملک او زانست تازہ دریں حضرت ز نو غنچہ فتح گل نصرت کہ رست از سبزہ تیغ شہنشاہ ہے کہ دائم طالع او عسار الدین والدین کہ از کو محمد شاہ مجسمہ و بر کہ اسلام چو پیداکرد تیغ یا سینہ نام چو حق را در میاں می بندہ الحق بجہد اللہ کہ از باران عدلش الانام و قبت نصرت رایت گل نثار تیغ بر ریایات شہ باد دعایش خواستم گفتن چو گویم | بہار او فستوح روزگار است کہ آں پروردہ پروردگار است ہمہ ایام گوئی تو بہار است ز سر سبزئی بخت شہیار است بہر عمرم کہ خواہد اختیار است بنائے دین و دنیا استوار است ز تیغ بیقرارش برقرار است زین از خون کافر لالہ زار است ہمہ مقصود ہا اندر کنار است ہوای ملک و دولت برقرار است زین راز آسمان ہر دم نثار است کہ قشش دین ملت امدار است کہ عمرش چوں عطایش بیشمار است |
|--|---|

خدا کو را منزه عن عینم از یار
شهنشہ را بہر سہرہ سیریا است

۲۴

حسن ازین بادشاہ بندہ پرور
چو دیگر بندگان امیدوار است

۵

باغ امروز مگر طلبت سلطان دیدت
ایں چہ شادیت کہ در پست نیکنجد گل
و فرغیچہ سر اسر صفت خلق شدہ است
ہمہ از مجلس شاہ است گل سوری
بر کف شہ نظرافتا و مگر گرس را
شاہ ز بخش جہاں گیر علار الدینا

کہ گل دولت او ہر طرفہ خندیت
گو یا شاہ جہاں ہر زرش بخشیدت
کز تری ہر درفش یکبہ کہ چہ دیدت
چند پر کاہ لیلی کہ بدامن چیدت
ز انکہ تا چشم کشادت ہمہ ز دیدت
کہ ہمہ ساز فلک گردش گردیدت

۲۵

حامی و حافظ او فضل خدا باد آئین
ہر دعائے کہ حسن گفتہ خدا بشنیدت

۵

روی خود را ماہ میخوانی کہ میگوید کہ نیست
چون رخ خود را بہشت عاشقان کہ گفت
ظلمت طلبت زلف تو چہ شکل اندراں
گر ترا من نرم دل گویم کہ میگوید کہ نیست
جانم از خاک در شہ آب حیواں نیست
شہ علار الدین کہ می بینم ز جان بخشی او

موی خود را مشک میدانی کہ میگوید کہ نیست
بر من خبل چہ میشانی کہ میگوید کہ نیست
روئے تو نور سلمانی کہ میگوید کہ نیست
و مرا تو سخت جانانی کہ میگوید کہ نیست
آنکہ بہت اسکند ز ثانی کہ میگوید کہ نیست
بر بہر منت جانی کہ میگوید کہ نیست

۲۶

شاه را صده چوں خاقان میدانم که هست
بنده پیش صد چو خاقانی که میگوید که نیست

۸

تا نعلت یخن خون سلمان آموخت
شاد باد آل اسب شیرین چو خط خوش دارد
مقرئ تلب خونی تو میدید آخر
حسن امروز نوائے دگر آموخت مگر
سحرهای که بشواری ازومی زاید
غزوه تست که ختم است شکاری ز روش
مصطفی خلق مغز و دل آن کز پی خلق

چشم خوں ریز تو گوئی که در چندان آموخت
زلف تو گر چو خط آموخت پریشان آموخت
کافه را چه غرض بود که قرآن آموخت
دو شش نوناله از مرغ سحر خوان آموخت
آن همه غمزه جادو بتو آسان آموخت
آن شکار سے زدن از تیر آتش خان آموخت
جبریل از لب او آیت احسان آموخت

۲۷

عمر چون خضر علوش چو سکت در بادش
که صفاداری نصف کردن از ایشان آموخت

۶

باغ بهشت وصف جمال محمد است
نون و القلم هدایه از لوح خلق دوست
کرسی که بهشت تخت فلک تحت قدرت است
آغاز عید شادی و انجاسام صوم غم
زان شد فلک ز تخمه خاک این چنین بلند
هست این نسیم نواله از خوان او بلبل

ختم رسل صفات کمال محمد است
طایه اشارت ز جمال محمد است
یک پایه زجاء و جلال محمد است
موقوف بروئے چو طلال محمد است
کیس حرف خم پذیر چو دال محمد است
جمله نواها ساز نوال محمد است

| | | |
|---|--|----|
| ۷ | آزاد شد دل حسن از بند هر غمے کو بندہ محمد و آل محمد است | ۲۸ |
| این دولت بندگانیت بے نام تو صبح را نفس نیت جز پیش تو مردم پوس نیت چوں بوسہ دهم کہ دسترس نیت این طرف کہ بر تو یک گس نیت آرے شب عید را عس نیت | اے خواجہ بدو لقم ہوس نیست بے یاد تو سر غ را نوانے من شمع غم تو صبح شادی آں پائے ترا کہ عرش سایست حلو اے پسین انبیا تو گیوئے تو بندہ کثادہ | |
| ۹ | بر بیکسی حسن بہ بنشائے آں ظالم نفس گر چہ کس نیت | ۲۹ |
| خداے غرور جل بس بود خدایات کہ سجدہ میبرد از دور چرخ و دوارت کہ نصرت ازلی هست تا ابد یارات جہاں ستانا نیست در جہاں کوارت چو نور دیدہ ہفت آسمان دیدارت کہ قطرہ بار پیش کف گہر بارت | بہر طرف کہ ہند روئے بخت بیدارت خدا یگان سلاطین علائے دولت دیں چو کہ قبلا اسلامیال محمد شاہ جہاں زخم ستانی بہ بندگان بخشی نظام و مصلحت ہفت کشور از درت موجہت کہ برابر برق خندہ کند | |

| | | |
|--|--|-----------|
| <p>دوبارہ میسکنم اس درغیب اشارت بہر طرف کہ نہ دروئے بخت بیدارت</p> | <p>نگرچہ باز بختہ است مطلع این شعر نگاہدار تو بادا خدائے عزوجل</p> | |
| <p>۱۱</p> | <p>حسن چکو ز شنا گویدت چو یار دہی کہ جبرئیل دعا میکند بہ بہر بارت</p> | <p>۳۰</p> |
| <p>باوہ گلنگ و بزے چو گلستان داجبیت پاسبانی تن و غنہ خواری جان داجبیت در فوج ہم شکر ہم در و مر جان داجبیت جام این معنی کشیدن بر شنا خوان داجبیت زانکہ بعد از این فریضہ بندہ را آن داجبیت روز و شب مداحی در گاہ سلطان داجبیت دویش اندہمہ لہا چو امان داجبیت خاصہ امروز این طرف بر گل ارکان داجبیت از پے شرمستن خضر آب حیوان داجبیت عمر خضری خواہم داتحق و دو چندان داجبیت</p> | <p>صبح بر گل خندہ زود تیرستان داجبیت باوہ جان را راتے تن اوہر روئے دگر ہے چو مر جان جام چو نوش چو ساقی رسید جام بر یاد شنائے شہ کشم خود روز و شب حضرت شہ را دعا گویم چو دیگر بندگان بعد توحید خدا و نعمت پیغمبر مرا شہ علاء الدین والدین محمد شاہ انگ خاص و عام از بخشش بخشایش او میخورد ز آب حیوان شست شہ شہزادہ دوراں بلج از خدا و خدمت اسکندر ثانی بصدق</p> | |
| <p>○</p> | <p>انذیر مجلس حسن از باغ طمع این گل فشانہ ہر کجا مجلس مرتب شد گل افشان داجبیت</p> | <p>۳۱</p> |
| <p>کریم کامیاب و کامکار کاران دولت</p> | <p>زہے جان چہاں آرا و خورشید چہاں دولت</p> | |

| | |
|--|--|
| <p>نصیب از فلک است و نصائب از جہاں است کہ دار و اوتار تا کید ازل از لاسکانت است بر و بارید گوئی جائے باران آسمان است چو بہر بازوئے اور است کردست کمان است کہ ہرگز نہ پید زین مبارک فائدہ است زلقہ غایبش بہ پیش آرد خواہ است حذر اشکر کن بکار و نہ پستی بآن است بقائے جاوداں با بقائے جاوداں است</p> | <p>مکور لے و نکور دے و نکوفان کو طالع معر آتھی والدین الغ خان ماں داور ہمیشہ اس نہال ملک را سر سبزی ہم کمان چرخ با کج گمشت و تیر کے گرد فلک سر بردارین خانمی مال چومی داند چو در صدر سعادت جان ماکش میہاں بد حسن تو دولت پاپوس او ہر بیکستی دعار اباش ہر ساعت بخواد از حضرت</p> |
|--|--|

۱۵

ہمیشہ تاکہ دولت اصل شادیہا بود اورا
 بہ زینش نہنیش شادی بعززش ہمغاں است

۳۲

ہر سچو گل تازہ روئے باید خواست
 ہم شراب شبانہ باید خواست
 تاکہ تو فیتق این دو گانہ کر است
 بارے از صبح دم کہ عین صفاست
 وقت بیداری و سعادہا است
 ہم چنیں باشد آنکہ باشد راست
 دوست بر سر رسید خواہ خط است
 روز روشن شد و جہاں راست

صبح چوں روئے گلستان است
 بسرودے کہ شب ہی گفتند
 وقت صبح ست رو باید دے
 ساقی گر صفائے آموزی
 ق خیز یار از خواب و سر بر کن
 صبح صادق ہم جہاں گرفت
 صبح را دوست داشتند ہم
 سر زبالیں بر آرتا گویم

| | |
|---|---|
| <p>بادہ بر یاد شاہ عالم نوش شاہ عالم علّائے دنیا و دین بادشاہ جہاں محمد شاہ ہم از اتفاق طالع اوست مے صاف و کف مبارک او خواست گفتن حسن و عایش لیک</p> | <p>کہ ز شاہان ہمہ بے ہمت است کہ در شش از سر فلک بالا است کہ چو دور سپہر دیر بقا است بعدادت کہ در جہاں پیدا است گوئی اس گوہرست آن دریا است او چہ محتاج اس دعا و شناست</p> |
|---|---|

| | | |
|-----------|--|-----------|
| <p>۱۱</p> | <p>ہر کجا ہست و ہر کجا باش حافظ و ناصر و معین خداست</p> | <p>۳۳</p> |
|-----------|--|-----------|

| | |
|--|--|
| <p>اے فضل خدا نگاہبانت بخت از لست ہم رکابت ز بخش علّائے دنیا و دین شاہ عرب و عجم محمد احسنت زہے سعادت من اے آب حیات جرعتو گر ہست کسے بہ روم یا چین تو شاہ جہان و جملہ عالم اس عالم پیسہ باد پیوست تو آسردہ میہمان اسلام</p> | <p>سرہائے سراں بر آستان فتح ابدست ہم عنانت اے جاں و جہاں فدائی جان ملک عرب و عجم از آنت کائنات کشید از زبان نہ جام سپہر جرعت دانت بادا ہمہ ریزہ چین خان پر از علم جہاں ستانت در سایہ دولت جوان اسلام چو ملک میہمانت</p> |
|--|--|

تو دین خداے را نگهبان

تا سید خدا نگهبانت

۳۴

روایت

(۹)

۹

منزلے بت چیں کہ چیں ہم نمائد
بزرغم ارعاشقے کش تیر گرد
ہتی دست ویرانہ خپار میرد
نہ جسم ماندا ایخانہ نقش و نگینش
نمائد چیں ہیچ بتناز آف
بچرخ بریں مسکنی تحبہ دیم
چونوس ہی گیری از ہر قرینے
اگر گنہ زود مرد کر گوی و کم داں

قرار جہاں میں چیں ہم نمائد
شکر خندہ نازنین ہم نمائد
جہاندار اورنگ شیں ہم نمائد
نقش نگین بل نگین ہم نمائد
چہ تن پتھیں کہ چیں ہم نہاید
نمانی کہ چرخ بریں ہم نمائد
کہ مونس نمائد قرین ہم نمائد
سخن داں باریک میں ہم نمائد

۳۵

ہی نالے ماند کیس حسن را
بیرسم از آن روز کیں ہم نمائد

۷

گر شنگان جہاں حال خویش چو گنید
یکے برس ز نور سنگان بلغ ایدل
فراق دیدہ گل چہرہ گان نمیدانم
خبر شست کہ غلانی برفت اگر باش
غم جہان زہ خوداے عجب چہانہ خورند

کہ زیر ضربت چو گان عشق چوں گویند
از آن نو آمد گان کہ چمن ہی رویند
کہ از کہ یاد کنند آن ماں کہ گل بویند
کہ روزے اس خبر توبہ و ستا گویند
کساں کہ بر سر تابوت مرد ماں پویند

چو روشنت که آن فکهاں کجاستند
هنوز ایں دگران هم کجاستی پویند

حسن بکوی عدم گم شدند یارانت
بگونشان ز جا گم شده کجا جویند

۳۵

۷

فلک با کس دل بختا ندارد
دخت دهر ستر پائے خارست
جهاں از مردیهامردماں را
دریں کجے اریکے سر که فردش
کے که هفت بام جرج بگشت
کے کایجا مرغ شتید از کر

ز صد دیده کیے بینا ندارد
تو گل میجوی ادا صلا ندارد
نویدی میسده اسان دارد
مرنج از وے که او حلوان دارد
بسلغ هشت در ما دانا دارد
در ایوان شمن جان دارد

حسن آخر چو انسیدی امرو
از ان سر داکه پس فرماید

۳۶

۷

بوی راحت در همه عالم نماند
چند پرسی از کونساناں از آنک
مردم از غم کے رہد انصاف رفت
مانده ام بایک وے صد جائے ریش
یک نفس بر کار بود آنم گشت
با که خواهی دم زدن از نیکوئی

آدمیت در بنی آدم نماند
نیکوئی را نام در عالم نماند
بیزن از چپه چوں جهر تم نماند
چوں کنم چوں در جهاں هم نماند
نیم جانے مانده بود آن هم نماند
حریت رایکے محرم نماند

حال محرم بشنو از مسکین حسن
در هر عالم یک محرم نماند

۱۵

۳۸

ساقی ساء ده که مهر سکه بکشاد عید
بود در مغرب کلید گم شده چون یافتند
گر خرابی داشت از دوری مستیان سکه
ساخت جامه نو در یک موزه زد و بدی
دو عشرت داد عید از عین عمل شول
شمار الدین والدین محمد شاه آنک
عید کل عید شد بر شاه یعنی بنده شد
تا شود صید از پنهان شاه ببدل
خسر و اگر غوات رونق بخند عید را
نعل ننگت بر فلک ماه نو بجا کرد
فتح را بود دست غم در گشاه فلک
عید میگوید که زرت را مبارکباد فتح
تا ز سیه نماید خنده شیرین سپهر
عید خندان باد و نور و زیت از دور پر خ

کرد جانهار اجمام شادی افراشاد عید
قفل نور از شرق خمف آنها بکشاد عید
داد استظهار ساغر را کرد آباد عید
بازده مر را صلائی عشرت اندر داد عید
دور دست این نیار بود دور از داد عید
ملک را نو نوز ماه ریاست او داد عید
بنده شد از همه بند محن آزاد عید
عین خود خواهد کند حال بدل با داد عید
همچو طبل عید هر سو بر کشد فریاد عید
بر کشید ایوان شادی هم بران بنیاد عید
در رکابت همچنان فتح بفرستاد عید
فتح میگوید که زرت را مبارکباد عید
تا ز ماه نو بر آرد قاست فرهاد عید
باد چون عاشور گریاں رونم بر جاد عید

یک نظر از شاه بر اتم امید حسن

تا چهار راه سخن بر دل من بنده کشاد
شاد جهان بخش جهانگیر ملا الدینا
داور کل مالیک محمد شاه آنک
آن خیفه حقیقت که هم اکنون فرمانش
هر کجا راند سپه پیش و ساقا عدو
باد در سر کنف هیچ کس اندر عهدش
بانگ عدی که گدگاه می خیزد چیت
دست شد که در بهر منزل زین پیرا
شبه سیرا چون زبده کونین امروز
رمضان در سپه خاص تو میر می هست
دیده اول این سده دهر رحمت بود
هر که در بندگی شاه جهان دل در بست
دیده دوم این سده دهر مغفرت
هر که اولاعت شد کردش آمرزیده
دیده سوم این سده دهر آزادست
هر که در بند غم افت چو سوزن جو جهان
خسروا وقت دعا شد به غنایم کنم

دل به احوی سلطان جهان کردم شاد
کز جهان تا که جهانست جو شاه نژاد
دیر اسلام بدور کر مشغشت آباد
بینم از دجله روان تربستان آباد
در روی به ازین نیت و گریش افتاد
در کند داده بود هم سر خود را بر باد
ایر از دست در افتاشن آرد فریاد
اخته ان از زر و جنگش موفراز پولاد
حق تعالی بکفشت داد سر رشته داد
عرض آن هر سه دهر پیش تو بخواهم داد
رحمت این دهر دانی که کجای رفته نهاد
ایس دهر بر دل آنکس در رحمت بختاد
کایز دشمن از پنهان آفرزش بالفرستاد
وز اولی الامر همین طاعت شد هرستاد
درو دل بنده حسن بین که چرمی آید یاد
شود از یک نظر تربیت شد آزاد
هم به بستی که با خلاص تو دار و بنیاد

۴۰

دین حق را چو گنجساز و نگه داری تو
حق همه جانے نگه از و گنجساز تو باد

۱۵

مرغ هر پرده که دارد همه سر گیرد
صد در گل نه که در هر که بود در گیرد
غنچه از شوخی او روی بجاں در گیرد
جام بر یاد شهنشاه منطفه سر گیرد
که جهاں را نه تسلیم پنجب سر گیرد
از سرتیغ بیک عزم سر افسر گیرد
که بقای حق و ملک سکت سر گیرد
نوبته دارد در شن نام چو سحر گیرد
کهترین حاجب پایه فیض سر گیرد
چو شود طالع ازو عالم همه سر گیرد
و آنکه گرفت خدایش جهاں بر گیرد
ا بر نیاس دهنش در درو گو سر گیرد
تا چو گل خلعت و چون غنچه تر زر گیرد
ز نس از شادی آل جانم سر گیرد

روز نوروز که کل پرده زرخ بزرگ سر د
روئے گل تازه شود از صبح صادق
ز گس آید بهر تن چشم بنگران چمن
صبح جام ز نور شید برون آرد و صبح
شاه جهاں بخش جهاںگیر ملار الدینا
سرشاهان جبینند از محمد شاه آنک
شاه راز آینه غیب جهاں روشن شد
نام سحر چمنین جائے که گیسو امر د
کمترین بنده او دست چو سحر یابد
شاه ز بخشش بخورشید می ناز است
خدا خلق جهاں نام تو بر دیده گرفت
صدف اندر دل دریا کف تو یاد کند
همچو بلبل حسن آورد نوائے بزخویش
تا بهر کشورے امر و زب و خندان گل

باش صد قرن چو گل خرم و خندان گفت

۴۱

جام نے بخشہ و خواہد زر کشور گیرد

۱۲

بوقت صبح چو مرغ از بهار یاد کند
 بر آن توانی و محبتی که رسم مخالفت
 اگر زگرے نسل غنچه تنگ آید
 سیاهی است در اوراق لالیار محبت
 علامت دینا و دین بوالعظمت آنکه چو کعبه
 خدایگان زمین در زمان محمد شاه
 زمستان که بدرگاه شاه یافت سلام
 ز دست چرخ ستار عنان شهر گهرم
 چو دولتت شهنشاه را اصلاح اندیش
 اگر نه هم پیر نصیر مبارکش گزید
 خدایش شادی نو نو دهد که هر نفس

صبوحیاں را پیش سحر زیاد کند
 هزار دوستان هر لحظه مستزاد کند
 ہم ابر آب زند ہم چنار باد کند
 مگر مکارم اخلاق شه سواد کند
 به بزم در زم گهر بخش استاد کند
 که کار دین محمد با عفت اد کند
 همان ماں غم صد سال خیر باد کند
 که شاه مهر چو کند بر طریق داد کند
 کرامت احوال که اندیشه فاد کند
 مرا بصدر چنار بادش که یاد کند
 هزار غمزه را همچو بنده شاد کند

۴۲

کلیه حکم همیشه بدست سلطان باد
 که کار صد چو حسن در زمان کشاد کند

۱۵

باز عهد گل بگلشت یارین در سید
 دی بگلشت تماشا چمن خوش بود گل
 گل زیکه گیر برونی میرسد کیال به

شاخ اگر در دل امید داشت اندر بر سید
 دوش چو ترشد ز باران صبحم خوشتر سید
 سال با سال خود بر رونق دیگر بر سید

غنچه فتح از بهار خسرو بگشفته بود
 سرو باغ سلطنت نخل ریاض مملکت
 هست جبهه دوم با فروغ رنگ تمام
 شه علار الدین والدین احمد شاه لنگ
 ضربش که اش رو به هفت اجرام
 یافت پیغمبر رقی نام ز بهر ضبط کل
 آسمان هر جا که منزل ساخت او شایان
 لشکر منصور ره سر که کرد فوج فوج
 خون کافر همچو جرم زین شد ریخته
 چون حسن بکشا گل شیرین در رخ شاه
 خواست کردن گوش مجلس از وعای خوش

نوبال دیگر از بستان دی در رسید
 گرفت دم او بهار نو بهر کشور رسید
 ثانی جبهه از ثانی اسکندر رسید
 طالع سعدش سعادت بخش هفت اختر رسید
 صیحه صحت خطبایش ز انوار بر مین رسید
 این زمان آن نام بر همه نام پیغمبر رسید
 فضل حق هر سو که رو برداشته رهبر رسید
 گوئی افواج ملائکه مدد لشکر رسید
 چون گل آمد دوسری شد نوبت ساعز رسید
 هم دهنی پر گهر رسم دانسته پرز رسید
 مرده خوشتر بگوش این شن گتر رسید

شاه ماجا دینو اید ماند بر تخت بقا
 خاطر م این حرف بر جاسوس غیبی در رسید

۱۵

۴۴

صبح طرب از مطلع امید بر آمد
 امروز یکیش شده عید و اگر آمد
 از آمدن عید حقیقی خبر آمد
 در خانه خاقان معظم سپر آمد
 شادی بدل کاف اسلام بر آمد

مانقصر عید که عید دیگر آمد
 زان پیش که فزاید برسد کو عید
 باشد بدین عید مجازی که ز حضرت
 اقبال خبر داد که بر طالع مسود
 خاب زاده فرخنده قدم که قدم او

اسلام ازو چشم کرم دارد و یار سب
تا فرد ملک ابد دولت سرمد
جان بخش علارالدین سلطان جهانگیر
سلطان قصف حکم قدرت در محمد
هر شاه تاج است سرفراز ولی اوت
چتر سیمش مرد مکدیت فتح است
در مدح کمر بسته بدو جاحش امروز
طبعش زره تنیست اینجا گهر فشانده
شہ را چو دعا گوید از ازوئے که ملکش

این دیدہ دولت چه بارک نظر آمد
در بندگی خسرو جیشید آمد
کز صبح جہاں گیر جہاں گیر تر آمد
کافلاک مطیعش چو قضا و قدر آمد
آن شاه کہ بر تاج و راں تاجور آمد
گر و پیش سرمد چشم ظفر آمد
آمد چونے راست دلی نیشکر آمد
آئے سخن از روئے معانی گهر آمد
در عین امانی ملک داد گر آمد

تا چشم مہول شاہ جہاں باد کہ اورا
نصرت چشم و فوج سعادت حشر آمد

۹

۴۴

ز دولت شامہ نشہ جہاں دارد
کہ مدح شاہ جہانگیر نہ زبان دارد
برائے حسن شہنشاہ کامراں دارد
مگر نشانی عدل خدایگان دارد
کے چو ابر بہارے گہر نشاں دارد
کہ خلق او ہمہ عالم چو گلستان دارد
مہر از تخت گیرد کہ وقت آن دارد

ظراوتے کہ گل و سبزہ را جواں دارد
ازاں میاں چو گل آزادے زید سوسن
نشا غیب کہ نوروز راست کردہ ہمہ
نگو چو راست فتاد است پدیش روز
خدا یگان سلاطین علار دنیا آنک
ابو المظفر شاہ جہاں محمد شاہ
عجب نہا شد اگر ایں کند نشانی

ہزار جان گرامی فدائی جانش باد | کہ زندہ از کرم اوست محبت کہ جان دارد

۹

حسن رعایت اخلاص و درود کرده
دعاے شاہ کہ چون فاتحہ رواں دارد

۴۵

سبزہ روتازہ جہاں راتازہ کرد
مرغ صبح اسے ز آواز تازہ کرد
آبروئے بوستان راتازہ کرد
گل باطگستان راتازہ کرد
کز زرافشاں جہاں راتازہ کرد
حسم زمین و سم نہاں راتازہ کرد
سکہ نوشتہ رواں راتازہ کرد
گلشن ہفت آسمان راتازہ کرد

نوبہر آمد جہاں راتازہ کرد
دوش صورتے در دل من میگذاشت
باد بوئے صبحم راتخدا ساخت
مغر ہائے نوکشید از غنچہ شخ
گل بہت شاہ دارد نسبت
شہ علاء دین و دنیا کز کرم
نام او در در ضرب معدلت
گر و میدانش صبا بر چرخ بڑ

۴

حسن طوطی مدحت خوان آوت
زین شکر ہندوستان راتازہ کرد

۴۶

اسلام و پناہ شہ دین پناہ باد
سلطان عسکرا و دنیا و دین بادشاہ باد
احسانش حجت آمدش گواہ باد

یار بھیم جہاں مدد عمر شاہ باد
تا در جہاں ز دین ز دنیا سخن رود
بر صدق آنکہ عمر سے آفاق ملک اوست

ہر جانے کہ رعایت اعلیٰ رواں کشد

| | | |
|---|--|----|
| ۳ | فتح بیدین و نصر عزیزش سپاه باد | ۴۶ |
| تخت او بر فرق مهرماه باد نصرت سبجانش همراه باد | فتح غیبی همخان شاه باد خست مسودر مهر بنیش | |
| ۹ | شعارالدین و دنیا کا سماں چول همه گیتیش دولت خواه باد | ۴۸ |
| عقیقه در تن الماس پنهانی همی باید مرا از هر دو آل نسل خجستانی همی باید زمتانے و اسباب زیستانی همی باید همه بهر نشت بر زم سلطانی همی باید حقیقه میشد که او را ایس جهان بانی همی باید همایون است او اندر جهان بانی همی باید بلے آس کارها را در فضل یزدانی همی باید بس ایس ملک جهان بانی همی باید | مرا اشب می چون سج نورانی همی باید پیاله رنگ در دارد قرابه رنگ فیروزه می خورگاه آتش او نختی عود بر آتش نکارا گفتیم این را به پیروں کی گفتم که مہار کو حق در حق سلطان سلمانان علاءالدین و الدین کہ ناماں جهان باشد فراہم میکند از فضل یزدان کار ملک و دیس چو شد در دو ملکش ناز نمیشد جهان ارزاں | |
| ۷ | بریں گاہ ہر بندہ فزوں آید ز صد غاقان حسن کردار صد لوح چو تاقانی همی باید | ۴۹ |
| ختم از مطلع وصال آید | ماہن ز مشرق جبال آید | |

عقل توان باخشن بر ابروئے معشوق
خوئے چو تار و زرخ برون زده گوئی
صبح و مان فال نیکی بستم از افلاک
خسر عالم آسمان دولت دین آنک
بخت چو دیکه عظمی ملکش را

عید توان کرد چو بلبل برآمد
کو کبک ماه بر کمال برآمد
طلوع شام خجسته فال برآمد
قرعہ عمرش هزار سال برآمد
هر دو طرف نقش لایزال برآمد

ورد حسن مزین فضل و جلاش
واں مهر از فضل زوای کمال برآمد

۵۰

۱۱

روئے گل از هوا نمنه دارد
مرغ صحرای باد ناله زار
گر نه زیر غروب خوش گیرنده
صبح را دمی هوائے گل یار
باغ را این درون بیرون خوش
غنچه از برگ ساری نوروز
گر چه امر و زفاخت با من
ساقی خیز می بده که حسن
دش آسوده از غم عالم
گر چه یکس شهر یار نیست

پشت شلخ از صبا نغمه دارد
از چپه دارد دگر نغمه دارد
دہل صبح بهم بے دارد
جاں برون رفت تا دم دارد
بهمچو من وقت غم دارد
روز کارے فخر اہم دارد
صوت سحری دما دم دارد
سرای گفتگوئی دارد
تا چپہ آسوده عالم دارد
شہر یارے معظم دارد

کعبہ دین علای دنیا آنک

| | | |
|--|---|----|
| ۵ | سرکھے چو زمرے دارد | ۵۱ |
| <p>یک دقح در کارکن خاص کی یارم میرید بلبل قصوت نو بگو کاں نوبب یم میرید چوں گئے سر غلط شوم کاں شہسوارم میرید اکنون از ان غمها چه غم چوں نگسارم میرید</p> | <p>ساتی سے گلگون ہوئے بہارم میرید اے ابروئے گل بشوئے گل دل بلبل بجو خیزم سے میدان شوم باقہ چوں چو گاشوم زین پیش غم زارم بے برجان بن دوستم</p> | |
| ۵ | <p>گفتیم حسن چونی تو ہاں گفتا خوشتم بے اندھاں کانچہ از در شاہ جہاں امید دارم میرید</p> | ۵۲ |
| <p>سر سے چشم ظفر گرد سپاہ تو باد عصمت پروردگار پشت پناہ تو باد نور و صبح دم طرف کلاہ تو باد تا با بد بچنسیں عدل گواہ تو باد</p> | <p>طرہ رخسار صبح چہر سیاہ تو باد ای تو شہین پناہ دیں بتو اور پشت عقدہ نہ آفتاب تاب کمند تو شد یک نغفنسل حق ملکات لیم ملک</p> | |
| ۷ | <p>تازہ ہوا بر زمیں سایہ ابر او فتد بر سر ہفت آسماں پایہ جہا تو باد</p> | ۵۳ |
| <p>نویہ قطع بحر ص دراز دست رسید خمار حادثہ در زنگسان مست رسید کنوں چہ شینی دیوار خانہ پست رسید</p> | <p>سلام ضعف نقیشت ہوا پرست رسید غبار واقف در جو بارش آہنیت شد آں توجہ در ہائے کار خانہ نیب</p> | |

جوانیم ہمہ شد چرخ و پیچ حاصل نہ
مزاج عمر بران راستے کہ بودند مانند
چو تیر میگذر و سال عمر من امروز

درین معامله یکبارگی شکست رسید
بلائے شیب بدان شد تیر که بست رسید
حساب میکنم آن تیر را بشت رسید

حسن اگر نفس داشتی بلند آهنگ

بدار کال همه آهنگها بشت رسید

۵۴

۱۵

کرا گویم که بخت گم کردم در راه اندازد
کرا گویم که آرد ز آفت بختم بیرون
شهنشاه که رایش عقل را و انانی آموزد
علاء الدین و الدین محمد شاه که ستمش
سباده شاه دست تهر بر برج فلک دارد
دگر و باده یا بد از سگان حد کاهش دل
عدو چون ابرگر بالا می جوید وجودش را
چو بے دولت کسی کو کین آنحضرت دارد
جہانگیر که تیرش چو بر تے بگذر درویش
فلک بزم زهر روز خنک فیتیله شد
باز صدمه چرخ شید بنی چشم انگر را
چو جواد ابر بر بند و کمر بهر شکاف را
حسن نیز ان شح شاه بنجد کشت افرو

گجرو دست من یکبار در پائے شد اندازد
چو سایه در پناه دولت ظل الله اندازد
چو استاد کین کو طفل نور ادر ره اندازد
فلک چرخ زده شود چون زده چو سیکوم زده اندازد
مبادا شیر چشم ششم سوے رویه اندازد
بیکت بخت نه شیران در بند بخت اندازد
چو باران قطره قطره کرده از بالائے اندازد
چو دیوانه کسی کاتش در انبار که اندازد
اگر بر این پند خورشید و برجاس مه اندازد
مه نو لعل زرش که بعد هر مه اندازد
که از عین عنایت یک نظر نگر اندازد
اسد از قوس او خور او اندر چه اندازد
خدا در پرتو جلی که سیکی ده اندازد

الاما چست تر گرد و قبائے شب تابستان
بساط روز فراش زمستان کو بہ اندازد

۵۵

بساط ملکوت بر درگاہ باد گسترده
کہ دولت رخت خود در سایہ ایں درگاہ اندازد

۶

سلطان جہاں جہاں ستاند
اسکندر روزگار سارا
چون مردم دیدہ جہاں دوست
بر خلق چو صبح مہربانست
فتوح ہمسال ہر کابست
زین پیش ہر آنچہ خواست آتش

بر گل مراد کامراں باد
چون خضر بقائے جاودان باد
از چشم زمانہ در اماں باد
بر خصم چو سپرخ قہر ماں باد
نصرت ہمہ عمر ہمنماں باد
زین پس چہ طلب کند ہماں باد

۵۶

یار بقلیم حسن بدش
پیوستہ چو تیغ اورواں باد

۶

بنامت میکشایم نامہ را بند
خداوند تو عالم را خدائے
نہاد عالم از فضل تو قائم
توئی پروردگار جسد عالم
نئے گشتت از تو در صف دور
زہد و صف بجا قتل ہو اللہ

کہ جانم را بیا و دوست پیوند
خداوند این عالم را خدائے
نہاد آدم از فیضت برومند
منزہ از زن و فارغ ز فرزند
نئے بستت از تو در کمر قند
بیک دیدارشان خشنود و خرمند

توزین چابک روان بسیار داری
حسن را دست بفرز آتش بند

۱۲

۵۷

زمانه نزل طغیان و مبدع بروں آرد
ز قبح و نصرت و میل و علم بروں آرد
چه لشکرے ز عرب تا عجم بروں آرد
هزار ز فرم فتح از قدم بروں آرد
که با وجود سپاهش حشم بروں آرد
کف تو خطا ماں اسم بروں آرد
عنایت تو پست کرم بروں آرد
بجام هند جام جسم بروں آرد
یگانگیان غرض آن رستم بروں آرد
ز صحن سینہ همه گردنم بروں آرد
دلے چنیں دُر بے مثل کم بروں آرد

چو شہ نعل جاپوں علم بروں آرد
علائ دولت دین کستان حضرت او
محمد کے ہم از بہر دین و ہم نامش
بخی کعبہ چون او قدم نہد بمصاف
سیاہ روی ماه از حوف نیست از نشت
شہنشاہ فلک از جنبشے کند بخطا
دگر زبان بسا دانس و رو و بزمیں
ز فیض فضل تو آنکس کی جرعت نہ پیش
دل مبارک تو ہر قسم کہ بر لوحست
حسن گجرت نہایت برآمد از پے آنکس
بر دست از من سر بہ بحر سفر و

بقائے ذات تو چہ آنکس تا بنی آدم
سر وجود ز جیب عدم بروں آرد

۱۶

۵۸

اخترش بندہ افلاک خریدار آمد
ہر کر یاری یاری دہ او یار آمد

ہر کر انصرت سلطان ازل یار آمد
تا ابد یاری اغیار نبودش حاجت

چونکشته تازه نهالیت بر آدوده حق
 شبهه انداز بجا نگیسر علای دل و دین
 داد و کل اقالیم محمد شہ آنک
 دست افلاک ستاره ہمار کار بماند
 کارزارے کہ در ایام شہ عالم رفت
 هیچ کس را گریزے نتوانست گرفت
 رائے باریک شہنشاہ چوروشن گریو
 رفت چون چشم جهان دیدہ سرفتنہ خوب
 قاف تا قاف ہمائے سرخترش بگرفت
 سراپا پوسی شاہنشہ دوراں دارد
 چرخ درپائے وے افتاد سرش بگرفت
 حسن اندازہ وصف تو نبی را گفتن
 حافظت با خندہ اہم شب ہم روز کرد

لاجسرم شاخ امیدش ہمہ دربار آمد
 کہ جہاں را ابدالہ ہر خسریار آمد
 داد و اوراہ سر گنبد ندوار آمد
 بخت عالی فتدم شاہ چو در کار آمد
 کار بر خضم چہ گویم کہ چہ شوار آمد
 دانکہ بگرفت سر انجام گرفتار آمد
 ہرچہ از ہند سہ غیب پیدا را آمد
 ایں ہمہ از اثر دیدہ و بیدار آمد
 جان سیمرغ از اں رشک بمنقار آمد
 دور افلاک از اں دائرہ کردار آمد
 گویا ہمت والائے دراعا را آمد
 گفت او انچہ در اندازہ گفتار آمد
 روز ہر دشمن دین ہر چو شب تار آمد

۵۹

حق نگہدار و نگہبان سزوش در ہمہ حال
 خلق را او چو نگہبان و نگہدار آمد

۱۱

ہر کردل چوں گل از باد صبا خدائش و
 شاہ ما چوں تہمت حق را کند پستی بعدل
 شہ طار الدین والدینا کہ چشم آفتاب

روئے او خداں چو گل نہ بلکہ صد چنداں شود
 می نرود گرفت غیش بہ پیش تیباں شود
 در علوط الح میمون او حیراں شود

| | |
|--|---|
| <p>ایں کہ برما قسط می بارو گهر باران شود زان شب روز ابلق شاه پیش جولان شود زین طرف نیں گونہ لشکر و رقی فرماں شود آسمان آکنده بر برج هم لرزان شود تعبیه کان بخشش انگیز حقیقت آن شود بر خلاف اتفاق فیل آب آسان شود مهره گردون پیائے تخت او غلطان شود</p> | <p>ابر گردسته ز بند بر دست شاه از خفا صیت شاه را صف صفا با حضرت حق راست زان طرف فیلان جنگی بر سر ریشہ رسید مغربی چندین هزار فیل کز غوطه شان از برائے تخت نزد شاه می انگشت مند در بساط ملک فیل افزود حق بادشاه شاه قایم باد بر تخت بقا تا ختم را</p> |
|--|---|

۱۱

شہ محمد را باسم فعل امید است آنک
ایں حسن در بار گاہ دوستش حسان شود

۶۰

یکت کز فے سر کشد آرا که یزدان بر کشید
کو علم بر اوج ماه و فوج کیوان بر کشید
روئے ماه آسمان اداغ نقصان بر کشید
وقت بخشش خول لعل از دیده کال بر کشید
سابانے دیگر از خورشید تابان بر کشید
بر سر شہزادہ ایران توران بر کشید
دور انعام تو نام ہر سخن داں بر کشید
زہرہ تواند ازین زربا دماں بر کشید
رعد برق بخجہ او دید و افعال بر کشید

شاه مارا یزدان شاہان دوراں بر کشید
خاص در گاہ خدا اعظم خدیو اعظم است
شہ علاء الدین محمد آنکہ رائے کا ملش
گاہ بخشش آب روان زہر خور بر کشاد
سابان از ہر دفع گرمی خورشید شاہ
چتر ایران گیر را چوں رایت توران کشاد
خسرو اعلیٰ سخن آیش ازین نامے نبود
بخشش شہ را عطارد و شہر دین عاجز
بحر جو دوست و بشید و شہرے در گرفت

تو سخن سنجیدہ میگوئی و لعل مدح تو

ہرگز اندر پلہ اندیشہ نتواں بر کشید

۶۱

پایہ تخت ترا بندہ حسن تابندہ شد
چرخ درخیش کردن دست احسان شہید

۱۴

سعادتے کہ پیاپے دریں دیار آمد
جہان و خلق جہاں نوید دولت و کام
خدا یگان سلاطین علمائے دست و دیں
ابو المنظر شاہ جہاں محمد شاہ
رسیدہ از چپ از راست فتح باریدہ
بریدہ گردن گردن کشاں علی الاجال
جہاں ز پشتی شمشیر اوست روزانہ
بلندی از سرش یافتست کنگرہ وار
ہزار گنج بشکرانہ در میاں آورد
چو گل شگفتن شہر زاد با ہی خواہم
بیان دولت او خضر خاں نہالے خواست
ہمیشہ باد گلستانِ ایں ممالک خوش
ثبات ملت ملک از بقائے شہ بادا

ز فہر طالع میمون شہسپار آمد
زمین دولت سلطان کا نگار آمد
زمانہ را بہ زمین بوش افتخار آمد
کہ چون محمد مقصود ہشت و چار آمد
چو باز دولت ایں شاہ در شکار آمد
بنخبرے کہ علی القتل و الفکار آمد
کہ پشت مملکت دروے روزگار آمد
وہ و دوبرج کہ در دورہ حصار آمد
کہ ہر چہ خواست بزودیش کنار آمد
کہ ہر یکے چمن ملک ابہار آمد
وزاں نہال نہالے و گربار آمد
کہ گل بدیدہ بدین خصم خار آمد
بقائے اوست کہ اسلام را دہار آمد

۶۲

حسن چگونہ تواند شمار عمرش کرد
کہ عمر و ملکش ہر دو بے شمار آمد

۸

| | |
|---|---|
| <p>تا نام بقا باشد زیوانش بخت نبخشد خورشید صفت سلطان زور و هم چنان بخشد دین را بکف داور دنیا بوعطا بخشد کازدول سلطانت می بخش که تا بخشد چون صبح ز روشن بر صدق و صفا بخشد محصول تمام آن بر سیسم شنا بخشد در سایه او یابی فرست که هر سنا بخشد</p> | <p>شاه که بیک جرم صد گنج عطا بخشد خورشید ندیدستی گو بر همه کس تا بد ز بخش عمار الدین برو دنیا و دین حافظ یارب تو بفضل خود هر گنج مراد می را چون پسرخ دم بهت بر اوج علو راند وقت که شنا خوانند عالم چو شنا بخشد در چهره او بینی نور می که خدا بخشد</p> |
|---|---|

۶

این مملکت کاملن خشیده آرد
نقصان که تواند کرد آنرا که خدا بخشد

۶۳

عقیقه در تن الماس بنهانی می باید
زمت است اسباب زستانی می باید
همه بهر نثار بزم سلطانی می باید
حقیقت شد که او را در مسلمانی می باید
همایون ذات او اندر جهان بینی می باید
بلای کارها از فضل زیدانی می باید

مرا شبی چون صبح نورانی می باید
من خمر گاه و آتشدان و لخته عود آتش
فلک را گفتم این در باز بهر چیست گفت
کر میا کرد حق در حق سلطان سلمانان
عمار الدین و الدین که نام جهان گم شد
فرام می کنند از فضل زیدان کار ملک دین

۱۱

چو شد در و در و ملکش ناز و نعمت جهان اریزان
بس این ملک جهان روی هم ازانی می باید

۶۴

باز تازہ نغمے از حضرت سبحان رسید
گوئی از فال مبارک چشم عالم نوریافت
کو کجے کان چشم جان نور بخشد رونود
صوت ساز غری از کام ہفت اختر کشاد
بوتانے دریاں گلشن شاد شکی گفت
شہ علاء الدین والدینا محمد شاہ آنک
آں خداوند خداوندان عالم کز خداے
جان خلق و دین خالق را پناہ از عدل تست
تا کہ دور از ابقائے ہمت از دور سپہر
داور دوراں ہمیشہ شاہ عالم باو بس

باز تو سروے بیابغ دولت سلطان رسید
یا خضر پد شیر و کان چشمہ حیوان رسید
میوہ کان شلخ جانز اما یخشد آن رسید
صیت طبل تنہیت بیا مہفت ایوان رسید
آفتابے در کنار سایہ یزدان رسید
نعل خش متشن تارک گیوان رسید
تا ابد بر خلق فرماں دادش فرماں رسید
رونقے در دل خود و راحتے بر جاں رسید
تا کہ نوے خواہ اندر عالم انساں رسید
چون ز دور عدل او آسائش دوراں رسید

بیح سلطان خستم کن ہم برد دعا و حسن
زانکہ ہرگز در کمال عدل او نتواں رسید

۶

۶۵

ہمت در ہائے ہمت اکلید آورده اند
ہفت گردول انپی جاہت پدید آورده اند
بند دیدن چشم مردم را مفید آورده اند
زانکہ نسل تو چو عمرت بر مزید آورده اند
در ثنایت بندہ را رشک رشید آورده اند

شہ یار الملک و ملت بر مزید آورده اند
شہ علاء الدین والدینا تو آئی کز ازل
دیدہ روشن شد شہا از بخت سرسبز ت مگر
عیش تو باشاوی شہزاد ہا فرخند باد
اے کیمینہ بندہ ات بر تر ز صد خوار ز شاہ

جامے کش نام حے بر ملکے پرور از آنک

| | |
|--|---|
| <p>خلق در سایه اقبال آنغ خانی باد جان اسلام مغز دل و دین که مدام خان مار آمد از دولت سلطانی شد خان چو شد خانه انصاف و کرم ابانی خسرواروے چو در راه شد آردستی شہ ز تاریخ ازل ثانی اسکندر شد روح روح تو چو از باد شد عالم شد دل پاکست که امان بخش مسلمانست</p> | <p>سایہ دولت شہ بر سرش ارزانی باد مدد دولت او سایہ سلطانی باد ہر دور اپشت و پند نصرت سبحانی باد کرم شاہ جہاں ہم مدد بانی باد روے بخت ہم از ان آیت نورانی باد شاہ اقبال تو تا شہر شانی باد مدد جاں شہ از عالم روحانی باد چوں دل شہ پند دین مسلمانی باد</p> |
|--|---|

| | |
|---|---|
| <p>خدا ایگنا فضل خدا معین تو باد بہر مقام کہ آئی و سر کجا کہ روی علائے دینی و شاہ جہاں محمد شاہ شدہ غلام تو خاقان چین و یگوید عنایت از لی چون نگین دولت تست جہاں شہ است بصر سعاد آستن</p> | <p>فتوح ہمد و اقبال ہمیشہ تو باد خدائے عزوجل حافظ و معین تو باد کہ دوست دشمن در حکم ہر کین تو باد کہ صد چو خاقان روز رزہ چین تو باد کھایت ابدی نقش آن تیگین تو باد طلوع صبح وے از مطلع جیس تو باد</p> |
|---|---|

ہمیشہ در نظر رائے دورین تو باد
فلک موافق اندیشہ کمین تو باد
رضائے آل ملک بے قرین قرین تو باد
کہ اعتقاد ممالک ہم ازین تو باد
بحکم تو کرہ حیرت زریں تو باد
چو غم گم گم کنی آسمان میں تو باد

ہلال فستح کز اوج نظر نہاید روئے
برف دشمن دیں چوں کنی تو اندیشہ
رضائے حق طلبیدی چنانکہ حق رضات
توئی بین خلافت حسن عاگیت
خجہ بین چو خورشید شہسوار جہاں
زہے زمین زت دوم تو آسمان گشتہ

۴

چو فستح باب ممالک باستان شہ
کلید جسد مقاصد در آستین تو باد

۶۸

فتح داعی بخت چاکر خرخ و توخواہ باد
شرق و غرب اندر پناہ جاہ ظل اللہ باد
تخت فرقد سائے ابر برفرق مہر ماہ باد

شاہ را پیوستہ تائید خدا ہمراہ باد
تا کہ سیر آفتاب از شرق باشد سو غرب
بخت عالی رائے ابر اوج چرخ چہاں باد

۵

سدا کبر کز سادہ تہاست برفرقش کلاہ
ہیچ جو از اکبر بندان ایس در گاہ باد

۶۹

دشمن بہ قہر و قوت تو سترید باد
تیغ جہاں کشائے تو اور اکلید باد
در پیش رائے تیز تو دایم مرید باد
چوں دور چرخ مدت ملکیت مدید باد

شاہ با بقائے دولت تو بر مرید باد
حصے کہ عاجزت جہاں در کشد و نش
صوفی خانقاہ ششم ایس مراد کن
اکنونکہ دین حق زور تو مدو گرفت

| | | |
|---|--|---|
| ۶۰ | بادات عید فرخ و اندر دیار ملک از ماه رایت تو همه عمر عید باد | ۵ |
| شاه بنائے دولت تو استوار باد طفل امید تو که دو عالم طفیل است گر طاق چرخ روی پستی بند چو باد از جام انتقام تو شد خصم بیقرار | هر آرزو که هست ترا در کنر باد پرورده عنایت پرور کار باد تخت بلند پای تو استوار باد یارب که روز دولت تو بر سر باد | |
| ۶۱ | هر صبح دم که گفت زبان حسن و عات آیین جبرئیل بر آن گفت یارب باد | ۶ |
| سلطان جهاں جهاں تان باد اسکن در روزگار مارا بر خلق چو صبح مهربانست فتمش همه ساله در رکابست زیر پیش بر آنچو خواست آشد | بر جملہ مراد کامران باد چون خضر بقائے جاودان باد بر خصم چو سپرخ قهرمان باد خضرش همه دم ز مهران باد دیگر چه طلب کند مہمان باد | |
| ۶۲ | یارب قلم حسن بدش پیوسته چو تیغ او روان باد | ۵ |
| طرہ نشان فتوح چتر سپاہ تو باد | سرمه چشم ظفر گرد سپاہ تو باد | |

| | | |
|---|--|----------|
| <p>عقدہ نہ آفتاب طاق کھنڈ تو شد میکنی از فضل حق ملک اقالیم ملک تازہوا بر زمین سایہ ابرادفتد</p> | <p>نور و صبح دم طرف کلاہ تو باد تا باد چنیں فتح گواہ تو باد بر سر تفت آسمان پایہ جاہ تو باد</p> | |
| <p>۴۳</p> | <p>اے نوشہ دیں پناہ دیں تو افزوہ است عصمت پروردگار پشت و پناہ تو باد</p> | <p>۵</p> |
| <p>خسرو افاقت ہمہ مسعود باد تو محمد اسمی و محمود رسم نیک خواہا ز اردویت عید شد نقد ثمرے کز خدا خواہد خضر</p> | <p>خلق راضی از تو حق خوشنود باد ہر چہ خواہی عاقبت محمود باد بد سگالت سوخت چوں دود باد در مبارک ذات تو موجود باد</p> | |
| <p>۴۴</p> | <p>اے زحق ہر روز شادی یافتہ طالعت چوں طلعت مسعود باد</p> | <p>۵</p> |
| <p>شمع اقبال جہاں افروز باد بر زم تو بستان و شاخ دولت طفل بخت کوست پیوستہ جواں اے مبارک غرہ ات خوشتر ز عید</p> | <p>دولت تو در جہاں فیروز باد ہمچو خسل بوستان فیروز باد پیر گرد و نش فستوح آموز باد روز تو ہر روز چوں نوروز باد</p> | |
| <p>۴۵</p> | <p>عالی خوش از نسیم خلق تو دشمنت چوں مجسم اندر روز باد</p> | <p>۵</p> |

| | | |
|--|---|----|
| حافظش فضل حق تبارک باد کز همه فال تو مبارک باد گردیده اشش تاج تبارک باد بر سر دشمنش پلارک باد | شاه را روز نو مبارک باد شاه عالم علایک دینا دین خسرو طارم چارم را بر در او نشا رگرود فتح | |
| ۶ | همه احوال او همایون شد همه ایام او مبارک باد | ۶۶ |
| شراب رنگین در جام ساده می باید بیارم که در دل کشاده می باید بشکر نمت اوداد باده می باید نخست شیر فلک را قلداده می باید خوشت باده و لے وجه باده می باید | هو خوشت مرا جام باده می باید بنام شاه در آسمان چو بختاوند علایک دینی و شاه جهان محمد شاه گنج که باشد یوزاں شاه راعضه بیاد فتح شهنشاه اے حسن امروز | |
| ۱۶ | هزار سال دگر عمر شاه خواهد بود بر آن سعادست دیده نهاده می باید | ۶۷ |
| بخمرین گل ازال مشک بار بر بندد که راه روز شب بهائے تار بر بندد که باغبان ره لبس بخار بر بندد چو شه کمر زبرائے شکار بر بندد | بتم چو سده مشکبار بر بندد برخ همی فگند تار زلف می ترسم رقیب برد خود نصب کرد و عینیت میان سنبه جزا نهان شود از بیم | |

علائے دولت و دین آنکه باد بر خوردار
 شهنشاهیست از مایه شمال تست
 پوسن آنکه زبان و شنائت بکشاید
 ز بخشش تو گرا سپه طلب کند مایع
 و گرشتر طلبد سایل از درت حالی
 بمعجھو تو شاه کساده دست کے
 دے چو فرمان باشد برائے بندہ تو
 دل حسن کہ چو دریا کشادہ ز ابرو
 سخن اگر چه بکام دولت لیک زبانش
 ہزار گر چہ لقب کرده اند بلبل را
 بکوحہ تانہد ایام نعل بر آتش

بہر چہ از کرم کردگار بر بند
 بضاعتی کہ صبا از بہار بر بند
 گرہ گرہ زوہ او غنچہ وار بر بند
 نخست ابلق لیل و نہار بر بند
 ز ہفت چرخ فلک یک قطار بر بند
 چنیں رویف ز بہر چہ کار بر بند
 بدست فضل حسن چون نگار بر بند
 بسکات نظم در شاہوار بر بند
 مہابت تو شہ کامگار بر بند
 حضور شاہ نفس بر ہزار بر بند
 یہ بحر ہم گہر آب دار بر بند

تو گنج پاشن گہر بخش تاز شرم گفت
 دل معاون و دوست بکار بر بند

۸

۷۸

سلام مرغ بگلزار جز صبا کہ رساند
 ولیک آن سر رشته بدست ما کہ رساند
 بروں زچوں تو کہ یہ چنیں صلا کہ رساند
 حدیث بندہ مفلس بیادشا کہ رساند
 ہمہ خداش رسانید و جز خدا کہ رساند

بخدمت چو تو یارے سلام ما کہ رساند
 ز دستگیرے زلفت برگ وصل بتانم
 مرا ز خویش بروں بروہ است فرقت
 تر از غیب رسیدت باو شاہی خواہاں
 خدا یگان سلاطین کہ ہر چہ دردش آمد

مدار و ہر سلاطین علّائے دین کے عدورا
حدیث بقلی من کنیت حدیقہ شش
نوال اوچو دعائے حسن رسید گروں

رسیدہ باد خد گش بہر کج کہ رساند
بجملہ شہر رسید و بشاہ مار رساند
بسمع شاہ جہاں زمین این دعا رساند

۷۹

رویف (۱)

۲۶

تازہ کردم باز در نفس سخن جان دگر
گو ہر قسم و رائے لامکان اردو کاں
طبعم از انوار فضل و جانم از اسرار فکر
ہر قلم ز کار و بار کیش کنم چوں نوک خار
بوتاس ہر ادبیک فصل گیر و رنگ و بوئے
عذیب ایشو دیک داستانم از ہزار
گر کے امروز از معنی من بہرہ نیافت
اے بسا منزل شد آیات سخن در شان من
اے بسا کس کہ سخن دانی کند و ز روئے صدق
ناقلان از سخن دانی نباشد بحتہ
راستی حال ناداندا از نادان پیرس
آہ و عوئے کمالیت بروں بروم خند
اے حسن دگر گریبان کش کن این سرکشی

ملک مسنی را بخط غیب فرمان دگر
وین کان کن فکان دارم نہ از کان دگر
آفتاب دگر است این آں افشان دگر
دم بدم زان خبر بر روی گلستان دگر
نظم و نثر من مگر ہر فصل بتان دگر
روز و شب این داستان خواند نہ بتان دگر
دور ما نوشند بر یادم بدوران دگر
وین کرامت بہت شان سخن شان دگر
او ہمیں سودا پر خورش ز دکان دگر
عاقلاں گویند بر ہر کتبہ بر ہان دگر
کو زندانی شنید او ہم زندان دگر
اہل دعوئے را چو دعوائے نیست نقصان دگر
سکش کش سُرقت از گریبان دگر

چند باشی میزبان بمان بوانفصول
چونکه نخواهی فقر خیزی در میان
دستگیر ماو تسکین بخش درویشی ما
مصطفی کالطاف غیبی را جهان دیگرست
کفه مهر و مرار افتند کف طلاک
چشم دشمن گر شبی در خواب بیند تیر او
کے توان زد و صفات نفس پاک انفس
شده از خلق او گر بر زمین خواهم سبا
درفش اندم در شنایت و زخا نخواهم کخم
گوهر جان آدم بر دوزخ انداخته نثار
چون زد و یوان قبولت یافتیم پروانه
لے رسول گفت که بعد مفصل گفت

خوشتر از عزت نخواهی یافت جهان دگر
پیش توان دوست عهد بر خوان دگر
هست درویشی دگر بهیاست سلطان دگر
بل جهان دین و دنیا را جهان بآن دگر
او بعدل خود تواند کرد و یسان دگر
روز دگر هر شتره بنش پیکان دگر
هست نفس دیگر نقشش ز یوان دگر
بر دم از هر سفا لے تازه ریحان دگر
بر سر روضه دیده گوهر افشان دگر
چون اوسیم نیست جانے مر و دنا دگر
مدح خاصیت اینجا هم ساخت دیوان دگر
خاست بر نعت حسن امروز جان دگر

بر حسن گر میکنی یک روز حسن القات
بیسند از دور فلک امروز احسان دگر

۲۵

۸۰

بہار کرد علامات خرمی اظهار
جہاں بہشت شد از اعتدال لیل و نہار
گل آنچہ ہائے زروسیم آوریدہ نثار
سچیدہ دم چو زندا بر خمیمہ در گلزار

رسید کو کبہ عید و کاروان بہار
سپہ زیب گرفت از طال فرخ عید
طال عید و رم ریز کرد از کوکب
نثار عید کند شہاہ را دوزاد امن

تقریباً ایک ہفت روزہ
بیت سون
بیت سون
بیت سون

زمین نام شہست ان نظام خطبہ عید
 علمائے دولت و دین کز بہار دانش او
 شگوفہ چمن مملکت محمد شاہ
 گل از خزانہ تشریف او بہاری پوش
 بہ نواز کر مش مہر مغربی در جیب
 ز فتح شاہ و گر عید شد گلستان را
 بان توس قرح و سمہ کردہ ابر و کاہ
 بہار از مہر ایات اوست عیدی خواہ
 بیش رایت گلگون و عکس لالہ او
 زمین عاطفت اوست عید را رونق
 اگر عنایت اوست عید پیست عید
 مرا بیاوش ہر روز عید و نور و زست
 شہا ملوک پناہ سب رکعت باو
 تو عید عالم و چتر سیاہ تو شب قدر
 حجت عید تو آن نو بہار را ماند
 حسن نگار کہ بہریت شرح داد و فصل
 ہمیشہ تا کہ بیدست وقت مردم خوش
 بہار باو نواس از مجلس عیدت
 بساز بہ صفت عید جشن سیر نشاد

چنانکہ گل را از خلق اوست عیا
 چو عید تازہ شود عیش بر صفا و کبا
 بہار عدل وے آوردہ عید غرت
 بہ اندر انجمن موکشش عساری ار
 گل از مکارم او آستین ہم از دینار
 کہ دست ہائے گل از ہر سو بستہ نگار
 بشکل دستہ گل نقش بستہ دست چنار
 چنانکہ عید ز عید سخاوتش اجراوار
 شدست عید چو نصیف عبد فہد نگار
 ز فر معدلت او بہار را مقدار
 و گر رعایت امنیت گل چہ باشد خار
 چو عید روزی او باد عید نو بہار
 چو در رسید مہ عید و مہد گل یکبار
 رخت بہار گرم چست لعل تو گلزار
 کہ باشد آمدہ ایام عید او بایار
 بہار فصل و را بہ فصل عید انکار
 ہمیشہ تا بہار است زیر مرغان زار
 بقا ز برگ درختاں بر ول ز مد شمار
 بیانش در چمن ملک سر و در قرار

چو ماه در شب غره ز برف خست بر آس
چو ابرو وقت بهاران اوج فصل بهار

(۸۱)

هزار باره بدین فصل عید و موسم گل
هزار بار چه باشد هزار بار هزار

(۱۶)

ز شب نیم طره شمشاد هر ساعت مطراتر
نزد و دور و دستان چیزے کجا باشد دل آسوتر
خط زبانش تر گشته ز بنره هر چه زیاتر
که هر صبحش ز طبع صبح می بنیم مصفا تر
کزین کسی آمد پای تختش معلما تر
کنوں در عهد هم نامش شد این دین آشکارا تر
بشکرش ماهیاں بیزبان از مرغ گویا تر
چو خورشید ست یکتا بلک از خورشید یکتا تر
مدح مجید ست از نوحه خواهی کرد گنج با تر
کند هر روز اسباب جهان داری همیا تر
دلے آن سر نشد از کنگر دروازه بالاتر
علیهائے جہاںگیر تر ابا زو توانا تر
نیامد در امور ملک و ملت از توانا تر
کشاید دیدہ نرگس ز چشم یار عنا تر
جہانت کمتر بس بنده فلک از بنده مولا تر

بساط بنر تو تر گشت و کار سرو بالاتر
دل بسبل گل آسود کورا دوست میداد
یکے در خوبی گل بین خط بنرش از بنره
مگر گل همچو من اخلاص دارد و دل
علاء الدین و الدین محمد شاه در یکف
محمد آشکارا کردین حق بنام ایزد
گراز از برکش یک قطره در بحر اوقد بینی
کو اکب هر یکے اندر صفات بندگی شد
فلک در هفت دفتر بنوشت از صفات کفتم
جہاں بخشا تو اں شاہی کہ دست فتح بہر تو
مخالفت خواست تا چون ج گردون سرب افرازد
خدایت یار خواہم تا بنیم در جہاں ہر دم
یدانائے کہ اودانائے اسرار است شاہاں
ہمیشہ تا بہار نو پے نظارہ در بستان
بہارت باد فرخندہ سہراں مشیت انگندہ

۸۲

حسن ابرہہ سال ہر روز فوت گفت شعر
باتب سال تو ہر شعر زدیک شعر غزاتر

۱۳

کشم زدور قح گردول سراپہ نور
سیان جانش کہ پرورہ خوشہ انگور
ز خوشین نیندم کشتہ ام محمود
کہ در کشم مے چون کوثر از کف چو تو حور
کہ بہت دینا و دیں از وجود او محمود
فروشا ندغہ روزمانہ مغرور
کمینہ بندہ ادبیں در ابروے نفور
نہ در سیر سلاطین نہ در کتب مطور
بہ نزدین ز طریق ادب بناید دور
کہ خوب بخاصیت خویش می نشاند نور
بسان تیغ بود در آمدن مشہور
کشادہ باد جہاں دشمن از جہاں مقہور

چو صبح عید ز مشرق کشید ایت نور
چاہے کشد دل کہ گوشتہ جگر است
مے خمار شکن پیش و ساقی است
جہاں ز عید بہشت ست ساقی باشت
بیاد دولت سلطان علاء دینا و دیں
محمد کے کہ چہ صفت بقوت عدل
مخالف ارچہ کہ نفور حسین و فکند
تجی حق کہ ندیم بہشت شایہ
درم کہ خواست کند از بدین شہ ز بخش
بر آفتاب تقاضاے نور حاجت نیست
ہمیشہ تا سپر آفتاب ہر لمحہ
ز تیغ شاہ کہ نہت آفتاب عالمگیر

۸۳

سپہر بندہ و اعدائے خضر تشربند
خدا کے ناصر و ارکان دولتش منصور

۲۳

رخش بہت خوش شکاش و رشک

یکے درین جہان میں کہ جانہا تازہ کروا

برفت از دیدن آن ماه شکست و سرش
 غلام آن ماه شکست و سرش کرم آمد
 نه تقدیر کو یک خفته و شین جان
 بپیش بین انگشتش گرفته شیشه پرست
 غزل رحم قدیمت از پے آن میکنم رنگین
 و گرنه با وجود حشمت تو ای ستودن خود
 سرشاهان مدار و هر دو ملک و پست دین
 مبارکتی فرخ رانی گردون و دریاست
 جوانان جوان سخت جوان و جوان است
 بوقت عالم صد حشمت و فرمان صد فریدون
 کینه بنده اش فغور و کمتر چاکر شمس خاقان
 نیامد و وفا و عدل احسان و کرم مثلش
 ز عدل اوست امر و اسرارش و ز شر او حق
 کشد تیرش ز تیغش در و همش بر و همش
 اگر فیض فضل و عین عدل او بودا
 نشاط آورد و چتر دور باش و شمشیر را
 ز به شایه که دارد خاطر و طبع دل روشن
 حسن از غم و اندیشه و غم بودیک
 کنون می نیست از جاده جو و بدل عدل شد

قرار نفس و نفس از پیش و پیش عقل و عقل
 یکجاست یکجاست و یکجاست و یکجاست
 و لعل و نه لعل و لعل و لعل
 بلور صاف و صاف و صاف و صاف
 لب خامس و کاندول دیوان سر دفتر
 سر و سر و سر و سر و سر و سر
 علامه الدین و الدین شاهین پر
 مخالف و شرع اندوز و افروزی و گستر
 جهانگیر و جهان بخش و جهان دار و جهان داور
 بار و گیر و صد آرا و بستان صد اسکندر
 کیمیه پاسبان محمود و کیمیه نوی سحر
 مگر بویا فاروق یا عشتسان یا حید
 بهشت اقلیم و بهشت اعضا و بهشت افلاک و بهشت
 رگ ملحد پے قمر دل و شرک سر کافر
 چمن لاله و لاله و لاله و لاله و لاله
 ثوابت دیده انجم دل و مالک جان و مالک است
 رضا بر دین خطا بر کان کرم بر با ستم بر زر
 زبان سبک قلم ساکن سبک فی کلمه و کلمه
 سخن بیافضل افزون شرفا سخن از بر

ہمیشہ ناکل و نگزار و ابرو لالہ ہر سالے
شہ آفاق مادر سال ماہ روز و شب بادا
کنہ جلوہ شود خداں بود ساقی کشد ساغر
قدر بر کف طرب دل شفا در تن غرض ہر

۸۴

۹

قضا خادوم قدر خاضع جہاں مخلص طفن محمد
فلک بنہ ملک داعی خدیار و خرویاور

چو آفتاب نماید ز آسمان دیدار
چو آفتاب صفت باو شاہ ریزد و دور
علامت دولت و دیشاہ کاہراں دولت
ابو المنظر و شاہ جہاں محمد شاہ
کشادہ ہر نفیہ فضل ایزدی دیدہ
زمانہ را شدہ باعیش و خرمی الفت
زایل عشق سماع و زایل طبع سخن
بدان خداے کہ ہر بت دکان مخلص را
ہمہ نظر ہر روشن شو و از ان دیدار
نماید شش ہمہ مانند آسمان دیدار
نمودہ ہر نفس بخش کامراں دیدار
مبارک آمدہ ازوے ہمہ جہاں دیدار
نمودہ ہر نفیہ فتح جاوداں دیدار
بہار را شدہ با باغ و بوستان دیدار
ز ساقیاں نے ناب و زوستان دیدار
بہشت سیکند ازوے بعد از ان دیدار

۸۵

۱۳۳

کہ دولت سلطان علامت دیں باقی
ہمیشہ ذات و را با وجود جہاں دیدار

فتوح غیب نگر پیش تخت شاہ نثار
زفر نام شہت ابتداے فتح و ظفر
خدا یگانہ سلاطین علامت دولت دیں
بہار فتح شگفتہ در ابتداے بہار
ز عدل متحدش اعتدال لیل و نہار
خدا شہت از ملک و ملک خود دار

| | |
|--|--|
| <p>پناه ملت و پشت پستی محمد و ار زمانه داعی و اہل زمانہ خد سگار زیر روبرفت تار کرد ورتا تار زحل صفت رود اندر فراز سفت حصا بنام خسرو کشور کشائے کرد ایشار کہ بر بساط ممالک خداش قایم دار مسند دولت شب بزرگشتہ فیصل سوار بہر طرف کہ ہند رخ شہ طایک بار</p> | <p>ابوالمظفر خاص خد امیر شاہ سپہ بزمندہ و سعد سپہر چاکر او ز تیغ آب و ناصاف کرد و اسلام ز ہند ویشس بخت بیخ ہندو کے گچہ رسید بجدہ کنال لائے و ہرچہ بود ہند ز ہند مقدس دست برد نصرت شاہ پیاد گال و رش قبسیہ و اوان گرد بشاہ باد ہند سال تخت و بخت بلند</p> |
|--|--|

۴

ہزار سال بقا خواہم از خدا شہ را
ہزار فیصل چہ چیز است فیصل خانہ ہزار

۸۶

کرد آسمان بفرق شہ کامراں شمار
خوشید اوج عزت و جمید روزگار
مقصود ہائے ہر دو جہانیش در کنار
یار ببحر مست دل مردان و زگار
اقبال در سینہ فتوحات بسیار
سال بقا ہزار گنجیم کہ صد ہزار

در سادات از صف فضل کو و گکار
شہزادہ معظم و شمع دیار دیں
امید ہائے ہر دو سرایشیں آمدہ
یار بپسپاکی دل بران و سحر خیز
باد ہمیشہ رونق این ماندان ملک
شہ را دوام دولت شہزادہ اش باد

تا بید غیب یاز خضر شاہ خاں شدہ
از فضل حق بحق خد او ند کا مگار

| | | |
|---|--|------|
| (۴) | رویت (ن) | (۸۷) |
| <p>نامہ بنام تو راں گشت باز رحم تو از ان همسم این بنیاز بود که نسائی شودم یک نما از خود از دهر و دهرسان آخران هر سلسلہ بس دور رہے ہیں دراز زانکہ گریہ و شکستہ نواز کار سازش کہ توفی کار ساز</p> | <p>اے ملک منعم مفلس نواز از تو پیدا شدہ عرش و فرش قطره از ابر غنایت بریز زان خودم کن نفستہ تا کسبم رحمت خود و ہر باکن کہ بہت پاکرم تو دل مانسکند بندہ حسن را کہ امید شست</p> | |
| (۵) | رویت (ش) | (۸۸) |
| <p>از ہر چہ گفت ام و جویم بہت پیش رہنم گرفت عالم و شد راست دین کش اسلام شرح آمد ہر روز بیش پیش زان سال کہ بہا بہت شب روز گریش</p> | <p>شاہ کہ برگزید خدایش بفضل خویش اے خسروے کہ از دم لطف عنایت سلطان علاء دولت دیں کز علاو سرتا بہر گرفت جہاں را بنور عدل</p> | |
| (۱۳) | <p>در خلق چون محمد و حبیب در روز رزم مداح او حسن شدہ سلطان یاغوش</p> | (۸۹) |
| <p>و تہذیب و ادب و علم و دین و دنیا</p> | <p>شاہ کہ فضل از او از خلق برگزیدش</p> | |

بہر طرب فزائی عید از عقب رسیدش
 کایز و تجمہ آسا از خسلق برگزیدش
 در آفتاب گردش گیتی دوم ندیدش
 از خسروان عالم ہمیشہ آفریدش
 بل صد ہزار چوں من بتنی درم خریدش
 پیراہن سلامت چوں صبح بردیدش
 زین رو کہ زور دار و چرخست یک بدیدش
 در توبت ہمایوں الحق بکو دویدش
 بحث و فضل دلہا بے پارہ کلیدش
 عیشے چو عید فرخ فتحے چو گل جدیدش
 چوں نقش عید باوا از کمترین عیدش

نوروز بزم شہ را افروز و رونق نو
 سلطان علار و نیا شہ جہاں محمد
 بہت آفتاب سیرت شاہ یگانہ ایرا
 حتی کہ نیست مثلش در عالم آفرین
 بینی درم خریدش ہر دم ہزار بندہ
 چوں شب کھے کہ با او از سید لے دم
 زین رو کہ خط نویس تیرست یک بدیدش
 خود چرخ گردہ شد تا شاہ گوئے بازو
 بندہ حسن بدش وقت شکر فانی
 تا عید باشد و گل باو داشت جہاں را
 روزے حسن بازو نوروز عالم آتجا

۱۹

دوران چرخ را شش و فلک سلاش
 ہم ملک برد و اش ہم عمر برگزیدش

۹۰

مبارکجا دور دولت ہمایم اعوامش
 فلک چوں معمر در کش و چوں غرور دمش
 تا میت گرفت اکنون و در دولت تماش
 وہان تج خداں کہ داین و از جہاں کلامش
 نماز اندرتن لرزند چوں سیمار اس

شبہ کا سلام را کہ منور میکند اش
 ظفر چوں شمشیر جہاں چوں قبضہ در دستش
 علار الدین والدین محمد آن کہ دین حق
 جہاندارے کہ از تیغ زبانش در جہاںگیری
 مخالف تا کہ کہ در آتش شمشیر شاہی

نگرود پاک خشم او چو سایہ از سایہ روئے
 بہ گفتہ تو فعل مرکب است ہنشی گفتا
 کہ یار و قصر شہن اصف کہ دق تہ گردوں
 ہر آن کارے کہ آغاز و خجیہ خوبی انجامہ
 زہے شاہے کہ ہم پرورش ختم شد اکنون
 مواجب دوشاہ ہاں ہمیزان دگر بودے
 وریں میزان عدل شاہ آزار است میداد
 الہی تاکہ میزان است خشم خانہ ماہیش
 چو بہر اش فلک تا ہفت گنبد تخت گاہا
 کہے کیش و ہفت اقلیم اموئے کو اندیشہ
 حسن را از شاہے او شرف حاصل کر اصل
 چو جان خود ہمہ جاتا ہذاے جان او خواہم
 شہت اسکندرنانی کہ دامن بادار زانی

اگر از گنبد خورشید بردارند حماس
 سمن بر فرق کیونست اینجا کے رسد گامش
 کہ نطق فلک یک نروانے باشد از باش
 بہ فضل خدایارست در آواز دور انجاش
 خطا پوشیدن خاصش عطا پاشیدن عاش
 کنوں کیچونی سنجندآن میزان ایاش
 یک پلہ مواجب بین یگر پلہ انعامش
 الہی تاکہ عقبت بہت البیت ہر مش
 بہ نسبت پاسبان ہفت گنبد ہفت اندیش
 عذاب ہفت ہفت باو اند ہفت اندیش
 مشرف ہم بہ تشریف و کم ہم باکر امش
 حیات توح در جانش شراب خضر و جاش
 مراد و خضر ہم جام و خضر و عمر ہم نامش

۸

ظفر مقدور پیکر انش عدو مقہور پیکانش
 ملک نامور فرمانش فلک محکوم احکانش

۹۱

تخت از سپہ ہر ختم ساز و بیلے خویش
 آفاق تازہ کرد زار عطائے خویش
 کہ راست در پہلہ جانا خدائے خویش

شاہے کہ ہفت کشور گیر دبرائے خویش
 آن آفتاب ملک کہ چوں کوکب میں
 زان راست آورد ہمہ تدبیر با خدائے

| | |
|---|---|
| سلطان علاء دینا دیں آنکہ دین حق گوہر بتافتند خیسان نامرا بنده حسن چو از کرم شاه قایم است شہادت ابد چمن ملک اہمال | در سایہ سراوق او کرد بجائے خویش دیدند از سیاست شہابی سرائے خویش اول دعائے شاہ کند پس دعائے خویش تا بر خور روز دولت بے منتہائے خویش |
|---|---|

| | | |
|----|--|---|
| ۹۲ | چندان بقاش باد کہ شایان خویش را بند چو خضر دیر بقاء در بقائے خویش | ۶ |
|----|--|---|

| | |
|--|---|
| زلفت کہ باد بر رخ رخشان رساندش دل پیش دارد از سر زلفش شہے دراز عاشق امید بر خط سبز تو بست دست بستم باہ خود دل غاکی خویش را بردست دل ہم پس ازین قصہ حسن | ابریت آنکہ بر سر تابان رساندش آن طاقت از کجا کہ بیابان رساندش تا آن خضر جہش ہمہ حیوان رساندش ہم آہ من گنجیدہ گردان رساندش باشد بارگاہ انخسار رساندش |
|--|---|

| | | |
|----|--|---|
| ۹۳ | اعظم مغرور دولت دیں آنکہ روزگار ہر آرزو کہ او طلب آں رساندش | ۵ |
|----|--|---|

| | |
|--|--|
| شہے کہ باو ہمایوں عزیمت سفرش علائے دنیا دیں آنکہ بود و خواہ بود بہر طرف کہ روان گشت عالمی بکشاو فلک جنبہ کش آستان حضرت او | در آمدن فقرے در یوں شدن گردش چو دولت از حضرت بلسموت از سفرش مگر ز آیت تحت ایت حضرت چنانکہ بود فلک یک قطب را از سفرش |
|--|--|

۹۴

حسن زبور جہاں در پناہ شاہ گریخت
جو آستانہ شریف تیج جا مفرش

۱۰

شب برات برآمد ہر مکان آتش
ہر آتشے کہ بود عکس عارض تو بود
تو میروی ومن سوختہ ہاں شکم
کے کہ نام تو امروز در زبان آرد
خلیل عہد منی اسے در تو کعب من
بدست نوش مرا یک پیالہ پیش آور
کشم بیاوشے کو بدہستی خدا
شہ زمین و زمانہ علای دولت دین
حضور از لطف تیج تیسرا در رزم
حسن فرمائش چنین نوشت این سطر

مرا عشق تو افتد وروں جاں آتش
مرا چو آب جیاتے نہاید آں آتش
کہ جاتے خار بماند ز کار و آں آتش
گذرند از دستہ ابر آں زبان آتش
ز روئے توشہ تازہ چو گل آں آتش
پیالہ کہ چو آبست و در میان آتش
ز دہ است دشمنیں بجانماں آتش
کز گرفت خجالت بہر زبان آتش
عجب کہ بخشد از مغراں آں آتش
کہ ہم چو آب شدش وقت امتحان آتش

۹۵

رویت (ل)

۶

خط تو رہر خطیت بر گل
جز ردل من نیست بار جہرت
بس طرفہ طریقت عشتبازی
بیاروشتم حدیث خواباں

اے خادم خط گشتہ سنبیل
بگرچہ باشد این تحس
تا چند تو ان زیست بہ توکل
شتم ہم جہنمہ ہا کنوں کل

| | |
|---|--|
| بارے چور و نظم را تفکر سلطان سلاطین علماء دنیا | در مدح شهنشہ کنہم تا مل از خاک درشن چرخ را تحمل |
|---|--|

| | | |
|----|---|----|
| ۹۶ | سروچمن ملک باد سلطان تابرگ گلست و نوائے بلبل | ۱۸ |
|----|---|----|

نخست باد بتاسید ایزد متعال
خدا یگان سلاطین علّائے دنیا و دیں
محمدت محمد صفت بنام ایزد
چو شتری و میہ چارہ است دولت او
اگر بطالع مسعودش التجا باشد
چنین کہ ملک عجم را از و فرود بہا
عجب نباشد اگر چتر ساز و از پر خویش
فرشتگان بچپ راست شاہ عالم را
علو شاہ کہ بہت از خیال و ہم برون
ہلال رایت تو دست چرخ را بارہ
اگر فلک را یک روز گوئے خود سازی
مخالف تو شفق و اگر غم و غم گوئی
عنان دال مرا دینان بست گشت
دست بنور فراست چو سیکند روشن

وصول رایت سلطان بہت قرطبال
یگانہ دو جہاں ہم بحسن و ہم بخصال
چو خضر از رخ شادی و را مبارک فال
در آمدے بعادت بر آمدے بجمال
نہ ماہ نقصاں بیند نہ آفتاب زوال
چنین کہ دین عرب را از گرفت حلال
ہمائے چتر ہمایوشں ابا سازد بال
برند غاشیہ و پیش و چپست و زنبال
مرا ہوس کہ بشمار اندر آرم اینست خیال
کہندہ قدر تو پایے عروس را افحال
فلک رفقت در آید ازین ہوس حال
شہا شباقب تو گردواں شود چو ہلال
کہ بارکاب تو دارد تعقیب چو دال
مرا صاحب حاجت چاہت سوا

| | |
|---|---|
| مگر تو دادہ از آفتاب بدرہ زر حسن دعا تو گوید در انتہائے ثنا ہزار سال بقائے تو بادور دولت بہر مقام کہ آئی و ہر کجا کہ روی | سپہرا کہ بود کو ز پشت چو حال چو ابتدائے دعا در رہ اجابت دال ہزار گونہ ظفر دست دادہ در ہر سال معین و حافظ تو بادایز و متعال |
|---|---|

۹

رویف (م)

۹۷

| | |
|---|---|
| دل بر تو جا گرفت نگارا کجاروم عالم ز شرق و غرب بفرمان حسن یاراں ہی روند تماشاے بلغ گل کہ گہ بطن گوی کر پیش من برو راہے دراز و منزل مقصود پایید خلقے برائے حاجت خود کعبہ میروند سلطان علار دنیا و دین کعبہ نیست دست مبارکش بجا گنج گوہر است | از خویش دور میکنم تا کجاروم اے ماہ روے ہم تو بنسیر کجاروم من صورت تو دیدہ تماشا کجاروم جان و جہاں تو داری تنہا کجاروم نہ رہبر و نہ قافلہ پید کجاروم من ہم ہوں ہی کھم اما کجاروم ایجا سرے ہی ہم اما کجاروم گنج گہر گذاشتہ دریا کجاروم |
|---|---|

۵

گوید حسن کہ من در سلطان گرفتہ ام
آساں ازیں ستانہ والا کجاروم

۹۸

از بہت دل چہ جاں کھم نہ دارم

از دور دنیا چہ دم زخم نہ دارم

| | | |
|--|---|-----------|
| <p>خلق بخت امید تخم تن نقد مراد اندر استین خواست شاد شسته شاید آنچه دارید</p> | <p>می نلند من چه آنگه که نه دارم خیره چه گیرد و امنم که نه دارم شاد ترا ز هر چه منم که نه دارم</p> | |
| <p>۹۹</p> | <p>دزد چه گردد بگرو من حسن دار شب همه شب نعره میزنم که نه دارم</p> | <p>۶</p> |
| <p>اگر چه از گردش گردون تاریک شد روزم فضای فضل ابا زمره و صدق اسانم مر ابا خاتم هست فلک فیروزه آمد کمر بسته ز جوار پشیم آمد تیر خدمت مر اعر و چون باغ خزان دیافت مگر ز سلطان سخن بخت ارا میاید که نظر باشد</p> | <p>و لے در عالم خویش آفتاب عالم افروزم بنای عشق را از من شب عشاق اروزم بدان فیروزه و صف صفا پیوسته فیروزم و گزاید تیر آه تا جوارش بر دوزم اگر ختم کند یاری بود روز نوروزم نظام الملک طوسی نظام الملکی آموزم</p> | |
| <p>۱۰۰</p> | <p>حسن گوید چاک از سوختن شمع جهانم من جهان تاریک تر گردد اگر کمت شود نورم</p> | <p>۱۹</p> |
| <p>ز به روز مبارک طالع و وقت خوش خرم شهنشاهی که میاز و شهبان اقبال عا جز علاء الدین و الدینا محمد شاه دیں پرور مر عید از مولی ریح او شد صلوة زین</p> | <p>نظر کردن بر دے عالم آراست عالم جهاندار که میدارد جهان را افضل افرم که سلطان سلاطین است بر بان بنی آدم شب قدر از بر اسمی نیزه او طهر پرچم</p> | |

برزم از بخشش او شبیه آسوده را
 و گر خود برزم در زمرش دین بودے کے گرنے کس
 چہ نیست میدیدار نگین ملک را ناش
 نہال غم برافت دار نہاد دل یکبارہ
 ز سیر غارتش نیست تا ہے ہست گیتی
 فلک در طاعتش حاضر گردا کو اکبیر
 چو گوید معجزاتش تو پسنداری اثر دارد
 چو گوید ہفت کشور در خط نشان او ماند
 خدا را ضی قضا خاضع فلک داعی ملک مدد
 صفا و صدق او احرام گاہ فتح را غم
 مروح از گل اخلاق او بینی دل پاکان
 مگو یاد آمد اینجا موسم نوروز و فصل گل
 اگر ذکر بہار اندر شنافت و مطلع
 ہمیشہ تاکہ باغ از باد و از غم میشود تازہ

برزم از بخشش او پنج حس بیکار بر ضیفم
 بر روز رزم نام جنگ روز رزم جام جم
 چنان چون دست انگشت چو انگشت خاتم
 دخت و دلتش با پنج کرواند جہاں محکم
 بعد اونیابی نام را جائے نشان غم
 حسن فریح او حیران او ہنایا ملک ہم
 کفش از موسی عمران مش از عیسی مریم
 کنوں کیں ہشت چتر آمد بد و بد و دلتش غم
 جہاں بندہ زماں چاکر ظفر ہرہ و فاہم
 ضمیر پاک او خلوت سراے غیب الحرم
 شرف در موسم نوروز یا نہایت عظم
 کہ نور و ستارہ باد و روز و دلتش را ہم
 بہارستان غنمی و عائے اوست و محرم
 ز فیض فضل یزداں باد باغ ملک اور غم

۷

کشیدہ جا ہمیش چوں فرشتہ چمن نو
 رسیدہاے فتح چوں اوراق گل ہر دم

۱۰۱

معز الحق الغن مغنم
 شدش نصر من اللہ نقش خاتم

بار الملک کشور گیم عظم
 گرامی گوہر الماس کوکب

| | | |
|--|---|------------|
| <p>زبانش خلق چون گل شسته خندان فلک تا تیر زومی باشد از دود فلک داعی او باد الملک نیز من و جملہ جہاں در سایہ او</p> | <p>ز عدلش ملک چون غنچه فرہام زین تمازہ رومی باشد از غم زین در حکم او باد از ماں ہم وے اندر سایہ سلطان عالم</p> | |
| <p>۱۰۲</p> | <p>خداش از عہد بر خوردار دارد من این دامن دعا و اللہ اعلم</p> | <p>۱۰۳</p> |
| <p>اے حاکم جہاں و جہاں داور حکیم جز تو کہ داد منفرش لیل و نہار را نقشیم کیست با تو از ان دورم از دوی سیم محمد ایستند چشم عالم است ہر کارید خاتم انصاف تو بدست آخر نہ جاہ تاج لہر کیم از تو یافت انصاف بود بدو نیک نہادش اے مالک کہ ملک بقا از تو شبہ بگیر این نعمت از کت کر انعام دایم انشاء این قصید کہ دال سعادت از راہ شکر حاصل شد بکرمیم بار از دوا ضرب تمناعت عطیت کن</p> | <p>محدث ہمہ بدایع و تو مبدع قدیم از آفتاب شمع زرا ماہ طشت سیم فارغ ز انس جنت و از وحشت جحیم خود مردم دو چشم جہان دان دو نیم پا چوں نگینہ بر سر گنجش بود مقیم آن در کہ بود چندان گہ در عرب تمیم انصاف چیست از رہ سنی ہم دو نیم وے خالق کہ خلق رسول از تو شہ عظیم طبع چنین لطیف و ضمیر چنین فہیم در سال دال بود بر دور فرودہ سیم لیک از غرب عواقب یکبارگی عقیم نقدے چنان سرہ کہ بود سکہ اش سلیم</p> | |

| | |
|--|---|
| مرغان خوشنوا که در آری درون باغ درنگنای پیما امید او فت ده ایم چون راست گفت اندک کار تو شد کرم | هم بخشیده بکن به روی ماندگان تیم چون کار بر امید تو افتاد پس چه تیم ایں هم دروغ نیست که میخوانست کریم |
|--|---|

| | | |
|------|---|---|
| ۱۰۴۳ | گراز حسن نیاید فکے چو نام او هرے ز رحمت تو بسند است یا حیم | ۵ |
|------|---|---|

| | |
|---|--|
| الهی جسم کن کلاود همایم هدایت راه دروے پدید آید روا به نیست اندر که ما بفیض فضل نقش نافذ شوے | بخون دل جگر پاود همایم که مادر کار خود گم بود همایم که مشتے سر بسیم اندو همایم که از سرتا دم آلود همایم |
|---|--|

| | | |
|------|---|---|
| ۱۰۴۴ | یکے بر روز کار ما بخشائے که ما بر خویش نا بخود همایم | ۶ |
|------|---|---|

| | |
|---|--|
| ایں نامه را بنام خدا باز میکنم از جنبش قلم که کلیه معانیت آن بلبلم که شهر پر آوازه منت ست سماع قول مندا اهل این دیار یارب تو بخش آن قدم کاندین سماع سماں اگر بشا ہی خود میکنند ناز | سرنامه سخن ز سر آغاز میکنم درهائے ذکر رحمت حق باز میکنم کز اوج کنگر فلک آواز میکنم اینک بهماں طریق غزل ساز میکنم رقصه چو عاشق ساں سرزند از میکنم من چو حسن به بندگیست باز میکنم |
|---|--|

۱۰۵

ہر چند اس حدیث خوش آئندہ قطعیست
انصاف را گداشتہ اعجب زمینم

۴

روئے خوب تو دالغی گفتم
سرو خواندم قدت غلط خواندم
خواستم گفت نعت بسیار
اسے سزاوار صد چنین مدحت
آستان تو آسمان عاست
خون چشم شد از فراق دواں

زلف والیس از اسبی گفتم
مشک گفتم خط خط خطا گفتم
ہم گفتم چو مصطفیٰ گفتم
عفو کن جس پر چہ ناسزا گفتم
ہم از اینجا منہش دعا گفتم
حکم فرمائے ماجرا گفتم

۱۰۶

حسن از یاد آیدست عظیم
اسے سب سرور اں ترا گفتم

۵

کے بود یارب کہ دل اسوئے رحمت و کفتم
خاک راہ او ہر میلے بگیرم سر سدا
ہر زماں بر عقل خوانم و استیلاں جن
ماہ اگر پیش رخت لاف کمالیت زند
گرچہ کہ گنج رو و پایم چو فریں زیں ساط
وہ کہ بے اوزیتن نزدیکم از اسلامیت

جاں نثار روضہ پاک رسول اللہ کفتم
پس بیمل ہر قرعہ اندر و دیدہ رہ کفتم
آں بہاں مانہ کہ مہ را جلوہ برا کہ کفتم
کلک را اس زنب سازم منرا کہ کفتم
عاقبت سرور سر ہمراہی آں شد کفتم
گر بہ پیش شہ شہنم کافہ سر گردہ کفتم

نیست خبر گیسوئے او پیش حسن جبل المین

دوش در دے که خاست از بگرم
آتش جان از آن جگر نورست
جگر دم در دے خورشید و روز
جگر از تنگنای پهلوی خشک
تا مرا برگ کند نای بهت
کوہ بر فرق مردک صد بار
این نمک وین جگر مقرر شد
گفتی از آسمان طلب بزی
در روزیم تنگ بسته چه سود
صیت حاصل که آسمان شب و روز
در روزی چو آسمان دارد
کاشکے نام ہم بودی بہت
چون حسن مر مرا میر شدست
شخصہ حکم چند خواہ داشت
دولتم را ستارہ مانعیت
بشکم بند گر خند خواہد
صدہ فم خور و بشکن آن خواہ

گوی از دوشش باز کرد سرم
کاب نگذاشت چرخ در بگرم
بخت این با بخت ما خرم
نمک از شورہ زار چشم ترم
ہست بستان بہرہ نخرم
بسرم بار منے سرم
راتب توشہ خانہ سفرم
آسمان سفد روزی از کہ برم
آسمان سفد رخ در نظرم
می نویسد برات خیر و شرم
بر و عسرو زید چون گذرم
در نسب نامہ ابوالبشرم
چہ گل از گرائی سفدم
شہر بند حظیرہ خطرم
از قضا دید باید این قدم
چکنم بند بستہ اگر م
تا بہ بیستی بزرگی گسرم

من که از حلم گشته آم با مان
 گرچه گوشه نشین شدم رفیق
 واجب از کات فضل از انک
 سالک الملک اعظم کردست
 بوریائے بس است سر پیچ
 نیت و روم ز تیر سخت انداز
 آتش خانه سوز بهیستر از انک
 گرفت و نفست مرغ بے مایه
 روح علوی و دیو نفسی را
 گرنه این خفته از خدا باشد
 پدرم آنکه زاده ایم از او
 حکم حق اعتبار کلی یافت
 حکمتی کاس زره چنان برگشت
 تابدانی که هم بدین یک نفی
 می رسد زین دو از ده هر سال
 هفت سیاره بر سر این چاه
 هفت سیاره هفت دوزخ دل
 هندوی چرخ زهر داد مرا
 مشتری هم بطل علم مقررست

بلکه با کوه دست در کرم
 چون سه نو فصل ششم
 صاحب گنج خانه فکرم
 از فاعست ممالک بکرم
 تحت بر زیر قیاج بر زبرم
 لیک سختت منت پریم
 نور در روزن افکند ترم
 جبر نیلست مؤذن سحرم
 بایه سهر و سایه نصرم
 بخدا تا بدانش بدرم
 و آنکه از من بزیاد او پریم
 حکمت خلق نیست معتبرم
 من چنان راه کمتر ک پریم
 من ازین ثباتات بیخبرم
 هم چو پیوست زیاده ضررم
 یوسفی در میان نمی نگرم
 کافه از شر هر یک شررم
 همه هندوستان پرازشکرم
 بهبوط سقر کند مقتدرم

ترک گردم سوار بره شکار
 آفتاب ارچه خور همی خوانند
 خاک در کاسم زند ناپید
 آنکه سوسه عطاردش بچوست
 از جنوبی ساخت جانب من
 از حکیم این عطیه حاصل بود
 گفته بر فلک غبار انجخت
 خاک بر تویای او که بود
 روز دولت بند شد همه را
 تا بدیدم ز عقل کل آثار
 سستی روزگار میں که فلک
 طیرانم بر اوج معرفت است
 من همی فرق دارم از دو دوام
 با همه راستی سیرت خود
 خوار چون خاکم از پس دیوا
 تا مقرب شوم بقربانے
 راست در حق من گو که کج
 اگر گنجه خاص میمان بهشت
 از حنیض و بال و اوج شرف

که زند شاخ و گاهیشترم
 نیست یکروز خور خواب و خرم
 چه نواز و بقول کاسه سرم
 از دور انگیش سخت پر خرم
 ز شمشای شمایل نظرم
 بر بروج و کواکب صورم
 هم فلک توتی و دگر گرم
 سنگ بصره گوهر بصرم
 من همه شب ستاره می شمرم
 عقل جسد و بنید پاشم
 بچنین عقد های سخت درم
 زین همه بشکند بال پریم
 خواه عیسیم خوان و خواه خرم
 در لکد کوب چرخ کرد سرم
 چپ توان کرد آب پیش درم
 همه تن گم کن گم سپرم
 پند از گوش من مبر که گرم
 گاه تنب مجا و سقم سرم
 فردا از انم که آفتاب فرم

از وجودم ہے رگے در پوست
آفتابے کہ خادر سخت
من گرفتہم جہاں بھف سخن
بھرا مایہ از چو من ابرست
از سخن آیم از تواضع خاک
عکس از غصہ پارہ کرد صفت
منع بحد چہ میکنی خواجہ
باز بعضے خساں و بد و ہنساں
طعن این دشمن کنند و مباد
چارہ مادر کنند و ہفت پدر
دست در شاخ من زنند و مباد
در دنیا سرائے بولہبست
خانہ بولہب چہ جائے قرار
قرشی اسل و ہاشمی نسیم
شجر نژاد شاخ نظم امروز
نعت او بروہد رضائے خدا

سہ پائے بشکل پا و سرم
ورق چنہ بندق نفسم
نائل ارض تموت با خبرم
بہترین دتہ کہتہ میں مظہم
لاجرم مہربان و مہرورم
چوں شنید آب داری دُرم
کہ من از حد منع راستم
زین در سر کنند وزین عذرم
نہر شاں صیت کیشہ سپرم
من زیک مادر زیک پدرم
کہ بد بچ کئے رسد بترم
من بغیرت ازین سرا بدم
چوں در مصطفاست مستقم
کز ہوایش بر آمد این شجرم
بے شنایش نمی دہد اثرم
حسی اللہ ہے بس است برم

نظم چوں مرزا محمد شہد
پہنخت از گرافی صفرم

۱۳۳

۱۰۸

کہ است قدم محمدان بیت حرم

سعادتے کہ جہانزاست ز آستان کرم

کہ خستہ گشت برو بادشاہی عالم
 شہ ستارہ سپہ قطب آفتاب عالم
 کہ ہست ہجو محمد پناہ الہام
 طرازیافت نسب نامہ بنی آدم
 چو از کمال جہاںگیرش ملوک عجم
 جہاں بدولت او چوں جہانیاں فرم
 ز بار منت او پست ہفت گردوں خم
 نگر چگونہ جہاں را گرفت در یک دم
 جمیع تدبیر و اندازہ زبان تسلیم
 مسافران سوئے کعبہ رواں کنند قدم
 ضمیر او حرم ستر غیب را محرم

نثار بارگہ بادشاہ عالم باد
 خدا یگان سلاطین مملکت دولت دین
 مدار ملت و پشت ہی محمد شاہ
 شہ فرستہ و شہ گز میاں ناش
 ز عدل او غفلتے عرب شدہ حیران
 زمین معدلتش تازہ راہ ہا ایمن
 ز فرو دولت او کار ہفت کشور راست
 چو صبح گشتہ بدعوئے طاعتش صادق
 صفات قدر شہنشاہ بروں از اندازہ دست
 ہمیشہ تاکہ بر رسم قدیم در ہر سال
 چو کعبہ باد در شاہ قبلہ عجاibat

۱۶

چنانکہ حاجت جملہ جہاں بر آوردست
 بر آورد ز کرم حاجت حسن را ہم

۱۰۹

زوار و گیر ممالک بدست ملک معظم
 چو در رسید بدولت کاب خسرو عظم
 مدار ملت احمد مراد خلقت آدم
 کشیدہ دائرہ عدل گرد مرز عالم
 ز بار منت او یافت پست ہفت فلک خم

نجات باد و مبارک وجود راایت عظم
 رسد بندہ کرہ اکنون عنان شہرت شادی
 پناہ جملہ اسلام و پشت زمرہ ایمان
 خدا یگان سلاطین مملکت دین محمد
 زابر رحمت او گشت روئے ہفت زمین تر

محمدت کہ دارد بفیض فضل الہی
 ہاں امید کہ بوسے زند بخش نگیش
 ازاں رسد بقدمش نثار غیب سپا پی
 رساند مردہ فتحش صبا بسکریا صین
 بروز و شب مرد مہرشن اکند زبالا
 حدیث ملک جم اینجا پست است کہ آید
 ازاں طواف کند فتح گرد بارگہ او
 زہے کجہ شاہی صفات ذات تو رہبر
 بدولت تو نداند حسن کہ غم چہ بود
 زمانہ یار تو باد ابرہہ مقام کہ باشی

کفے چو موسیٰ عمران دے چو عیسیٰ مریم
 خمیدہ اند ہمیشہ فلک چو مقلد خاتم
 کہ میکنند ملائکہ دعائے صبح و مدام
 ازیں نشاط نیاید وہاں غنچہ فرہ اہم
 کہ اے جہاں بتو قایم جہاں تراست مسلم
 فدائے جہاں جاش تمام مملکت جسم
 کہ یافت اندل روشن نشان کجہ زفر
 خجہ طراز الہی ضمیر پاک تو محرم
 مگر برائے تو آنے کیش یاد دہ غم
 سپاسیانت بفرماندہی گرفت زمین ہم

چون بخشش تو ہزار است ہم خداے بیخند
 ہزار سال بقایت ہزار سال بروضم

۱۷

۱۱۰

بکشاد رسادت خوشن خاں بفتح باہم
 امر و تربیت کن روئے چو آفتاب ہم
 یارب تو تاقیامت روزی کن این ثواب ہم
 صد روح دادہ ہر دم از فتح این کتاب ہم
 ہم فرودولت او تلقین کند جوایم
 وز عدل پایدارش آبادش خراب ہم

اے سپرخ یار من شو کامروز یار باہم
 زحمت بے نمودی از روئے برف باران
 روئے مبارک شد دیدن ثواب باشد
 سلطان علماے دنیا شاہ جہاں محمد
 از اوج بخت شاہی گر کن کن سہ الم
 از فضل دستگیرش بیدار گشت بخت ہم

| | |
|---|---|
| <p>خواہم کہ گوئے گردم پیش برشتا ہم ہرگز شب زمانہ نہ نمود جس نہ خواہم وزیر مراد دادہ اقبال اونصایم خورشید سائبان شہ جبل التیس طنائیم طاس تسہیل کاس فلک ربائیم یک بے جرعہ شبہ ہر نصہ شرائیم اکنوں سوئے دعا ہم تختہ عنان بستایم اول ہمیں مفید از ہر دعا و ہر ایم تا چون حسن بنی در ہم نان بود ہم ایم انعام عام روزی سر روزیں جنایم</p> | <p>چو گاہ چور کف آرد تا گرد گئے گردو ایں روز خوش کہ دارم درد و رشاہ حق نقل مرا گشتہ از دو لوتش نصیبیم تا خیمہ نصب کردم در عرصہ گاہ و دش اوج سپہر مجلس فوج فلک مرئییم یک شکر نعت حق بہتر نصہ تنعم چوں ہر طرف کشیدم خوش سخن بجالاں باد اعز میت شدہ در ہر خط مسلم باد ہمیشہ ہم پر خاک آستانش باد ہزار سالش ایں جاہ با جلاش</p> |
|---|---|

۶

دوش ایں دعا کہ گردم بر شد با سہما نہا
از غرضش برگزشتہ میگشت مستجابم

۱۱۱

جانے دگر ز جام تو در تن در آوریم
اکنوں علم ز عالم عشرت آوریم
و در ان چو تہ فلک اخضر آوریم
ما ہم نشا رقت دم او گو ہر آوریم

ساقی بیارے کہ دے خوش آوریم
عرض استدم یکدم را در صفت
زاں مے کہ او بد و رقیق قہا کند
شا دئی ما ہمہ قدم شہر یار مات

۱۲

سلطان علاء دین کہ چو ساغر کند طلب
اے بس مے مراد کہ در ساغر آوریم

۱۱۲

دولتے از حق تعالیٰ یافتیم
 خسرو اعظم مستزین حق
 قدر اور ابا فلک کردم قیاس
 ذات اور ادب و صفات
 بزم او فرخند تر از بهشت باغ
 شد کف در بخش او دریائے جود
 چشم بد دور از چنار دریا کرد
 از خیالات بخش در ضمیر
 در بهارستان مداحی او
 در سواد خط معانی شناس
 در منت داشتیم دیدار او

دست بوس فلان لایاقتیم
 کش ز حد مدح بالا یافتیم
 پایہ قدرش معلوم یافتیم
 راست چوں خورشید یک یافتیم
 جرعه دانش جام مینا یافتیم
 من در دولت زد دریا یافتیم
 چشمہ خاطر مصفا یافتیم
 ہر چه می جستیم ہیا یافتیم
 بلبل ہر طبع گویا یافتیم
 در شبہ لولوے لالا یافتیم
 شکر حق را کائنات یافتیم

۱۱۳

خواستیم صد سال عمرش بر مراد
 این مراد از حق تعالیٰ یافتیم

۱۳

چون چشم نیمست تواند جفت تمام
 میخواست صبر دل غم گذر کند
 لایق است بالمشیت بادت
 آوازہ از قد تو شد مغل را بلند
 چند آن شک رفتن تو خوش گریخت

دست تو شد بر بخت خون ماتم
 غم نیست زانکہ عشق تو گرفت ماتم
 دعوی سرو باقد زیبایت تمام
 اسباب از رخ تو شد ہ ماہ را تمام
 کاندہ میان خوش فرو رفت تمام

حسن و حسن چہ روایت کند کہ است
سلطان علای دولت دین خاصہ
نام محمدت بنام ایزد آمد است
ختم تو خواست خرقہ پوشیدہ ہم نیا
شنا باقصید کہ مراد شنائے تست
من ہم تمام میکنم این نامہ اجواب
در اخراج شنائے ششوز من
اسکندر زمانہ تویی دور دور تست

چون دولت شہنشہ فرمانروا تمام
ہر چہ از خدائے خواستہ دادہ خدا تمام
بر خلق و خلق بر صفت مصطفی تمام
اند رستم خانہ یکے بوریہ تمام
نیمہ رویف کردہ دلے در شتا تمام
کر فضل او مراست ہمہ نہایت تمام
کاندر مدیح طاقم و اندر شتا تمام
مانند خضر در کشن جام بقا تمام

رویف (ن)

۱۱۴

۳۹

اے بصف صنع تو پویاں شہ چرخ بریں
پایہ قدرت منزہ از سما و از سمک
قدرت تو از بسا تین نقش بندہ در جنان
اے فلک چوں حلقہ قائم مدور ساخته
حکم تو چوں سخت در دریا نام صلاب
کیست جز تو تا کشد در جلوہ گاہ گل بریں
روح حکم کاملت را ہم متابع ہم مطیع
شوق تو در سینہ منظر ان روح و عقل

ایں کردہ جز داغ تسلیمت ندارد بر سرین
دقت فضلت مبرا از شہور و از سنین
حکمت تو از مشیمہ پردہ پوشے بر جنین
نیت بر نہ خاش جبر نام تو نقش نگین
شد شکہاے صدف آبتن در شمین
از پس ہر پردہ چندیں لعبستان نازنین
عقل و فضل و افرت را ہم رہی ہم رہیں
طوق تو در گردن گردن کشان شرح دیں

اے خوش آنیو انگن کز یاد نامت یاد
 لشکر نمرود صف شکر تو پشت
 باچو تو قہار مائی مہنی محض خطاست
 اے بفرق ہر سر از تاج تو دولہا عیاں
 رو پریش ہم بروں آورد از خوف و حزن
 بردرت آلودہ چون آیم کہ نتوان آمدن
 با کہ آویزم مباد اگر بخشی تو اماں
 غرق بحر غفلتم در ماندہ درد گناہ
 بحر شفیع آوردنی در سن نہ بسینی ہیچ کا
 اول آرم آخری انبیا را عذر خواہ
 آنکہ می آویختے در ذیل اوروچ القدس
 واں سرفرازانہ ہنگام سجود از آسماں
 واں چو سبزہ سر بنجاک از شربت نہر آزمائے
 واں بلائے کوچو نورینت اشک از دیدہ صا
 واں میانی کو کیے با کو کب فقرش قرار
 بو ضیفہ ہم شفاعت خواہ می آرم دگر
 پس شفیع آرم ربیع جن شیم ہم را بہ
 آبروے خواجہ ثابت آنکہ ثابت داشت دل
 آن حسن کو بود بصری دیدہ دیں ابصر

خراج از ناز و نغمہ و منہ رخ از ما بر میں
 اے تو سلطان ازل باتو کہ یار و کردیس
 خاصہ از چوں ماضی چند از ما ہمیں
 وے کینج ہر دل از تو گنج دانشداد میں
 کر عقیوب خایفم و ز عاقبت گشتم حزن
 و رہشت پاک با دماں تر از پارگیں
 وہ کعب با شتم مباد اگر نباشی تو میں
 از کرم در مان من فدا چو دیند چمن
 ایں چہ آوردم بر جہمت یک نظر در کو میں
 نور خلقت را خستین و در دعوت را پس
 و آنکہ می بگریختے از ظیل او دیو لیس
 واں کوہ افشاں ہنگام کوع از آستین
 واں چو لالہ رخ بنجوں از خنجر خواباں میں
 واں ہلائے کو شفق سال داشت دل در حیراں
 مطلع زہرشن اقرار زہادت بتقریر
 شافی کو بود مر دیں ضیفہ امین
 خلوت خدائیاں باغ غلہ جو عین
 حرمت دآود طائی آنکہ طیب داشت میں
 واں حسن کو بود نور می نور طاعت میں

آن حسینی کو بتعریف عجم بستے مکر
 پیر بطام آنکھ بحسرت بطنایش بود
 مالک دنیا را ز صدیق بل گنج صفا
 بوسلیماں آن شہ آتنا تلبیش سمر
 آن سعید رازی از راز روشن ناگشتہ نگ
 سہل عبداللہ صیتش رفتہ در سہل و جبل
 خیر نایب آنکہ با غیرے نشد در بافتہ
 احمد حضور یہ آن آفاق را خضر و گر
 ذکر و انون و حدیث صفوت سیفاں عجم
 رفت رزاق و سر و سر و خواجہ اصل
 شیخ عبداللہ انصاری نیار ان بزرگ
 در دستان سہر یعنی سہر و دی کہ داشت
 آن یگانہ و وصف بحسرت مولانا فرید
 پیر ابدال صفا پایفت ترا ضیعیست
 حق دین پنجہ کہ بخش از پنجہ نفسم خلاص
 می طہ چون نامی اندر شہ از سودائے چاہ
 سین و ایش بشین شکر خود گرداں بدل
 ابوعینے ساخت کہس او ہم این خمیں نوشت
 گرز فلک لاغزش حرف بہ تحریر آمدست

وال جنودی کر بنید صدق بکشاوی محبین
 پورا دہم کا دہم اخلاص و دوش زیر زمین
 شبلی آن شیر صف عشاق بل شیر عریا
 بو سعید آن دہ آیات سعادتش رزین
 وال شفیق بلخی از بلخی خوش گمفتہ صین
 صالح مرئی صلاش حاتی اہل یقین
 پور صلاح آنکہ خود را پنہ کردار
 احمد غزالی آن اسلام را جبل المتین
 بزرع فانی ل معارف شمس العارفین
 خلوت خواص و قرب قائم خلوت نشین
 خواجہ عبداللہ مرداں پیر مردان گزین
 ہم جلالت و تصوف ہم نہانی نظیرین
 عین علمش آفریدہ فر عالم آفرین
 میرا و ما د مبارک روئے سید نورین
 بوکیجا از سر این سگ برآرم پوتین
 شہ اول سین و داشتہ بلے داشتین
 حرمت سینی کہ بودست آن نزدیک توشتین
 چوں نفیض دہم غنیش را بر این
 ہم تو از غیث سماعت شہ آفرین

اے محمد شاہانِ عمر ازواجِ فضیلت زلہ خواہ
دربائے اعتقاد نیست چینی از صفا

و اے محمدستانِ مشرق بنامِ جودِ جود
از تو ام تشریف آں یک پدین از ملکِ گیتی

۱۱۵

دانست یا حتی یا نیوم تا جان در تن ست
ور تو رحم آری بگویم وقت جانِ اوان نہیں

۵

زہے مبارک ساعت زہے خجستہ زمان
ظفر جنبہ کش فوج عاشقِ بدوش
ابو المنظر سلطانِ علاء دینی دین
کشادہ قلعه کفار کردہ قطعِ عدو

کدی در آید در شہر شہر یا جہاں
زمانہ خد متہ آرد فلک تبارِ افشاں
کہ با تو بایہ بر ہم جہاں سلطان
بتیغ ہندی بگرفتہ ملکِ حندستان

۱۱۶

خداش در سفر و در حضر نگہباں باد
کہ عدل اوست نگہبانِ عرصہ گہیاں

۱۳

طلوع کوکبِ فخرت ز افقِ سلطان
تبارک اللہ دینِ ہدی چہ نور گزشت
سر سلاطین سلطانِ علاء دینی دین
ابو المنظر شاہ جہاں محمد شاہ
مقررست کہ در ملکِ مشرقِ مغرب
بدفعِ تعبیر گردانِ ملکِ امروز
عدو ز خشم جہاں چشم بد نگاہ کند

سعادت ہمہ آفاقِ آخر سلطان
ز روی انور و رویِ منور سلطان
مدارِ کتبہ ملک و ملکِ در سلطان
ظفر تباری فوجِ مظفر سلطان
شہ نہ بود نہ باشد برابر سلطان
نگر چہ حجبِ قطعیست خیر سلطان
ز دور چون نگر دگرد لشکر سلطان

| | |
|---|---|
| <p>چو آفتاب ز پاشیدن سلطان چو شور کردن دریا گوهر سلطان بزیر رایست اسلام پرورد سلطان که انتقال سولیم و جاکر سلطان حسن فکر نیست غیبی شاکر سلطان</p> | <p>همد ز زگری آفتاب جیر اند شرک باری ابرار کف شسته است هنر آشکر که می پروریم جان در ناز ز بعد بندگی حق همین تفاخر پس همیشه فضل الهی رفیق سلطان با</p> |
|---|---|

| | | |
|-----------|---|------------|
| <p>۴۰</p> | <p>رضای سلطان سایه کند بر سر خلق همای چتر جهانگیر بر سر سلطان</p> | <p>۱۱۷</p> |
|-----------|---|------------|

| | |
|--|--|
| <p>غره ماه می دهم شراره عسمر جاودال خواند سرای شاه را احمد سراود مع خواں خنجر مهر تیغ زر طره صبح طلیس از اثر علو و عین بلا کش عیان حافظ نقد و ملکین اسب گنج بحر کاں چمن محمد امین کافه ملک را اماں چتر جهان نمائش سایه و رائے لامکان بین او اوبل است از شب قدر شد نهان سوره ملک در ضمیر آیت سج بر زبان صبر که بدریده زه گوشه گرفت چو کماں صد یک ازان صفت کفتم گرتوان نمیتوان</p> | <p>موسم عید می نهند خوانچ عید و میاں عید چو نقش بندگی بسته نطق بندگی منبر عید شد فلک خطاب نام شاه را فر خطاب خسروی و دل تباقت بر افق شاه جهان علایق خاص خدا علی یقین پشت پری محمد اں کوست زوے مست تیغ جهان کشاں را صیبت بکشتن چیت چتر سیاه او چتر رونق عید عید زو خنجر تیر طبع او حرف بحر داشته شاه چو کمان ملک را کرد بیدل چاشنی چند و جهاد کو نمود از سپه سده خنیا</p> |
|--|--|

آنچه که کرد میکند بهر بقائے دین حق
 حصن قوی که بر شیدانی حضرت انجمن
 خلد ز منظرش غلج حرج ز لنگرشن زبون
 و هم بشر کج رسد و حد ارتفاع او
 ذات جهان کشائے شه باو سلم از فتن
 شاه جهان که مثل او چشم جهان ندید هم
 به چو سکنه آمد طالع شاه پیش قوی
 داعی شاهزاده ام خود بغایت زل
 عهد شهبان و گرش باو ز قریب افرو
 اے فلک آنچه دیدہ از خلفائے ضعیف
 مجلس عید گاه میں رونق بارگاه میں
 خاتم جم در آستین باغ خلیل نظر
 صفہ بارچوں فلک صف ملک چوں ملک
 چتر سفید بر سرش باز چو زیب می دهد
 بر تنه مصطفی سیر چتر سفید گویند
 اے بزمان دولتت گر که مرئی ربه
 دست تو ابر مجلس است اینت عطا ایزد
 شاه مبارک اخترے اختر اوج سلطنت
 عید ز عدل تست خوش نمن خوشی که میشود

هم بخدا اگر کند جز که م خدا گاه
 عاشق شکل او ست دل عاجز شرح او بیان
 از سر رفعت اینچنین از دصولت اینچنان
 هست فرود خندش هفت صفا آسمان
 زانکه بدو تو شوار سلام شد جہاں
 شاه جهان چنین سرود داده و جہاں
 آئینہ مقاصدش طلعت شاهزادان
 در نظر مبارکش حضرت قاست خضر خان
 در ہر وصف بیقرین رہم حساب قراں
 بر در شاه ما گذر وصف گذشت بہا ہاں
 فرش ز اطلس فلک پر دہ زندس جہاں
 شربت خضر در قح خواں سج دریاں
 شاه دو چترش از دو سو ماہ میان فرقدان
 راست چو سج رو کشہ آمدہ آفتاب
 ز ابر سفید مصطفی ساختہ اند سائبان
 دے بزمان رحمت ماہ رفو گر کتاں
 تیغ تو برق معرکہ اینت بلائے ناگہاں
 بحر بلند گوہرے گوہر کان کن فکاں
 عقل نخست او گر و سر نجب راو گراں

| | |
|---|---|
| <p>دشمن تو خراب باد از مے محنت زماں خون عنب چرخورم آجیات در دہاں کاب ہم از تو یاقتم زور دولت تو ناں از کرم تو بزمے انس و بلے انس جاں خلق تو چوں می بہشت آب جوئے جاں وے شدہ بزم گاہ تو حیرت بہشت بوستان ہم بہیدہ تر سخن ہم بدح در فناں عید در آید و شود جشن زمانہ رازماں شادی دل نفس نفس نصرت حق ناں</p> | <p>مے چہ بود چوست شد خلق ز جام جود تو یا تو بر لب آنگہ بادہ کشم خطا بود جز بشارت مباد از نہاب کے خورم گو ہر شادیت کرم از پے آنکہ میرسد فکرت تو چو جام جم آئینہ جہاں منائے اے شدہ بار جائے تو غیرت بہشت نظرہ خاست بہشت تو حسن از دو جہاں یگانہ تا ہوائے مجلس از پے نسل و زماں جشن تو باد نو بنو عید فتوح و مہم</p> |
|---|---|

۲۱

تخت چو تخت دیر پانچ چو عمرش چتر سا
عیش چو عیش بیعد و عمر چو ملک بیکراں

۱۱۸

عالم چو تخت خسرو عظم گرجاں
سوسن بشکر فتح شہنشاہ ترزباں
چون عرضہ داشت فتح سپاہ خدا یگاناں
عالم فرزند گوہرے از کان کن فکاناں
عمرش چو عمر خواجہ جنبہ باد جواداں
اداعہ دل او بد و آخر از ماں
چشمہ کہ در میسائے دریا بود رواں

مہد صبا باحت گلزار شد رواں
بلبل بیا غنچہ نو خیز خوش نواست
اوراق غنچہ بریں کہ چہاں نو بنور سید
سلطان علما دینی و دین شاہ بحر کف
سہ مہدی محمد اسکندر دوم
آفتاب فضل او شرف اول البشر
تیغ جہاں کشائے کف گنج بخش بوست

خمش بیان سید به از غم فلک نهاد
 مختم بقدر خویش روانستان
 غفلت ز زبان بزم چرخ بازگشت
 چرخ آفرید مرا کب خاص شنیده است
 نوروز می کنند جهان و لیک کرد
 از تیغ بندگان شد و خوان اهل کفر
 کفایت گشت که روز شمار هم
 آنکس که استخوان بزرگ آوریده
 این از کمال دولت سلطان عالم است
 تا آسمان نشاء تقدیر ایزدی است
 گیتی شنبه باد بهم عمر بنده وار
 تابنده هم نشین می بخشنفس
 تا روز هست نصرت غیبی ندیم او

از گزشت به بگردن او سنتی گراں
 اول بوس پس صفتی کن اگر توان
 گفتیم چرا تو گفت بلند است آسمان
 در روزان محس چو کلاه کشتان
 نوروز فتح لشکرش بنشیند جهان
 صحرائ جنگ بوس تن بودار غواں
 فهم فرشته باز نیاور شمار آن
 یارب چگونه خود شکستند استخوان
 وز راه کاغذ روی و بخت کامراں
 گیتی نقش بندی او یافته نشان
 سر بر زمین طاعتش آورده آسمان
 اقبال هم کاسب می بخت همعناں
 چون شب سید دولت بیدار پاسبان

و در کمال حسن که جهان او پس است
 تا عیب پوش جهان را غیب دان

۲۰

۱۱۹

جهان آفتاب دین زین اسایه نیرد
 عباد الله را راعی بلا والله را سلطان
 کشاده کشور و موم گرفته ملک هندستان

ز به اسلام را حجت خیمه آفاق سلطان
 امور ملک را ضابطه روز غیب را واقف
 علاء الدین والدینا محمد شاه دریا کف

بنام نیرزدی چہ تیر شدہ دیں داکر عظمت
 برخ نوری واد چتر و چترش دیو دولت
 بہ برہان اطمینان اللہ ہمہ عالم مطیع او
 پناہ شش جہات گیتی مقصود کردوں
 ہمارا دروب و مراد خلقت عالم
 کمند قدرتش افگندہ در جرم عقہ
 ملک با عزم او محرم فلک با جنم او ہمدم
 کشف همچو کف موسیٰ حاکم گشت شغل
 جہاں از عدل او بنیم چمن از خلق او خرم
 حشم از جایش افزودہ خدم از جودش آسودہ
 جہاں را فرشتہ برکش گیر با آن زینبت وافر
 بساط بشن اورا خلد از ہر سو گل افگندہ
 زبس دادند صد کار جوافر و شش صد مولا
 شائے بے بدل گفتیم دعائے بے ریا بشنو
 ہمہ اندیشہ ہا صاحب ہمہ تدبیر ہا فرخ
 سہ جہاں نفس سلطانی چون تخت تاج خیر شدہ

پر جبریل را ماند سواوشن چون خط فرماں
 بتن پشت پناہ ملک و ملکش دادہ سبحان
 بفرمان رسول اللہ ہمہ گیتیش و فرمان
 خراج اسان ہفت اقلیم تو بخش عا پرکاش
 امین ملت احمد امان نمرہ ایمان
 سمنہ و توش آوردہ صحن فلک جولان
 وفا و رنج اوسا کن ظفر و قلب او مہاں
 حیاتش جو حیات تو حشمن غرق در طوفان
 مہ از خاکش روشن روشن از فرشتہ نشان
 ستم در عہدش آوارہ جہاں از عدلش آبادان
 فلک را کشکبیر شکر گئے با آن دست ایں
 نثار فتح اورا ابرو از ہر طرف باران
 چو خاقانیش صلاح ہزار شین چو خاقان
 بقایش با وجہ و کمالتش با و بے نقصان
 ہمہ امید ہا حاصل شدہ ہا آساں
 دو چشم اندر سر دولت خضر خان تمبا کر خان

۶

علی کردار دیگستہ جہاں در خدش قبر
 محمد و آردیں پرور حسن در خدش حیات

۱۲۰

اے دست منزکہ روح الامیں | آساں در پیش تو سر ہر میں

| | |
|--|--|
| ذات پاکت آیت از حجت نام تو تعویذ اصحاب مرض زمرہ دیں راجبہ تو یسار دستگیر اول و آخر توئی | من چہ گویم رحمت اللعالمین یاد تو شد دی لہائے غنیں حضرت حق را بجان تو ہمیں اول و آخر ہمیں گویم ہیں |
|--|--|

| | | |
|-----|--|---|
| ۱۲۱ | یک نظر گرد حسن داری شود این ہمہ غرہ ہواش در تین | ۷ |
|-----|--|---|

| | |
|---|--|
| نہے محراب شمع و قبلہ دیں تو بر تخت نبوت شاہ بودی ترا آرزو شد بنیاد ایں کا ز درویشاں کہ سلطان فقر ضایت شرکے دادہ ز قرآن الا اے مردم چشم دو عالم | نبوت راز تو امکان و تکمیل دیں عرصہ نہ شد بودے نہ فرزین کہ آدم بودین المار و الطین توئی امروز سلطان السلاطین پس آنکہ قلب آں لشکر چہ یاسین یکے در حال ماجپار ہا ہیں |
|---|--|

| | | |
|-----|---|---|
| ۱۲۲ | دعا ہائے حسن در دین و دنیا بآمین تو مقصود باد آئیں | ۹ |
|-----|---|---|

| | |
|--|--|
| دل اسلام شد خرم دل اسلامیان حصار فتح شد اکنون ہر زندانہ از نوے نگر تافلشہ آورہ بر قومے کہ بود انجا | فتوحات فلک صد نفع و فتح شاہ صیدیاں بشارت میدہد فتح و گراں ہر بندیاں بجائے گل ہر سنگ و بجائے دل ہر بندیاں |
|--|--|

| | |
|--|---|
| بلے اس معجز است شمشادیں پر شہ عالم علارالدین محمد شاہ دریا کف فلک را گنبدے پندار در گریبان خورش جہاں گزرد سو گندے سر شاہاں گہے کنوں دُرے کز سسک ملک امر و در تریب نظم آورد | نہ در و ہم خرد گنبدے در ہم خرمندان کہ از باد سنناں او چو گل شد عالم خندان مہ نوطاق خوش آئینہ خورشید زنداں بود خاک کف پایت سرائی جہاں سو گندان حسن جانشان را ز رکاب خسرو افگندان |
|--|---|

۱۴

جہاں تباہت او باشد خداوند ہمہ عالم
معین جاہ و ملک و خداوند خداوندان

۱۴۳

| | |
|---|--|
| روا بود کہ کند اہل آسمان زیں سر ہمہ خلفائے امم محمد شاہ ز فرق تا بقدر متاج و تخت دولت ہمہ پندگی شاہ راست روشدہ اند خدا کند نشانیش خواند ہمہ اول چو او کند نشانیت سین تحیں حرف مرا کہ طوطی باغ لطافت است لقب ہر ارفال حسن برین انچنان نبود نفس کہ میر نم از قدر دولت شاہ است چو دین و دنیا و حفظ و در مونت اوست ہمیشہ قاعدہ دین برد و قوی با دوا | دعائے دولت سلطان علار دناؤیں نداکیان فلک چہ آفتاب نگیں جہاں ندیدہ چو اوتاج بخش تخت نشین نماند کج روی امروز جس نہ در خیزیں پس این خطاب نمایند تا بروز پس بلے چگونہ شود و ورین ز صحبت شین شدہ ز مایہ تکر و دست شکر چیں کہ بشنوم ز شہ شہ قی و غرب یک تحیں و گر نہ حد من مختصر بود چندیں خدائے عز و جل خواہش حفظ و معین بنور روح محمد بحق روح امیں |
|---|--|

۱۲۴

زہفت چرخ شاد و ستارگان حسنت
ز چار پیسہ دعا و زعفران شہ آیین

۹

اے خدایت برگزیدہ از سلاطین جہاں
جاوداں در ملک فرمان کہ بہر دین حق
ہر نفس فرعون گرگی می نمود ناچسبہ پاک
یامعی آید مرا از میت استاد قدیم
آسمان صد ہزاران میدہ آخر کو نیست
نہے مبارک ساعت ز پنجہ خجستہ مکان
ابو المظفر سلطان علماے دولت و دین
کشاد قلعہ آفاق و کرد قطع عہد

ولہ

تا جہاں باشد تو بر تخت جہانبانی بہاں
الک الملکت بخشدست ملک جاوداں
چون موسیٰ خواست بردیں دین و دہشت راہاں
شاہ ہم پسندش زیرا پسندیدہ است آں
تا ترابہاں بدست دیگرے نہ بدہنماں
کہ می در آید در شہر شہریار جہاں
کہ باد تاباید بر بستہ جہاں سلطان
بہ تیغ ہندی بگرفت ملک ہندوستان

۱۲۵

خدا شس در سفر و در حضر نگہباں باد
کہ عدل اوست نگہبان عرصہ گہباں

۷

امروز وقت صبحدم آمد من سوئے من
دور از تو حالے داشتہ تیرہ تر از گیوئے تو
آہوئے صبح آراستہ مغرب نہ میراستہ
با من اسد در آسمان گر پنجہ اندازد چہ غم
سلطان علما الدین کہ باد انق نظر ہا سوئے او

زیبائی از انچہ لوبہ و از ماہ زیبا روئے من
حالا چو شمع در رسید آئنا شگہوئے من
صبح این طرف ماہ آن طرف خورشید ہمزانوئے من
اکنون کہ بہت از نام نہ تعویذ بر بازوئے من
استی ز چشمہ رحمت دار و نظر ہا سوئے من

| | |
|------------------------------------|---|
| چونکہ من بندہ شدم درگاه شاهنشاه را | اگیتی غلام میشود ترک فلک بندے من |
| ۱۲۶ | از شب گذشته چارپاس از من گذشته چار من من در گذشتن یا شب شب یا هم پہلوئے من |
| ۴ | فاتحہ بر خوان پس اخلاص با آن یارکن نثر این شاه فلک قدر ملک مقتدر کن فتح موسی کار فرس فیض عیسی کارکن |
| ۱۲۷ | حسن گوشت خیزیے از برائت نیم جانے ہست با صدق تمام ایشا رکن |
| ۵ | عدل تو پناہ اہل ایمان جان عرب و عجم الفغان صیت کرم تو در خراسان وزراے تو جسم عدل اجاں بادات بہر و بحرستان وز دشمن خود غر بنشان |
| ۱۲۸ | جامے بکف نشاط می گیر رنختے بصف مراد میراں |
| ۶۴ | ایوان کہ ہند پائے شرف بر سر کیوان |
| امروزہ خوش پردہ کشیدند بر ایوان | |

تا کنگرہ عرش شد افراشته منظر
 بر صحن و طبق میوه و مجلس نسج انگیز
 پسیلان عماری کش ازین آید آیند
 ہر ہفت ستارہ گہرا نشانند با انواع
 بر بستہ پیلان جبر سے از رویا قوت
 بر جیں چو زہرہ است ازین تبس و قیاس
 ہم مجلس نشہ خندہ یکے تازہ بہارست
 بادہ چہ تو ان گفت یکے شربت کوثر
 رضوان نگرید آمدہ در صورت خانان
 میدان شہنشہ نہ زمین ساحت گروں
 بر آتش خورشید سپند آمدہ کو کب
 مرغ بران شد کہ فرود آوردہ اورا
 زرتخش سلا الدین سلطان جہانگیر
 اے پشت پناہ امم و بازوے خلقت
 خواہم ہمہ سالہ ہمہ اقلیم مطیعت
 چشمت سوئے شہزادہ و دست سوئے باد
 آن شاہ مبارک کہ ازو چشم بدان دور
 یک شاہ دگر نیں مبارک قدم آمد
 شاہا تو نگہ داشتہ قاعدہ دیں

از جملہ فرود و س شد آراستہ ایوان
 از بام فلک اختر دولت گہرا نشان
 تاشاہ نظارہ کند آن کوہ خرامان
 ہر ہفت فلک نیز متق بست بہر سال
 برگرد عماری کمرے از در و مرجان
 اقبال چو خجستہ بایں مایندہ ہمال
 ہم بادہ گلنگ یکے تازہ گلستان
 مجلس چہ تو ان گفت یکے رضو رضوان
 از جوے بہشت آب نہ در و در میدان
 خورشید شدہ گوئے دمہ نوش چو گال
 گردوں شدہ چوں کنگرہ گنبدہ و راں
 پاکوشتن ترکی در مجلس اس سلطان
 سلطان جہانگیر و شہنشاہ جہاں باب
 اے دیدہ اسلام پسندیدہ سبحان
 خواہم ہمہ عمرت ہمہ آفاق بفرماں
 ہم خضر تو از زانی و ہمہ شہیمہ حیوان
 خاک قدش روشنی دیدہ دوراں
 ہم بر تو و ہم بر خود و ہمہ بر ہمہ ارکان
 دیں را تو نگہبان و نگہبان تو یزدان

| | |
|--|---|
| اے شتی عدل از قدست نازد بیک حال بادات خدایا رب کار که باشی هر روز شده کار با قبل تو روشن دولت بدعا و به ثنایت شد حاضر | چون نوح حیات طلبم مگر دو چندان دشوار ترین کار با قبل تو آسان هر لحظه زده اشوب بمیدان تو جولاں من بنده حسن بر تو دعا گو می و ثنا خواں |
|--|---|

۱۰

روایت (۹)

۱۲۹

| | |
|--|---|
| فرخنده باد بر ش آفاق سال نو سلطان عمار دولت وین آنچه چون بهای روئے عروس دین محمد جمال فیت باز نیست تیر شه که نیم از دست شد پرد نیز از دیر شاه محل مانند چوں بدید نقش نجوم راز پیستخ زانوش از نور بر کشد اسرار حاجت او فند طبع حسن شد آئینه چوں هر نفس درو تامی شود پدید ز تقویم کن فکناں | اسلام راز روشن روز فاعال نو داد از کمال عدل جهان را جمال نو از چتر شاد خدایا افزو جمال نو بکشاده در هوائے طفی سر و بال نو هر روز ضبط عرصه نور انشال نو اعداد وفق دان و منو سفال نو بهر لکاب دولت اورا دوال نو رومیدد برز بکر معانی خیال نو حرفی بروز نامه ایام سال نو |
|--|---|

۶

شهر و بوستان بقا باد آمده
هر بار باغ دولت اورا نهال نو

۱۳۰

| | |
|---------------------------------|-----------------------------|
| گل خواهم از جهان می چوں گلاب تو | در در ناب ریخت یاقوت ناب تو |
|---------------------------------|-----------------------------|

| | |
|--|---|
| روزے بہ نیم این شب اندوہ خویش را جائے دو کبک بر سر آتش بہ اشتہ اشب بیدہ و دلم اریسہاں شوی گفتے حسن خوش است کہ گویاش کردہ گفتی جواب خوش بہت بے تو خود بیا | صبحے میدہ دئے چوں آفتاب تو خرگ تہی و یک بطکے بر شراب تو تا وقت صبح ماو شراب کباب تو درج و در غزل شہ مالک رقاب تو دالی چہ سرق ہاست میان جاب تو |
|--|---|

| | | |
|-------|---|-----|
| (۱۳۱) | خواہم کہ در خسرایہ من سردروں کنی من باشم و دے کہ تو کردی خراب تو | (۷) |
|-------|---|-----|

| | |
|--|--|
| اے سرنامہ نقش نام تو ماچہ در کج عنق ماندہ ایم عاجزے چندیم و لانے از فضول آنکہ کہ منابہی آدم شنود اے خوش آگوشہ نشین کار است ہست مالا مال جام حمت | نام مادر دفتر انعام تو اے کلید گنج دولت نام تو دست در فراکش نسل عام تو نما عالم زاوہ اکرام تو گوش اور اصدق پیغام تو بندہ را یک جہ بخش از جام تو |
|--|--|

| | | |
|-------|--|-----|
| (۱۳۲) | سر نہد بر نقش نام تو حسن اے سرنامہ نقش نام تو | (۷) |
|-------|--|-----|

| | |
|--|---|
| اے سر پردہ جان راہ تو روح قدس شروہ دہ مقت | بام فلک پایہ از جاہ تو روح آیین پایہ کش راہ تو |
|--|---|

| | | |
|--|---|----------|
| <p>معنی والتیس شب گیسویت ز آمده و رفت سانیده حق سپهر آمده چون کودکان ذره از نور نگرود جدا</p> | <p>واضح طاس با رخ چون ماه تو آگہ در دل آگاہ تو در پند دولت بر نہاد تو ہر کہ چو ذرہ است ہوا خواہ تو</p> | |
| <p>۱۳۳</p> | <p>اے سگ درگاہ تو میکن حسن سگت کہ خاک سگ درگاہ تو</p> | <p>۸</p> |
| <p>شاہ رسید و میرسد کو کب شکار او رایت فتح بر پیش فوج فتح کشورش خاتم ملک در بناں مهر دوام نقش او شاہ جہاں ملای دین ملکات بنوم ہیں شرع نبی و دین حق نشو و نما زک و فر از اثر سعادتش عمر ز حد زیادتش باز چو در سفر رود نصرت غیب ہمیش</p> | <p>ماہ رکاب دولتش چرخ رکابدار او اختر سعد یاورش فضل خدائے یار او الیق چرخ زیر راں گنج ظفر نشاں او بر ہمہ غالب آید دولت کامگار او یافت بہمد مصطفیٰ باز بروزگار او عدل چو دعادتش بیل چو فضل کار او باز چو در حضر بود حفظ خدا یار او</p> | |
| <p>۱۳۴</p> | <p>بنده حسن بعد زمان داعی دولت تو شد خسرو اختیاراں بود مایح روزگار او</p> | <p>۵</p> |
| <p>فرخندہ باد بر شہ آفاق ماہ نو سلطان ملای دین و نیا و دین آفتاب ملک</p> | <p>چون ماہ نور فضل خدایش جاہ نو عکس ہلال رایت اعلاش ماہ نو</p> | |

تاج شہی تارک او باد تابد
ہر دم ویریں را دق اقبال نصیب
ہر روز در رکاب ستا در سیدہ باد

گل بر سر پرستہ ز غنچہ کلاہ نو
از کار گاہ فتح و ظفر بار گاہ نو
از فوج فتح و لشکر نصرت سپاہ نو

۱۳۵

روایت (۵۵)

۷

کمال معرفت آرزو ست بال بد
عروس تکی آساں جہاں نہاید
منال دنیا چنید یاد خواہی کرد
چو دیو با تو سگالہ کج جمع کن زرد و سیم
جواب سخت مہ سائلان مسکین را
نہے خجالت وقت ابرو درویشہ

شرف ہی طلبی مایہ وبال بد
ہر آنچہ بہت فدائے چان چال بد
بریں منال ازین پیشتر منال بد
بنام نیکو و کوری بد سگال بد
حصول ہر دو جہاں ہم بیکال بد
یکے بگوید خواہ نہ کو اقبال بد

۱۳۶

نگار زر طلبہ از تو اسے حسن زر کو
سرے کہ داری پائے او بہال بد

۱۳۷

کہے باشند آنکہ ہوسہ ز غم آستان شاہ
پیوند جان من نظر رحمت شاہ است
سلطان علاء دینی و دین شاہ بحر و بر
شاہ جہاں محمد شرع محمد نیست

سجدہ بر ہم مجلس راحت رسان شاہ
لے ہر کجا کہ جاسنے پیوند جہاں شاہ
از شرق تا بغرب ہمہ ملک از آن شاہ
اندر پناہ مملکت جہاں شاہ

زیر اکہست دین حق اندر امان شاہ
 و ان چیت نامت گرد و میان شاہ
 ہم نگرند گرد و پیش کمان شاہ
 یک جہ و ان ہفت فلک جہ شاہ
 ماہیم و دامن کف گوہر شاہ
 گر نیم آفریں شنوم از زبان شاہ
 قرصے کہست رابطہ از خوان شاہ
 بندہ حسن کہست یکے مدح خوان شاہ

بے هیچ شبہ شدہ بود اندر پناہ حق
 ملک دوام را کرے ساخت است بخت
 گرچہ کمان ماہ شد چرخ بس بلند
 از جام شاہ چشمہ سرشت خلد را
 دریا اگر بحیب عدم سر فرو برو
 پرورش و چو کام صدف گوش من تمام
 ہر روز از فلک ہمہ آفاق است خور
 در بزم شاہ خوان عایین کہ چو کشید

4

چون خلق شاہ خلق خدا را سپاہاں
 بادا خداے عز و جل پاسبان شاہ

۱۳۶

عرضہ دارم حال خود برائے شاہ
 از چہ از روئے جہاں آراء شاہ
 کا سمان سر می نہد بر پائے شاہ
 از شعاع تاج گردوں سائے شاہ
 چون قبائے ملک بالائے شاہ
 رائے فتح انگیز و نصرت آراء شاہ
 راست چون صیت فلک پیک شاہ
 باد بخت ممالک جائے شاہ

دولت من میں کہ بوجہ پائے شاہ
 ویدہ امید خود روشن کنم
 شہ عمار الدین والدینا کہست
 آفتابے تافت بر گردوں دگر
 تاج دولت بر سر شہ چست ہیں
 قلہا بکشاد و کشور ہا گرفت
 بردش نظم حسن بالا گرفت
 سما کہ تخت چرخ را شہت ہست مہر

شاہ قائم بر بطل مملکت
مات کشتہ پچھیل اعدائے شاہ

عید است با طرب بر یک یک میا داشت
ساتی در آن کشتی ز دریا می دارد بخور
در روئے خور ویدی کہ چو شہ پچھو امتی ندگوں
خوشید در کشتی ماں چون خربہ بیگیاں
از سختی روزہ مگرتا داشت از گرمی اثر
یکسو شد اینک ناگہاں مہر از افق مہر زہاں
عیہ آمد وزد بر زمین قندیل طاق چار میں
برداشت ماہ روزہ پے اکنون سال خواہم
جان از جاممے نوی دل از نوای غم غمی
چنگست شکل قابلیش آدر مجلس حاصلش
برودہ رباب اندر غم از ہر دل اندوہ ستم
بنے زن تہر یکیاں دارد بدیضایاں
دفن ورق کردہ سلب حاشیہ نقشے عجیب
ساتی مہر جانچوں پری شاہ بتان آوری
لعلش لبالب نوش بیکان و سنبل پوش میں
بر نیست خوش خوش بدیں مے آفتش بدیں رو

مے از طراوت کردہ گل مجلس مطرا داشت
کشتی ماہ تو نگہ بروئے دریا داشت
روئے فلک میں کنون بروئے عذرا داشت
زاں خربہ میں آسماں یکشاخ پیدا داشت
چند انجمی لرزیدہ خوربا لرزہ صفرا داشت
می عقد بستہ باجہاں رواز تبرا داشت
برجائے آن قندیل میں جام آشکارا داشت
سی روز شہرے بہر وے دل آشکیا داشت
بتان بزم خسری مرغان خوش آوا داشت
در خدمت اہل دلش مطرب بیکپا داشت
از بہر دستاویز غم خجہ میا داشت
طرفیہ بیضاست آن شبان گویا داشت
چون نخ اہل ادب جلدے محشا داشت
خطش مثال لبری ابروش طہرا داشت
صوت برازے نوش میں منسی مینا داشت
ساغر منقش میں درو سیوہ منفہ داشت

فوج افاضل تاخت اشعار نو پرداخته
 شد در مقام بارخود بادولت بیدار خود
 سلطان علاء الدین که او بادا همیشه در علو
 گردوں بران القاب بر محمد میخواند زیر
 عید از سحر تا چاشت تکه زل زورست از جوان
 شعر حسن شعر متین خاص غزل سحر میں
 ترک من ساقی گرجوں سر و بالا داشته
 این سر و نو پیراسته نوقته دان خاسته
 این ما پیش یک دگر آرنده علوا حاضر
 سودائے چوں من بجای جست خلوا نراں
 رویش پاکے چو دین دین همه لہا یقین
 اے بر و زلف تافتہ حسن ہو شکافته
 زلف از دها و جبر سرخ مهر و بو بہتر ز گل
 من چوں کہ یابم دگر طوطی لبے طاقوس فر
 در عاشق خود میں بیا ولداده دولبر تان
 تو آفتاب کیوں دل باتو چوں سایہ دواں
 صبح از دولت نقش ستم شکم گمراے ماه کم
 چشم تو در ہر چشم زد دستے کند بیرون صد
 کز چشم شوخت و مہم غوغا کند مارا چغم

بعضے مروف ساخت بعضے مقفا داشته
 در دست لولو بار خود یا قوت حمد داشته
 از حضرت اعلام او القاب علیا داشته
 تشریف ہر نامے نگر از صدر طہا داشته
 در حرف اول کن گما اینک ہاں دا داشته
 این شرح و بسط عید میں ہم پے غزل دا داشته
 اندر میں لعل تر لولوئے لالا داشته
 رویش جو عید آراستہ لب شیر خردا داشته
 او در دو ماہ نو گمر صد گونه حلوا داشته
 صد ماہ نورا در زمان زیر تریا داشته
 برگردین پاک میں کفرست عدا داشته
 خوبی و یوسف یافتہ نطق مسیحا داشته
 خط شام و عارض صبحکہ ہر شش یکجا داشته
 طاقوس کردہ جلوه گر طوطی شکر خدا داشته
 گرچہ تن گشتہ و قاتل باتو کیت داشته
 اے از طہاں ابرواں یک شہر شیدا داشته
 شستہ کجا گرد و رقم بر سنگ خارا داشته
 اے چشم توست ابد لب نگ صبا داشته
 تا عدل سلطان اُمم بر دفع غوغا داشته

ملک کند و ازین شهر قاده را داشته
نام محمد شاه را بر چشم بینا داشته
او پایہ کرسی خودش از تنج دارا داشته

سلطان علاء الدین کوئے با ملک او شد بخش
خورشید بہر جاہ را خلسا ص آن لگاہ را
پاویسش تا نامزد از تاجداران بیحد

چترش راے فرقدان زو باد گردہا فرق داں
بخش بسچوں فرقدان عرش معلدا داشته

۴۶

۱۳۹

افلاک انجم یک بیک بر تو تولدا داشته
خورشید آن خورشید اطاعت تو جو داشته
من جاہان دارم کہ آن حاجب سجدا داشته
بخش امل جا ساخته اقبال ملجا داشته
ماندہ عدد در مانگہ چوں رخ ہیجا داشته
گل دشنائے تو چوں ترتیب اجزا داشته
در جوئے جائے سرکش آن ب مجرا داشته
حق پر از یا قوت و زور وے سحر واد داشته
اصداف ابراز را اہا لولہ بیضا داشته
ہم زیر چوگان حکم گوئے زمین را داشته
خاصہ فی را خدا فضیلت پاداشے
رائے تو در اسرار کن حل معما داشته
پیران چارار کاں ازو خاطر مصفا داشته

اے پائے بہت از فلک صد پابلا داشته
اے رایتو خورشید ز اندر علو خورشید
در گاہ تو چوں آسمان شد قبل اہل نماں
آنجاست دولت تاختہ سجد گہ پر داختہ
ذات جہانگیر تو شدہ بخت ممالک سپنہ
اے بندہ خلقت من بازہ بعد تو چمن
شمیر تو آتش نشان چوں از دہا آتش نشان
غنیہ بہر سود و نگر در اینی بستہ کمر
خشنہ کہ از وے لالہا بستہ اگر چہ سالہا
ہم ز آب حیوان کرم وے سوار دادہ ہم
اے دادہ ملک بیخطا چوں در گردن پایا
ارقام ایں لوح کہن انستہ تر پایا بہیں
طفلیست بخت نام جویش فلک قدر و تو

چو خلق باغ خوش تقا کوثر می و ضوا
 طفلیست کونینش بکف نو چارادر اشرف
 بل دیده ام بلغ جناب در برم تو سجده کنان
 ادریس در برم تو شمع جلال داده ره
 میدان سلم بنیت گو از فلک بنیت
 خنکست اگر بینی ز جاذبه معلق زین فضا
 نعلش در میخ انجمن از گیوه نه هر دوش
 دیدم نشانت دیدم هم در عرب هم در عجم
 ترکانست منیم بگیان نصرت بقضی چو گمان
 بود فلک شام و صبح خاکست بود در گداز
 خصم بد اختر را بین برجهت تو بگزیده کیس
 اے دوست بد خوانست قلم دانه در دست الم
 بنده حسن بین سال در مدطاعت این بگ
 پرورده فضل ایزدش ارشاد غیبی مرشدش
 هست اندرین دولت سرافند شکر و مدحت را
 از دولت شاه جهان آسوده پید او نهان
 چرست اگر چه کشته عاقل از دور سرکشی
 اما بهر دست این زمین در بندگی در دواتن
 من ز آنچه برستم تو دل شاد شستم تو

هرست بستان بقادر و تماشا داشته
 دست تفاخر این خلف بر هفت آباد داشته
 همچو نماز مومنان سجده شکر داشته
 جادوب صحن بارگاه از زلف حورا داشته
 از شام ادبم بنیت از صبح شهباد داشته
 عریشست پنداری قصه برفق غیر داشته
 خورشید گردے از پیش بر آسمان داشته
 در ملک گیری چون علم باز توانا داشته
 آهنگ نیما هر زمان بر چین و بغا داشته
 طبع بدین حرف نه نگر آن باد پیمیا داشته
 بگذاشته جبل التین ز نار ترسا داشته
 کشور کشا کردی علم پس عالم آرا داشته
 از بهمت والایه شده صد گونه آلا داشته
 بوده بدایون مولش دلبست مندا داشته
 شکر ایادی ترا دایم هویدا داشته
 ز خود شکایت ز جهان ز جور خضر داشته
 در حق هر یوسف و گیتی یهودا داشته
 از کل اوصاف فتن خود را میرا داشته
 اینک به پیشیستم تو عیثی همیاد داشته

داون بدویشاں نعم اقبال شاہانرا چمکم
 اسے ہر کہ دانستہ سیر بر خاک پائیت سودہ
 چوں حرز بر خوبت دامن ح تر ہفت آسمان
 اسے با کفست دیا چو خن بر ہر در نظمت ہوس
 نظم حسن میں بر محل نظمتے بیس شے مثل
 کردم بہن خسروی بر حکم فرمان سوری
 از شعرا دلی یاکاں مایہ گرفتہ رایگان
 منصف شے در بحر و بر انصاف میدہی نگر
 تا خود بریں چرخ بریں شاہے بود از راچیں
 صد سال فائت پادشہ چوں تاج بر تخت گ
 صد سال اگرچہ شد ششم صد سال برے با دھم
 روحانیان اندر نہاں در دو عایت در دہاں
 کرد بیباں از جاہ توراضی بر ستم راہ تو

بہرام ہم بود از کرم میسے استیاداشتہ
 چشم ضائع تو نظر بر جان انا داشتہ
 اہل میں تعویذ ساں بر ہفت اعضا داشتہ
 عین عنایت نفس بر اہل انشا داشتہ
 ہم وصف عید و ہم غزل ہم مدح غرا داشتہ
 تا ہم ردیف ہم روی غاقانی آسا داشتہ
 شعرش نہ داغ شایگان نہ عریطی داشتہ
 اینک سخن از خشک و تر پیش تو شاہ داشتہ
 ہم تاج و ہم تخت شیش ملکہ بہنا داشتہ
 بر تخت خود بر تاج مرا ز بخت برنا داشتہ
 صد سال دیگر آن نسیم گیتی متنا داشتہ
 تیغ جہاں سوزت جہاں بر فرق اعدا داشتہ
 تا مشر دولت خواہ تو سر بر مصللا داشتہ

۱۴۰

باد اور تو دیر ماں از دور ہفت این آسمان
 ذات تو در عین اماں از وقت الاداشتہ

۱۱

بر ماہ بستہ زیور بر مشک رانہ شانہ
 در ول ہوائے عشرت در سمری شبانہ
 این سمر را بشارت و آل عشق را بہنا

دوش از دم درآمد زیبار خنہ یگانہ
 در در نشان شادی در لب نشا طخنہ
 روئے چگونہ روئے زلفی چگونہ زلفی

| | |
|--|--|
| در صنف غمخواریاں ہر چہ جل علم نشانیہ کز فرط طاعت تو فرو و س گشتہ خانہ از نام نسبت خود گویم تمام بیانہ پیوستہ ہم غنا غم باخسروز زمانہ کو راست گنج نصرت سید و بیکرانہ ہر روز واجب آید طبل ہزار گانہ با مملکت محسد با عسمر حاد دانہ | در جمع ناز نیناس ہر چہ جل نور گفتم گچوپہ نامی دزنیکو ان کدانی خند یگفت کرنن چون باز پرس کردی من بخت کا مکارم کز عالم عنایت سلطان علاء دنیا شاہ جہاں محمد اسال چونکہ شہ رافتح ہزار پلایت یارب بدار باقی سلطان ان عہدا |
|--|--|

۱۱

تقریر حالات او برتر ز ہفت کیواں
بندہ حسن بریں در ملاح آستانہ

۱۴۰

وز درون و برون ما آگاہ
فیض فضل تو تختہ شونے گماہ
شہد اللہ بریں حدیث گواہ
وے غنی رفت از تو حاجت خواہ
یافت از سجدہ ملا یک جاہ
دانکہ تسلیم یافت در بن چاہ
برو بر طارم چہارم راہ
بر نہ ایوان دہشت خند گماہ
سر بلندی تازہ وہ چو گیہ

اے قسم رائدہ بر سفید و سیاہ
وست لطف تو نقش بند امید
غیبت جفر خداے حکم انیت
اے خجل ماندہ از تو حجت گوے
بخت آیت خلافت آنک
و آنکہ تکلیف یافت بر سر کوہ
سر روشندلے کہ چون خورشید
روز بازار شب روے کہ نکو
کہ حسن راز خاک در گنجش

رہنمائے تو کردہ ناگاہ

اوش چوں ز شہر بسند عدم

۶

آخرین روز ہم بیدار تہ بخش
شمنہ لکھنا لکھنا لکھنا

۱۴۱

یک بیک الوان از فتح تبیین آراستہ
عالمی از نام رب العلیین آراستہ
ضع او ہم آسمان و ہم زمیں آراستہ
طرہ چوں زلف بخور دیاں چین آراستہ
گوشن مایی را بدر ہائے خمیں آراستہ

مطلع دیوان بنور غیب بر آراستہ
نیت این دیوان بہت از فیض عقل عالمی
خالقہ کو آسمان اوزین اصانع است
دست لطفش بہت از طرہ و شمشادیں
دیدہ را بجل شب منور داشتہ

۱۲

مرسن را تا ہمہ بار متشن افتاد کار
کار دنیا راست گشت و کار دین آراستہ

۱۴۲

جہاں جواں شد ز آثار فتح شاہنشاہ
ز سہ مزید جلالت ہزار موسی و جابہ
کہ شد سپہر سرپرست فہم ستارہ سپاہ
بر آمدے بعد است بر آسمان گہ گاہ
طلوع میکند از سائبان فضل الہ
کہ بہت رانے وے از چرخ نار و آگاہ
کہ دین پاک محمد بدو گرفت پناہ

ہزار شکر کہ از بین فیض فضل الہ
بدین جلالت و فتح آسمان مقرر آمد
سریر شہ رازاں میرد سپہر سجود
لموک ماضیہ را پیش ازین ستارہ فتح
ولیکن اکنون ہر دم صد آفتاب ظفر
خدا یگان سلاطین علائے دولت و دین
سر ہمہ خلفائے ائم محمد آنک

| | |
|---|---|
| همه سواصل بحسب محیط و دلو باشد ز فیض تو چه توان گفت در بی نظیرین عجب نباشد اگر فیض آسمان اینر همیشه تا که بیک بهار خنجر نو | کشاده رؤ ز چپه از رفع دشمنان تباه تو گوئی آن همه فیت رسته جائے گیاه به بندگی شه آزند با عمار گیاه بفتح گل بود از ناز کج نهاده کلاه |
|---|---|

| | | |
|----|--|----|
| ۱۱ | قباے فتح همه ساله در بر شه باد ز دور دامن او دست فتنه کوتاه | ۱۲ |
|----|--|----|

| | |
|--|--|
| <p>بہ تیغ سپو دریا کار و دریا بار بکشاوه کہ بہت از روی و رایش عالمے را کار بکشاوه ز حل از بہت ششیر او ز نار بکشاوه سراسر در قدمگاہ فتوحش کار بکشاوه شان او کمر از گنبد و دوار بکشاوه ز درہائے شمس انبار در انبار بکشاوه بہ تیغ قہر خوں از دیدہ کشتار بکشاوه ہمہ بحسب محیط از تیغ گوہر بار بکشاوه کہ از خیرہ سراں چرخ فرزین دار بکشاوه وزاں ہر چشم باشد چشمہ انوار بکشاوه</p> | <p>کہید فتح شہ بنگر جہاں کار بکشاوه علاء الدین والدین محمد شاہ دیں پرور فلک در طاعت در گاہ و احرام در بستہ شہنشاہ کی کمی بسیم جواریان عیسی را خدا نگ او کلاہ خسرو افلاک پرور ز فیضان جوان زنجیر و زنجیر بستہ بہت عدل جانزدتن اسلامیان کردہ یکے از بندگان حضرت اعلا شہ بنگر بیک حملہ بفر شاہ چندین قلعه گرفتہ ہمیشہ تا کہ بکشایند ہر شب چشم انھرا</p> |
|--|--|

| | | |
|----|---|----|
| ۱۳ | سعادت پاسبان آستان شاہ باد امین در نہر آرزو از دیدہ بیدار بکشاوه | ۱۴ |
|----|---|----|

اے برحمت گرد کفر از روئے دین برداشته
 آیت نصر من اللہ ورو جانم یافتہ
 صبح سال یک نفس ہر شربت جنت را کہ ضبط
 شد عمار الدین والدین تاجہ کز ازل
 در ثنا اسکنہ ز ثانیست میگویند لیک
 عالمے گشته ز کافر عالمے کردہ اسیر
 چرخ گدازاں بر گردانیدن بدخواہ را
 باز خواہم گفت مصراع کز اول گفته ام
 ہر کجارد آرد و یار می دہ فتح و ظفر
 از دعائے او علو درگشا ہیست باو
 آسمان و صبح دم بہر نشاء مقت
 قصہ ضربت بہ تیغ آسمان گون خضر را

و ملک را تیغ ہم کجرو ہم برداشته
 سورہ انا فتحنا نقشش افہر داشتہ
 آفتاب سایہ یکستن جنت کشور داشتہ
 بر توشہ ہم دین و ہم دنیا مقرر داشتہ
 سدا سلاں و یکن کے سکندر داشتہ
 ہر وہ عالم زین ظفر عیشش مقرر داشتہ
 تاقیاست بن و شاہ از دو پیکر داشتہ
 اے برحمت گرد کفر از رو دین برداشته
 از فتوحات خدا یں یار و یاور داشتہ
 آنکہ شہر علم بودست از علی در داشتہ
 این طبعی پرگوہر و آل شمشیر پر داشتہ
 آب شمشیر غنیمت برقی در برداشتہ

بنہ گانت ہر کجبارہ بردہ ہر سزین حق
 حق تعالی شان بفرمودہ مظهر داشتہ

۱۰

۱۴۵

ملک از آسیب ہر تہ سلم یافتہ
 ہم خلافت از ازل مانند آدم یافتہ
 بل سکندر و ہر ہفت اقلیم عالم یافتہ
 از ازل ختم سلاطین مہر خاتم یافتہ

اے ز فیض فضل یزداں ملک عالم یافتہ
 ہم ممالک را تا پیشل محمد داشتہ
 راست چوں نام خود ہستی پناہ چہرہ
 شد ملکہ دین دنیا شہسوار شرق و غفر

اے زمین صحت کامل بقائے خویشین
نور صحت چون کف موسیٰ آغراں داشته
آب حیواں یافتہ از زمین خون کردگار
طل شادی ہیں درائے گنبد گردان چرخ
ہم بساط از موج و رچوں بجز پرگو ہر شہ
خاطر بندہ حسن افروختہ از صبح شاہ

خلق عالم را از شرق و غرب خرم یافتہ
نوش دارو چون لب عیسیٰ مریم یافتہ
عمر خضر و ملک فدائقین را ضم یافتہ
ایں بشارت ہفت صبح و عرشیاں ہم یافتہ
پایہ آل تخت جابر تارک جم یافتہ
صبح وار ایں روشنائیہا دایم یافتہ

روایت (ی)

۱۵

۱۴۶

مبارک باد بر سلطان عالم حسن سلطانی
مدار عالم و داراے دور و داور دوران
عمار الدین و الدینا محمد شاہ دریا کف
چو دریا بازش را دید از رنگے برنگے شد
زرے کرکاس برود آمد بشواری خلیق را
اگر فردا زمین از ترقہ خواہد بود شاہ ما
نہے شاہ جہاں بخش جہاندار و جہاں دار
یگانہ خرمے کرے عدل بذل او وین
خدایت عمر تو بخشا و نو تا کہ پیوستہ
بہ زروا و ن سپاسے بر سر بہر گنہا دین
کسے را کو گناہ غم و چشماں شد گنہ بخش

جہان بانے کہ چیت آمد بر و تلج جہان بانے
پناہ ملک و پشت ملت و ستد مسلمانے
کہ دریا را دہن باز ست پیش او بگیریانی
چنانک از شک جو دش قطرہ قطرہ کو بارانی
بنام از دچکویم تا چہ می بخشد باسانی
زمین فرش زیر بست امروز از زلفشانی
کہ در رسم جہان داری نثار و در جہاں ثانی
در ہفت استلیمی مراد چارار کانی
جہاں را او بخشی در دست گرد و بستانی
بجائ جی ترا بر ہر تہنہ شد منت جانی
و گر ہر دم دہی صد گنج از ان ناید شجانی

| | |
|---|------------|
| <p>ز خاک آستان نقش شد پیشانی مرا ز حل چو تر از وز است شد باندگان شه بهند تو هر آن نعمت که میخواهم از زانست خدا را صد هزاران شکر آمد اندرین حضرت درین شش طاق شش وزه پلن مضبوط خود آن نقش سعادست در ازل بود پیشانی مگر اورا حکم این شرف گویند میزانی ز به لطف الهی تا قیامت با و زانی ترا صد بنده چون خاقان بنده صد خاقانی ترا خلق محمد شش حسن را شش حسانی</p> | <p>۱۴۷</p> |
|---|------------|

۶

همیشه تا جهان آتش جبهت باشد ترا خواهیم
 که در دولت بهفت اقلیم ملک جاودانی

۱۴۷

ترک عالم گوگارین فن میزنی
 دوستان را کفش دشمن میزنی
 کوه را سنگ فلاخن میزنی
 پس چرا لاف تهنیت میزنی
 شیر بارو به چسبوزن میزنی

ای کلاف از عالم من میزنی
 دین و دل راوی بدینا آور بیغ
 مرده با چرخ داری ای عجب
 ناکشید شیرین خود را از چاه
 یک سر سوزن نداری شیرین

۱۳

ای بد عوی صد تن همچو حسن
 چو من یعنی میسری تن میزنی

۱۴۸

مخصوص ز قرازل و حکم الهی
 چتر سیهت مردک دیده شاهی
 اتحق شمس دیں پرورد اسلام پناهی

احسن ز به ختم جو آیت شاهی
 گرد سپهت غالیه گیسوئے نصرت
 جان بخش ملار الهی بن سلطان جهانگیر

| | |
|---|--|
| <p>سلطان جهانگیر جہاں بخش محمد گرز افسر و از گاہ بدے رونق شاہاں ز زنجبشی تو بر صفت نے ز تامل تینت ز پے ضبط جہاں حجت قاطع دریا بازل چوں صفت شست تو بستند اے پتر سپید تو در ایات سیاہت باد اوجہاں قاعدہ ملک تو محکم چوں شد حسن اندر رہ اخلاص تو کیتا اندر کف فضل تو افلاک و ستارہ</p> | <p>اے دین محمد بوجود تو مہربانی توزیب دہ انفس رونق دہ گاہی زردا دن تو صبح صفت ہم رنگاہی تیر تو بدیں حرفت نہ راست گواہی تا خضر زہ دور نہ کرو از تن ماہی بگرفت جہاں جملہ سپیدی سیاہی حکم تو بر احوال جہاں آمدنہاں نار و فلک اندر تن او پیش و تاہی اندر پنے عدل تو شہری و سپاہی</p> |
|---|--|

۱۳

قدر تو معظّم تر از انست کہ خواہند
عمر تو فسر اوں تراز اوں باد کہ خواہی

۱۴۹

صفائے غین بخشد از شنائے شہر شاہی
ہمی خیز و ز فوہبت خانہ نصرت من الہی
ز شہرش جہات و سیرت افلاک گاہی
سعادت و در رکاب او عنان دادہ بہرہای
ولیکن تا باد و طاعتش و رزید کیتا ہی
نہی یار و دہاں پایہ رسید از دست کوتاہی
ہماں مہر گستہ میر رسید ہر ماہ سہراہی

مرا ملقین دولت بہ کہ الہام سحر گاہی
شہنشاہ کہ اندر پنج وقت آوازہ افش
عمار الدین والدین محمد شاہ کو دارہ
ظفر را را بہر بیستم بہر اسے کہ شہر خواہد
فلک کہ چہم از روز ازل پستش دو تا آمد
ہمی خواہد کہ بوسہ پایے بخشش آسمان اما
ہلال از بخشش شہرست روشن و روز از بخشش

ہی لرزد عدد وے چندانہ ریا تشر
جہان پیر حیراں در جو اینہائے تخت شد
عیاذ اللہ از قہر شش کشاید خجہ گردوں
حسن امیدال جاہ داری ح سلطان گو
شہنشاہ رعیت ایزد ارزا نیست میخوانم

چو بر آب وں ماہ و چو بروئے زمیں باہی
جوانی نخست این است بل آواز نہای
اسد باآں ہمہ شیر می مقررید برو باہی
بجہ اللہ کہ آن امید ہم با نیست ہم جہی
بخواہشہائے صبحی و دعا ہا سحر گاہی

۱۵۰

طرب چند آنکہ میرانی ظفر چند آنکہ میدانی
جہاں چند آنکہ میگیری بقا چند آنکہ میخوانی

۱۴

بیاساقی دلم بکشا چو ہر شیشہ بکشاوی
وگر سر و نو اندر بوستان ملک پیدا شد
بدہ جامے بنام شاہ ہفت اقلیم آتش ہے
علاء الدین والدینا محمد شاہ دیں پرور
خدا ہادی خلق و شاہ ہمدی خلق پیوستہ
جہاندار ابراہے رزم و زعم تو ہمہ سالہ
سر دین محمد شہ ز ہفت آسمان برتر
چگونیم وصف ز بخشیدن ذات کریم تو
ہمیشہ باد عمرت ہر کہ در عالم فدا تو
زہر سیوہ کہ اندر باغ دولت میرسد بر خور

کہ از اقبال شہ مارا ہمہ شادوست بر شادی
کز اس سر و ست ہل مشرق و مغرب آراوی
کہ نارد کرد پیش ہفت اقلیم دعوی ادوی
کہ از عدلش اساس شرع دار و سخت بنیادی
ظفر بنیاد فیروزی و فتح از مہدی ہادی
کنند خورشید گردوں گری میخ زرتادوی
چو تو پای مبارک بر سریر ملک بنہادی
کہ واللہ از تو انصاف انصاف کم مادی
تو ہیچو خضر بر خور و اعتراف شستن بادی
کہ دلہا از نسیم رحمت چون باغ بکشاوی

حسن از گشت شاگرد عطایت در شنائے تو

| | | |
|--|---|-----|
| ۷ | باقابلت رسد روزے ز شاگردی باستادی | ۱۵۱ |
| چو راسے خسرو عالم شدہ در عالم افروزی نی بنیش پوشیدہ قبائے لعل زروزی نگر جو خاست سوسن زبان ہم در نو آموزی کہ خلقش عین فیروز است دستش این نو فزی نبودے آب جان بخشی آتش لاجبانی بر آن فیروزہ نقشے کردہ بخت از فتح فیروزی | فروز روے گل بگر چو شمع از باد نوروزی گل سوری ز شمع نو خبر آورد بر سلطان دعائے شکند تلقین بر ابل بلستان بلبل علامہ الدین والدینا محمد شاہ دین پرور اگر در آب و آتش نبودے لطف و قہر تو نیگین خاتم ملکش نگر فیروزہ دولت | |
| ۷ | حسن از صبح دولت را ہم فزاید عا گوید کہ نور و زش مبارک با فتح نو نوش روزی | ۱۵۲ |
| بالماس اندران مر جان تو داری ببیاری در آسیدان تو داری سرش آگو کے کن چو گال تو داری نمے چوں چشمہ حیوان تو داری شکر در پستہ خنداں تو داری بجھانند کہ امروز آن تو داری | بیاساتی کہ قوت جان تو داری قدح میدان دے رنگین کیمتے سمر از چوگان لفت ہر کہ ترافت دلہ جان نواز تو چشمن دارو چومی دادی بگوفتل از کہ خواہم نمک راصوفیاں آن نام کردند | |
| ۷ | حسن دور سخن بر یاد دشمن نوش کہ ایں معنی دریں دوران تو داری | ۱۵۳ |

درستم راستم یک رائے و یک رائے
عروس دہر تا در جہلو آمد
کہ خواہد ایس عروس بیوفا را
یکے چوں بگذرد دیگر در آید
ہمہ بر طبع خود کم می توان یافت
نہ در ہر روے بینی رنگ کو سیف

کشری درمن نہ بینی یک سرموے
ولم ہرگز نظر نہ داخت آن سوے
کہ ہر روزے چو نوش نہ کند شوی
بآمد شہ عمارت یافت ایس کوے
طبائع را تفاوت ہاست درخوے
نہ ہر پیراہنے را یابی آن بوے

۱۵۴

نباشد حسداں را با حسن خوش
نباشد زنگیاں را زائیمہ روے

۱۱

سفیدہ دم چو زبا و عطسہ سحری
مرا بتردہ فتح اندون گئے شگفت
چہ تر دہ تر دہ فتح ممالک شرق
بقدر دولت سلطان علاء الدولہ دین
جہانکشائے بفتح ابد محمد شاہ
شکستہ تعبیر ختم فیل بردن او
نہ خداویت از کمال فضل خداست
خدائے عزوجل ہر زمانش فتح ہوا
سپہر باویا قی در گشت تاحشر
ہمہ جہاں شد در دست اوسکیماں وار

سمن بختہ در آمد چمن بجلوہ گری
چو غنچہ گل سیراب از دم سحری
رسیدہ گشت چنین دم بختگی بہتری
کہ بہر ترست خیالش ز فکر ت بشری
غایت از لش راہ رو براہ سہری
چہرہ بہمت شہ خواست برد چوں گری
حدیث تیغ علانی و دولت نہری
خجستہ دست وے از فتنہ زمانہ بری
ستارہ در سپہ بیکران او حشری
بحکم نقش نگینش روانہ دیو پری

۱۵۵

حسن بھڑت او خدمتے کند جاں را
چہ باشد از چوئے آنچه هست ما حضری

۱۳

نخستہ باد برفاق فرزدوانی
بفرود دولت سلطان شرق و مغرب
ابو المظفر سلطان ملک دولت دیں
جہاں کشائے بفتح ابد محمد شاہ
بجان جملہ اسلامیوں خورم سو گند
برزد ہی ہمہ روز آفتاب امانہ
ہزار سال کہ ہم ملک کرد دولت شاہ
بکوبہ بر شدہ خورشید رصلاست تو
چو ابرو دیدہ بآن نفع تیر بار است
ہمیشہ تا کہ کند ابرو در ہم عالم
در سعادت دولت شمار صد تو با

توام مملکت و قوت مسلمانی
چہ پایہ از قدش یافت تخت سلطانی
کہ بہت او خلافت سکندر ثانی
کہ ختم گشت براو آیت جہانبانی
کز دست بر ہمہ اسلامت جانی
کہ گنج بخشد و باشد کشادہ پیشانی
ہزار سال و گریا و ملکش از زانی
بزخم تیر بر آورده نفس پیکانی
ز اشک کردہ روان قطره قطره بارانی
بشکل دست در افشانی گوہر افشانی
کہ صدر ملت و پشت دنیاہ ایسانی

نخستہ باد برفاق فرزدوانی
بفرود دولت سلطان شرق و مغرب
ابو المظفر سلطان ملک دولت دیں
جہاں کشائے بفتح ابد محمد شاہ
بجان جملہ اسلامیوں خورم سو گند
برزد ہی ہمہ روز آفتاب امانہ
ہزار سال کہ ہم ملک کرد دولت شاہ
بکوبہ بر شدہ خورشید رصلاست تو
چو ابرو دیدہ بآن نفع تیر بار است
ہمیشہ تا کہ کند ابرو در ہم عالم
در سعادت دولت شمار صد تو با

۱۵۶

کمینہ بندہ جاہ تو بہ کہ صد خاقان
حسن بفرشائے تو صد چو خاقانی

۷

مبارک باد فتح آسمانی
تو آن شاہی کہ ہستی چشم شاہاں

ثبات ملک و عمر جوانی
بفرط لعل صاحب قرانی

| | | |
|--|--|-------------|
| <p>علاء الدین والدین کہ دولت چو دست چو خورشید مست دریا چنان قلعہ گوئی آسمان است ہی خواہم کہ بر خور دار باشی</p> | <p>کند بر آستان پاسبانی بزر پاشیدن صاحب قرائی تو بکشای نفسیح آسمانی ز تخت و تخت و اقبال جوانی</p> | |
| <p>(۱۵۷)</p> | <p>بنام نیک کشور بر کشائی بکام خوش دولتہا برانی</p> | <p>(۱۳)</p> |
| <p>بیا کہ از لب جان بخش سر بسر جانی میرس تا بفرق تو حال من چو نست بر دنیاں اگر از حال من نمیدانند ہمہ جہاں را گرد و گرد تو گردانم بخوانمت مہ نویا ستارہ یا خورشید اگر نماند برگے ز شاخ گل مشلا گرہ کہ بر سر گیو زوی نکو کردی خدا یگان سلاطین علائے دنیا و دیں مرحیف ملک دطل محمد شاہ چو آفتاب در افشانی آنچنان فرمود بخاک پایے ہمایوں تو کہ بندہ حسن دعا کے دولت سلطان شرق و غرب کند</p> | <p>مرا بفرقت خود پیش ازین چہ رنجانی بیا کہ آمدنت فتنے ہو جوانی تو کہ دروینہ بروں نیستی نمیدانی اگر عنان وصال این طرف بگردانی کہ ہر چہ و صغف کخم صد ہزار چندانی تو ویرمان کہ تجوی بہشت رامانی بعدل شہنشاہ این قد پریشانی مدار مملکت و بازوئے سلسلانی نشان سبع مشا نے سکندر ثانی کہ ماند دیدہ جیہ چا رگان کھیلانی بعبیت و بحضور ست در شا خوانی کہ باد دولت او تا بحشر ارزانی</p> | |

۱۵۸

جہاں چو در ہش با ہزار ہنسی ست
ہزار سال بمانا دور جہاں بانی

۱۴

حرفیاں شبانہ ہم مانند از میاں نیے
رخ مشرق ہم گرفت روئے آسمان نیے
تو کوئی بوالعجب مہر بر آورد از میاں نیے
بجان تو کہ اندر تن نخواہ ماند جان نیے
ہم آخر است کن آخ ایے نامہر جان نیے
شیشہ ہمہ بکشاے و در خانہ نماں نیے
نثار دکل بالائے تو سرو بوستان نیے
چو آن ترکے کہ او بیرون نہ تیر از کماں نیے
چہ میرسی نماند اے دوست بن از میاں نیے
کہ گرفتاری تو از اقبال شہنشاہستان نیے
کہ چوں جملہ جہاں گرفت بخشید از جہاں نیے
کہ خورشید فلک بگزد و بر زبان نیے
کہ در صد سال تو اس گفت از اس یکسان نیے

بیا ساقی مے درودہ کہ شرفت از میاں نیے
غلط گفتم طلوع روز نزدیکست نور خور
نظارہ کن کہ ایک بعضے از خورشید شد طلوع
من از جام طبیعت ستم بہ کچھ نہ روشن
مرا یک بوئے گفتمی چہ خوابے بود آن عدہ
ببین تا شب چہ خوش بودیم بادہ خوار از خوشتر
اگر دوست بالائے تمام تست در عالم
چہ عزیزست اندر نیم غمہ چشم تر کانت
دو نیمہ کہ دم از عشق میانت چوں خس خور
اگر گیرم کیے را از دور لطف تو فلک کس گوید
علا رالدین والدین محمد شاہ دریا
ز بام عرش بر شد قد را و نا کہ رسید انجا
ز باب خلق او در نہر بام داستانم

۱۵۹

خداوند اتو شاہ کامراں را عمر چندانہ
کہ باشہ عمر نوح از عمر شاہ کامراں نیے

۷

چرا بابند گان در بند کینی

لکن نازا چہ ترک ناز نینی

| | |
|---|---|
| <p>دین بکش کہ جسم را نیکینی شود و روی بتان و مچینی کله کج نہ کہ ماہ راستینی زماں داند کہ خورشید زمینی بہ نزد ہر گدائے کس نشینی سیماں وارد حق نام نیکینی</p> | <p>زنا ہو شیت عیش بندہ نخست ز شک رویتو اے ماہ بت او بیش تو کمر بند و ستارہ مرنج ار خوانمت ماہ زمانہ ترا خوبی چو ملک کیتقا دست علاء الدین والدینا کہ ہست</p> |
|---|---|

۹

حسن را در ہمہ حال آفریں گوئے
کہ کردت دشمن سحر آفرینی

۱۴۰

اے بتو انس جان ما را نرق انس و جان توئی
ہستی تہیے نشان ہست بدین نشان توئی
ہیچ خل نمی رسد زانکہ نگاہاں توئی
تہیج زبان بندہ را آب و بیان توئی
منعم عیب پوش تو کمر غیب دان توئی
خستہ دلان خوف اجلو وہ امان توئی
کار طبیب این د جان و جانستان توئی
آنکہ گناہ بند گاہاں در گذران توئی

از تو کشد جسم و جان خالق جسم و جان توئی
نیت مدغمیرا کز تو نشاء و مد
شیشہ چرخ برہو آبغینہ خاک سپہ سپر
ایں سخنم بفضل تو حجت قاطع آمدہ
سرچہ ز غم فرو برم سرچہ بدل نہاں کنم
گرچہ نظر بہتت از غضب تو خایفم
روز بروز نفس را شربت و عطا میدہم
چون حسن آنکہ از گنہ در گذشت آن منم

۸

ہیچ وجہ دیگر ہم بر سر نہ نمی رود
مرحلہ نجاست را رہبر ہاں توئی

۱۴۱

| | |
|---|---|
| <p>چهار شب بهائے من آگاه بودی نہ روزے در دل من مہر کردی من از تو چون شفق در پشت خنم ز ملک حسن میشد در ازل ذکر مرا گفتے سفر کن یا بدل کن بدل بستم کھے چون تو ندیدم علاء الدین والدین کہ دایم</p> | <p>چہ روز مرا بد خواہ بودی نیک شب منزل مرا ماہ بودی تو نہ بنشتہ در گھر بودی در ان بیعت تو شاہنشاہ بودی گرکز عشق من آگاہ بودی سفر کردم تو ام بہراہ بودی تو حاجت بخش حاجت خواہ بودی</p> |
| <p>حسن ایں راہ صاحب ہمتاں بود تو بارے فی امان اللہ بودی</p> | |
| <p>فی المشویات مع سلطان اعظم و شہنشاہ معظم سلطان السلاطین علاء الدین والدین خلد اللہ ملک و سلطانہ انچہ دیو کی فتح کردہ بدلی آمد</p> | |
| <p>بیائے گہر جوئے دریاے غیب چو آئی دریں بندگی بندہ و شش طبق از ورق کن در از نظر خم خوا شہنشاہ دریا دے لے ابر دست خداوند عالم کہ عالم خداے علاء الدین آن خسرو گنج بخش</p> | <p>ز دریاچہ داری بروں کن نجیب بہ از در چہ باشد ترا پیش کش درے در طبق نہ بیایش شاہ فلک و ارتاج سر ہر کہ بہت ہماول ترش دارد از صد ہماے ز ہفت تم کہ بگذرانیدہ رخس</p> |

محمد که شاه همه عالم است
 فلک گرد و راست از انصاف داد
 شے کا سماں ہا زمین پوشدش
 مبارک جہان بخش آفاق گیر
 کمانش چنان سخت دیدم بلند
 کندش شے کی گیتی بدام و بست
 سمندش یکے برق در زیریں
 خیمے گلین ملک نو بہال
 رواں کردہ از بہر میدان خویش
 ز خورشید بر آسمان گوئے زر
 برای و برایت برافراشتن
 تونی در خلافت بحق دستیا
 ز ہر پادشاه تو والا تری
 کیو مرث اول جہاں و میر
 فریدیوں اگر کیں کشید از دو مار
 سکندر کے آئینہ کو در است
 چہ پری کی گنجد و نام او
 ز رستم ز طہور شہ دیو بند
 اگر رستم از بندگان تو شاہ

بیک تن پناہ ہمہ عالم است
 چو انصاف دید انصاف داد
 فرشتہ سرائیں پوشدش
 سکندر سیریل سلیمان سیر
 کہ وہم مراد کشتش فگند
 سر شہ فتح نام و بست
 بجستہ ز چرخ آمدہ بر زیریں
 بر آوردہ حضرت ذوالجلال
 رواں کردہ از بہر احسانش
 ز زردادستاند رزمیں جوئے زر
 ترا ختم شد مملکت داشتن
 ہمیں اختلافت ازین شد خطا
 ز بالاتراں نیز بالا تری
 پلنگینہ پوشے نب چون تو شیر
 تو از صد فریدوں آرمی مار
 صد آئینہ در رائے روشن تراست
 کہ ہر جہوہ است بہتر از جام او
 نمی شاید ایچہ سخن در فگند
 بریدے کہ چون میکشد این سپاہ

نمک و بکر ذکر دوستان خویش
 شنیدم ز طهور رشت دیو بند
 دلیران خود ہیں بہ تیغ و تبر
 ازاں پیل زوراں حکایت خواہ
 ہم پیل زورند در تاختن
 ز بے آفتاب ستارہ پیا
 ازاں فتح ہر گز کہ یاد آیدم
 بہ تیغ چو سیلاب ز در جنگ
 ز تیغ تو غول سیل ز بریں
 سپاہ تو نگذاشت ازاں بوم و
 وز انجا بغر خندہ تدبیریت
 رسیدی چو ابرے ز ہندوستان
 ز دی خیمہ ملک چو آفتاب
 دریں کار ہاکت ہمیں کار باد
 ز بے بخت این تخت گاہ قدیم
 رکاب تو اورا اگر انما یہ کرد
 مرا این زمانہ چو بر میدہد
 کہ در باقم عزت پائے ہوس
 منم این کہ کردم بصد گونہ ناز

نشستی چو زائے دریا و انجوش
 گرفتست دیوے تخم در کمنہ
 گرفت ہمہ عرصہ دیو گیر
 کہ ہر یک از ارکان این بار گاہ
 ز خود پیل گیرند ہر تاختن
 فلک جبستہ در سایہ تو پناہ
 ز ہر فتح بابے کشاد آیدم
 نمودہ ہمہ خاک شگرف رنگ
 ازاں برق باراں چہ باشد ہمیں
 ز شمشیر ہندی ز ہند و اثر
 شدہ اتفاق جہانگیریت
 در افشا نہ بر تارک دوستان
 ز شرق بمغرب کشیدی طناب
 خدایا ربودست ہمو یا رباد
 کہ از حضرت یافت جامہ عظیم
 چو تو آفتابے برو سایہ کرد
 بدریائے دولت گز میدہم
 ز شاہی ز دم برہم چرخ کوس
 جردے ہمایوں تو دیدہ باز

بھی بنیت یک بہانے زور
 نشستہ از حد سکتہ ریزات
 ملک خواجہ کش دریں بزمگاہ
 چنین مجلسے را کشد لافطیر
 زمن باید این بزم را غفلت
 جہاں بخت شاہ حسن خاکست
 اگر غیبتش با شد و گر حضور
 دماہائے روشن تر از آفتاب
 سخن گرچہ دارم چہ نو چہ کہن
 سخن گوہرست گہر بخش شاہ
 گہر ہا کہ سفت نفسم ترم
 ترا خود چنان ادا طالع شرف
 اگر آں گہر ہا ز کان میکشند
 زبے جوہر جہاں زیادت قوی
 تن ملک را تا ابد جہاں تو باش
 ز بہت آخرت باد آن باوری
 سکتہ صفت ملک عالم ہر اں
 سعادت طراز قبائے تو باد
 تو شاہ جہان و جہاں یار تو

کذاں نور چشم ہر اں باد دور
 خضر ساقی و بادہ آب حیات
 ملک آفرین خان ایں بزمگاہ
 زمن چوں نریے بود ناگزیر
 چنین بلغ را ایں چنین بلبلے
 چو اقبال دستش بغیر اکست
 نباشد دے از دماے تو دور
 بہ آیں روشن دلاں مستجاب
 دماے تو دارم مراد از سخن
 گہر جز گوہر فردشاں نخواہ
 نثار تو ز تہ بند ایں گوہر ہم
 کہ گوہر ہی یابی از ہر طرف
 بہیں کیں جو اہر ز جہاں میکشند
 بہیں جائے آن غالب خوری
 جہاں را جیشہاں بہانہ تو باش
 کہ ہر ہفت کشور بدست آوری
 خضر دار تا دور عالم ہر اں
 سر سرور اں زیر پایے تو باد
 جہاں دار مطلق نگہدار تو

ایں نیز در مدح دار السلام

چو پیداشت کلید فتح از دور
ز باغ کوس نوبت خانه شاه
من از بالین عسیم سر بر گرفتم
بخی حق توان کردم نفس را
گریه کوست روزی بخش هر روز
کس اورا شکر گفتن کے تواند
خدائے غیب دال ارجیب خالی
بقدرت گوشمال خود پرستان
گزشوئے ضعیفان فیض جودش
سکون خویش این شب و بالا
بساط چرخ و چندان مهر نور
چو خواب تابستان برپایے دارد
چنانک امروز ازین غایت
شہ اسلام شاہنشاہ آفاق
علامہ الدین والدینا کی پرست
محمد نام و انگہ صبح تاشام
نچہ سلطان جاں بخش و جاگیر

فلک را فتح شد معمورہ نور
برآمد آیت نصر من اللہ
سعادت اسپاس از سر گرفتیم
کہ بنماش رویانیت کس را
شب امید ہوا شعل افروز
کہ پیش روز روزی میرساند
عمل فرمائے ملک لایزال
برحمت دستگیر زیرو تاں
بساط عفوئے نعم از جودش
کہ یار و آشتن برحق تعالی
مہر نصرت ز صنع اوست معمور
چنانکہ ارباب عالم را سپارو
رشتہ بخشید ملک بے نہایت
برائی و دانا پروری طاق
خدایش داد بر دنیا و دینست
بنام ایندین سپاہ دین ہم نام
ہمایوں باد خستہ آسمان گیر

بجام زر طلب کردن چو جمشید
 جہاں کردی بزر مغربی مست
 مبارک باد بر تو فتح اس دژ
 حصارے با فلک ہمار از گشتہ
 گرفتگی سے حصارے بل جہانے
 شبہات ہنشاہ شورکش یا
 ترا طالع قوی و بخت فیروز
 خدا چوں با تو خواہد یار بودن
 غلوے بندگان دولت شاہ
 بسال بہت صد فتح دل افروز
 پس از اخلاص چندین بندہ خاص
 عدوے بے سرو پا را دریں کار
 برآمد از جہاں مقصود شاہی
 جہاں تا بہت توشاہ جہاں باش
 کہ یار دینیں کشورکش دن
 چگونہ مختصر عقلی چو من چند
 شائے تو نہ کاریک زمانست
 مگر خلق تو در گلزار رہ کرد
 بنہ پایہ سپہر از منبری ساخت

بزر مغربی دادن چو خورشید
 بسنگ مغربی بدخواہ را پست
 کہ شکش شرح نتوان داد ہرگز
 فلک نیمہ ازوے باز گشتہ
 بہ فتح آسمانی آسمانے
 فریدیوں را یا فرخندہ ریا
 کہ اسد کر تو تابد گردن امروز
 کہ یار و باخدا خنمی نمودن
 فروشان دایں غبار وحشت از راہ
 شنبہ بدزد و القعدہ سیوم روز
 فلک شد بر سماع کوس قاص
 بہ پائے پیل دیدیم و سردار
 جہاں از آں تو چند اکھ خواہی
 شہ فرمان وہ کشورستان باش
 حسن حیرت است از شرح دادن
 شائے سپہو گیتی خداوند
 کہ ہر موجود را جودت ضمانت
 کہ سوسن یک زبان خویش دہ کرد
 برو جعفر خطبہ ملک نہ پخت

| | |
|---------------------------------|---------------------------------|
| فلک چوں پیش تخت ت کرسی | حدیث سعد و نحس او چو پری |
| اگر کوکب کند با هم قرانی | ز بسند طالع میمون زمانے |
| نباشد تا باشد دور افلاک | چو تو صاحب بران الزفران ک |
| ترا از غیب غیب ست جوش | ازین آئینه انجسهم اچو روشن |
| درین عالی حصار سخت بنیاد | که مثل او ندارد آدمی یاد |
| دو گونه قوم یک دل بوده بودند | بکفران و کفر آلوده بودند |
| دو رنگی می نمودند آن دو دوان | ز عل پروردگان مرغ خوان |
| ز قوت یک عطار و آتش افروخت | دل مرغ با جان ز عل سوخت |
| ترا گردون گردان چوں غلام است | ستاره کیت سیر او که ام است |
| چراغ تو چنان افروختند | که مهر و مه ز نورش سوختند |
| کلاہت رازہ از حفظ الہی | ز ہے سر کین کلاہ شوق و شہی |
| بود نامہ کلاہ چرخ گردان | سر موئے ازان سر کر گردان |
| سرت پایندہ باد و ملک باقی | شرابست آب حیوان خضر ساقی |
| سعادت قرینہ با تو قرین باد | خضر ہدایت و نصرت ہمیشین باد |
| بزور بازو او عالم کشاوی | ازین اقبال برخوار بادی |
| مقرر بر تو ہر چہ از بازو ت خاست | الغنیان منقسم بازو کے راست |
| خضر خان و مبارک شمع گلشن | دو چشم ملک و ملک از ہر دور روشن |

ترا عمر کے کہ سیخو اہل دول تو
مراد ہر دو عالم حاصل تو

مدح شاہزادہ

| | |
|-----------------------------|------------------------|
| ایک در درج شخص پاری | پیرایہ ملک تاجداری |
| روشن گہرے چو چشم نور | اے چشم بدان زوے او دور |
| ہم روح فرماے چشم بنیش | ہم چشم و چراغ آفرینش |
| سیارہ آسمان دولت | و چہبہ اونشان دولت |
| و یب چہ رحمت الہی | گل دستہ باغ بادشاہی |
| شاہزادہ از نژاد شاہاں | در صدق جہاں پناہاں |
| آوردہ بصد سعادست جاہ | فتح ابدی بحضرت شاہ |
| سلطان جہاں علای دنیا | از دولت او بقائے دنیا |
| تا باشد دین و دنیا آباد | بر دنیا و دینش دستگاہ |
| سرمایہ عیش خضر خاش | جان گرے مزید جانش |
| شاہزادہ نہدیاں ہمیشہ | انصاف طراز عدل پیشہ |
| ہر یک ہزار ناز و شادی | با کام و نشاط کیقبادی |
| در حضرت شاہ پادشاہاں | چوں گل بہواے صحوگاہاں |
| این جملہ دعا کہ کردہ شد یاد | از فضل خداے انجمن باد |

مدح الغ خان معظم رحمہ اللہ بغفرلہ در انچہ فتح سومناٹ کرد

| | |
|----------------------------|------------------------|
| چو خواہد جہاں خالق بے نیاز | کہ خلق جہاں اشوکار ساز |
|----------------------------|------------------------|

ز عالم کیے را بر آرد مسلم
 چنانک آن جاں بخت بر کشید
 سر خسرواں خسرو پیل زور
 جہانگیر شکر کش کا نگار
 معزول عز اسلام زور
 شدہ دیدہ دشمنان نگ نگ
 اتع خان اعظم ممالک پناہ
 جہاں دیدہ این بخت فیروزہ نگ
 بلند اخترے خاست روشن ضمیر
 فریدیوں فرے بل تہمتن تنے
 صنم خانہ مبارزین کرد پست
 خود اسال آن کرد بر اہل ہند
 چنان را ند بر قلعہ بد خواہ مند
 ز حضرت براں گوئے شکر کشید
 بسر سبز انجب چوزد بار گاہ
 بیتج آن سیاہی چاں شپاک
 قوی پایہ تر معبد کفر گاہ
 برا گزند و بر کند و شکست و سوخت
 ہاں بت کہ مہود شان بود خاص

کہ بر لوح انصاف را ند قلم
 کہ بر کاف کفر خنج کشید
 بیخ بے شیراں بر آورد و شور
 خراسان و ہندوستان امدار
 منور شدہ ہفت اظلام ازو
 ز الماس پکاں الماس نگ
 قوی دولت از دولت پادشاہ
 ز دیدہ چوون خان فیروزہ جنگ
 چو خورشید ز بخش آفاق گیر
 منات افگنے سونات آشنے
 شکستہ بت و سوختہ بت پرست
 کہ افتد پسندیدگاں را پسند
 کہ شد باد پیا پیمائش کند
 کہ موج پائش بدیا رسید
 جہاں دید کیسز ہند و سیاہ
 کہ نگہ داشت کہ خال بر رو خاک
 کہ ہر گمراہ را بدو بود راہ
 چنین شاید از مشرکان کینہ دوخت
 بد کردہ تر صبیح و ز رطل اص

خداوند خان شہر سیار و لیر
 چو گردوں بر آرد شمشیر قہر
 کہ تا مسجد جمعہ بر ہر شش
 زہے پاک دین خسرو ناجوس
 ز گجرات تا عرصہ سومات
 ہی جست ہندو ز ہندو پیٹاہ
 چو اسپانڈراں بقیہ در فلک
 بیاورد چوں بخت پوش و لیل
 چہ سیلان جہاں دیدہ در روز جنگ
 قیامت نمودہ بشکل شکوہ
 بدین فتح شد روح محمود شاہ
 ز پیل بالا کہ ایں خاں کشید
 زربے عدو گویا سیر میکان
 جواہر زہر جنس چندان گرفت
 چنان در کف آورد در ہا بزور
 عنینت چہ پر سی چلویم کہ چند
 ہم از بابت عطش و آریا
 گلہ بر گلہ اسپ تازی نژاد
 شنیہ کہ خاں شاں کندیزین

چو خاش بصد خوار ی افکند زیر
 بگردوں کشان می برد ستیر
 رو دپایہ اسلامیہاں بر شش
 بنام نکو از جہاں بردہ گوے
 جہاں ضبط کرد از چہ از زور و آ
 ولی خان اعظم ز اقبال شاہ
 قرہ کرد و شکست شاں پیل بند
 بیک پیل مال از عدو مال پیل
 جہاں کردہ در درویدہ متھم تنگ
 قیامت نباشد رواں گشتہ کوہ
 ہمہ عاقبتہا شش محمود باد
 ابھیدیل محمود نتوان کشید
 نہ غشتہ دریں نے غبار سے دران
 کہ در چوں صف لبناں گرفت
 کہ در ہفت دریا درافت و شور
 نہ اندازہ دانش ہوشمند
 شتر خود چہ باشد شتر بارہا
 کہ جوش آتش کہ پویہ باد
 بپر شدہ نہ سادہ پاریزین

ہمہ خمیہ زربزده خوب چہر
 بیک رشتہ یک رشتہ از غلام
 منتقش ہمہ جا ہماستے نقال
 سپاہ از سرو پائے زیبا شدہ
 پیے یک کلیم آنکہ میخوردنگ
 بحق خداے کہ برق خداست
 ندیمم نخواہم و گر خواندہ ام
 جوان دولت کشا سرور
 چہ دانم شگفت زمیں مایہ بیش
 ہماں بہ کہ از بحر گفتر خود
 دعا را ہموں آورم سرزمین
 دعایت مرا فرض شہادہ و سال
 حسن فال خود مینوی این سخن
 الہی پناہ الفناں تو باش
 از ویافت چون چشم اسلام نور
 سرایتش بر جہاں سایہ وار

مزین چنانک از ستارہ سپہر
 یک جام صلیبت انیم خام
 نگنجدہ در کار گاہ خیال
 پلاس اٹلس و خمیہ و بیابادہ
 خنجد مگر بر سریر دوزنگ
 کہ این فتح کر خان اسلام خا
 ز تحقیق آن بدگماں ماندہ ام
 خردمند خانانہ سر پرور
 پس مختصر عقل بشنگ خوش
 بشرط دعا فلکسم بار خود
 دعا از من آید اجابت غیب
 کہ فیروزہ سختی و فیروزہ قال
 بفال حسن برد خستہ کن
 بہر جا کہ باشد نگہبان تو باش
 از اں نور چشم بدان دور
 برو سائے سائے کہ دگار

حکایت

علی بربزده ز عالم دل

از غریبہ شنیدم این غم دل

وقت خوش داشت با خیال یکے
 ایس معافی بدرد دل میگفت
 کاسے چراغ شب سیه روزاں
 حال من میں نظام حالے بخش
 تو کجا من کجا پسہ میگویم
 از دو چشمیت یک اتفات نظر
 پادشاہاں گدائے کوئے تواند
 من کہ باشم کہ لاف عشق بزم
 با چنین مستی گسست خوش
 بار ما آرزو بدرد دل من
 کاشکے حاجتم روا باشد
 وین تنہا ہم اندرون ضمیر
 کہ زیبا نہا کہ مردماں دارند
 ایس بہہ گرم بود چہ کنم
 بلکہ جلد زمان اہل نفس
 در سرم نیز کہ گایں سودا ست
 گرم ابا شد از ہمہ جاہنہا
 یک یک اندرہ تو در بازم
 چکم چون کنم چہ تدبیر است

زاں ہی ریخت بر جگر نمکے
 گوہرے از درون جان تحفیت
 مرہم سینہ جگر سوزاں
 برد خوششم اتصائے بخش
 گنج نایاب را ہی جویم
 کار ہا خکیاں کنہ چوں زر
 عرشیاں و علای رعمے تواند
 یا بکوئے رغبت بود و طعم
 بجنابت کجا رسد درویش
 کہ بجائے دودیدہ روشن
 چشم جلدہاں مرا باشد
 خاطر خستہ را سبب می گیر
 ہر یکے از درے گرفتارند
 بنود جز بیاد تو خشم
 بگدائی تو کشایم دیں
 کایں قدر جاں کہ جلدہاں را
 بنہا تم بقتل بر پا ہنہا
 ہیچو ہر زیر پایست اندازم
 دست از اندوہ تو گلہاں گراست

پنفس میخوان زون نه نفیر
آنچنان دارگاه و بیگاهم
مونس شادی و غم من باش
جان بنده حسن که شد خاکت

هم تویی دستگیر دستم گیر
کز تو جز تو نخواهم ارخواهم
تا دمی هست بهدم من باش
خاص گردان به بند قراکت

در آنچه ریایات شاه عالم بیرون آمد

مبارکباد عنرم شهر یاری
ظفر آویزش چتر سیاهست
مبارک طالع تو یاور تو
بحکم تو امور بادشاهی
ز به شاهی که هستی ختم شاهان
علاء الدین والدینا که عالم
محمد شاه گیتی دار جان بخش
شهاب تسلیم گیر اتاج دارا
خدایت یار باد بخت همهر
از انجا کار تغافل تست
حسن را بر دعا گوینت تفضل

بخش یار دولت سازداری
فلک در سایه گرد سپاهست
همایون بهمت تو رهبر تو
بدست تو کلید هر چه خواهی
در تو قبله مقصود و خواها
شدش از شرق تا مغرب مسلم
جهان حوئے و جهان گیر جهان بخش
درت رکن قوی دین خدا را
صدای کوس تو نصر من الله
کواکب پیش تو بسته کمر چیست
دعا او گفته آیم کرد جبرئیل

در تهنیت نوروز

مبارک باد بر سلطان اعظم

بهار نسج و نوروز عالم

مبارک باد بر شہ جشن شاهی
 مبارک باد بنیم خسروانی
 بجماعت ہایوں مجلس شہ
 شہ انجام دست چوں دریا کشادہ
 بر در کل موجودات امروز
 بخشش صبح کز مشرق رسیده
 فلک میں دامن از خورشید پُر ز
 صباے از بوئے خوش در مشکبیزی
 گل سوری طبق پر ز رویا قوت
 سمن سیم خود و ز گس زر خویش
 برسم مال و جان خاص بلبل
 شہ کو باغ و دولت را بہارا
 علاء الدین و الدنیا کہ عالم
 محمد شہ جان بخش و جہاں گیر
 خدایش عمر بے اندازہ بخشاد
 حسن ہر دم چو مرغان خوش آواز
 سپہر شہر جہاں فیروزہ کردہ

مبارک باد گفت مرغ و ماہی
 مروح از نشاط جہا و دانی
 یکے با نیست بشگفتہ من اللہ
 بہال ملک ملت بار دادہ
 مگر از تہنیت گویان نوروز
 دعائے خواندہ و بر شہ دمیدہ
 رواں بہر نثار افشان ایں در
 ہوا از ابر در کافور ریزی
 کہ جاں را قوتست دیدہ را قوت
 در آورده بر رسم خدمتے پیش
 بر آورده بہرح شہ غفل
 سناش بر دل بدخواہ خارا
 ز فرا و ست چوں فردوس خرم
 کہ از بخش جہانت عالم پیر
 چو گل نو نو مستوح آزارہ بخشاد
 بر آہنگ دعا گوئی نوا ساز
 جہاں ہر روز از نوروز کردہ

بر شمشیر شاهی نبشتہ اند

در ہر مہفت کشور را کلید است

ز بے تیغ کہ فتحش بر فرید است

| | |
|------------------------------|----------------------------|
| زمانہ وردعاے دولت شاہ | ہمیشہ ورداؤ نصرت من شد |
| چو دریا موج گوہر زائے دارد | مگر در دست سلطان جائے دارد |
| علاء الدین والد دنیا کہ عالم | ہمہ شمشیر اور شد مسلم |
| محمد شاہ تاج تارک بخت | بہ تیغ تاجداران بستہ تخت |
| جہاں مضبوط تیغش طول با عرض | ہو سلطان ظل اللہ فی الارض |
| ہے تاتیں را فیض است بنیاد | جہاں در قبضہ فرمان او باد |
| سریش پانہادہ بر سر تیغ | جد اندیش و اسرار سر تیغ |

ہم دران معنی

| | |
|----------------------------|-------------------------|
| امروز کہ دل کشادہ داریم | از دولت شاہ ہزاہہ داریم |
| بنگر کہ چہ خرمی است امروز | عیشے بہار کی دل افروز |
| سریافقی بصد سعادت | اسباب طرب شدہ زیادت |
| فتح آیت ناماز خواندہ از بر | تازہ شدہ نوشا ملی از سر |
| سریافقی بصد ایادیت | بر ہر موئے ہزار شادی ست |
| والا سیر از بزرگواران | الحق ز نژاد تاجداران |
| غریب جہاں پناہاں | روشن گہرے ز نسل شاہاں |
| خورشید سپہر کا مکاری | از آل و تبار شہریاری |
| ستارہ سعد بندہ وارکش | عز ابدی کند تارکش |
| ناہست سرے بر آدمی زاد | شہ تاج سر ہمہ جہاں باد |
| ہر شخص کہ سر کشد زرایش | بادا ہمہ سالہ زیر پایش |

در تهنیت تزویج

امروز درین سعادت آباد
 امروز درین سراچه سور
 امروز درین سرای شادی
 خیزید و تمتع به تخت بندید
 از نقره کشید فرش میداد
 همان که همی رسد زهر باب
 از لطف زبان شکر فتانید
 چون ابر شوید گوهر افشان
 ترتیب کنید بزم جمشید
 موجود کنید از پی شاه
 نزدیک شد آن که شه در آید
 اینک علم بر آمد از نور
 آن کوکب مشتریست یا ماه
 شاه آمد و ماه زیر مفعول
 شاه آمد و ماه در بنا گوش
 شاه آمد و شاهیاں برابر
 شه را نگرید چشمه نور

از غیب سعادت و گرزاد
 نوبت ستاره کله نور
 بکشد فلک در ایادی
 قبه بطنا ب بخت بندید
 از زر خلاصه نقش ایوان
 در پیش برید نفی و جلاب
 در سلک سخن گهر فتانید
 چون گل بهبه طرف زرافشان
 با جگر صبح شمع خورشید
 طشت از فلک آفتاب ماه
 نظاره به بام و در بر آید
 آواز روار و آمد از دور
 یا کوکب سعادت شاه
 چون سرو سہی قبول مقبول
 شکر بدان و گل در آگوش
 گل رنگ شده جہاں سراسر
 ای چشم بد از جمال او دور

| | |
|-------------------------|--------------------------|
| یاراں ہمہ ہرکاب باشاہ | چوں انجن ستارہ بامہ |
| یارب بوفائے نیک مرداں | زیں خانہ بلائے بد بگرداں |
| با اودل دوستان دریں کا | بشگفتہ چو گل میان گلزار |
| با خاطر جمع اہل یں سور | زیں جمع نشان فتنہ بادور |
| اقبال چو بخت یارشاں باد | شادی و نشاط کارشاں باد |
| فالے کہ زمند باد مسعود | ختم ہمہ کار یا د محمود |
| ایں فال نکو ہال بادا | دیں عیش ہزار سال بادا |

در تہنیت ولادت

| | |
|--------------------------|----------------------------|
| بس خوش خبرے شنید امروز | کز اختر سعد و بخت پیر دوز |
| نوگشت سپہر کہنہ در سیر | از زاد سعادتے دریں دیر |
| از زادوں این خلاصہ عہد | نوگشت نشاط این کہن ہمد |
| امروز بوقت بامداداں | زیں مژدہ چہ شد زمانہ شاداں |
| برداشت زمانہ با صد امید | زیں دہلے ز جرم خوشید |
| صبح آمد و کرد گوہر افشاں | از مہر بہر طرف زرافشاں |
| احسن زہے لطیف غیب | بخشیدہ غیب دان بے عیب |
| خورشید و شہ چو ماہ منظور | طفیلے و چہ طفل آیت نور |
| اقبال چو بخت دادک او | آئید خدا ایام باب او |
| از دایہ ز ہرہ پیشکارہ | وز چنبر چرخ گاہدارہ |

| | |
|---|---|
| <p>بند از سر زلف و طسره حور افکنده جلالت از جلالت بالت نعیم و انتک ناز عمرے چو زمانہ دہ دلازش فرخندہ قدم بر اہل آفاق بر مادر و بر پدر مبارک افزودہ نشاط کیتبادی ایں دقت دعاش باد و آہم کردہ در دولت آسمان باز از کوکب سعد و فال مسعود ایں شادی صد ہزار دیگر</p> | <p>گہوارہ نگر چو کلبہ نور بروے بسا دقتی حالت پرداختہ با ہزار اعزاز یارب تو بصد ہزار نازش کار ہمہ جہانیاں طاق خود ہست بفضل حق تبارک ہر روز وریں سرانے شادی تا بہت زمین و آسمان ہم ہر روز دریں سراچہ ناز ہر روز دریں مفتاح محمود ارزانی باد تا بحشر</p> |
|---|---|

در شہر شدن شاہزادہ

| | |
|--|--|
| <p>در مقصود ہا کشاد امروز گہر سعد بر زمانہ نثار دہل آفتاب برد بام ملک اندر حصار بادی شد ایں ہمہ عیش عشرت از چپے صیت شہئی شاہزادہ آفاق</p> | <p>صبح دولت جمال داد امروز مشتی کرد از یمن و یار آسمان بر سبیل شادی عام ز ہرہ اندر سرود شادی شد ہیچ دانی کہ ایں نشاط آزیست ہست از روئے بہترین بیتاق</p> |
|--|--|

ایں فلک قدر آفتاب تھا
 نور چشم شہ زمان و زمین
 شاہ تسلیم گیر ملک پنا
 کفر اکنوں دعائے شہ آغاز
 اے فلک آں چناں کی منجواہی
 شد دریں عرصہ بہشت نشاں
 بخت را میں ہوئے پیشانی
 فتح بنگر کہ خادمان سرے
 چرخ باہفت قبہ گرداں
 بر کشیدہ مغنیاں ہر دم
 شاد باش اے مراتب شاہی
 ہر طرف قبہ ہائے خوش منظر
 مرکبانی ز چرخ بردہ گرو
 تنق ز رنگار ز اوج سپہر
 وقت آں شد رشہ در آید شا
 اینک اینک رسید موب شاہ
 نزل شاہانہ پیش شاہ برید
 گوہر افشاں کیند چوں باراں
 تخت کسری و کرسی جمشید

خضر خاں ہمچو خضر در بقا
 شاہ عالم علاء دنیا و دیں
 خضر و خسر و آل محمد شاہ
 شاہ کشور کشائے بندہ نواز
 بشنوا ز من حصارہ شاہی
 ابر زاب حیات قطرہ فتال
 رفتہ کرد از بساز مہسمانی
 دست بردست ایستادہ بہ پای
 یکے از بندگان ایں دوراں
 بکن داؤد در سراچہ جسم
 رونقے آں چناں کہ می خواہی
 یک جہاں پیل از عاری زار
 ہر یکے با چہ ارگاں مہ نو
 نصب کردہ درائے کلد ہر
 تا چنانست شادی شہ باد
 ماہی از آفتاب کردہ کلاہ
 میوہ در طشت ہنر ماہ برید
 بر سر شاہ و بر ہمہ یاراں
 عود از صبح و مجمر از خورشید

| | |
|---|---|
| <p>تا در آید شہ مبارک فال یارب این شادے کہ ہست کنوں یارب این کام و ناز سلطانی شاہ در عیش و کامرانی باد جا و داں باد روز دولت شاہ ایں گہر ہائے ترکہ او سفتہ است نسخہ بر روئے ماہ باید کرد شاہ شایاں علاء دنیا و دین</p> | <p>شاہ پاک اعتقاد خب خصال باد ہر روز ہر زماں افزوں باد تا روز حشر ارزانی ملک بر شاہ جاودانی باد حسن از مادھاں ایں در گاہ ایں دعا ہائے خوش کہ او گفستہ است ختم بر نام شاہ باید کرد خدا شد ملکہ آمین</p> |
|---|---|

ہم در ان معنی

| | |
|---|--|
| <p>اے سعادت در اے خسر و شاد کہ ز فضل خداے بخشش غیب عیش آمادہ می شود امروز شہ خضر خاں کہ ہست چشمہ نور اے شہ شش جہات ہفت اقلام بعد از ہم بریں طریق نگر</p> | <p>شاہ مارا بکن مبارک باد وز فتوحات عالم لا ریب عقد شہزادہ می شود امروز ایں از اں چشمہ چشم بد میں دور شادی تست شادی اسلام شادی شایہزادگان دگر</p> |
|---|--|

حکایت

| | |
|----------------------------------|---------------------------------|
| <p>شیر مردے چه خوب گفت امروز</p> | <p>بارے از سگ طریق فقر آموز</p> |
|----------------------------------|---------------------------------|

سگ کہ برخاک خوار غلطید است
 اولین آنکہ مسکنش نبود
 کنج ادبار باشد ایوانش
 دو میں آنکہ آشکار و نہال
 عمر او چوں کسے بکو نگردد
 سو میں رسمش آں بود غالب
 بہت گونی محب زلف ظلام
 چار میں آنکہ وقت شیون سو
 خصم اگرچہ براندش از پیش
 پنجم آں دم کہ رخ بجاک آرد
 پوستینی کہ دارد اندر پوست
 احسن خفہ ماندہ خطر است
 وہ اگر نصبت در سرت سرنی
 چوں سگ اندر رہ نیاز پوسے
 کائے وظیفہ دہ گرسند و سیر
 شیر را حملہ دادہ سگ را تک
 کزد فضل کم فضولم کن

پنج خصلت درو پندیدست
 خان و مانے معینش نبود
 ہر کجا شب رود شبستانش
 نان شیرینش کم رسد بجاں
 پیش تو در گر سنگی گزرد
 شب بیداریش رود ہمہ شب
 "عجباً للمحب کیف ینام"
 از خداوند خود نباشد دور
 او بدم لایہ اندر آید پیش
 چیزے از خود ز چیز نگزارد
 این جہاں و اں جہاں برابر است
 سگ نفست ز نفس سگ بتر است
 از سگ آموز آدمی گرنی
 با خداوند بے نیاز بگوئے
 سگ کو بے تو پیچہ برد ز شیر
 حرمت شیر و حرمت آں سگ
 بسگی دست قبولم کن

گرچہ لایق نہ ام بہ طوق شکار

دولت داغ خود دریغ مدار

ولہ

دے گم کردہ ام باز کہ جویم؟
 ناز دل آگہم نزدلبر خویش
 رسیدہ سیل ورہ کردہ یہ بنیاد
 ز ما سیم رخ رحمت کیمیا شد
 دل من خستہ و از ہجر اں بجانم
 ندانم کس خدنگ از ترکش کسیت
 چہ کردم تا بدیں روز افتادم
 دل من کا خستہ بخش نگوں شد
 نہ بہرگز من سوالے کردہ ام بد
 نہ من پروانہ رارا ندم از نور
 نہ من نقشے فرو شستم ز کاخے
 نہ من آزاد نفسے بندہ کردم
 نہ بر بادی طمع کردم بہوئے
 نہ از جام جفا یک جرعه خوردم
 چہ گفتم ہرچہ گفتم از کم و بیش
 ندانم چو قدر وصلت یار
 کسے کش با فراخے اتصا است
 الہی ہرچہ رفت از نا پسندم

چہ گویم حال خود پیش کہ گویم؟
 چہ روز آمد مرا امروز و پیش
 کسے فریاد خواہم نیست فریاد
 مسلماناں مسلماناں کجاشد
 کہ رہ داد ایں بلا ہارا ندانم
 تھے کاندہ دولت از آتش کسیت
 چہ افتاد اینک از خود نیست یاد
 بپا داشت کہ ایں جرم خویش شد
 نہ من بایچہ نیکی بودہ ام بد
 نہ من یاری زیائے دشتہ دور
 نہ من برگے جدا کردم ز شاخے
 نہ من برگریہ کس خندہ کردم
 نہ بر مورے ستم کردم بہوئے
 ز ہر افتادہ افسوس کردم
 ہمہ از خویش دیدم آفت خویش
 شدم لا بد بدیں محنت گرفتار
 بہ نا شکری ایام وصالست
 مگیری کاں ہمہ از خویش فگندم

| | |
|--|--|
| چو برجامم در نعمت کشتادی می کان یا فتم از دست مردان حسن را راه بر از فضل که که | مزیدی کن بدین نعمت که دادی ز درو ناسپاسی صاف گردان بخوت گاه خاص لی مع الله |
|--|--|

حکایت

| | |
|--|--|
| شنیدم کشتی در موج گاهے در آن کشتی در اغلب اهل ایام مسلمانان بر آشفند کایں کار چو نور آشنائی هست بر ما بدریا افکنیم این گبر را زود چو بشنید این سخن آن مرد گمراه پس آنک با مسلمانان چنین گفت گرازش شیر شومی یکے گبر چرا صدق نود نه مومن پاک در انجا پیر دانا بود مردے بیاراں گفت بگذارید این را مبیں در جود دست ناکس و کس درین بودند کاوانے بر آند ز غرقاب آمد این کشتی بیایاب | همی شد غرقه نے رووند راهے یکے گبر و نود نه تن مسلمان هم از ہم صحبتاں آمد پدیدار بلازین مرد بیگانه است بر ما خلاص مانخواهد جز چنین بود بر آورد از دل نومید خود آه که خار از راه خود نے خود توان رفت بلاخیزد چه تدبیر است جز صبر اثر نه دهد درین حال خطرناک رسید اندر دلش زین حرف درد بیشتر اید در راه رضا پائے درین جا دستگیری خدا بس که اینک روز محنت با سر آمد علامت را همیا گشت اسباب |
|--|--|

حسن چوں ملک ملک بے نیازت
صلاح خود بین و فسق غیرے
خدا و ندا بحال مانظر کن
ز ما خود جز لیمسی نه زاید

سر اندازی دریں ره سرفرازست
بهر حال از عذامی خواه غیرے
دریں ظلمت چراغ فضل بر کن
تو خود کن کز کریمے تو آید

حکایت در علومت و سخاوت

شنیدم بود گبرے از کرمیاں
ز رو سیم و متاع و اسپ و اشتر
برو خواهند گال بشاقتندے
لگر میکنے از افلاس در ماند
نشاں پر سید آمد بر سر او
بدو گفتند کو در چرا بگا هست
تو بنشیں کوچه باز آید ز پیکار
توقف در توقف داد در ویش
بمیدان آمد و هر سو طلب کرد
فنا دست آن طرف پہلو درید
بے آئین ز رخشیش بود است
بهر دناں خرابش کرده ساقی
چو آمد بر سر او مرد محسروم

درو نور سخا چوں نور ایماں
جواهر سلک و سلک از لعل از در
عرضها خواستندے یافتندے
ز شهر خویش سوئے شهر او راند
که تا و چه برد از دست او
از اینجا تا بدو یک میل راهست
بزر دادن ترا چوں زر کند کار
گرفت آل راه جلاں گاه او پیش
جوانی گفت اینک آن جوانمرد
چو تو پہلوئے خود بارے ندیده
کنوں آهنگ جان بخشی نمود
هنوزش نیم جانی هست باقی
دعایش کرد کروشش قصد معلوم

کہ چندیں وہ بامیدے دویدم
 سوائے داشتیم ہنگام آں نیست
 چو آں نامہ گوش خستہ افاد
 درو دید آہے از سینہ برآورد
 بگفتہ بس اشارت کردش از دست
 بیا آں سنگ دندانم بروں گیر
 مسافر زین سخن دندان بلب ماند
 بگفتش دل ترا بس نیست خستہ
 و گر آں مرد دنیا بخش بے دیں
 بگفتا وقتے از جور جہانم
 بدارو چوں نہ پیوست ای برادر
 در دندان سر ز رشتہ چند
 تو ز ربتاں گمر نامے برآید
 در بے آملکہ کشا دی لب دعار
 بدرد مرگ دندان بر زمیں بود
 ہزاراں آفریں بر جان پاکے
 سخن در بہمت است ز رفتانی
 اگر فاسق سخائے مرد و امے دست
 و گر ز اہد کسند با بخل پیوند

چو دیدم از خودت نومید دیدم
 دریں ہنگامہ جز تاج جاں نیست
 بجیلہ چشم خون آلودہ بکشد
 دم ہر از صفت کیس نہ برآورد
 کہ زیر سر مرا یک سنگلکے ہست
 ز لب نوش را در موج خون گیر
 و زان دندان شکستن و عجب ماند
 و گر دندان چہ میخواستی شکستہ
 فغانے بر کشید از جاں مسکین
 ہی جنسید دندان در دہانم
 مرا دندان بزر بر بست مادر
 چو جاں کندیدہ شد دندان تو کنہ
 ز دندان منت کا مے برآید
 کزین نہ چرخ دندان خائے مارا
 چہ شاید کرد دندان قسمت این بود
 نیرزد نزد او ملکہ سخا کے
 حساب کفر و ایماں را تو دانی
 حبیب اللہ طراز دولت دوست
 خدایش دشمن او خلق صد چند

بدہ اے خواجہ ورنہ ہی باعزاز
درم دادہ بذرویش و دعا کرد
چو خواب آید عواقب باز دیدن
حسن جاں بر جوانمرداں فدا کرد
چو اہل ہمت مادر د خواہنے

نقص خواری جہاں بتا نہت باز
خدایت در حریم قدس جا کرد
بمردادی ہر شتے را خریدن
جوانمردی ہمین است اے جوانمرد
بخوبی خواند از ایشان استا

حکایت مخ و مسلمان

بود مسلمانے از اقصائے رے
مختب آمد بصلابت بروں
مخ زمیاں گفت کہ این عدل نیست
جز یہ وہم تلخ چہ رانی سخن
حکم براں شد کہ ز مخ بگزید
دید مسلمان کہ چنین بے ہند
گفت طریفانہ کہ اے انجن
کز پے اسلام بخوابید کشت
گرچہ کہ ایں بے ادبی طرف نیست
حالی از اں یک سخن خندہ ناک
مختب آں جرأت از وغور کرد
مرد ہاں بہ کہ در امید و بیم

بامخے اندر رمضان خوردے
گفت بریزند از ایں مردخوں
جانب من روزہ و روزی کمیت
آنکہ بدین است برو حکم کن
دست سیاست بہ مسلمان برید
مخ بگزاند و مسلمان کشند
عدلت من شد مگر اسلام من
من مخ و مخ بچہ ہفتاد و پشت
یے ادب آنکس کہ دیر حرف نیست
گردن او جت ز تیغ ہلاک
سر بہ چنین جائے کشد عقل مرد
بر کشد از آب حوادث گلیم

| | |
|-------------------------------|------------------------------|
| رکن دلت گر بخداوند راست | اگر بظواهر خلل افتد رواست |
| بار خدا یا بخدائی خویش | یک نظرے بر دل صد جائے ریش |
| عنون از بندہ حسن ہر چہ گفت | از ہمہ ہواں ز تو نتواں نہفت |
| بر من و بر ہر کہ چمن زسیت خام | افضل کن اے فضل تو دریائے عام |

ایضاً

| | |
|----------------------------|----------------------------|
| مہر ہر سخن تا سپہریں | بری پیش سحر آفریں آفریں |
| نہ سر یافتہ نام معنی نہ بن | لقب چوں نہی ہر سخن را سخن |
| گہر بایت بر جن نیست | کہ جبہ اگر لعل شد لعل نیست |
| بہ الاخذہ روشن نماید زود | چو دریا زند شب ہمہ موج نور |
| چہ باشد چو طالع شود آفتاب | صدف پارہ خشک بر روئے آب |
| بیک صنعت طرفہ چندیں پیچ | کہ در جنب بہر آویخت پیچ |

متضمن حساب میزان

| | |
|-------------------------------|---------------------------|
| بہ ترتیب ہر حرف سرتا بہ بن | یکے میگزارد و گر جمع کن |
| بہ میزان بہ آید دریں شیوہ رفت | زود نہ زنہ ہشت از ہشت |
| بریں تا شود جمع ہر خانہ راست | زیادت چہ می بایت آن تراست |

میزان جہان

| | |
|---------------------------|--------------------------|
| ز یک سیر تا یک نش بے درنگ | بہ یک بار برکش دیں چارنگ |
|---------------------------|--------------------------|

| | |
|---------------------------|-----------------------------|
| یکه و سه و نه در نسبت هفت | به میزان به آید دین وزن رفت |
|---------------------------|-----------------------------|

بسته حسابی است

| | |
|---------------------------|--------------------------------|
| از یک تضعیف کن تا نه رستم | واں ده باقی نه افزون کن نه کم |
| ثبت کن گرا حساب ای سده | بعد نه چار و چار صد هشتاد و نه |

در استخراج جمیع حسبت

| | |
|-----------------------------|---------------------------|
| اگر جمیع شوند اهل حسبت | تا جمع کنند کل نسبت |
| آن خوب که ضرب هفت فی اهل | در ماه کنند ماه در سال |
| گویم بصریح هفت در سی | سی را به دوازده چه ترسی |
| و در این دوسه بیت بایدت یاد | این بیت همیشه بر دلت باد |
| گفتم که تمام نسبت از چیست | گفت از دهنرار و پانصد بیت |

لطیفه در حساب جمل

| | |
|---------------------------|---------------------------|
| دوستی از جمل چه گفت به من | بخت طاقت طاق بخت به من |
| راست گفتم دین مدارا نده | پنج در یازده چه باشد سه |
| خود مرا خاطر بهر سنخ است | پنج در یازده بهما پنج است |

این چند تنوی در صفت باب است

| | |
|---------------------------|---------------------|
| این در که بنا به شادمانیت | باب البرکات آسمانیت |
|---------------------------|---------------------|

ارباب صلاح را مآبی
دارالکتاب معانی غیب
سرمایہ روح راحت روح
ہر کنج جو پنج گنج مشہور

ایں درہم از اس صحیفہ باقی
ایں در درے از فرید لاریب
ایں در بخت توح بخت مفتوح
ایں در ہمہ عمر باد معہور

ایں نیز در اس معنی

چو مردم را شود غم عمارت
چنان بہ کز لطافت طاق باشد
غرض دروے حضور دوست
زہے دولت گراں دل تو اس یافت
دلے را شاہ کن دولت ہمیں است
نکوئی را چہ آید جسز نکوئی
ہنوزش بقیہ ساری برقرار است
بندید از جہان بے وفا دل
کرم را یادگار خویش مانند
از اس نام و اس رقتہ بجز نام
مراد ہر دو کون آرد در آغوش
صفاء و زرد دریں معورہ خاک
ضعیفہ را تواند کرد یاری

ز دولت ہارسد گوئی بشارت
عمارت ہا کہ در آفاق باشد
اگر خانہ بہ نہت بوستانست
دل یار از حضور یار جاں یافت
و گر غمے پے دولت ہمیں است
نکوئی کن بہ ہر اسے کہ پوئی
جہاں میں گر جہانے یادگار است
جہاں ز اچوں وفائے نیست حاصل
کرمیانی کہ از ماییش رانند
نگر خود تا چہ مانند اندر ایام
عزیزے کیں نصایح را کند گوش
نکو روشن ضمیرے کہ دل پاک
قوی مقبل کے کہ ز برد باری

ز جامِ جود آرد دہر را مست
چو در نیک بد عالم یہ بسبند
ز نیکی گل بر آید دزدی گرد
ز آزار دل مردم بہ پرہیز
گو بر روی حاجت خواہ سر دے
بر آور حاجت محتاج پوست
ترا گر صدق رغبت بہت بند
ہمیشہ این بسا معمور بادا
برفت راست چوں کاشانہ ماہ
سعادت بخش یارب راستان را

بخلق نیک گیر خلق را دست
بدی بگزارد و نیکی گزیند
ہر آنکو این بداند اودود مرد
ولا بازار رعنائی کن تیز
منہ بر جان حاجت مند در دے
در ان درگہ ترا ہم حاجتہ ہست
تہا مست این کہ خواندی نکتہ چند
درا و از شمع دولت نور بادا
ہمیشہ راستان را اندر اوراہ
خصوصاً صاحب این آستان را

این نیز در آل معنی

علم بیرون براز میدان ہستی
طلب کن صحبت بیدار بنختہ
خدا را شو خلافت از ہر دو عالم
بخدشت کوش گر ہستنت میسر
تواضع کن براں رفعت تو اں یافت
اساس کار خود بر مردنی نہ
طریق مردی در مرد معنی است

بروں آ از خودی و خود پرستی
دل صاحب دلاں دریاب نختہ
ازاں عالم بزن گر میزنی دم
بپا بوسی تو اں شد بر سر اں سر
ہر آنکس این عمل وزید اں یافت
دریں دنیائے نامردم ہمیں بہ
کہ مردم نیست اں کش مردی نیست

| | |
|---|---|
| <p> ترخو دآں نگوئی درجہاں بس دلت آں بہ کہ در نیکی گراید خصوصاً آں کسے آید بر تو غنیمت دار دیدار قسریں چو نزدیک تو آید میہمانے چہ بہ کا سبب مہماناں بازی کرم کردن زرافشا نیست بزیج سخاوت و رز و از طبع گرامی خدایت ایں مقام آباد دارد </p> | <p> کہ یک نیکی تو یاد آورد کس کہ از نیکیست ہرگز بد نیاید کشادے چشم دارد از در تو بطبع خوش نشیں با ہم نشیناں سخت از خجہ خوش پیش آر خوانے کہ دولت ہاست در مہماں نوازی کرم کن کر تو آں آید دگر بیج برآور نامے اندر نیک نامی دلت را در مقام شاد دارد </p> |
|---|---|

ایں نیز در آل معنی

| | |
|--|---|
| <p> زہے پر داختہ چوں کار داناں بدولت خوش نشیں اینجا خوش ما نگووانی کہ ایں گردندہ گردوں ستارہ ہر ہر بانی چوں رہا کرد ہماں یکہ بزرگی نام خواہی بہ مجلس شاد بنشین و پر نور قدح کوری دشمن می ستانی باں پیوستہ خرم تا قیامت </p> | <p> چنین راحت سرے میہماناں کہ دل داری خطا پوش عطا پاش چہ بازی ہا کشد از پردہ بیرون جہاں ہم با جہاں داراں چہا کرد بنام ہر بزرگی جسام خواہی چو گردوں عیش را گرداں کنی دور دہی مردوستان را دوستگانی تو و پیوستگان تو سلامت </p> |
|--|---|

بیابی ہرچہ خواہی از خداوند

در دولت کشادہ خصم در بند

دیگر

کہ ہم برپائے دولت یافت بنیاد
ستارہ کیست اینجا بار خواہے
در استحکام و زیبائی مقامے
چہ گفتم کاش اینجا بودے تیر
ہمیشہ با ارم قلب و ذرم کرد
جہاں بروے در دولت کشادہ
چو دوران فلک در دیر پائی
مقام ہمدان و ہم نشینان
حضور دوستان نور علی نور
زمانے روئے یک دیگر یہ پیغم
سرچلہ غنیمت ما ہمین است
بدہ قدرے کہ دادی آسمان را
خصوصاً بر کسے کو بانی اوست

از ہے خرم بنائے دولت آباد
فلک کردار عالی بار گاہے
مروج منظرے فرخ مقامے
عطار ددید ستفے آسمان گیر
بگونہ گونہ نقش روح پرورد
سعادت باست روئے رخ نہاد
چو ایوان قمر از روشنائی
ظرافت بخش اوقات قریناں
ہمہ نورست از نزدیک از دور
چہ خوشتر ز آنچه اینجا خوش نشینم
حضور دوستان فتح مبین است
خداوند ازین ایں مکان را
مبارک فال کن بریار و بردست

ایں عشق نامہ است توحید باری عزوجل

بپاکی یاد کن از حضرت پاک
درش را بندہ شو کا زادمانی

دلا تا چند ایں آسایش خاک
خدا را یاد کن تماشا دمانی

| | |
|------------------------------|--------------------------------|
| خداے بے نیاز از زنگ از بو | ہمہ اورا طلب گار اے ہمہ او |
| اگر خشم آورد کونین خاکست | چو رحم آرد ز ناپاکی چه باکست |
| بلے خرنش چوں دہ تاب | گناہ آنجا چه گویم چیست سیاب |
| خداوند اگر میا دستگیرا | گند بخشا پشیمانی پذیرا |
| توئی روزی رساں از روز شتاب | تو داری رایت ہر یک مرتب |
| تو اندازہ نہی ہر پایہ را | تو بخشی مایہ ہر بے مایہ را |
| محمد را تو دادی تاج لولاک | کہ شد کیخسرو نہ تخت افلاک |
| شب افروزی کہ طاب داشت از نور | ز خوان واضحی ہم چاشت از نور |
| بدو دادی کلید حنائی دیں | درو دند انہا از سین یاسمین |
| کہ آرد کورساند جز تو داور | بروح او سلام روح پرور |
| درو و مایہ زلف مشکبارش | بہ یاراں ہم خصوصاً چار یارش |
| جز او اتق کہ ایں حاجت بر آری | مراد رسلک ایں دولت در آری |
| دل از تو ہر چه حاجت خواست آن | چو تو حاجت روائی کہ تو اں یافت |
| کیا ہے بروہ از تو بوسے طیبے | ہمہ کس را ز گنج تو نصیبے |
| ز دل بیدار سر گنجے کشادی | بہر سر سرے از ملکیت نہادی |
| حسن را طبع بخشیدی و تمیز | سخن دادی و عشقے سخن نیز |
| سخن کہ عشق خیزد مایہ دارست | جہاں عشقت دیگر خاک خواست |

سبب نظم کردن قصہ

سخن مینے ز بانس حلقہ در گوش

مرا ہم داستان شد دوستے دوش

چو گل روزانہ چوں سوسن زباں تر
 حکایت کرد از عشق جوانی
 حدیث عشق خود جہاں می نواز د
 شراب عشق از ہریش کمر نیست
 نہالے کاں زوجے عشق نم یافت
 گلے کو را نسیم عشق دادند
 عجب راہبست راہ عشق بازی
 غرض را با شمع کنوں زین مثل خند
 مرا تقریر آں مرد خوش آزاد
 حدیث خوش مقام خوش گزیند
 حسن گوش تو بر گفتار نغز بست
 چو نرم عشق را ترتیب دادی
 بیا مطرب سماع گرم در وہ
 بہ رقص آراں دل پرور دمارا
 بیا اے شعر خواں شعرے فرو خواں
 چہ داری از غزل لمے حسن یاد
 بیا ساقی بیا را آں چشمہ نور
 کہ آں چشمہ زوجے آشنائیت

میان حسیع چوں شمعے زبان در
 کہ در ہر گالید نور بخت جانے
 نیاز و عشق ہر کو جہاں نیاز د
 نہ بینی درواوے درد سربست
 درخت سدرہ باہم خود قدم یافت
 بہار غیب در حشش نہادند
 چہ بے سازی اگر بائے سازای
 در مقصود باید زد و بدل چند
 بہ نظم ایں حکایت رغبے داد
 چو از دل خیزد اندر جہاں نشیند
 سماع نغز نیر و بخش مغز بست
 از ایں ترتیب ہر خور دار بادی
 ز صوت جہاں فزا جہاں را خبر دہ
 بکجناں طبع غم پرور دمارا
 بساط عشق را بیدق فروزاں
 ہمان خواں کت ہماں فرمود استاں
 بیا را ایں چشم را از چشم بد دور
 صفائش چشم جاز را روشنائیت

دُعائے پادشاہ اسلام خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

دو عالم را یکے حرزیت عظم
 شہنشاہ چہاں گیر جہاں بخش
 علاء الدین والد دنیا کہ افلاک
 محمد نام اسکندر خطا بے
 صلاح تخت دہلی میں کہ بروے
 بقائے تخت گیتی میں کہ ناگاہ
 چہاں جان خود آں شب پیش کرد
 فلک روئے خود آندم بر زمین یافت
 بنام ایزد مبارک باد شاہ ہے
 چو روز رزم تیغ کیس بر آرد
 زماہ نوکماں یسنی پشتش
 ہراسے در دل زہرہ گزشتہ
 شہ چارم زرہ پوشید از میخ
 شہ بر جس بر خود مدح خوانے
 چو گفتم نکتہ از رزم گاہش
 خجستہ مجلس چوں باغ آدم
 در آں مجلس کف دریا عطا جوئے

دُعائے حضرت شاہ معظم
 بکینہ جہاں تان در ہر جاں بخش
 بھی بوند بر در گاہ او خاک
 درش اسلام را حسن المآبے
 چہاں شاہ مبارک می ہند پے
 چہاں بخشے چہاں بروے بود شاہ
 کہ دروے جان سلطان جائے خوش
 کہ آں خورشید بروئے زمین یافت
 جہاں را در جہاں گیر ی پناہ ہے
 سر آں سیل کوہ افکن کہ دارد
 عطار دکنتریں تیرے پشتش
 زباں چوں زخم چوب شک گزشتہ
 شجاع تیغ زن لرزان راز تیغ
 زحل ہم جان خود را پاسبانے
 کنوں بشت توصفات بزم گاہش
 رواں غل خضر دروے دما دم
 زحل از لولیاں ہندوی گوئے

| | |
|---|--|
| <p>بخدمت مشتری از خائِ خویش ہمہ برنائے ترکی رقص بہرام فلک کردہ دف خورشید را گرم عطار دتیرنے از بہر زرمش مرہ نو جرحہ دان مجلس اوست حسن بنیاد صنعت نوہادی چو جام عیش پیشیت میکشد بخت بیامطرب طریق باز نو ساز بیاد خسر و کش نیست ثانی بیالے شعر خوان مدحت شاہ بخوان تا اہل مجلس شاد گردند بیاساقی کہ مے بہ از ہمہ چیز اکمیں نوشتے کہ من از جام برچوش</p> | <p>گہے ماہی کشد خود کہ کما پیش ہنادرہ خنجر برداشتنہ جام سرود نہرہ گاہے تیزوگہ نرم کمینہ تیرے از ایوان بزمش نمی گنجد بدیں تشبیہ در پوست بہر صنعت سخن را داد دادی بعشرت خائِ مقصود کش خیرت کہ ہم آوازہ داری دہم آواز نوائے کن نوائے خسروانی کہ نوشتش عطار دبرخ ماہ حریفان خراب آباد گردند چو مے دادی بدہ نقل از لبم نیز کنم بریاد شاہے نامور نوش</p> |
|---|--|

آغاز قصہ

| | |
|---|--|
| <p>شنیدم والے در عہد شاہے فلک با سخت بنیادی اوست سوادش چوں خط معشوق لکش زنان سیم سیمائے سمن ساق</p> | <p>عمارت کرد در ناگور چاہے تکلف ماہمہ موزون اوست درو آہے چو اشک عاشقان و ش نچوں بل چو خورشید از بتاں طاق</p> |
|---|--|

خرد آتش و سخاوت آئندے
چوسے سوے خانہ می چمیدند
دو چشم از آب رفتن چشمہ نشدید
ہنہادہ چشم بر سر چشمہ خاک
زدہ چندیں دل یعقوب را راہ
بدلو خور رسن ہا در کشیدے
بہت جوئے یوسف کردہ آہنگ
نہ دانی قصہ یوسف درازست

ہمہ سال ہراں چاہ آئندے
چو آب از چاہ بیروں برکشیدند
جوانے کاں گروہ آکبش دید
رسیدندے غیبان ہوسناک
بتاں یک یک چو یوسف بر سر چاہ
فلک آں چاہ آں یوسف جویدے
گرفتہ دلوراسیارہ در چنگ
حسن افسانہ را با شایچ را راست

عاشق شدن جوانے بریکے از خوباں

جوانے زندہ دل مقبول پیراں
میان اہل ہندش اعتبارے
کہ دل بردش دلا رام دل افروز
بسوئے آں چہ باروت چہ مارت
کہ ازوے خون ازوے آب می
بلبش کرہ غمزہ شورش انگیز
طناب عاشقی در حلق او کرد
کشید از جوئے چشمش دلو ہا خوں
چناں کاتش برون از دل سنگ

ہمانا نو خطے بود از دبیراں
زحل در پیش او چوں پیشکارے
ازاں سوطوف میکردست یک روز
در آمد چوں بگرد چشمہا حوت
ستادہ دید جادو دخترے حست
بت ہند نب چوں تک غل ریز
بیک رشتہ کہ اندر چہ فرو کرد
بیک دلوے کہ برد از چاہ ہرل
جواں آہے بر آورد از دل تنگ

نگار سنگدل در تنگدل دید
 غریبه دید گشته شهر بند
 بنجو دزد یک شد هر سو نظر کرد
 خطر مانع ملامت را خبر داشت
 بماند آں زخم خورده بر سر چاه
 همه روز از غم آں ماه تا شب
 چو شب شد با ستاره رازی گفت
 چو رایات سحر که سر بر آورد
 رسید آں شمس خوبان خن باز
 جوانی بیدل از دیدار آں حور
 دراو دیده به سجده سر فرو کرد
 در آں سجده دعای خواند بر دست
 پس آنکه بر زد از سینه خروش
 مرا کشتی نگونی مذہبت حسیت
 مرادیدی که بنجو و چوں فقام
 بخون در آشنا کردی تو بارے
 چه دلداری چه دلداری تو ای ماه
 چه ریزی خون سکیناں با سو
 بدیں چه غل چه می ریزی بریں

یکے سر گشته را پا جل دید
 ز زلف خود گرفت ار کندے
 بهر سے در دل پاکش گزر کرد
 بزودی زان خطر که گام برداشت
 چو ماهی می طپید از رفتن ماه
 ز دیده بر زمین می ریخت کوکب
 غم مر با ستاره بازمی گفت
 حبش را شاه چیں از یاد آورد
 حبش در چین زلف او فتن باز
 و گر زنده شد چوں شمع از نور
 نماز عاشقاں آں بود کو کرد
 دعا در سجده که خواندن چه نیگوست
 که ای در جان من افکنده جوش
 چنین بیچاره کشتن مذہب کیت
 ز دست دل بوج خون فقام
 گزشتی از سرم بیگانه وارے
 چه خون خلق می ریزی دریں چاه
 ازیں چه آب خواهی خور یا غل
 چو خون ریزی دیگر در زخمدال

یکے چاہے کین نامش بینہ کور
 مرا آنجا بدست خود در افکن
 زیارت خانہ کن آن خواگہ را
 چہ میگویم ترا باسن چہ کارست
 نخواہی برد و انہ اے دلارام
 گرفتم کز مزاج نازینست
 نمی گوئی سخن جاہاں نسبیت
 ز مردم مردماں دم ساز گیرند
 نہ من دیوے نہ دیوے می پرستم
 سخن کو یہ کتم آخر سلامے
 پیامے گرفتستی نام پیام
 بجنباں طرہ چوں زلف شمشاد
 بر آوردستے از عاشق نوزی
 بے زبں گو نہ بروے داستاں خواند
 بتے عاشق فریے را یکاں کش
 ز چنڈاں نقش کاں صاحب نظر
 رواں شد چوں ہے در منزل خوش
 جوان مست کار از دست رفتہ
 ہما نجا سر نہادہ زار بگریست

میر سی کابوے شیر نیت باشور
 چو از خاکم بمن خاکے در افکن
 چو جوئے خضر سزاں پیر چہ را
 گہر با خاک نام ایزد کہ عارست
 مراد زندگی و مردگی نام
 بدماں از دم کہ باشم ہم نشینست
 قدے چوں نخل بر نخل طلب حیت
 سخن از دیو مردم باز گیرند
 اگر دیونہ ام خواہم کہ ہستم
 ازماں لعل شکر پیمایاے
 دریں شفتگی آرام یابم
 مگر بوئے بہ تحفہ آورد باد
 بکن بیچارہ را چارہ سازی
 ہر افسوں گزسانہ کے توان خواند
 کہ برداز آدنی صبرے پری وش
 نظر نہاخت کاں جانب کسے ہست
 جرات تازہ کردہ بردل ریش
 دلش بریار و یار از دست رفتہ
 بجز گریہ سبیل عاشقان حیت

تو خداں کن دران صوت صبا
 دز بخیرے کہ داری گوهرے بخش
 چو چنگی زخمہائے چنگ ہمدار
 سماع نغز دیدی نغز تر گیر
 عروس تاک را پوشید پیش آ
 غم بیرون کغم زبں جاں غم کش

بیا مطرب کہ گریاں شد صراحی
 سرم را از سرودے افسرے بخش
 بیالے شعر خواں آہنگ ہمدار
 ہما نجاگر فرو آرد تو بر گیر
 بیا ساقی ہے جو شیدہ پیش آ
 گر با او بر آرم خلوتے خوش

زاری کردن عاشق در نظر معشوق

کشید از چاہ مشرق دلو خورشید
 ببرز دلو طالع گشت آن ماہ
 چو گرد ماہ روشن اخترے چند
 ہی آمد چو سرے نو خراماں
 برو کس نازدہ آسیب جز باد
 دو طرہ چوں دو ہند و تیغ در دست
 بنزع افکنده عاشق را کماں
 از دور ہر دے تاریک تابے
 دہن چوں روزی محنت کشاں
 بریں شکلے کہ گفتم چشم بد دور
 ز داندرو امن دلدار خود دست

چو دیگر روز ایں دولابے بید
 چو خورشیدے کہ جوید در حمل راہ
 رسیدہ گرد گردش دخترے چند
 نکو ردے میان نیک ناماں
 چو سرے از ہمہ آلائش آزاد
 دو چشمش چوں دو ترک تیر در دست
 گرہ بستہ بر ابروئے کمانش
 رخنے چوں نہ گویم کافقائے
 لبے دادہ بہ صاحب دوتاں رنگ
 چو آمد سوئے جان چشمہ نور
 جوان دل شدہ از جائے حبت

بنالید از غمش نالیدن زار
 پس از صد نال گفت ای من غلامت
 چه نامی از کدامی آسمانی
 چه کیکی از کدامی کو هساری
 بهشتت یا همه حوا غلامت
 فدایت هستی من هر چه هستی
 صلحی عرض کردی و نه جنگم
 سرت گشتم پیر سیدی غرض چیست
 نمی شاید در انصاف بستن
 را کردی مرا در خون و در خاک
 شکارے وار بخونم زدی رائے
 مرا بردار کافا دم بخواری
 شبے طالع نہ گشتی بر من اے ماه
 نہ از خانه جبر دارم نہ از خویش
 رہے گم کرده در صحرائے اندوه
 قرار سینہ ام صحرا گرفتہ
 باند کن جنبش زلف چو زنجیر
 منم مجنوں مطیع لیلی خویش
 چه دل بستی دریں جان او من

چو از جاں دست شسته تختص بیمار
 سر نام تو گردم چیست نامت
 کہ آں شب گرد ناقص را نمائی
 کہ چون رفتار خوش گفتار داری
 اگر حوری بہشت تو کد امست
 چه بودست آنکہ دل بردی بستی
 نہ نامم باز پیر سیدی نہ جنگم
 زدی سنگم نہ گفتی کس سگ کیت
 بدیں بے التفاتی بر شکستن
 نہ از من شمرمت و نہ از خدا پاک
 بکشتی در ما کردیم بر جائے
 کہ بر وارد اگر تو بر نہ داری
 نہ دانم بر چه طالع زاده آہ
 ز محنت مایہ دار از صبر درویش
 نہ در صحراست آرامم نہ در کوہ
 غمے چوں کوہ در دل جا گرفته
 بجنونی سمر گشتم چه تدبیر
 اگر لیلی تویی مجنوں کمن بیش
 چه خواهد خواست از افادن من

غریبے کشتہ گیر و خاک گشته
 بر افکن پرده باز از رخ خوب
 خجے پوشیده ماه از ترس مادر
 مرا خال تو میدارد درین حال
 اگر صد سال یا تو را ز گویم
 دلت زان گفت گو آزاد باشد
 نه در یار بود از هیچ سگ باک
 برآور و ندیش از ما شمارے
 بتو خرما سپردند و بمن خار
 کسے کاں روئے آتشاک افروخت
 توانی از پس صد زخم کاری
 یکے رخس رعایت گرم گرداں
 امیدم تازه کن مانند رویت
 بیچاں چوں دل نامدل میش
 عملها را جزائے هست آخر
 بگفت افتاد پس از پائے چل
 براں بے دستگه گز پاد افتاد
 برآمد بمانے بمانے از چپ است
 بتان آبکش را دید پر آب

خطه از روئے لوحے پاک گشته
 چه داری ماه را در منج محبوب
 یکے خوں ریز خالے زیر چادر
 تو از مادر ہی ترسی من از خال
 ملامت هارسد از تو برویم
 مرا نیز آن ملامت یاد باشد
 نه سگ از هیچ در یائے شود پاک
 بقسمت در ازل رفعت کلامے
 ترا مهره بدست آمد مرا مار
 تو اند صد چمن خاشاک را شوت
 که کار نا توانے را بر آری
 دل سنگست سختے نرم گرداں
 دلم را چند بیچانی چو مویت
 یکے از دفتر فردا بیندیش
 مکن چندیں خدائے هست آخر
 دل و دلداز هر دو رفت از دست
 همه نظارگی را گریه بکشاد
 ازیں سونا لزاں سوغه باخت
 جگر پر تاب جاں را رسته بر تاب

همه جانوز دل و ساز گشته
 شکر لب آں سماع خوشتر از نوش
 ز نازے کان بود در نازینال
 رواں شد بوج لولو مهره کرده
 دگر خواباں همه تاحسانه با او
 فلک هر روز ایں صنعت ہی سخت
 شد ایں قصه میان شهر مشهور
 بوقت صبح کیں دریائے انضر
 شدے طالع برسم خویش ناگاه
 غیب خانماں کرده فراموش
 ہماں شور و شنف آغاز کرے
 جگر نی خوردے و نی کوفتے دل
 ازیں دیوانہ شکے دیو دیدہ
 دو چشمش بازماندہ در صرخ یار
 نظارہ مردماں از قہر سبیلہ
 بحیلہ عشق نتواں داشت مستور
 حسن را نیز عشقے بود در سر
 بیامطرب ز بر بط حال بر سر
 ہماں بازو کہ دروے ہست کل غا

بصد حسرت از آنجا باز گشتند
 از اں گوشہ نشین چوں کرد در گوش
 نہ دروے دید نے در ہم نشیناں
 شکر در بندومہ در زہرہ کردہ
 پری می شد دل دیوانہ با او
 بدونیک از پے نظارہ می باخت
 کہ پروانہ سرے در باخت بانور
 کشادے چشمہ خورشید از سر
 چو ماہ نخب آں مہ بر سر چاہ
 بر آوردے دگر بار از جگر جوش
 ہماں سوز گزشتہ ساز کرے
 زمیں می کندے و می بختے گل
 نہ شبہا خستہ نے روز آرمیدہ
 زبان کامگارش بر سر کار
 چو راز از پردہ پیدا شد چہ جیلہ
 میان سایہ پنہاں کے بود نور
 کہ کرد ایں حرف را بروئے دفتر
 ز دفتر مرا آں یک ورق بس
 بیک نمیش آں مفصل میشود راست

| | |
|--|---|
| بیالے شعر خواں بکشا سفینه فروریز انچه نزدت هست معلوم بیاساقی بیار آں کان یا قوت بمن ده تابداں یا قوت حمرا | دُرے درگوش ماکن زان خزینہ درمنثور یا لؤلؤے منظوم کہ جاں را قوتست و چشم را قوت اگر داغ و فائے درد و غم را |
|--|---|

آمدن جماعتی از برہمنان پند و اول مرعاشق را

| | |
|--|--|
| کسے کز عاشقی بر بست بارے نہ بیند فال نئے تقویم خواند بود فاش جمال فسرخ یار غریبے بے دل از جاں گیر شتہ نظر میکرد روزے از سرچاہ برہمن اصل انوں خواں بتے چند در ایشان بود کار آگاہ پیرے و قوفش بر مزاج چرخ و اختر شد آہستہ بہ پیش خستہ نشست نصیحت الے پیرانہ فرو رخت رطب را از شکر خالی بخل کرد کہ اے غافل ز شمشیر زمانہ جہاں تیغے بکفت در ترک تازی | نصائح را ندارد اعتبارے بدونیک از نگار خویش داند شب نیکش سرگمیوے دلدار رہ غم را بصدمحت نوشتہ از اہل خویش قومے دید ناگاہ کشادہ از در ہر دانستے پند رہسانیدہ بہر پرغاش تیرے در انگشتش حساب ہفت ذفر سخن را از عبارت کلبا بست غبار غم ز صحن دل فرو رخت پس آنکہ گنج ہداں شوریدہ دل کرد خبر داری ز خویریزیش یا نہ تو در بازی بہانہ عشق بازی |
|--|--|

لکن بازی بقل خویش باز آئے
 جوانی تیز طبعی ہوشداری
 و رای عقل سر را افسرے نیست
 چرا باید کہ آن گنجینہ پاک
 مزین در شیوہ صغریاں دست
 درین میخانہ مستی ناصوابست
 مکن کیں کار تو روئے ندارد
 ہماں یارے کہ اورا دوست داری
 نہ فرمان تو وقتے کار بندد
 دریں مدت کہ جان تو بسفتہ است
 چنین بیت را چرا تومی پرستی
 چو بشنید آن جوان این پند از پیر
 بنالید از دل نالند چوں جنگ
 کہ آہ لے ناصحاں اے پندگویاں
 چہ چندی سرزنش کردن زمستی
 مرا میگوں بے کرد دست مرست
 من این مستی نہ از ہر جام دارم
 از آن آہو کہ چشم شیر دارد
 چنان شمشیر ہا دیدم بخون تیز

اگر کردی براں دیگر میفرمے
 مدہ کہ کف ز مام ہوشیاری
 سعادت بخش زو تراقرے نیست
 شود از دست چوں تو گو بہرے خاک
 متواز بادہ سودا ئیاں مست
 نہ آخر آخر مستی خرابست
 گل پسندار تو بوئے ندارد
 نہ دروے دوستی بنیم نہ یاری
 نہ دروے تو روزے باز خندد
 شنیدم یک سخن با تو نگفتہ است
 ازیں صورت نظر بردار رستی
 نفیر انگینت چوں مرغان شبگیر
 در آن مالش گری برداشت انگ
 زمجون فساد صلاح جویاں
 نہ مسم از شراب خود پرستی
 ہموینا و صبرم پست کردست
 ز چشم آہو انش و ام دارم
 بہر یک غمزہ صد شمشیر دارد
 چہ ترسانیدم از شمشیر خوں ریز

من و جانے یہ بند عشق بندی
 شما دانید و اوج عزت و جاہ
 مرا گر روز من مسعود بودے
 تو اے فرزانہ پیر مصلحت ہیں
 سرم را راست خواہی کرد یا پائے
 من این آشفگی تنہا ندارم
 مرنج از گردن آستہ کہ زخاست
 مرا کار نیست افتادہ خدائی
 دگر بارہ حکیم خوب تشبیب
 طاقت کرد لیکن راحت آمیز
 بدو گفت اے جان آہستہ تر باش
 ترا اگرچہ موافق نیست پندم
 اگرچہ داروئے من تلخ است
 حذر کن چند روزے از خطر با
 سعادتہا برآرد آں بر تو
 از آں روزے کہ زادی تا بہ امروز
 بشد دور تعب زیں پس طربست
 ہم اکنون مشتری آید فلاں جائے
 و را خاطر طالع میں برا شفت

چہ خوانیدم بصد رہوشمندی
 مرا با من گزارید اندر این چاہ
 براں بندے کہ دارم عود بودے
 غم دنیا کہ خواہی خورد یا دیں
 خرد را ہوشش یا تدبیر یا رے
 نحوست با ست اندر روز گام
 کدہی جائے می بینی درو راست
 تو بے حاجت کمن کار آزمائی
 سخن را نوع دیگر داد ترکیب
 غمے آوردش اما شادی انگیز
 ز دور آساں صاحب خبر باش
 ولے بپذیر ہر نقتے کہ بندم
 بہ صحت چاشنی دادن چہ باست
 کہ شاخ بخت خواہد داد بر ما
 شمارے کردہ ام در اختر تو
 بدیدم از ضمیر حکمت اندوز
 غم و شادی عالم را سبب است
 ہم آنجا زہرہ باو عشرت افزا
 در آں آشفگی این حرف میگفت

که با من از ستاره کمتر که جو
 چه دانند اختران دور عالم
 بگویم سعد و نحس آسمان باز
 نه شش داند که آمد نام من شش
 نه خود را و نه میداند که شبسم
 نه کیوان سر خود داند کم و بیش
 ازین بابا برتر کار را نیست
 تو ای افسانه خوان داستان گو
 چه کردی گرد عسلی کاه ندانی
 چه حاجت بحث از خورشید و زامه
 چو آب از روی ظاهر بگنا هست
 و گر آب از گنجابه ماند و در بند
 گنه کار این وطن او رسن یاب
 ازین دیوانه گانه بخت چند
 چو دیدند آن رسن بندها آن خرف
 همه یکباره راحت ساز گشتند
 حسن عاشق ز انجم بر چه پرسد
 چو اهل عشق بر تقویم خستند
 بیا مطرب چو طبع زهره داری

که آگاه، سیم از آگاهانی تو
 نگیس را هم چه علم از دور خاتم
 بنفش کعبتین می ماند این راز
 تو خواهی خوش بیار و خواه نا خوش
 بدین منوال می دال نقش انجم
 نه بر جیس آگه از خیر میت خویش
 که بر هر کار خانه کار را نیست
 نداری از گل این باغ بابو
 حروف کاه خواندستی چه خوانی
 بیاخته فسر شو اندرین چاه
 همه ساله چرا موقوف چاهست
 رسن در گردن چسبیده که افکند
 بر دپستر چه شاکر در رسن تاب
 چو در در جمع آن گوش اندر افکند
 ز دیگر روز ناسه می شود صرف
 سر افکنده از آنجا باز گشتند
 ز ماه خویش پرسد هر چه پرسد
 که در روی احسن تقویم بیندند
 مکن در دور مجلس هرزه کاری

| | |
|---|--|
| ندیم است و توئی ساقیت مارا بیالے شعر خواں یا شعر خورسند چو من حرنے بخواں زین تخته خاک سیا مطرب طرب را وقت دریاب مرا با وقت با ساعت چه کار است | سعادتهاست زین تنگبیت مارا تو طالع میں نہ از شعریت پرسند کہ از غم تخته دل را کنی پاک منم خورشید کش ساقی سطرلاب چو می آید ہمہ وقت اختیار است |
|---|--|

خبر یافتن شحنے از عشق و بند نہادن

| | |
|--|--|
| چو عشق بید لے باد لستانے زن مرد از حدیث آں زن مرد اگر مردے ز زندیکان آں زن بر پیش شحنے آمد خاک بر سر بدہ داوے کہ بیدادی بے رفت جانے نام مارا خاک کردست ز نخلستان ماگشته رطب جوئے پس آنکہ کرد از آں سرگرہ باز بدو نیکی کہ پیش شحنے بودند بخواندش شحنے زنجیرے در دست اسیرے بند محنت ماگشیدہ بہ بندش در کشید آں چرخ قتال | شد اندر ہر دیارے داستانے بہر جائے کہ میشد قصہ میکرد شدہ تیرہ ز طعن دوست دشمن کہ ریزم خون خود با خاک این در ہمہ آب کساں از ناکی رفت دل از شرمے کہ باید پاک کردست کز آں نے رنگ خواہد یافت نے جوئے بہ پیش شحنے از انجام و آغاز بر آں و عویش اشہادی نمودند بدگر بند پایش کرد و ہم دست ہمہ زنجیر صبر از خود بریدہ ہمی گفت از سر حالت مر آں حال |
|--|--|

| | |
|---|--|
| <p> اکے چرخ کماں پشت کیس ساز گرت بد کرده ام بامن بدی گن پند و محکپس با ذره زوز مگس را سوختن هر چار سو پر چنین عاجز کشتی تا چند کردن دود ستم بر فلک از شور و نخت کجا رفت آنکرمی دید اختر من نه زهره دیدم و نه مشتری هیں با ایں دو عقدہ بایدم ز ہیں نالید روز و شب بریں حال </p> | <p> میر انداز جوانمردان سر انداز وگر کیس میکنی با خود خودی گن بزیر پایے پیل انداختن مور تلخ را در سیاست خار در سر چو من ناچیز را در بند کردن دو بند آہنی در پایے ماسخت سعادت کردہ نقش دفتر من بدر روزاں چہ جانیک اختر ی ندامت راس کہ یا نحو ذنب کینیت ہم انداز بند بروے تا بیک سال </p> |
|---|--|

خلاص یافتن عاشق از بند

| | |
|---|---|
| <p> چو نوشد سال سلطان السلاطین بہ تخت ملک دہلی پادشا شد اشارت داد آں حکمتی خداوند چہ در شہر و چہ در اطراف آفاق چو ایں حکم آمد از دہلی بنا گور بیامد بند از آں بیچارہ بردا چو دیوانہ بردل آمد ز زنجیر مغیث الحق غیاث دنیا و دین بے محتاج را حاجت روا شد کہ بردارید از ہر بندے بند ہمہ محبوس را فرمودہ اطلاق بحکم ایں اشارت شمنہ برفور ز کاہ خشک کوہ خارہ برداشت رواں شد چوں دلے جستہ نخبیر </p> | <p> چو نوشد سال سلطان السلاطین بہ تخت ملک دہلی پادشا شد اشارت داد آں حکمتی خداوند چہ در شہر و چہ در اطراف آفاق چو ایں حکم آمد از دہلی بنا گور بیامد بند از آں بیچارہ بردا چو دیوانہ بردل آمد ز زنجیر </p> |
|---|---|

چو تشنه کو لبوئے چه خزاں
 ہما بخا دید سروسیم تن را
 ہمی گفت آب در دیدہ کہ ایماہ
 قضا بر چاہ من بندے برا فرود
 دیریں بندم نہ پرسیدی تو یک روز
 دیریں بند ارگستے بند بندم
 نداغم کز چہ سنگ آمد دل تو
 کہنے زان سنگ امید گوہر شہ
 شہم تار یک روز تیرہ چندیں
 چو ہرگز دل نخواہی بست با من
 برانم کا فکرم خود را دیریں چاہ
 چو ایں گفت و گرفتندش چپہ را
 صبوری کن صبوری روز کے چند
 گرہ از کار ہر یک او کشاید
 غمت بسیار شد امید شادی
 نظیرے چند ازیں ساں یاد کرد
 دل عاشق بلا بہ کے شود نرم
 حسن تاروئے یار خود نہ بیند
 بیا مطرب ربا بت را بکف کن

پس از سالے بچاہ خود برآمد
 بت شکر لب شیریں دہن را
 بنودم قلن از عشقت بدیں چاہ
 غم ایں جانے و ایں بندے کرا بود
 غلط کردم ترا کے یا شد ایں سوز
 بنودے ایں تمنا سود مند مدم
 کد ایں آب تر کرد آن گل تو
 نہ زان آب تش دل کمتر شد
 چہ جانے میکم بر خیرہ چندیں
 چہ درخون میکشم پیش تو دامن
 تو از من واری من از خود ایماہ
 نمودش کہ ایں رہ راست سودا
 منال از بند لاد دل در خدا بند
 کشاید از تو ہم چوں وقت آید
 چنین امید ملک کی قبادی است
 بدیں لایہ دلش را شاد کردند
 تنور از برف باران کے شود گرم
 سرو سامان کار خود نہ بیند
 طرب را حلقہ در گوش دفکن

| | |
|--|---|
| <p>پہ نئے زن کو کہ لے ہم رنگ ہم راز بیالے شعر خواں شعرے کہ خواندی گلستانِ دگر را باز کُن در بیاساقی بیاراں جام جان بخش بمن دقماغے از دل بر آرم</p> | <p>بد سازی دے با ہمدان ساز گلے بوداں کہ بر مستان فشانندی وگرہ تازہ گردان مجلس از سر بجاں در اندہ دلہارا امان بخش وزو جان نو اندرتن در آرم</p> |
|--|---|

نرم شدن دل معشوق و سخن گفتن با عاشق و عہد دادن وصال

| | |
|--|---|
| <p>چنیں گویند انا بیانِ ایں دیر بزرگِ خور و روشن شد ایں حال شبے افشاندہ ماہ چارہ نور تو گفتی مہ ز انجم مایہ انگشت بر آمد صبح ناگہ و ایں درم خواند بت ہند و نژاد ایں شب بیازی ہمہ شب با پری رویان شب بیا چو وقت صبح دم شد یاد کوش پشیمان گشت ایں معشوق ز بیا شکیبائی بردن آمد دیر دہ در دل بر کشاد ایں سنگدل را بیاراں گفت ماہ یکک رفتار</p> | <p>کہ چوں یکچند شد ستارہ را سیر بدیں حالت بر آمد چارہ سال غبارِ ظلمت از آفاق شد دور ز بہر چارہ بازی درم ریخت گر کش روز پر ویں کال درم ہا چو ترکال غمزا در ترک تازی چو چشم یار خود بود دست بیدار کہ یاد آمد از ایں دہماے سر دیش کہ بود از عاشقے چندیں شکیبیا گھمید رحمت اندر دست کردہ بشت از سکہ او غش و غل را کہ فردا بار خواہم برد با یار</p> |
|--|---|

روم دستش بگیرم زان اسیری
 سخن گویم دزد هم راز پرسم
 گه مرهم نهم بر سینہ ریش
 ز لب احت زرخ بچالش بخشم
 دین اندیشه بود آں ماه تار دوز
 چو زین مینا بردن دوز لعل گل رنگ
 سراز سودای لعل دستان پر
 فنوسه بر وصال دوست میخورد
 که ای بخت ایں چه سختی می نمائی
 نیاید وقت آں کز من کنی یاد
 چه ناز ست آں ز من افروز کنی ناز
 فن خود ساز آں یار فزون
 سوارم را غنان دل بگرداں
 یکے آں سخت دل ادر دل افکن
 دریں بود دست کز ره گرد بر بخت
 بروں آمد ازاں گرد آفتابے
 ہماں ہر روزہ سرو گلشن افروز
 در آمد شاد پیشش یار غمشت
 بر پر سیدش کہ چونی حال نیست

چه خوب آید ز خوباں دستگیری
 فراق چند سالہ باز پرسم
 آہش طوقے دہم از بازوئے خوش
 کشم وانکہ بوسہ جانش بخشم
 کہ سر بر کرد صبح عالم افروز
 بر آورد آں فروماندہ سراز سنگ
 گے لعل از قرہ میر بخت کہ در
 عتابے بر خیال بخت میگرد
 دل تنگے بجاں آمد کجائی
 بر اندازی بنائے غم ز بنیاد
 چه شمت ایں بیا یا آشتی ساز
 فہم بردم دل جا دوضو نے ؟
 مہ خو کا سہ را منزل بگرداں
 کہ رحم آرد بدیں درد دل من
 ز روئے دل غبار درد بخواست
 چو گنجے رخ نہادہ در خرابے
 شگفتہ چوں گل رخ زو زو روز
 گرفتش دست و بوسے داد برد
 صاحب پار رفت امسال چو نیست

دلت چوں بود چندین سال در تاب
 چه خوں با خوردی اندر اشتیا قم
 چو خاک کے خوار مانده بر سر راه
 چو عیش خود چشیده تلخی از بند
 ربائی را ره و روئے نخبسته
 خدا داناست ای دیرینه یارم
 بتقصیرے کہ کردم عذر بپذیر
 کنوں چون نخت عهد کہنہ نو کرد
 قوی دل شو گزیں پس حال نکوست
 بفال نیک روز خویش خوش کن
 دریں یک ہفتہ چوں ماہ دو ہفتہ
 من و تو جام خوش خواہیم خوردن
 مرا جفتہ است باز رگان کہ ہر سال
 رود در باد یہ اشتر ستاند
 ہم اکنون با شریکان سفر ساز
 چو او از خانہ شد تو جا بمانی
 ہمیں کو پائے بیرون آرد از کوئے
 ترا در ہم گاہ وصل غواغم
 چو آن زنجیر کعبہ را ندیدہ

جگر چوں غور و چندین گاہ خوں تاب
 چه محنت با کشیدی دسراقم
 چو سنگے سر نہادہ بر سر چاہ
 کشیدہ چوں دل من سختی از بند
 بخون دیدہ از جاں دست شستہ
 اکمن از شوخی خود شرمسام
 گناہ از من گیر از نخت خود گیر
 فلک رخش و فارا گرم رو کرد
 دلیل حال نیکو فال نیکوست
 شب اندوہ را داغ حبش کن
 فوتر خلیش خواہی دید رفتہ
 بجلوت جائے خود خواہیم کمرون
 برو اشتر خریدن را بے مال
 فروشد پیل دارے زر بماند
 سفر را غم مطلق میکند باز
 درون دل قدم در نہ کہ جانی
 شود خارے کہ در راہ است کیوئے
 نثار چوں تو جانان جاں فشانم
 رہ غم را بسیا با نہا بریدہ

شنید آں زفر نہ بر چاہ زفرم
 بلا پرورد آں مہجور سکیں
 بہر جانب نظر افگند بختے
 سرے درپائے او آورده میگفت
 توئی یا خواب دیدم یا خیاست
 کہ امیں آوردیت لے گل اینجا
 چہ دولت بود کہ من یاد کردی
 چہ رحم آمد دل کا فروشت را
 من اندر خورد چون تو میہمانے
 چہ آرم پیش کش از ہر چہ خوشتر
 زجاں بایستہ تر باشد نثارے
 بوسلم وعدہ دادی راست یارا
 سخن کہنے کہ گفتمی لے پری رو
 تو خود بابے بیاری می نہی پیش
 بوعدت روشنائی تہامست
 چہ خوش باغیت روشن چشمہ سار
 رسید ابرو بر آدشت محتاج
 شباں ہم از برہ گوید بشارت
 بخندید آں گل از گفتار یارش

حضور کعبہ برو از حاجیاں غم
 نہ دل با او دراں نظارہ نے ویں
 نگوں بختے شدہ بیدار بختے
 کہ اے کس باتو ترقاق ایزد اں جفت
 کہ صلح آب در آتش محاست
 گل اینجا بہ کہ باشد بلبل اینجا
 خرابی را بہ بطف آباد کردی
 کہ نرمی داد طبع کشت را
 مہیلے کے تو انم کرد خوانے
 چہ دارم جان خشک دیدہ تر
 بمقدار قدم چوں تو یارے
 ز تو بخشش زمین درخواست یارا
 بیالائے تو ماند یا سمیں یو
 وے ترسم ز بخت بد کم و بیش
 ولیکن اختر من تیرہ فامست
 اگر باد خزاں نار و غبارے
 اگر فوج ملخ نماید بہت راج
 اگر گرگش نخواہد کرد غارت
 گرفت از دلنوازی در کنارش

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| چونرم وعدہ در طبخش بیار است | بجام بوسہ مستش کرد و بر خاست |
| ازاں خلوت چو آمد سوسے خانہ | ہی جست آں تمنا را ہسانہ |
| جہاں کو آرزو بارا کند خاک | زد اندرد امن مقصودشان خاک |
| حدیثاں جگر ہائے کہ خوش شد | بدیکر داستان گویم کہ چوں شد |
| بیامطرب بگو مارا سرودے | اگر گونی دہم از دیدہ رودے |
| سرودت را بود از رود ما آب | تو قدر این سرود و رود دریا |
| بیای شعر خواں تو کار خود کن | دل سرگشتہ مارا مدد کن |
| بخواں نقشے کہ مارا نور بخشد | شفائے در تن رنجور بخشد |
| بیاساتی بیار آں میوہ روح | پے راحت دہ دل ہائے مجروح |
| بیاتا در صف متاں نشینم | جدائی ہائے عالم را یہ بینم |

وقایع معشوق و سخن و خبر رسیدن عاشق و سخن او بر موفقت معشوق

| | |
|------------------------------|-------------------------------|
| چو ترک رومی از روز شب تار | بر آورد آتشی روشن عب و ار |
| تو گشتی شب چو صبح آتش افروخت | برسم ہندواں خود را در اں خست |
| بت بند و سرشت از خواب برخاست | نقاب ابراز ہمتاب برخاست |
| بشوہر دید عسرم راہ کردہ | بیج کوچ منزل گاہ کردہ |
| بیامد برگ رہ ترتیب کردش | براں زادے کہ بود از گرم و سرش |
| از آلاتے کہ اندر راہ شاید | بادش ہر متاعے کاں بیاید |
| چو ہم خانہ زخانہ سر بروں کرد | تو گوئی خانماں را سرنگوں کرد |

ہاندم تپ گرفت آن دل تنال
 پتے سوزندہ تراز آتش تیسر
 سہ روزاں نازنیں فادتا
 چہارم روزش آں بت تیر شد
 چو جان او ز سینه قصد لب کرد
 بہادر گفت اے تاج سر من
 مراد رہ کہ جانم بار بر بست
 بگو تا آتش و ہیڑم در آرد
 مرا خود آتش دل بہت بسیار
 ہیں اسباب من با من پسند
 زانم با کہ خواہد گفت ایں راز
 کہ یار د دیدہ جانش را در آن سوز
 منش وعدہ دہم بس رخت بند
 چہ گویم با کہ گویم چیست تدبیر
 جگر بشکافم و بیرون کشم دل
 اگر آید آں مخالف بخت بد روز
 بگویندش کہ رفت او دل نہیں جات
 بگفت این بہم پیوست دیدہ
 خروشنے زار از آن خانہ برآمد

آنہ دل را بلکہ کار افتادگان را
 لہذاں شدتن شمع شکر ریز
 بیکبارہ بہاند از خورد و از خواب
 گل سیراب راگونہ دگر شد
 بجاں در ماند مادر را طلب کرد
 صدف ساں بر و مارا گوہر من
 گل من رخت از ایں دار بر بست
 دگر زین سوختہ دو دے بر آرد
 تنے چوں ہیڑم خشک از غم یار
 کسے کو اینچنین مردہ است زند
 براں پیر اند ساز خانہ پرد از
 کہ میند طالع اورا بیاں سوز
 کند بر خویش یا بر بخت بندم
 کہ درد دل شست ناول در جگر تیر
 کسم ہر دو بیک جا در تیر گل
 خبر پرسد ز دل پسند دل افروز
 سہیں رہ رفتن منزل نہیں جات
 قفس بر جا و مرغ از دے پریدہ
 بہر دل زان خبر د دے بر آمد

ہر آنکس کو کشید آں در دجا نگاہ
 بر آئینے کہ باشد ہند دال را
 ز ناخویشاں و از خویشاں گروا
 ہمال نور باں خاشاک بردند
 بر آتش در زنداں خوابگہ را
 یکے از دوستان آں سید روز
 در آمدن ز آں کار اوفتادہ
 بگفتش چند پرسی از سرچاہ
 سفینہ غرق کن گوہر فرور سخت
 بمر آں مکہ و صلت عہد میداد
 چو این شربت بدیں بیمار دادند
 بر آورد از دل شوریدہ شورے
 چو سگ جانم بچندیں دلغ دین
 کرا زہرہ کہ او بر تابداں کار
 بدیں غمبا کہ اورا پائے و سر نے
 مزہ پر آجم و سینہ پر آذر
 گرفتند از جہاں بہرہ ہمہ کس
 بدیں سیرت بے فریاد ہا کرد
 نشانے جست از آن چوں نشافت

بر آورد از جگر جوش زجاں آہ
 بردوں بردند آں سرور جواں را
 بر آوردند ہمیزم ہا چو کوہے
 گلستانے بخارستان سپردند
 بمریخے قراں دادند مہ را
 چو زان آتش رسید اندر دلش سوز
 ہم از دل ہم ز دلبر اوفتادہ
 کہ دریا موج بر زد آہ کن آہ
 سعادت خشم کرد اقبال گریخت
 کنوں شہریت از مرگش بفریاد
 تو گفتی بند بندش بر کشادند
 کہ بازاری چہ یاد ہمچو روزے
 ز بے غم کش بچندیں غم کشین
 کرا طاقت کہ او بر آرداں بار
 ہمیں من نامزد یا شتم دگر نے
 مرا از پیراں می زاد مادر
 مرا بہرہ ہمیں بود از جہاں بس
 ازیں ساغر بے خون ہا خورد
 بصحرا راند و رو از شہر بر تافت

بروں آمد چو افیوں خورده مسته
 چو آں آتش بر او پیدا شد از دور
 که احسنت لے دلا رام و فاداً
 بگفتی با تو رو در رو نشینم
 میم وعده دہی خونم کشائی
 تو حوری عور در آتش نباشد
 مرا گفتی بخواہم ساخت بزمے
 برائے دوستان این بزم سازند
 ز تو یاری چنین آمد زہے یار
 روا باشد اگر مقصودت اینست
 من اینک رہ تو خواہم کشادون
 دین منزل نشد گروصل ساز
 بگفت ایند بجائے خود روان شد
 رسیدند اقربا و اولیایش
 نزد دست و محبت از پیش ایشان
 درو آتش آمد یار خود دید
 شرر زین سو رسید و شعلہ زان سو
 ورا پوشش گرفت زار می سوخت
 نظارہ گر گردد او زن و مرد

صفت امید را دیدہ شکستہ
 فغانے بر کشید آں جان رنجور
 چنین میعاد ساز و یار یا یار
 تو رو پنہاں کنی من در کہ بینم
 بہشتم گفتہ دوزخ می نمائی
 مرا در کام از در خوش نباشد
 کہ داوم با حریفی تو عزے
 حریفان را بدین مجلس نوازند
 چنین باشد سر و کارت زہی کار
 دلم با جان پاکت بمنشین است
 بہم خواہیست سر خواہم نہادن
 در آن عالم بہم خواہیم شد باز
 چو بادے جانب آتش دواں شد
 گرفتند از تلفت دست پیش
 سرے چوں روزگار خود پریشان
 بکار عاشقی ہم کار خود دید
 ہماں جاتکیہ زد پہلو پہلو
 فلک میں یار را با یاری سخت
 ہر اسیمہ شدہ زان داغ ذراں

پس از بر خاک غلطیدن بخواری
رواں گشتند آب از دیده ریزا
که این دیده کاینجا خوں نگرید
جوانان هر یک از سودائی یار
یکے در سوز مانده کین چه سازست
یکے در وجد پیرا هن زده چاک
یکے بر یاد مجنوں مست میراند
همه جا منتشر گشت این حکایت
که بر روی بته چوں بت پرست
چه وقت آمد فلک قزاق شکست
علی رغم جہاں خوش بود جمعی
جہاں آں باد قہر آتش افروخت
جہاں ظالم ادا و ناپیشیاں
بیاماد امن از وسع باز چنم
در آن کوشیم این جان خطرناک
بر ما انچه دل را میکند خوش
چو جہاں رفت از تن نالاں چنیز
درین ره خاک باید بودنے خاک
بد نیا انچه در وسع دل چہستی

پس از صد نوع نالیدن بزاری
تفت آتش ز صحن سینه خیزاں
چنین غوثا بہ بیند چوں نگرید
همه انگشت در دندان در آن کا
یکے در عین حیرت این چه بازست
یکے در چرخ چوں دوران افلاک
یکے افسانہ فسر باد میخواند
خبر شد شهرہ در شهر و ولایت

.....
نہ آں می ماند در محلبن آں مست

.....
کہ ہم پروانہ را ہم شمع را خست
بہ خون ریز من و تو بسته پیاں
حساب کار خود را باز بیسم
بر آید زین تن ناپاک یا پاک
ہمیں جان است آں ہم در کش
چو خرافاد از پالاں چہ خیزد
کہ تا راحت رسد از تونہ آزار
در حق گیر از در ہا برستی

جو انحراد و است کو مرد خدا شد

تو او را شو همسره عالم ترا شد

حکایت

سوئے پنچیر شد محسوسو غازی
لب جوئے و مرغے چند را دید
چنین گویند کاں جانب ہمائے
ملک پائے طلب بر جافشرہ
چو سرسپ کرد ایاز خویش را یافت
ملک گفت از چوایشان رہ نوری
بگفت اقبال از آں سایہ چو خیم
غرض چوں بندہ شد خاص خداوند
کسے کو کام دل را از خداوند
کجائی اے گرفتار دل مال
ایمن خویش دانستی جہاں را
ہمہ در بند غارت کردن تست
ایں گرہ زند مشکل شمارے
بر ہے در پیش با چندین درازی
قدم بر گیر و رمی بین وے رو
بخوبی خوش ز عمر خویش بر خور

کہ تا بازش کند با کبک بازی
در آن صید افگنی خوش گشت خندید
ہماناں روئے خود ہنمود جائے
سپاہش را طمع از جابے بردہ
کہ چوں خورشید رو از سایہ می یافت
تو ہم ہمسایہ اقبال گردی
من اندر سایہ اقبال شاہم
دو عالم پیش او بینی کمر بند
مباد اگر از او ماند از خدا ماند
بدست خویش گوش خویش میال
بدو دادی امانت نقد جاں را
سردشش طناب گردن تست
شباں گرگی کند دشوار کارے
تو با عذر آوران شیشہ بازی
مگیر از خرمن این کشت یک جو
کہ بر خوبی بید ہری کشتی سر

| | |
|---|--|
| <p> کند مرگ ازین کو تہ گلو گیر یکے در دوستان میں چند رانند چو ایشان را طلب کردن شتابی گلے را کز زین بر روید امسال مرا لایق ترے پر سید امر حسن گر باتو در سے ہم نفس بود اگر رفتند یارانت رہ خویش بیا مطرب تو راہ خویش را باش بر از از چنگ تالان مال زار بیایے شعر خواں بنشین زمانے بر آہنگے کہ مرغ صبح زارد بیاساقی بیازان خون جوشاں بدہ تامت گردم بے خبر نیز </p> | <p> چہ بندی مردے را در بہ زنجیر از ایشان ہل باشد چند مانند اگر آں گنج در خلوت بیابی بگو پارینہ یار از اچہ شد حال کہ در دل داغما دارم دریں سوز ورق بشکن ہمیں یک حرف بس ترا ہم ہست آں رہ رفتی پیش علاج این درون ریش را باش منم بانالہ وزاری و بایار ازین مجموعہ بر خواں داستانی بہر سخن از ہوا مرغان در آرد بدان خون خویش خانم را فروشاں کہ مستان فارغند از چیز و ناچیز </p> |
|---|--|

ذکر تطف ملک اعز الدین

| | |
|---|--|
| <p> کہے کہ نعتے را شکر گوید عیاذاً باللہ پیچید مرا ہم منعمے چون نعتے داد بنام او حکم این نامہ را نص </p> | <p> مزید روزگار خویش جوید ز بیچاں کارنی دوراں پیچید بہاید کرد شکر نعمتش یاد از و نام آوری از بندہ خلاص </p> |
|---|--|

یکے کز برج گردنش سز قصر
ستوده سیرت و فرخنده آئیں
محمد اسم و رسمش جلد محسود
چراغ دود اعظم نفاختان
بدانش، منشین عفتل والا
کرم در عهد او نامے گرفتہ
گنجش فقیر از کاں برآرد
بدر دادن کم از دریا کو شد
کر از رتنگ بزنکت در پیش
بر کب یافتن شہرے از و شاد
اگر دستش رسد بر قرص خور
ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے
خدایش بر صلاح کار دارد
بزرگا، کرم، عالی نسر ادا
چہ گویم محبت چوں تو کرے
کرم فرمودن خود خود بیندیش
مرازاں ترف دریاے خطرناک
پس اندر صد دولت راہ دادی
ز سلطان گنجم آوردی و تشریف

سر حیدر ملوک سر و عصر
کریم الخلق الحق عز و الدین
وجودش خاص بہر جود موجود
ملک خوانچہ کش زرش فلک
بہمت از مقام و ہم بالا
جہاں از عدلش آراے گرفته
ز کام ہر صدف دناں برآرد
وے خوش بخشد او دریا بجوشد
نشستہ تنگہا بخشد بہ درویش
خلائے باد پایاں نزد ادا
رواں بخشد بجائے تنگہ زر
ہمیں یک ذات او مانند دست برجا
ز شاخ عسر بر خوردار دارد
سرت در سروری پایندہ بادا
صفائے غازی خلقے عظیم
خصوصاً در حق بیچارہ خویش
تو آوردی بروں چوں گوہر پاک
محل دست بوس شاہ دادی
عطائے خود در انجا کردہ تضعیف

| | |
|---|---|
| <p> سرختم تو بگرفتی ز خفتن چو بیمار او فدا دم آینه‌هاست نوازش های بے اندازه کردی ز زربخشی و جان بخشی نمودن حسن اینجار سیدی در دعا تیج آهلی شاه را بر تخت گدار شهنشہ قرنہا با ملک مقروں ملک رادہ ملک را نودیدہ بیامطرب نوارا برکش آہنگ بیائے شعر خواہنا در چہ کاری بخواں ہر گفتم خوش کایدت یا بیاساتی بیاراں جام گل رنگ بمن وہ تا بنوشتم مست گردم </p> | <p> من این را کے تو انم شکر گفتن ازاں بیمار پرسی ہا کہ در تبست بشریت ہائے خاضم تازہ کردی نکردی کم بدیں نتواں فسنودن بدست تو چہ باشد جز دعا تیج ملک را از ہمہ آفت نگہدار ملک اہر دم ازوے دولت و افروں بدیشاں چشم بد میں نار سیدہ بزین در کاسہ طہور خود چنگ نثار وقت ماکن ہر چہ داری کہ بر خوش گوئی و خوش خال آفریں با مے رخشاں دروچوں لعل رنگ خردگو نیست شومن بہست گردم </p> |
|---|---|

تمت

| | |
|--|---|
| <p> ازیں پردہ چہ بازی میکشی باز بروں آرا از خلیطہ ہر چہ داری دل ویرانت از گنجینہ آباد ہنوزت حقہ پر لولہے نہاست </p> | <p> الاے قصہ پرواز سخن ساز حکایت ختم شد دیگر چہ داری ہنوزت بہت از آں افسانہ ہایا ہنوزت لب پر از نظم خوشا بہست </p> |
|--|---|

سپهر سر بلند و بخت فیروز
 چو تو نامد دریں روز زمانه
 نیاید از خساں این مهره سفتن
 بدیں طرز انچه می ماند تسمی
 ز سبب خوش گفتن آں پارسا پیر
 مرا بنگر زبانه انصافی خویش
 چه بے شرم که این در می کشایم
 ز من بے شرم ترجم مرد مانند
 چه گفتم کین سخن ناگفتنی بود
 ہی خواهم زیزداں تو هر دم
 چه کارست این موس کار بستن
 اگر خاطر عشق این در کشا دے
 حدیث عشق که سرتازه شد باز
 بخوابم کرد ترتیب شگرفی
 محبت لوح بود و عشق خانه
 نمودم اندرین چنداں تفکر
 بسال مہفصل این در شد نموده
 چو در نظم آمد این ابیات و کش
 نه از خود کردم این افسانه منظوم

ترا دادست ملک معنی امروز
 دو گانه گوئے جاوئے یگانہ
 نگو گویاں نکو دانست گفتن
 بنام ایزد چه خوش گوید نظامی
 لطافت در سخن چوں شہد و شیر
 گرفته از فضول این پیشه را پیش
 چناں گل دیدہ این گل مینایم
 کہ این خوانده از آں خویش خوانند
 رہ از خار خصومت رفتنی بود
 نه از ناگفتنی از گفتنی ہم
 ز تو نقشه بہر دیوار بستن
 کجا طبعم سخن را سر کشا دے
 بعشق آرایم انجامش چو آغاز
 دریں نامه ہشتم چند حرفی
 از اں نامش ہنادم عشق نامہ
 سواد یک شبہ بود این ہمہ در
 دوشنبہ غرہ ذوالحجہ بودہ
 شمر دم حاصل آمدش صد شش
 کہ شہور است این قصہ دران بوم

| | |
|---|--|
| <p>اگر گوی کہ ایں گفتن چرا بود بیان عشق کار ہر زبان نیست تو اں کردن بصد چشمہ زبان تر کہ کار عاشقی کار نیست جانی بیامطرب مکن از خویش یادے ز خود تو لے کہ من گفتم بدل کن بیا اے شعر خواں ایں نامہ برگیر تو بر خواں ایں مثال مہربانے بیا ساقی سر قرا بہ کبشائے</p> | <p>بیان عشق بے دیناں خطا بود چو قائل زندہ دل باشد زبیاں نیست ولیکن عشق دریا نیست دیگر ز کفر و دیں بردنست آن معانی دریں آتش کہ در کبر بادے بیک قول ہمہ اشکال حل کن فسونے نو دریں ہنگامہ برگیر بتوقع مقبول جاودا نے چو دیدی پیشہ ماہیت پیش آئے</p> |
|---|--|

بدہ آں می کہ عشقش مہر کردست
کزاں مے جز حسن دیگر نخواست

تمام شد کلیات حسن

و در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز

و در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز
 در این روز

و در این روز
 در این روز

اعلاط نامہ

کلیات امیرسن

| صحیح | غلط | ۶۴ | ۶۵ | صحیح | غلط | ۶۴ | ۶۵ |
|------------|----------|----|-----|--------|---------|----|----|
| تر | ر | ۵ | ۶۲ | ار | از | ۹ | ۹ |
| زاں | ازاں | ۷ | ۷۹ | دلے | دل | ۵ | ۱۸ |
| چو | تو | ۷ | ۸۲ | چو | جو | ۷ | ۷ |
| کو | گو | ۶ | ۸۵ | ار | از | ۶ | ۱۹ |
| کو | گو | ۱۰ | ۹۲ | خواہم | خواندم | ۲ | ۲۱ |
| مائیم | مایم | ۱۵ | ۷ | تذکیر | تذکیر | ۷ | ۲۷ |
| رو | زو | ۱۱ | ۹۶ | پیراہن | پیراہن | ۶ | ۲۹ |
| زاربا | زاربا | ۱۴ | ۹۷ | گامے | گامے | ۳ | ۳۲ |
| چو | چوں | ۳ | ۱۰۳ | رسد | رسید | ۱۲ | ۳۴ |
| بیدل کہ یک | بیدل بیک | ۷ | ۱۰۴ | بیش | بیش | ۱۵ | ۷ |
| طبیبا | طبیباں | ۱۱ | ۱۰۶ | پُر | پُر | ۱۵ | ۳۶ |
| چو | چوں | ۱۲ | ۱۰۷ | چو | پہ | ۵ | ۴۰ |
| ہچو | ہچوں | ۹ | ۱۱۱ | زبخت | چہ زبخت | ۱۵ | ۴۳ |

| صحیح | غلط | ۱۰۰ | ۱۰۰ | صحیح | غلط | ۱۰۰ | ۱۰۰ |
|----------|---------|-----|-----|-------------|-------------|-----|-----|
| شستہ | شستہ | ۱ | ۱۶۲ | اد قناد | انقناد | ۸ | ۱۱۵ |
| چنیں | چیں | ۵ | " | سجادہ | سجاد | ۱۳ | ۱۱۹ |
| سگ | سکے | ۶ | ۱۶۵ | توئی | توتے | ۱ | ۱۲۳ |
| یا | با | ۱۰ | " | قوی | توتے | ۱۳ | ۱۲۴ |
| نو | تو | ۱۳ | ۱۶۷ | کہ زدر | کہ در | ۳ | ۱۲۵ |
| دیدہ | دید | ۵ | ۱۷۰ | کز | کر | ۱۵ | ۱۲۶ |
| گوشو | کوش و | ۷ | ۱۷۲ | چہ | کہ چہ | ۲ | ۱۳۱ |
| گور | گورے | ۱۱ | " | مے جنیدی | مے جنیدی | ۹ | ۱۳۷ |
| بنیاد | میا | ۱۰ | ۱۷۴ | فشانی | فشانی | ۱ | ۱۳۹ |
| کو | گو | ۱۰ | ۱۷۵ | وار | و | ۵ | ۱۴۰ |
| سوز | سور | ۱۲ | " | نو | تو | ۲ | ۱۴۳ |
| دل بہتاں | دل بتاں | ۱۵ | " | چوں | چول | ۱۳ | " |
| بچن | بجمن | ۵ | ۱۷۶ | نوشیں | توشیں | " | " |
| چنگ | جنگ | ۱۲ | " | اگر | گر | ۹ | ۱۴۴ |
| زیر | ریر | ۱۱ | ۱۷۷ | ار | از | ۱۲ | ۱۴۶ |
| دشنام | دشنام | ۲ | ۱۸۰ | کراٹا کتبیں | اما اکاتبیں | ۱۱ | ۱۵۰ |
| بیہدہ | ایہدہ | ۳ | ۱۸۰ | ار | از | ۱۶ | ۱۵۴ |

| صحیح | غلط | صحیح | غلط | صحیح | غلط | صحیح | غلط |
|-----------|--------|------|-----|---------|---------|------|-----|
| میش | پیش | ۴ | ۲۰۵ | جبیدے | جنبدے | ۵ | ۱۸۰ |
| میہانیم | میہانم | ۱۳ | ۰ | بعرے | بعرے | ۱۵ | ۰ |
| دادہ | داد | ۶ | ۲۰۷ | چو | جو | ۳ | ۱۸۱ |
| ملک دل | ملک دل | ۵ | ۲۰۸ | دیدیم | دیدیم | ۲ | ۱۸۳ |
| گم | کم | ۳ | ۲۰۹ | خوانیم | خوانی | ۲ | " |
| زلف | رلف | ۹ | ۲۱۰ | ریز | زیر | ۲ | ۱۸۴ |
| کردند | کردد | ۹ | ۲۱۱ | چو | جو | ۶ | ۱۸۵ |
| چست | جست | ۱۳ | " | اوقند | افتد | ۲ | ۱۸۷ |
| نوازش | نوارش | ۵ | ۲۱۷ | اے کے | اے | ۱ | ۱۹۰ |
| رنگ | زنگ | ۸ | " | خوں | چوں | " | " |
| چوں | چو | ۳ | ۲۲۰ | بر | بز | ۵ | ۱۹۱ |
| خال | حال | ۱ | ۲۲۱ | کبکچ | کچکچ | ۱۲ | ۱۹۲ |
| تو کہ یکے | تو کیے | ۱۱ | ۲۲۲ | با | یا | ۱ | ۱۹۷ |
| جبار | جبار | ۱۳ | " | ار | از | ۸ | ۱۹۸ |
| بنال | بنال | ۱ | ۲۲۵ | اے کے | اے | ۸ | ۲۰۰ |
| کنند | کند | ۵ | ۲۳۳ | اے ز تو | اے تو ز | ۶ | ۲۰۳ |
| حق کہ من | حق من | ۷ | " | دست | ست | ۳ | ۲۰۵ |

| صحیح | غلط | ۶ | ۷ | صحیح | غلط | ۶ | ۷ |
|-------|-------|----|-----|----------|-----------|----|-----|
| قبول | قبولے | ۲ | ۲۹۵ | بخیرش | بخیرش | ۷ | ۲۳۵ |
| زیاں | زیاں | ۳ | ۳۰۹ | میکاشتم | میکاشتم | ۱ | ۲۳۸ |
| اکنوں | کمنوں | ۳ | ۳۱۲ | کوبت | کویت | ۳ | ۲۵۰ |
| نہم | نہند | ۹ | ۳۱۶ | رحمت | زحمت | ۳ | ۲۵۱ |
| وار | دار | ۱۵ | " | بجانبے | بجانب | ۱۱ | ۲۵۳ |
| نیشی | نیشی | ۲ | ۳۱۷ | جہت | بہت | ۲ | ۲۵۵ |
| بند | بند | ۷ | ۳۱۸ | مو | مو | ۱۰ | ۲۵۸ |
| خرقہ | خرقہ | ۱۰ | ۳۲۲ | فضل | فضل | ۱۳ | " |
| ماہ | ا | ۶ | ۳۲۳ | از باراں | ازو باراں | ۱ | ۲۶۰ |
| جاناں | جاناں | ۶ | ۳۲۶ | ست | ست | " | " |
| از | ازاز | ۶ | ۳۲۷ | نورسحر | نورسحر | ۵ | ۲۷۲ |
| قرغان | قرغان | ۱۰ | " | گوہرم | گوہر | ۲ | ۲۷۳ |
| ہر | ہر | ۳ | ۳۲۲ | ماں | ناں | ۱ | ۲۸۳ |
| ار | از | ۷ | ۳۲۳ | نشان | شان | ۳ | ۲۸۷ |
| با | یا | ۱۳ | ۳۵۳ | رواں | رواں | ۱۳ | " |
| وے | وے | ۱۳ | ۳۶۶ | تا | تا | ۹ | ۲۸۹ |
| درو | دروے | ۳ | ۳۷۲ | تعویذ | تعویذ | ۱۱ | ۲۹۲ |

| صحیح | غلط | ۶ | ۶ | صحیح | غلط | ۶ | ۶ |
|------------------|----------------|----|-----|------------|---------|----|-----|
| سرانافقان صبرا | سرانافقان صبرا | ۱۴ | ۴۴۴ | زر زلفت ار | زلفت از | ۱۴ | ۴۸۲ |
| عزت | غیرت | ۴ | ۴۴۸ | بظاں | بظاں | ۴ | ۴۸۴ |
| جهانیات | جهانیات | ۱۲ | " | ز | چو | ۵ | ۴۰۲ |
| زهر | زهر | ۱۴ | " | گر | کز | ۱۴ | ۴۰۴ |
| سی حسد | سی حسد | ۱۸ | ۴۴۹ | لعل دور | لعل در | ۳ | ۴۰۶ |
| چهار قلعه که اند | چهار قلعه چار | ۲ | ۴۵۴ | تیر | تیرے | ۱۳ | ۴۱۰ |
| پاکش | باکش | ۶ | ۴۶۵ | نکو | نیکو | ۱ | ۴۱۵ |
| گل | کل | ۲ | ۴۶۱ | انہار | انہا | ۳ | ۴۱۸ |
| خندہ | صد | ۴ | " | ننی | ن | ۸ | ۴۲۵ |
| خداش | خدایش | ۱۲ | ۴۶۲ | چو | پچل | ۹ | ۴۲۶ |
| کفے | کے | ۱۵ | ۴۶۳ | کشدے | کشدے | ۳ | ۴۳۵ |
| خرج | چرخ | ۱ | ۴۶۹ | قلع | قلعہ | ۲ | ۴۳۶ |
| مبادا | مبادہ | ۹ | " | ب | بر | ۷ | ۴۳۸ |
| صیدگاہش | صدگاہش | ۱۰ | " | تازگی | بارگے | ۱۸ | ۴۳۹ |
| کہ | گہ | ۱۲ | " | عطا | عطا | ۱۵ | ۴۳۳ |
| زہرہ | زہر | ۱۴ | " | حجاب | حجاب | ۱۴ | ۴۴۴ |
| نفل | لعل | " | " | بدعا | بدعا | ۶ | ۴۴۶ |

| صحیح | غلط | ۲ | ۳ | صحیح | غلط | ۲ | ۳ |
|---|---------|----|-----|--------------|-----------|-------|-----|
| تیز | تیر | ۱۵ | ۵۲۵ | جہاں تان باد | جہاں تاند | ۳ | ۳۸۰ |
| ہزار | ہرار | ۱۴ | ۵۳۱ | کل | گل | " | " |
| داب و | د | ۱۱ | ۵۳۷ | نہال | نہاد | ۱۲ | " |
| صورت | صوب | ۱۶ | ۵۴۰ | افروز | فیروز | ۱۱ | ۴۹۰ |
| چو | تو | ۶ | ۵۴۲ | روز | رور | ۳ | ۵۰۰ |
| برخوردار | برخودار | ۱۵ | ۵۶۵ | گیرند | گیرد | ۲ | ۵۰۸ |
| زیں | زین | ۹ | ۵۶۹ | یہ بخشاے | بخشاے | ۹ | ۵۱۱ |
| می صفت | ے صفت | ۲ | ۵۷۰ | شاماں | ساماں | ۱۵ | " |
| پیوست | پیوست | ۶ | ۵۸۸ | سافر خانہ | گوسفند بچ | حاشیہ | " |
| راستاں | براستاں | ۱۰ | " | چو شفق | زشفق | ۲ | ۵۱۳ |
| انتباہ: شمارہ صفحہ ۹۸ غلط چاند ست تصحیح باید نمود | | | | بفضل | بفضل | " | " |
| باش | ماش | ۱۱ | ۵۸۹ | دراں | ودراں | ۱۳ | ۵۱۹ |
| ویا خوں | ریا خوں | ۱۸ | ۵۹۶ | عقل فضل | عقل فضل | ۱۵ | ۵۲۱ |
| خاصم | خاصم | ۳ | ۶۲۱ | ورابعہ | وہم رابعہ | ۱۷ | ۵۲۲ |



ALLAMA IQBAL LIBRARY



38536



دام اقبالہ

سرہماراجہ مین السلطنہ بہادر صد اعظم باب حکومت
نے

از راہ علم دوستی دیوان حسن کی دائمی اشاعت کا

حق

مکتبہ ابراہیمیہ کو عطا فرمایا ہے

